کشف المحجوب

از

## علی بن عثمان هجویری معروف به داتا گنج بخش علیه الرحمة

(متوفی بین ۴۸۱ — ۵۰۰ ھ)

## از روی قدیم ترین نسخه که بقلم خواجه بهاء الدین زکریا ملتانی رحمه الله منقول

و یکی از نسخ گران بهای کتاب خانهٔ پروفسور مولوی محمد شفیع است ،

با مقدمه


پروفسور ڈاکٹر مولوی محمد شفیع (ستارهٔ پاکستان)

ایم-اے (کیمبرج)، ڈی - او - ایل

نشانِ دانش درجهٔ اول و نشانِ سپاس درجهٔ اول (ایران)

رئیس سابق قسمت دائرة المعارف الاسلامی - پنجاب یونیورسٹی لاہور


بسعی و اهتمام


احمد ربانی

ایم-اے - پاکستان ریلوے سروس

لاهور

نام کتاب کشف المحجوب

مصنّف علی بن عثمان ہجویری معروف بہ "داتا گنج بخش"

طابع شیخ حامد محمود

مطبع نوائے وقت پرنٹرز۔ لاہور

ناشر احمد ربانی

کاتب حکیم، محمد شفیع

ضخامت ۴۸۱ صفحات

قیمت قسم اعلیٰ ۳۵ روپے

قسم ثانی ۱۵ روپے

# فہرست

# پیش لفظ

حال ہی میں ماسکو سے "کشف المحجوب" کا ایک پرانا نسخہ روسیوں نے چھپوایا ہے۔ اس کے دیباچہ میں یہ مذکور ہے کہ دنیا کا قدیم اور صحیح ترین نسخہ والد بزرگوار ڈاکٹر محمد شفیع مرحوم و مغفور کی ذاتی لائبریری میں موجود ہے، والد صاحب کے شاگرد رشید شیخ محمد اکرام سی، ایس، پی کے علم میں جب یہ بات آئی تو انہوں نے میرے عزیز اور مشفق دوست سید محمد ہاشمی فرید آبادی کی وساطت سے مجھے کہلوایا کہ اس انمول نسخہ کو چھپوانا چاہیئے۔ مجھے سید ہاشمی مرحوم کا بےحد احترام تھا، چنانچہ میں نے اس کام کی حامی بھر لی، شیخ محمد اکرام اُس وقت محکمہ اوقاف کے حاکم اعلیٰ تھے، چنانچہ انہوں نے نہایت خلوص سے یہ پیش کش بھی کی کہ محکمہ اوقاف اس گوہرِ بے بہا کو چھپوانے کے لئے میری کچھ مالی امداد بھی کرے گا، مجھے اعتراف ہے کہ اگر شیخ صاحب ہر مشکل مرحلے پر میری مدد پر کمربستہ نہ ہوتے تو میں یہ عظیم کام کبھی اس کامیابی سے سر انجام نہ دے سکتا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔

سرکاری کام کی گوناگوں مصروفیات کی وجہ سے مجھے بہت کم فرصت میسر تھی، اس پر چھ سو صفحات کے قلمی نسخہ کا دوبارہ مرتب کرنا میرے لئے انتہائی دشوار اور صبر آزما مسئلہ تھا، اس کام میں والد مرحوم کے ایک دیرینہ شاگردِ منشی محمد شفیع خوشنویس (حکیم حاذق) نے میرا ہاتھ بٹایا یہ صاحب اُن کی وفات کے بعد ۱۹۶۴ء سے میری کتابوں کی کتابت کر رہے ہیں، انہوں نے میری بہت حوصلہ افزائی فرمائی، بلکہ ذاتی مدد کرنے کا یقین دلایا، بغیر کسی اجرت کے، اور بغیر کسی صلہ کے، تعجب ہوا کہ اس زمانہ میں بھی ایسے بے لوث اور علم دوست حضرات موجود ہیں جنہیں استاد کا حق ادا کرنے کا

جنجال ہے۔ منشی محمد شفیع صاحب نے تین سال اس نسخہ کا مسودہ تیار کرنے میں میرے ساتھ مسلسل کام کیا اور ہم دونوں نے اس نسخہ کو اوّل سے آخر تک کئی مرتبہ پڑھا۔ خدا انہیں عمرِ دراز اور اجرِ عظیم عطا فرمائے، ان کی مدد کے بغیر یہ نسخہ میں مکمل نہ کرسکتا تھا۔

میں نے اس قدیم ترین تصنیف کو بعینہٖ منتقل کرنے میں انتہائی ادبی دیانتداری کو ملحوظ رکھا ہے، اگر قارئین حضرات میں سے کسی کو اس کتاب میں کوئی سقم نظر آئے تو اس میں میرا قطعی کوئی قصور نہیں، کتاب میں جو لکھا تھا اور جیسے لکھا تھا، میں نے من و عن نقل کردیا ہے۔ ہاں انسانی کمزوری کو مدِّنظر رکھتے ہوئے، میری انتہائی کوشش اور احتیاط کے باوجود اگر کوئی غلطی سہواً رہ گئی ہو تو میں عفو کا طالب ہوں، میرا مقصد محض یہ ہے کہ یہ گوہر نایاب دنیا کے سامنے آجائے اور زمانہ کے انقلابات اور حادثات اس کو صفحۂ ہستی سے نہ مٹا سکیں۔

حُسنِ اتفاق دیکھیے کہ والد محترم نے اس نسخہ کا خود کسی وقت دیباچہ لکھا تھا، وہ میں نے بہت تلاش کے بعد ڈھونڈ نکالا، اس دیباچہ کا پڑھ لینا بہت ہی دشوار تھا، الحمد للہ میں نے اسے کامیابی سے اس کتاب کی ابتدا میں نقل کردیا ہے۔ ناظرین کے لیے بطور نمونہ دو صفحوں کی تصویریں بھی چھاپ دی ہیں کہ وہ خود اندازہ لگا سکیں کہ اسے صحیح نقل کرنا کتنا مشکل تھا، اس کام میں والد مرحوم کے اسٹینو گرافر مولوی احمد شاہ صاحب نے جو اس وقت ریلوے میں ملازم ہیں، میری امداد کی، ان کا تہ دل سے ممنون ہوں۔

قارئین کی دلچسپی کے لئے میں نے "کشف المحجوب" کے صفحہ اوّل و آخر کی اور بادشاہوں کی مہروں والے دو صفحوں کی تصویریں بھی چھاپ دی ہیں، آخری تصویر کے نیچے غالباً دارا شکوہ کے دستخط ہیں۔

اس نسخے کو مرحوم سید محمد ہاشمی فرید آبادی اور سندھ یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفٰے خان نے بھی ایک مرتبہ پڑھا ہے، اس کے لئے ان دونوں حضرات کا شکریہ مجھ پر واجب ہے۔ میں اپنے عزیز دوست ڈاکٹر محمد بشیر حسین پروفیسر اورینٹل کالج

لاہور کا بھی ممنون ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کی طباعت میں ہر ممکن مدد کی اور مجھے بعض مفید مشوروں سے نوازا۔ صاحب لطیف و بخت ور، بہرہ ور

آخر میں ایک روح پرور واقعہ قلمبند کرنا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ اہل دین اس پر غور کریں اور محظوظ ہوں، حضرت بہاؤالدین زکریاؒ کے خط کا نمونہ دنیا میں ناپید ہے، ان کے مرید بے شمار ہیں غالباً والد مرحوم کو ڈر تھا کہ ان کا یہ نسخہ چوری نہ ہوجائے اس لئے انہوں نے صرف اسی ایک نسخے کو اپنے سینکڑوں نسخوں میں سے احتیاطاً الماری میں پیچھے چھپا کر رکھا ہوا تھا، جب میں نے شیخ محمد اکرام کے کہنے پر کتاب چھپوانے کا ارادہ کیا تو مجھے اس بات کا علم نہ تھا کہ والد مرحوم نے اسے چھپاکر رکھا ہے۔ چنانچہ میں نے اس نسخے کو ڈھونڈنے کے لئے گھر کا کونہ کونہ چھان مارا، مگر اس کا کہیں پتہ نہ پایا۔ حیرت ہوئی کہ کہاں غائب ہوگیا ہے۔ میں یہ تو خوب جانتا تھا کہ والد محترم اپنی کوئی کتاب کبھی کسی کو عاریۃً بھی نہ دیتے تھے، اور قلمی نسخہ کا تو ذکر ہی کیا۔ سخت دل برداشتہ ہوا، اور سمجھا کہ وہ غائب ہوگیا ہے، ذہنی کوفت اور روحانی پریشانی میں رات کو سویا، خواب میں حضرت داتا گنج بخشؒ تشریف لائے، ان کا جلال اور رعب مجھ پر اتنا طاری تھا کہ میں بیان نہیں کرسکتا، چنانچہ میں نے انہیں نظر اٹھا کر دیکھنے کی بھی جرأت نہ کی، بلکہ "کشف المحجوب" کا نسخہ ان کے سامنے کھول کر کھڑا ہوا اور کہا "داتا، اس آدمی کو آپ سے کس قدر عقیدت ہوگی کہ اتنی خوبصورت کتابت کی ہے"۔ صبح اٹھا تو طبیعت بشاش تھی، کدورت دور ہوئی اور میں نے جاکر سید محمد ھاشمی سے اپنا خواب بیان کیا، مسرت سے ان کے چہرے پر رونق آ گئی، انہوں نے کہا کہ یہ اشارہ ہے کہ نسخہ گھر ہی میں موجود ہے۔ چنانچہ میں نے اللہ کا نام لے کر اسے دوبارہ تلاش کرنا شروع کیا، میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی جب وہ مجھے آخرکار دوسرے قلمی نسخوں کے پیچھے رکھا ہوا مل گیا۔

کچھ دنوں کے بعد اس کتاب پر کام شروع ہوا تو رات کو سوتے میں حضرت داتا گنج بخشؒ پھر خواب میں تشریف لائے۔ ان کے دست مبارک میں سفید کپڑے کی ایک

بڑی سی گٹھڑی تھی اور فرمانے لگے: "یہ تحفے میں تمہارے والد کے لئے لایا تھا، مگر اب تمہیں دیتا ہوں"۔ میں نے ان کی جی بھر کر زیارت کی، جب میں نے اس گٹھڑی کو کھولا تو اس میں ایک بیش قیمت، خوبصورت سفید اُونی چغہ تھا، "داتا" نے کہا: "مجھے پہن کر دکھاؤ"۔ میں نے پہنا اور ان سے کہا: "داتا دیکھئے یہ میرے ٹخنوں تک آتا ہے"۔ اس وقت میں خوشی اور انبساط سے دیوانہ ہُوا جاتا تھا۔ اس کے بعد میں نے گٹھڑی سے ایک اُون کا گولا نکالا اور اپنی ایک عزیزہ سے، جو میرے پاس کھڑی تھی (اور جو مجھے اب یاد نہیں) کہا: دیکھو! داتا میرے لئے اُون کا گولا لائے ہیں کہ تم جرسی بُن کر مجھے دو، اس پر داتا نے اشارے سے میری بات کی تصدیق کی۔ گٹھڑی میں تیسرا تحفہ ڈور کا ایک گولا تھا (جس سے لوگ پتنگ اڑاتے ہیں) اس گولے میں ڈور اوپر سیاہ رنگ کی تھی اور نیچے سفید! مجھے پتنگ اڑانے کا شوق ہے چنانچہ یہ تحفہ دیکھ کر میں بہت خوش ہُوا، داتا صاحب مجھے یوں خوش دیکھ کر بڑے دل نواز انداز میں مسکرائے۔

اس خواب کا ذکر سیّد ہاشمی سے دوبارہ کیا تو ان کی خوشی کا اندازہ لگانا مشکل تھا، کہنے لگے: خوش بخت ہو کہ تمہارے اس منصوبے کی تصدیق داتا صاحب نے فرمائی ہے۔ اب یقیناً تم یہ کام پایۂ تکمیل تک پہنچاؤ گے تعجب ہے کہ مجھے ان تمام مشکلوں، مجبوریوں اور مالی تکلیفوں کے باوجود اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی سعادت میسّر آئی۔

"کشف المحجوب" حاضر ہے۔ اسے پڑھیے اور زندگی کے رموز و اسرار سے پردہ اٹھا کر زندگی کی صحیح تصویر دیکھیئے۔

کچھ ایسے روپ میں محبوب بے حجاب ہُوا ⁂ کہ حُسنِ کشف نے بدلا دل و نظر کا مزاج

(محمد خان کلیم)

احقر العباد

احمد ربانی

ایم۔اے۔پاکستان ریلوے سروس

۳۰ اکتوبر ۱۹۶۸ء

۴۲ میکلوڈ روڈ ۔ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# مقدّمہ

داتا گنج بخش کی زندگی کے حالات کم و بیش اتنے ہی معلوم ہیں جتنے انہوں نے خود استطراداً کشفُ المحجوب میں بتائے ہیں۔ شاید ہی اس سے زائد کوئی بات کسی اور ماخذ سے ملے۔ ان کے متعلق نفحات الانس میں ہے کہ علی بن عثمان بن علی جُلّابی غزنوی عالم و عارف تھے۔ شیخ ابو الفضل بن حسن خُتّلی کے مرید تھے اور بہت سے اور مشائخ کی صحبت سے بھی فیض اٹھایا تھا وہ کشف المحجوب کے مصنّف ہیں، جو اس فن (یعنی تصوّف) کی مشہور معتبر کتابوں میں سے ہے، انہوں نے بہت سے لطائف و حقائق اس کتاب میں جمع کر دیئے ہیں،

اپنے مرشد جناب الختلی کے متعلق کشف المحجوب میں وہ لکھتے ہیں:

"طریقت میں مَیں ان کا پیرو ہوں۔ وہ تفسیر و روایات کے عالم تھے اور تصوّف میں جنیدؒ کے مذہب کے پیرو تھے اور جناب حصری کے مرید تھے، ساٹھ سال تک گوشہ نشین رہے اور گمنامی اختیار کیے رہے، زیادہ تر وہ جبل* لکام میں منزوی رہے۔"

* [یعنی جبل لبنان میں جس کے متعلق ابن بطوطہ (۱: ۱۸۴) نے لکھا ہے کہ وُہ دنیا کے نہایت سرسبز پہاڑوں میں

نسخوں میں یوں ہے "اور میں شہر لہانور میں جو ملتان کے مضافات میں ہے ناجنسوں کے درمیان گرفتار ہوں"۔ اس جملہ سے ظاہر ہے کہ کشف المحجوب کا اقلاً کچھ حصہ لاہور میں مرتب ہوا۔

خلاصۃ التواریخ میں ہے کہ "جناب ہجویری غزنین سے سلطان محمود کے ہمراہ آئے اور سلطان نے فتح لاہور کو ان کے برکاتِ قدم کی طفیل سمجھا۔ یہ بیان غالباً درست نہیں اس لیے کہ اگر بقول عبد اللطیف سلطان محمود نے لاہور ۳۹۳ھ میں فتح کیا جو غالباً داتا صاحب کے بچپن کا زمانہ ہے یا وُہ شاید اس وقت ابھی پیدا بھی نہ ہوئے ہوں۔

ان کے ورود لاہور کے متعلق فوائد الفواد (لکھنؤ ۱۹۰۸ء) ص ۳۵ میں ایک دلچسپ گفتگو لکھی ہے حضرت نظام الدین اولیاء قدس اللہ سرہ العزیز نے ۹ ذوالقعدہ ۷۰۸ھ کی مجلس میں لاہور کی قبروں کا ذکر کیا ہے آپ نے فرمایا "بہت بزرگوں کی خواب گاہ وہاں ہے۔ پھر جامع فوائد سے پوچھا "تم نے لاہور دیکھا ہے"۔ عرض کیا گیا "دیکھا ہے"۔ اور بعض بزرگوں کی (قبروں کی) زیارت کی ہے۔ مثلاً شیخ حسین زنجانیؒ اور دوسرے اولیاء کی۔ فرمانے لگے کہ مخدوم علی ہجویری سے پہلے ان کے مرشد نے ان کے پیر بھائی خواجہ حسین زنجانی کو لاہور کا قطب مقرر کیا ہُوا تھا جب مخدوم صاحب کو لاہور جا کر مقیم ہونے کا حکم ملا تو انہوں نے کہا کہ زنجانی وہاں ہیں ان کے ہوتے میرے بھیجنے میں کیا حکمت ہے؟ جواب ملا تم وہاں جاؤ تم کو حکمت پوچھنے سے کیا واسطہ؟ غرض جب یہ لاہور پہنچے تو رات کو شہر کے باہر ٹھہرے صبح جب شہر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ خواجہ زنجانیؒ کا جنازہ آ رہا ہے۔ یہ جنازے کے ہمراہ ہوئے اور واپسی پر شہر کے مغرب میں جہاں ان کا مزار مبارک ہے جا ٹھہرے۔

شیخ حسین زنجانیؒ اور شیخ علی ہجویری دونوں، ایک ہی پیر کے مرید تھے، وُہ پیر قطبِ عہد تھا۔ حسین زنجانی مدّت سے لاہور میں مقیم تھے، کچھ عرصہ کے بعد خواجہ علی ہجویری کے پیر نے ان سے فرمایا کہ "لاہور جا کر مقیم ہوں" عرض کیا کہ شیخ

حسین زنجانی وہاں ہیں" فرمایا "تم جاؤ تو سہی"۔ جب علی ہجویری حکم کے مطابق لاہور پہنچے تو رات کا وقت تھا صبح ہوئی تو شیخ حسین کا جنازہ لوگ باہر لائے۔

اس کے برعکس ملّا جمالی نے سیر الاولیار قلمی ص ۲۰ پر لکھا ہے کہ جب خواجہ لاہور پہنچے تو ہجویری کا اسی سال میں انتقال ہوچکا تھا مگر حسین زنجانی زندہ تھے۔ ان ہی دنوں میں دلّی فتح ہوئی اور معز الدّین محمد سام بطرف غزنی روانہ ہوا اور راہ میں مارا گیا۔ حالانکہ دلّی ۵۸۹ھ میں فتح ہوئی اور محمد سام ۶۰۲ھ میں مارا گیا۔ جمالی میں خواجہ اجمیر کی چلہ کشی بر مزار داتا صاحب کا ذکر نہیں البتہ ص ۸ پر ہے کہ جیال جو بغداد سے ۷ دن کی راہ پر ہے وہاں شیخ عبد القادر جیلانی کے پاس ۵ ماہ ۷ دن رہے۔ ان کا حجرہ وہاں ہے۔ جمالی نے زیارت کی۔

شیخ حسین زنجانی کا حال لاہور کی تاریخوں میں ملتا ہے مگر ان کی تاریخ وفات کا صحیح پتہ ان سے نہیں ملتا اگر مل جائے تو پیر ہجویری کے ورود لاہور کی تاریخ مل جائے۔ سید محمد لطیف نے یہ تاریخ ۴۳۱ھ (۱۰۳۹-۱۰۴۰ء) دی ہے مگر ان کا ماخذ معلوم نہیں۔ اگر یہ صحیح ہے تو یہ زمانہ غزنویوں میں سے سلطان مسعود اوّل بن محمود غزنوی کی سلطنت کا تھا۔

دارا شکوہ نے سفینۃ الاولیار میں ان کی ایک کرامت کا ذکر کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ایک مسجد بنوائی تھی جس کی محراب اور مساجد لاہور کی نسبت مائل بجنوب تھی اور علمار وقت کے اعتراض پر خود امامت کرائی۔ تب مقتدیوں کو کعبہ مسجد کے محاذ میں نظر آیا (دیکھیے تحقیقات چشتی)

اسی قسم کا قصہ حسن افغان مرید خواجہ بہار الدین زکریاؒ کا سیر الاولیار صفحہ ۵۸ میں ہے کہ دہلی میں ایک مسجد بن رہی ہے لوگ شک میں تھے انہوں نے اشارہ کیا کہ وہ دیکھو کعبہ۔

اس کے بعد صاحب سفینہ نے لکھا ہے ان کی قبر بھی ان کی مسجد کی

محراب کے مطابق ہے۔ ہمارے ایک فاضل معاصر نے اس مسئلہ پر توجہ دی ہے کہ سوائے شاہی مسجد کے، دورِ انحطاط کی مساجد کا رُخ صحیح سمت قبلہ کی طرف نہیں ہے پرانی مسجد کو چند مرتبہ از سر نو تعمیر کیا گیا اور مسجد قدیم اس وقت بصورت قدیم موجود نہیں مگر ریاضیین کے نقطۂ نظر سے یہ مسئلہ تحقیق طلب ہے کہ مسجد اور قبر کی سمت میں کیا نسبت ہے؟ اور وہ سمت کیا ہے؟

داتا صاحب کے متعلق مولانا جامی نے لکھا ہے کہ وہ عالم اور عارف تھے۔ صاحب خزینۃ الاصفیار نے لکھا ہے کہ وہ "جامع علوم ظاہری و باطنی زاہد متورع متّقی صاحب خوارق و کرامت اور حنفی المذہب تھے۔ لاہور میں دن کو تدریس و تعلیم اور رات کو تلقین میں مصروف رہ کر ہزار ہا جہلاء کو عالم و فاضل اور صدہا گم کردگان راہ حق کو راہِ راست بتائی"۔ ان کی تاریخ وفات نفحات اور حاشیۂ نفحات مآثر الکرام (آگرہ ۱۹۱۰ء، ۱: ۷) میں نہیں دی ہے اور اکثر دیگر مآخذ میں اور مزار کے کتبوں میں ۴۶۵ھ درج ہے اور لفظ سردار اس کو ظاہر کرتا ہے۔ صرف خزینۃ الاصفیار میں سفینۃ الاولیار کے حوالہ سے لکھا ہے کہ وہ ۴۶۰ھ یا ۴۶۶ھ میں فوت ہوئے۔ مگر دارا شکوہ کے خود نگاشتہ نسخہ میں جس کے روٹو گراف پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں ہیں سوائے چہار صد اور واؤ اور علامت زیادت کے اور کچھ درج نہیں۔ یعنی غرض اس نسخہ کی تحریر کے وقت آپ کے سنِ وفات کی تحقیق مصنّف کو نہ تھی۔ ۴۶۵ھ میں سلطان ابراہیم بن مسعود غزنوی کا عہد سلطنت تھا۔

داتا صاحب کی قبر کے متعلق ابوالفضل نے آئین اکبری میں تعیین نہیں کی صرف اتنا لکھا ہے کہ آپ کی خواب گاہ لاہور میں ہے۔ البتہ دارا شکوہ نے تفصیل دی ہے اور یہ کہا ہے کہ "قبر شہر لاہور کے درمیان قلعہ کے مغرب میں واقع ہے"۔ یہ کچھ عجیب سا بیان ہے اس لیے کہ قبر شہر کی فصیل کے باہر ہے البتہ شہر کی بیرونی آبادی کے درمیان ہے اور قلعہ کے مغرب کی بجائے جنوب مغرب کہنا زیادہ صحیح تھا۔

خانقاہِ علی ہجویری است
خاک جاروب از درش دارا
طوطیا کن بدیدۂ حق بین
تا شوی واقف در اسرار
چوں کہ سردار ملک معنی بود
سال وصلش برآید از سردار ۴۶۵

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون

# مرکزِ تجلیات

قدوۃ السالکین۔ زبدۃ العارفین۔ حجۃ الکاملین۔ سند الواصلین
مظہر العلوم الخفی والجلی المشہور مخدوم علی الہجویری المعروف حضرت داتا گنج بخش لاہوری
قدس اللہ روحہ ولا زالت تجلیاتہ و برکاتہ دائما ابدا

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دارا شکوہ کے زمانہ میں قلعہ سے مغرب کو آتے تھے تو شاھی مسجد تو اس وقت تھی ہی نہیں۔ پہلا قابلِ ذکر مقام دریائے راوی کا گھاٹ تھا۔ دریا اس وقت قلعہ کے نیچے سے بہتا تھا اس گھاٹ کو کابل جانے والی سڑک عبور کرتی تھی اور گھاٹ کے بعد داتا صاحب کے مزار مبارک والا علاقہ ہی قابلِ ذکر تھا۔ چنانچہ ایک انگریز سیاح فنچ نامی نے جو ۱۶۱۱ء یعنی جہانگیر بادشاہ کے عہد میں ۱½ ماہ کے قریب لاہور میں ٹھہرا رہا اسی ترتیب سے ان مواضع کا ذکر کیا ہے گو وُہ "مسجد شکر گنج" کہتا ہے بجائے "مسجد گنج بخش" کے۔

صاحب سفینۃ الاولیاء (دارا شکوہ) نے لکھا ہے کہ مخدوم صاحب کے والد کی قبر غزنین میں ہے اور ان کی والدہ ماجدہ کی قبر بھی غزنین ہی میں اپنے بھائی تاج الاولیاء کی قبر کے متصل ہے۔ دارا نے آپ کے والدین اور ماموں کی اور لاہور میں خود ان کے روضہ منورہ کی زیارت کی تھی۔ داتا صاحب کا مزار سنگ مرمر کا گل کار ہے اور سفید سنگ مرمر کے چبوترہ پر واقع ہے۔ سارا تعویذ ایک ڈال پتھر کا ہے اس مزار مبارک کے دائیں اور بائیں دو اور قبریں ہیں۔ بقول چشتی ایک شیخ احمد حمّادی سرخسی کی ہے (یہ نام مطبوعہ کتاب میں مسخ شدہ ہے) اور دوسری شیخ ابو سعید ہجویری کی رحمہم اللہ اجمعین۔ سرخسی کا ذکر کشف المحجوب میں مخدوم صاحب نے چار پانچ مرتبہ کیا ہے، رجال صوفیائے متاخرین کی فہرست میں ان کو شامل کرکے لکھا ہے کہ وہ مدت تک میرے رفیق تھے۔ ایک دوسری جگہ تعیین سے کہا ہے کہ وہ ماوراء النہر میں میرے رفیق تھے، مگر ان کے لاہور میں آنے کا ذکر نہیں کیا۔ شیخ ابو سعید ھجویری کا ذکر کتاب کے آغاز میں صرف ایک مرتبہ کیا ہے اور ان کا سوال بیان کرکے کتاب کو اس جواب سے شروع کیا ہے۔

تحقیقات چشتی میں ہے کہ مزار اور چبوترہ ابراہیم بن مسعود غزنوی نے بنوایا واللہ اعلم۔

پہلے قبر پر گنبد نہ تھا۔ یہ ۱۲۷۸ھ میں تعمیر ہوا اور پنجرہ چوبی بنایا گیا اور اس میں آئینے لگوائے گئے۔ حاجی فیروز دین نے اس چوبی پنجرہ کی بجائے سنگ مرمر کے ستون

اور جالیاں لگوائیں۔ ۲۰ صفر ۱۳۵۹ھ اس ترمیم کی تاریخ مختلف اطراف میں درج ہے۔ مشرق کی جانب شیخ ھندی کی بڑی مسجد ۱۳۴۰ھ میں نو تعمیر ہوئی۔ پرانے محراب کے موقعہ پر سنگ مرمر کی سل لگی ہے۔ ۹ محرم کو غسل قبر ہوتا ہے۔

دارا شکوہ نے لکھا ہے کہ مخدوم صاحب لاہور میں آ بسے۔ تو اس کے نواح کے لوگ سب ان کے مرید اور معتقد ہو گئے۔ میر عبد العزیز زنجانی لاہوری نے جو غالباً شاہجہان کے زمانہ کا شاعر ہے عرفی کے مشہور قصیدے کے جواب میں لاہور پر ایک قصیدہ میں لکھا ہے کہ اس میں داتا صاحب کے مزار پر جو ہجوم زائرین کا رہتا ہے اس کی طرف اشارہ کرتا ہوا کہتا ہے ؎

مزارِ دُر نثارِ شاہ ھجویری ندیدستی
کہ محل آسا بہ پیرامونش بوش انس و جان بینی
گدای درگہش از منزلت شاہ جہان یابی
غلام خادمش از رتبہ مخدومِ جہان بینی

دارا شکوہ نے سفینہ میں لکھا ہے کہ شب جمعہ کو خلقت انبوہ در انبوہ زیارت روضہ منورہ کے لیے جمع ہوتی ہے اور مشہور ہے کہ جو شخص چالیس شب جمعہ یا چالیس روز پیہم ان کے روضہ شریف کا طواف کرتا ہے جو حاجت اس کی ہو پوری ہو جاتی ہے واللہ اعلم۔

رجوع خلائق کی کیفیت آج بھی ویسی ہے جیسی مغلوں کے دور میں تھی۔

جمالی کے حوالہ سے گلزار ابرار میں ہے کہ خواجہ جب تشریف لائے تو لاہور میں چند روز پیر زنجانی کی مصاحبت میں بھی قیام فرمایا تھا۔

بعض کہتے ہیں کہ مصنف کشف کی خواب گاہ غزنین میں ہے۔ اذکار ابرار ترجمہ گلزار ابرار (آگرہ ۔ ۱۳۲۶) ص ۲۵۔ عہد جہانگیر میاں (۱۰۱۴ھ-۱۰۲۲) لیکن اولین بیان کہ کشف المحجوب کے مصنف وہ بزرگ ہیں جن کا مبارک مزار لاہور میں ہے) دوسرے بیان کی نسبت

# نمونه ای از مقدمهٔ مولانا محمد شفیع بخط خود

قریب بہ صحت ہی ہے۔

داتا صاحب نہ صرف عارف تھے بلکہ عالم اور مصنّف بھی تھے ان کی سب سے مشہور تصنیف کشف المحجوب ہے جس کی نسبت مولانا جامی نے لکھا ہے کہ اس فن (یعنی تصوّف) کی معتبر اور مشہور کتابوں میں جس میں آپ نے بہت سے لطائف و حقائق کو جمع کردیا ہے۔ کشف المحجوب کے علاوہ کم سے کم نو تصانیف ان کی اور تھیں جن کا ذکر سرسری طور پر اسی کتاب کشف المحجوب میں آیا ہے۔ اور جو اب ناپید ہیں۔ ہاں کشف المحجوب میں بعض مضامین ان کتابوں کے اختصار سے بیان ہوئے ہیں ان کتابوں کی تفصیل یہ ہے:

۱۔ ایک دیوان؛

۲۔ منہاج الدین: جس کا موضوع طریقت تصوّف تھا۔ اس میں مناقب اصحاب صفہ بہ تفصیل بیان کیے گئے اور حسین بن منصور حلّاج کا کچھ حال بھی بتایا تھا۔ دیوان کی نسبت لکھا ہے کہ کسی نے مجھ سے مانگا۔ اس کا؛ اور نسخہ نہ تھا۔ مانگنے والے نے میرا نام سرِکتاب سے حذف کرکے اس کی نسبت پلٹ دی اسی طرح دوسری کتاب بھی کسی نے اپنی طرف منسوب کر لی۔

۳۔ اسرار الخرق و المؤنات: کشف المحجوب کے لاہوری ایڈیشن اور ایک قدیم نسخہ میں جو شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کے قلم سے نقل ہوا اس کتاب کا یہی نام ہے مگر روسی ایڈیشن میں اس کا نام اسرار الخرق الملونات اختیار کیا گیا ہے بہر حال مضمون اس کا مرقعات ظاہری و باطنی سے تعلّق رکھتا ہے۔

۴۔ کتاب فنا و بقا: "نزہات ارباب اللسان" اور ان کی "پرستش عبادت" کا ذکر کرکے فرمایا ہے کہ کتاب مذکور میں "ہوس کودگی و تیزی احوال" کے وقت ہم نے بھی اس قسم کا کلام لکھا ہے۔

۵۔ کتاب در شرح کلام حسین منصور حلّاج۔ یہ کتاب کا نام نہیں اس کا مضمون ہے۔

اس میں دلیلوں اور حجتوں سے حلاج کے غلو کلام پر گفتگو کی ہے۔

۶۔ کتاب البیان لاہل العیان: فرماتے ہیں کہ میں نے حال ہدایت میں یہ کتاب لکھی

در باب جمع و تفرقہ

۷۔ نحو القلوب: اس میں اسی جمع و تفرقہ پر سیر حاصل گفتگو ہے۔

۸۔ الرعایہ بحقوق اللہ تعالیٰ: توحید کے مضمون پر قریباً اسی نام کی کتاب ان سے دو صدی سے زیادہ پہلے ابو عبد اللہ الحارث بن اسد المحاسبی قدس سرہ نے لکھی جو چھپ چکی ہے

۹۔ ایک کتاب ایمان کے موضوع پر انہوں نے لکھی جس کا نام نہیں بتایا۔

کشف المحجوب کتاب کے نسخے ملتے ہیں ایک دفعہ لاہور میں چھپی ڈاکٹر نکلسن کا انگریزی ترجمہ لاہوری ایڈیشن پر مبنی ہے۔ کتاب کا ایک نفیس ایڈیشن پروفیسر ژکووسکی نے ۱۹۲۶ء میں لینن گراڈ سے شائع کیا۔

کشف المحجوب تصوّف کی اوّلین تصنیف ہے جو فارسی میں لکھی گئی۔ صوفیائے کرام کے حالات اور تعلیمات کے بارے میں اس سے پہلے عربی میں متعدد کتابیں لکھی گئیں۔ مثلاً ابو نصر سرّاج کی کتاب اللُّمَع، ابو طالب مکّی کی قُوت القلوب، کلاباذی کی کتاب التعرّف، السلمی کی طبقات الصوفیہ، ابو نعیم کی حلیۃ الاولیاء اور رسالہ قشیری۔ مگر مخدوم صاحب نے اُس کتاب کو لوگوں کی آسانی کی غرض سے سلیس فارسی میں لکھا ایک جگہ وُہ لکھتے ہیں کہ "میری مراد اس کتاب کے لکھنے سے "اثبات اصول طریقت" ہے۔ ایک دوسری جگہ کہا ہے کہ مقصد تحریر کتاب سے یہ ہے کہ مراد طریقت کے مغلقات کو کھولا جائے۔ کتاب میں تاریخی عنصر قریباً مفقود ہے۔ کسی واقعہ کی تاریخ نہیں دی ہے۔ شاید ایک حد تک اس کی وجہ یہ تھی کہ بقول ان کے لاہور میں جہاں کتاب مکمل ہوئی ان کو کتابیں نہ ملتی تھیں۔

اس کتاب میں مصنّف علیہ الرحمۃ کی حیثیت ماہر اصول علم تصوّف کی ہے۔

یوں سمجھیے کہ گویا کسی صوفی کا حال بیان کرنے لگتے ہیں تو اس کے دو چار اقوال بیان کرنے کے بعد وُہ ان مسائل کی حقیقت پر ایک ضمنی عنوان قائم کر کے ایک پُوری فصل لکھ دیتے ہیں۔

مقدمہ کتاب کے بعد فقر، تصوّف، مرقعہ پوشی، ملامت وغیرہ کی بحث کے بعد وُہ ائمہ تصوّف کے طبقۂ اوّل میں صحابہ کرام، اہل بیت اور تابعین کا ذکر کرتے ہیں خصوصاً اہل صُفّہ حضرت بلال اور حضرت سلمان فارسی کا، رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین میں سے اُنہوں نے حضرت حسن بصری کا خصوصیّت سے ذکر کیا ہے حضرت حسن بصری کے دور کے بعد اتباع تابعین سے لے کر عہد مصنّف کے قریب تک ۴۴ صوفیائے کرام کا ذکر ہے ان میں امام ابو حنیفہ، امام احمد حنبل اور جناب داؤد بن نصیر الطائی کو بھی شامل کیا ہے۔ جو اصحاب مذہب تھے۔ اکابر صوفیاء جن کا ذکر اس باب میں آیا ہے ان میں ذوالنون مصری، ابراھیم بن ادھم، بایزید بسطامی اور جنید و حلاج ہیں۔

ان کے بعد مصنّف نے صوفیائے معاصرین سے پہلے دس اکابر کا ذکر کیا ہے۔ جن میں ان کے پیر ابو الفضل محمد بن الحسن الختلی بھی شامل ہیں۔ پھر ایک لمبی فہرست شام و عراق، ایران، ماوراء النہر اور غزنین کے صوفیوں کی دی ہے جن کے متعلق ان کے پاس مواد کافی نہ تھا۔ اس فہرست سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ زمانہ خراسان میں تصوّف کے عروج کا تھا۔ خود مصنّف نے فرمایا ہے کہ "خراسان کے تمام صوفیہ کا شمار میرے لیے دشوار ہے۔ میں صرف خراسان میں تین سو ایسے لوگوں سے ملا ہوں کہ ان میں سے ہر ایک کا الگ مشرب تھا ان میں سے ہر ایک جہان بھر کے لیے کافی ہے اور یہ سب کچھ اس لیے ہے کہ آفتاب محبّت اور اقبال طریقت خراسان کے طالع میں ہے۔"

طبقات صوفیہ کو بیان کرنے کے بعد جو کتاب کی ایک چوتھائی سے کچھ زیادہ ہے۔ جناب مصنّف نے صوفیوں کے ۱۱ فرقوں کے فرق پر ایک اھم باب باندھا

ہے۔ یہ فرق چنداں اہم معلوم نہیں ہوتا۔ اور ایسا گمان ہوتا ہے کہ جناب مصنّف نے ان فرقوں کا ذکر کر کے تصوّف کے اصولوں کی وضاحت کے لیے موقع تلاش کیے ہیں مثلاً پہلا فرقہ محاسبی رضا کو مقامات میں نہیں احوال میں شمار کرتا ہے، مصنّف نے یہ بیان کرنے کے بعد حقیقت رضا پر ایک مقالہ تحریر فرما دیا ہے۔ آخری فرقہ ملامتیہ تناسخ کا قائل ہے، اس کا ذکر کرنے کے بعد مصنّف نے حقیقت روح پر مفصّل گفتگو کی ہے۔ وقس علی ہذا۔

اصول اسلام کی مزید تشریح کے لیے جناب مصنّف نے ۱۱ باب اور مرتّب کر کے اپنی کتاب کو ختم کیا ہے۔ ان ابواب کا عنوان "کشف الحجاب الاوّل" "کشف الحجاب الثانی" تا کشف الحجاب الحادی عشر رکھا ہے۔ ان میں معرفت الٰہی، توحید، ایمان، طہارت از نجاست، توبہ، نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج وغیرہ سے بحث کی ہے مگر ہر اصول کی تشریح میں صوفیہ کا نقطہ نظر پیش کیا ہے مثلاً نماز کے متعلق فرماتے ہیں:

"جان لو کہ نماز ایسی عبادت ہے کہ ابتدا سے انتہا تک مرید اس میں راہ حق پاتے ہیں اور ان کے مقامات کا انکشاف اس میں ہوتا ہے۔ چنانچہ طہارت مریدوں کے لیے توبہ کی جگہ لیتی ہے اور پیر پکڑنا قبلہ راست کرنا ہے اور قیام بجائے مجاہدۂ نفس ہے اور قرأت بجائے ذکر دائم کے اور رکوع کرنا بجائے تواضع اور سجدہ کرنا بجائے معرفت نفس ہے اور تشہّد بجائے مقام انس اور سلام پھیرنا دُنیا سے گوشہ گیری اور بند مقامات سے باہر نکل آنے کے بجائے ہے۔"

حج کے متعلق ارشاد ہوتا ہے:

"حج دو طرح کا ہوتا ہے ایک غیبت (الہی) میں اور
دوسرا حضور (الہی) میں۔ جو شخص مکّہ کے قرب و جوار
میں غیبت میں ہے وہ ایسا ہے گویا اپنے گھر میں
غیبت میں ہے اس لیے کہ ایک غیبت دوسری
غیبت سے بہتر نہیں ہوتی اور وہ جو اپنے گھر کے
اندر حضور میں (ہے) وہ ایسا ہے گویا مکّہ میں حضور
میں ہے اس لیے کہ ایک حضور دوسرے حضور سے
بہتر نہیں ہوتا پس حج ایک مجاھدہ ہے جس سے
مقصود مشاہدہ ہے اور مجاہدہ مشاہدہ کی وجہ نہیں بلکہ
اس کا ذریعہ ہے پس مقصود حج خانہ کعبہ کی
زیارت نہیں بلکہ مشاہدے کا حصول ہے۔"

اس سے کچھ پہلے داتا صاحب نے حضرت بایزید بسطامیؒ کا قول نقل کیا ہے
فرماتے ہیں:

پہلے حج میں مَیں نے گھر (یعنی خانہ کعبہ) کے سوا کچھ نہ دیکھا، دوسری طرف (دفعہ) گھر بھی
دیکھا اور گھر والے کو بھی دیکھا، تیسری دفعہ صرف گھر والے کو دیکھا ہے اور گھر کو نہ دیکھا
حقیقتِ سماع میں صوفیہ کے مراتب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک درویش کو
میں نے بچشم خود جبال آذربائیجان میں دیکھا تھا کہ وہ چلتے چلتے یہ شعر گنگنا رہا تھا؎

و اللہ ما طلعت شمس ولا غربت   الا و انت منی قلبی و وسواسی
ولا جلستُ الی قوم اُحدّثهم   الا و انت حدیثی بین جُلّاسی
ولا تنفست محزونا و لا طربًا   الا و جهك مقرون بانفاسی
ولا هممت بشرب الماء من عطش   الا رأیت خیالا منك فی الكاس
فلو قدرتُ علی الاتیان زرتكم   سحبا علی الوجه او مشیا علی الراس

خدا کی قسم سورج کبھی طلوع نہ ہوا اور کبھی غروب نہ ہوا بجز اس کے کہ تم میرے دل کی آرزو ہو۔

اور میں نے کبھی لوگوں میں بیٹھ کر بات چیت نہ کی بجز اس کے کہ تم میرے ہمنشینوں میری گفتگو کا موضوع تھے۔

اور میں نے کبھی غم یا خوشی میں سانس نہ لیا بجز اس کے کہ تمہاری محبّت میرے سانس کے ساتھ جاری تھی۔

اور میں نے کبھی پیاس میں پانی نہ پیا بجز اس کے کہ تمہاری صورت مجھے پانی کے پیالے میں نظر آئی۔

اگر مجھ میں طاقت ہوتی تو میں آ کرِ تمہاری زیارت کرتا ماتھا رگڑتا ہُوا سر کے بل چلتا ہُوا۔

یہ شعر پڑھتے ہی اس کا رنگ اڑ گیا تھوڑی دیر تک بیٹھا اور ایک پتھر کے ساتھ پیٹھ لگا لی اور دم دے دیا۔

صوفیائے کرام اہل حال ہیں ہم اہل قال، ان کی حقیقت کو کیسے سمجھ سکتے ہیں مگر چونکہ صالحین کی محبّت سے امید ہوسکتی ہے کہ خدا ہم کو بھی توفیق صلاح دے۔ ان بزرگوں کے حالات کے مطالعہ سے فلاح و بہبود اور خیر و برکت کی توقع جائز طور پر کی جاسکتی ہے۔ ان بزرگوں نے ظواہر دین کی حقیقت تلاش کی اور لفظ کو معنٰی سے روشناس کرایا۔ روح کی گہرائیوں کے ممکنات کو ڈھونڈا اور چونکہ انہوں نے خود کو تمام عمل بنایا ان کی زندگیاں لوگوں کے لیے نمونہ بنیں اور ان کے کلمات میں وہ تاثیر پیدا ہوئی جس سے ایک عالم کو راہ ہدایت نہ صرف نظر آئی بلکہ اس پر چلنے کے لیے ایک قوی جذبہ بروئے کار آیا۔ انہی کی پاک زندگیوں نے مذہب اسلام کی صحیح تصویر دنیا کے سامنے پیش کی کہ جس سے اپنے اور بیگانے کشاں کشاں اس کی طرف آئے

اور مُردہ روحوں میں زندگی کی لہر دوڑنے لگی۔ جن مسیحا نفس بزرگوں نے اس ملک کے لوگوں کو طریقت کا پیغام پہنچایا ان کی صفِ اوّل میں حضرت داتا گنج بخشؒ کا مقام ہے :-

محمد شفیع

# حضرت داتا گنج بخشؒ

حضرت داتا گنج بخشؒ کا نام علیؔ اور اُن کے والد ماجد کا نام عثمانؔ تھا۔ اُن کا پورا نسب اور اُن کی نسبت یہ ہے : علیؔ بن عثمانؔ بن علی الجلّابی ثم الھجویری الغزنوی۔ ان کی کنیت ابوالحسن ہے۔ "حدائق الحنفیہ" میں ہے کہ آپ کا شجرۂ نسب امام حسنؓ تک پہنچتا ہے۔ ان کا تمام گھرانا زہد و تقویٰ کا گھرانا تھا۔ "سفینۃ الاولیاء" میں ہے کہ حضرت داتا صاحب کی اصل افغانستان کے شہر غزنیں سے ہے۔ جُلّاب اور ھُجویر غزنیں کے دو محلّے ہیں۔ آپ پہلے ایک محلّے میں رہتے تھے۔ پھر دُوسرے میں منتقل ہوئے۔ اِس لیے انہیں کبھی جُلّابی اور کبھی ہجویری کہتے ہیں۔ اُن کے والد بزرگوار کی قبر غزنیں میں ہے اور ان کی والدۂ ماجدہ کی قبر بھی اسی شہر میں داتا صاحب کے ماموں تاج الاولیاء کی قبر سے متّصل ہے۔ ان تمام قبروں کی زیارت شہزادہ دارا شکوہ نے خود کی (زبیری صاحب کمشنر بہاول پور نے ۲۷ر اکتوبر ۱۹۵۹ء کو مجھے بتایا کہ یہ قبریں اب بھی موجود ہیں وُہ غزنی گئے تھے اور انہوں نے ان قبروں کو موجود پایا) "گنج بخش" جناب ہجویری کا لقب ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ آپ کے مزار پر معتکف رہے، جاتے وقت یہ مشہور شعر ؎

گنج بخشِ فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا عاملان را پیرِ کامل کاملان را رہنما

جس میں آپ کو گنج بخش کہا ہے، پڑھا۔ مگر بعض قرائن سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو آپ کی زندگی ہی میں اس لقب سے ملقّب کیا گیا تھا۔

مختلف تذکروں میں داتا صاحب کا کچھ نہ کچھ حال دیا ہے۔ "نفحات الانس" میں انہیں "عالم

و عارف" کہا ہے۔ اور "سفینۃ الاولیار" میں ہے کہ ان کے خوارق و کرامات حدِّ حصر سے زیادہ ہیں۔ اور "حدائق الحنفیہ" میں ہے کہ آپ اولیار متقدمین میں سے ہیں۔ جامع علوم ظاہری و باطنی' عابد' زاہد' متقی' مظہرِ خوارق و کرامات اور حنفی المذہب' لیکن مفصّل حالات پُرانے تذکرہ نویسوں میں سے کسی نے نہیں لکھے' یہاں تک کہ ان کی تاریخ ولادت و وفات اور ان کے ورودِ لاہور کی تاریخ بھی قطعی طور پر معلوم نہیں۔ اندازے سے کہا جاتا ہے کہ ان کی ولادت پانچویں صدی ہجری کے شروع میں ہوئی ہوگی۔ اور وفات کی تاریخ مشہور ۴۶۵ھ اور ۴۶۹ھ کے درمیان بتائی جاتی ہے۔ مگر قیاس چاہتا ہے کہ ان کا وصال اس سے بہت بعد ہوا' اس کی دلیل ابھی بیان ہوگی۔ موادّ کی اس قلت کے باوجود داتا صاحب کی کتاب "کشف المحجوب" میں ان کی زندگی کے بعض کوائف اتفاقاً مذکور ہو گئے ہیں۔ انہیں پر اعتماد کر کے چند باتیں عرض کی جاتی ہیں۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید طریقِ تصوّف پر گامزن ہونے سے پہلے داتا صاحب پر ایک دَور ایسا بھی گذرا' جس میں وُہ عراق میں مُقیم اور دُنیا طلبی اور فنار اموال میں بےچینی کے ساتھ مصروف رہتے تھے۔ اس زمانے میں انہوں نے بہت سا قرض بھی لے لیا تھا۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہر کسی کی بےہودہ فرمائش مجھے برداشت کرنا پڑتی تھی۔ لوگ میری طرف رُخ کرتے تھے اور میں اُن کی خواہشات کے سرانجام دینے کی مُشکل میں گرفتار تھا۔ اس وقت بیدانِ وقت میں سے ایک نے مجھے یہ خط لکھا: "دیکھو بیٹا! جو دل ہُوا و ہَوس میں مشغول ہے۔ اُس کی خاطر سے تم اپنے دل کو خدائے عزّ و جلّ سے نہ ہٹاؤ۔ ہاں، اگر تم ایسے دل کو پاؤ جو تمہارے دل سے گرامی تر ہو' تو اس دل کو راحت دینے کی خاطر تم بے شک اپنے دل کو مشغول کرو' ورنہ رُک جاؤ۔ اس لیے کہ بندوں کے لیے خدا خود کافی ہے۔" داتا صاحب لکھتے ہیں کہ اس بات سے مجھے فوراً سکونِ دل حاصل ہوگیا۔

ایک دوسرے مقام پر آپ نے اپنی زندگی کا ایک اَور واقعہ بھی بیان فرمایا ہے۔

بظاہر ان کے دُنیا کو ترک کرنے کے بعد یہ واقعہ پیش آیا۔ وہ کہتے ہیں۔ "میں کہ علی ابن عثمان الجلّابی ہوں، گیارہ سال تک شادی کی آفت سے محفوظ رہا۔ مگر میری تقدیر میں تھا کہ میں آزمائش میں پڑوں میں نے طرفِ ثانی کو دیکھا بھی نہ تھا۔ مگر جو صفت میرے سامنے بیان ہوئی، میرا ظاہر و باطن اس کا اسیر ہُوا اور میں کامل طور پر اس میں منہمک[1] ہو گیا۔ نزدیک تھا کہ میرا دین تباہ ہوجائے۔ حق تعالیٰ نے اپنے کامل فضل اور پوری مہربانی سے اپنی نگہداری کو میرے ناچار دل کی حفاظت کے لیے بھیجا اور اپنی رحمت سے مجھے نجات دلائی۔ والحمد للہ علی جزیل نعمائہ۔" [1] کسی کام میں بہت زیادہ کوشش کرنے والا

یوں تو داتا صاحب نے بہت سے مشائخ کی صحبت سے فیض پایا۔ لیکن انہوں نے حضرت ابوالعباس شقانی کی نسبت لکھا ہے کہ: "مجھے ان سے کمال اُنس تھا، اور وُہ بھی مجھ پر سچّی شفقت فرماتے تھے۔ بعض علوم میں وُہ میرے استاد تھے۔ یہ بزرگ نہ صرف اہلِ تصوّف کے بزرگانِ اجلّ میں سے تھے۔ بلکہ مختلف اصولی اور فروعی علوں میں امام بھی تھے۔ یہ تو تھا علمِ ظاہر۔ امورِ باطن میں داتا صاحب نے شیخ ابو الفضل محمّد ابن حسن الخُتّلی سے فیض پایا۔ خُتّل یا خُتّلان بدخشاں کے مغرب میں دریائے جیحون کے دائیں کنارے پر ایک علاقے کا نام ہے۔ کبھی اس نام کا اطلاق خراسان کے مشرق اور شمال کے تمام بلاد پر بھی ہوتا ہے۔ جناب ختّلی کی نسبت داتا صاحب فرماتے ہیں: "مَیں طریقت میں ان کا پیرو ہوں، وہ علم تفسیر و روایات کے عالم تھے اور تصوّف میں مذہبِ جنید کے پابند تھے۔ حُصری کے مُرید اور اُن کے ساتھ دار تھے ـــــ سچّی گوشہ نشینی کی وجہ سے ساٹھ سال تک گوشوں میں چُھپا کیے اور اپنا نام خلقت کے درمیان گم کر دیا۔ وہ اکثر جبلِ لُکّام میں رہا کرتے تھے۔" جبلِ لُکّام سلسلۂ کوہِ لبنان (ANTI -TAURUS) کا وُہ حصّہ ہے، جو انطاکیہ اور مَصّیصہ کے متّصل ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ جناب ختّلی نے لمبی عمر پائی، وہ صوفیوں کے لباس اور ان کی رسوم کے پابند نہ تھے، بلکہ اہلِ رسم کے ساتھ سختی سے پیش آتے تھے۔ اس کے بعد داتا صاحب فرماتے ہیں کہ: ایک دن میں اُن کے ہاتھ دُھلا رہا تھا کہ میرے دل

میں خیال گذرا کہ جب کام تقدیر اور قسمت سے بنتے ہیں تو کیا ضرور ہے کہ آزاد لوگ خود کو بوڑھوں کا غلام بنائیں۔ شیخ نے مجھے مخاطب کر کے کہا: بیٹا! میں جانتا ہوں کہ تم نے کیا سوچا ہے، تمہیں معلوم ہے کہ ہر حکم کا ایک سبب ہوتا ہے۔ جب خدا کو یہ منظور ہوتا ہے، کہ وہ ایک عوّان بچے کے سر پر تاجِ کرامت رکھے، تو اسے توبہ کی توفیق دیتا ہے اور اپنے دوست کی خدمت میں مشغول کر دیتا ہے۔ غرض یہ ہوتی ہے کہ یہ خدمت اس کی کرامت کا سبب بن جائے۔" عوّان دیوانِ سلطانی کے سرہنگوں کو کہتے ہیں۔ اس قصّے سے گمان گذرتا ہے کہ داتا صاحب کے بزرگوں میں سے شاید کسی کا تعلق کبھی اس گروہ سے رہا ہو، مگر اور کسی مآخذ سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔ دمشق کے قریب ایک گاؤں ہے، جسے "بیت الجن" کہتے تھے۔ جناب ختّلی کا انتقال اس گاؤں میں ہوا۔ جب ان کا وقت قریب آ پہنچا تو داتا صاحب کو یہ وصیّت کی: "تمہیں معلوم رہے کہ ہر مقام پہ نیک و بدحال پیدا کرنے والا خدائے عزّ و جلّ ہے۔ تمہیں چاہیئے کہ اس کے کام پہ جھگڑا نہ کرو اور دل کو رنجیدہ نہ ہونے دو۔" اس کے سوا آپ نے اور کوئی وصیّت نہ کی اور جان بحق تسلیم کی۔

"کشف المحجوب" داتا صاحب کی واحد تصنیف ہے جو ہم تک پہنچی۔ اس کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ داتا صاحب نے نو (۹) کتابیں اور بھی لکھیں، مگر وہ سب کتابیں اب، ناپید ہیں۔

"کشف المحجوب" کے متعلّق مولانا جامی لکھتے ہیں کہ یہ کتاب فن تصوّف کی مشہور اور معتبر کتابوں میں سے ہے اور اس میں مصنّف نے بہت سے لطائف و حقائق جمع کر دیئے ہیں۔ دارا شکوہ نے لکھا ہے کہ "کشف المحجوب" میں کسی کو جائے سخن نہیں۔ وہ ایک کامل مرشد ہے۔ تصوّف پر جو کتابیں فارسی میں لکھی گئیں ان میں سے کوئی بھی اس کتاب کی خوبی کو نہیں پہنچتی۔

داتا صاحب نے یہ کتاب اپنی عمر کے آخری حصّے میں تصنیف کی اور کم از کم

اس کا ایک حصّہ لاہور میں لکھا۔ وہ ایک جگہ لکھتے ہیں: "اس وقت (اس موضوع پر) اس سے زیادہ لکھنا ممکن نہیں۔ اس لیے کہ کتابیں دارالسلطنت غزنی حرسہا اللہ میں ہیں۔ اور میں دیارِ ہند میں لاہور کے شہر میں، جو ملتان کے مضافات میں ہے۔ ناجنسوں کے درمیان گرفتار ہوں"۔ اس عبارت سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ تحریرِ کتاب کے وقت داتا صاحب کے پاس کوئی تحریری موادّ مراجعت کے لیے موجود نہ تھا۔ درجنوں آیاتِ شریفہ، ۱۳۷ احادیث اور ۵۰ عربی اشعار جو اس کتاب میں آئے ہیں ان کا زبانی لکھ لینا تو چنداں دشوار نہ تھا، مگر تقریباً تین سو اقوالِ مشایخ اور بیس اکّیس کتابوں کی عبارتیں جو بقیدِ مصنّف کتاب میں درج ہیں ان کا حافظے سے درج کرنا قرینِ قیاس نہیں۔

"کشف المحجوب" کی ترتیب یہ ہے کہ جناب ہجویری نے اپنے ہم وطن ابوسعید ہجویری کا ایک سوال نقل کیا ہے۔ اس میں سائل نے تحقیقِ طریقت کا بیان داتا صاحب سے چاہا ہے۔ اور صوفیوں کے مقامات، ان کے مذاہب و مقالات اور ان کے رموز و اشارات کی تشریح آپ سے طلب کی ہے۔ محبّتِ خدا اور اس کے دلوں میں ظاہر ہونے کی کیفیت پوچھی ہے۔ اس کی کنہ و ماہیّت سمجھنے میں عقلوں پر جو حجاب چھا جاتے ہیں، ان کا سبب دریافت کیا ہے۔ داتا صاحب نے ساری کتاب اس سوال کے جواب دینے کے لیے لکھی ہے۔ انھوں نے ابتدائے اسلام سے شروع کر کے تصوّف کا پورا حال بیان کیا ہے۔ صحابہ، اہلِ بیت، تابعین، اَتباعِ تابعین اور متاخرین، صوفی اماموں کو، پھر عرب و عجم کے رجالِ صوفیہ کو گنا ہے اور اُن کا حال دیا ہے۔ اس کے بعد کتاب کا اہم ترین باب ہے۔ یعنی مختلف صوفی فرقوں کا فرق، ان کے مذاہب و آیات و مقامات و حکایات۔ اس باب میں گیارہ صوفی فرقوں کا حال بیان کیا ہے اور اکثر فرقوں کا حال بیان کرنے میں تصوّف کے ایک یا زیادہ نکتوں کی مفصّل تشریح کی ہے۔ اس باب کے بعد کشف و حجاب کے گیارہ باب دیئے ہیں۔ جن میں تصوّف کے نقطۂ نظر سے ارکانِ اسلام کی تشریح کی ہے۔ صحبت کے آداب و احکام بیان کیے ہیں۔ صوفیوں کی اصطلاحات کی تشریح

کی ہے۔ اور آخر میں سماع اور اس کے انواع پر بحث کی ہے۔ "کشف المحجوب" فارسی میں تصوّف کی اوّلین کتاب ہے۔ مگر اس میں تصوّف کی تمام اصطلاحیں عربی میں دی ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تصوّف کی ابتدا عرب ممالک میں ہوئی تھی۔ جناب داتا صاحب اصولِ تصوّف کے ماہر ہیں۔ اسی حیثیت سے انہوں نے یہ کتاب لکھی ہے۔ ان کا انداز مؤرخانہ نہیں ہے۔ ساری کتاب میں شاید ہی کوئی تاریخ دی ہو۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ تصوّف کے مسائل اور نکات کی تشریح کی جائے۔ وہ خود فرماتے ہیں:

> "یہ کتاب راہِ حق بیان کرتی ہے۔ کلمات کی شرح کرتی ہے اور مختلف پردے کھولتی اور ہٹاتی ہے۔"

لاہور میں "کشف المحجوب" دو تین دفعہ چھپی ہے۔ ایک عمدہ ایڈیشن لینن گراڈ اور ایک سمرقند میں طبع ہُوا۔ اس کتاب کا اُردو اور انگریزی ترجمہ بھی شائع ہوچکا ہے۔

داتا صاحب نے اپنی عمر کے آخری سال لاہور میں گذارے۔ یہ غزنویوں کا دور تھا۔ آپ نے یہاں اپنا وقت اشاعتِ اسلام، تلقین اور تدریسِ علوم میں صرف کیا۔ اور یہیں آپ نے انتقال فرمایا۔ شاید یہ سلطان ظہیرالدین ابراہیم غزنوی کا زمانہ تھا جس نے ۴۵۱ھ سے ۴۹۲ھ تک حکومت کی۔ کہتے ہیں کہ ان کی سنگِ مرمر کی قبر اسی سلطان نے بنوائی تھی۔ مگر مجاور کسی کو یہ پتھر دیکھنے[1] نہیں دیتے۔ جس سے ممکن ہے قیاسات میں کچھ مدد ملے۔ "فوائد الفواد" میں لکھا ہے کہ ۷۰۸ھ کے آخر میں حضرت نظام الدین اولیاؒ کے سامنے ایک شخص نے ذکر کیا کہ اُس نے لاہور میں داتا صاحب کے مزار کی زیارت کی ہے۔ دارا شکوہ نے "سفینۃ الاولیاء" میں لکھا ہے کہ "داتا صاحب کی قبر شہر لاہور کے بیچ میں قلعے کے مغرب کی طرف واقع ہے۔ جمعہ کی رات کو زائرین کا ہجوم ہوتا ہے۔ میں نے خود بھی ان کے مزار کی زیارت کی ہے۔" یہ تو دارا شکوہ کے زمانے کا حال تھا، بعد کی صدیوں میں بھی اب تک زائرین بکثرت، زیارت کے لیے آتے رہے ہیں اور آتے ہیں اور حضرت کا فیضان جاری ہے۔ ۲۰ صفر کو ہر سال آپ کا عرس ہوتا ہے۔

[1] ۱۹۶۰ء میں اوقاف ڈیپارٹمنٹ کی وساطت سے اس پتھر کی تصویر والد مرحوم نے لی ۱۲ احمد ربانی

علیٰ دیوبی، مقبرہ لکھنی کرنا

حضرت داتا گنج بخشؒ اُن قدیم ترین بزرگوں میں سے ہیں، جنہوں نے پنجاب میں اسلام کا پیغام پہنچایا۔ یہ پانچویں صدی ہجری کا زمانہ تھا۔ پنجاب میں سلطان محمود غزنوی کے متواتر حملوں کی وجہ سے اگرچہ مسلمانوں کی سطوت و جبروت کا سِکّہ دلوں میں بیٹھ چکا تھا، لیکن عین اسی وجہ سے اور دیگر وجوہ سے بھی، غیر مسلموں کا ردّ عمل مسلمانوں کے سخت خلاف تھا۔ اور ان کے دل اسلام دشمنی کے جذبات سے لبریز تھے۔ ایسے زمانے میں اس ملک میں پہنچ کر انہیں لوگوں کے درمیان تبلیغ اسلام کرنا کسی معمولی فردِ بشر کا کام نہ تھا۔ اس مطلب کے لیے ایک ایسے شخص کی ضرورت تھی جو عالم و عارف ہو، جس کا یقین اور ایمان پہاڑ کی طرح محکم ہو، جس کا صدق و صفا للّٰہیّت اور بے غرضی، یعنی جس کا فقر کامل ہو، جس میں تاریک روحوں کو نورِ اسلام سے منوّر کرنے کا بے پناہ جذبہ موجود ہو، جس میں جذب اور مقناطیسیّت بے حساب ہو، جس کی روحانی قوّت ایسی ہو کہ دشمن کو دوست بنا دے جو آہنی عزم کا مالک ہو اور حالات کا غلام نہیں، ان کا آقا ہو، جسے اپنے بلند مقصد کے حصول کے مقابلے میں اپنے آرام و آسایش کی کوئی پروا نہ ہو۔ ایسا پیرِ کامل اور کاملوں کا راہنما وہ جلیل القدر اور عظیم الشان بزرگ تھا، جس کے ذکرِ خیر سے ہم رحمتِ ایزدی کو دعوتِ نزول دیتے ہیں۔

افسوس ہے کہ جناب شیخ کے شخصی حالات بہت کم محفوظ رہے ہیں۔ آپ کی تاریخِ ولادت معلوم نہیں اور تاریخِ وفات جو مشہور ہے وہ بھی یقینی نہیں۔ ان کے لاہور آنے کا زمانہ، ان کے قیامِ لاہور کی مدّت، ان میں سے کوئی بات وثوق کے ساتھ نہیں کہی جا سکتی، بعض باتیں جو انھوں نے اپنے متعلق اپنی کتاب "کشف المحجوب" میں لکھ دی ہیں صرف انہیں پر اعتماد ہو سکتا ہے۔ یہاں تک کہ اُن کی تاریخ وفات کے سلسلے میں بھی اسی کتاب سے مدد لینے کی ضرورت ہے۔

"سفینۃ الاولیاء" مطبوعہ میں دارا شکوہ نے لکھا ہے کہ: ان کی وفات کی تاریخ ۴۵۶ھ ہے اور ایک دیگر روایت کی رو سے ۴۶۴ھ ہے دیگر خزینۃ الاصفیاء میں

ہے کہ "سفینے" میں ۴۶۴ھ اور ۴۶۶ھ دیا ہے، اسی طرح "خزینۃ الاصفیاء" ہی میں ہے کہ "نفحات الانس" میں آپ کی تاریخ وفات ۴۶۵ھ دی ہے۔ مگر "نفحات" کے مطبوعہ اور قدیم نسخوں میں جو میں نے دیکھے ہیں، کہیں آپ کی تاریخ وفات درج نہیں ہے۔ بہرحال آپ کے احاطۂ مزار میں دو جگہ جامی لاہوری کے دو قطعاتِ تاریخ میں ۴۶۵ھ ہی تاریخ دی ہے اور یہی تاریخ "مآثر الکرام"، "حدائق الحنفیہ" اور "نزہۃ الخواطر" میں اختیار کی گئی ہے مگر بعض قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شیخ اس سے کئی سال بعد تک زندہ رہے۔

مفصّل بحث کا یہ مقام نہیں۔ صرف یہ کہنا کافی ہے کہ حضرت داتا صاحب نے "کشف المحجوب" میں متعدد معاصر شیوخ کا ذکر بصیغۂ ماضی کیا ہے۔ مثلاً کہا ہے کہ فلاں بزرگ زہد و تقویٰ اور صلاحیت میں ایسے ایسے تھے۔ اب اُن بزرگوں کی وفات کی تاریخیں دیکھیں تو وہ ۴۶۰ھ سے ۴۶۹ھ تک پہنچتی ہیں۔ تو ظاہر ہے کہ وہ حضرت شیخ کی زندگی ہی میں فوت ہو گئے۔ اس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ جناب ہجویری کی وفات ۴۶۹ھ یا اس کے بعد ہوئی ہوگی۔

ایک اور دلیل یہ ہے کہ "کشف المحجوب" میں وُہ فرماتے ہیں کہ اپنے پیر جناب ختّلی کی وفات کے وقت وہ اُن کی خدمت میں حاضر تھے۔

جناب ختّلی کی وفات۔ ذہبی کی "تاریخ الاسلام" کی رُو سے ۴۶۰ھ میں "بیت الجن" کے مقام پر ہوئی۔ یہ مقام دمشق سے کچھ فاصلے پر تھا۔

اگر وہاں سے روانہ ہوکر حضرت شیخ ۴۶۱ھ میں بھی لاہور پہنچ گئے ہوں اور ۴۶۵ھ میں فوت ہو گئے ہوں تو اُن کے قیام لاہور کی مدّت صرف ۴ سال کے قریب بنتی ہے۔ جب دارا شکوہ یہ کہتا ہے کہ بہت سی سیاحت کے بعد وُہ لاہور پہنچے اور یہیں مقیم ہو گئے۔ اور دیارِ لاہور کے لوگ سب اُن کے مرید و معتقد ہو گئے۔ تو اتنا عظیم الشان کام سرانجام دینے کے لیے جو غیر زبان، غیر مذہب اور روایتی متعصب و معاند لوگوں میں سرانجام دیا گیا، بہت کم ہے۔

پس اگر حسبِ بیانِ بالا ان کی تاریخِ وصال ۴۶۹ھ یا اس کے بعد تھی، تو اس حساب سے قرینِ قیاس ہے کہ ان کی ولادت بھی چوتھی صدی ہجری کے اواخر یا پانچویں کے ابتدار میں ہوئی ہوگی۔

"خلاصۃ التواریخ" کا یہ بیان درست معلوم نہیں ہوتا کہ جناب شیخ سلطان محمود کے ساتھ اس ملک میں آئے۔ اس لیے کہ سلطان کے حملوں کا زمانہ بقول لین پول ۳۹۲ھ تا ۴۱۵ھ (۱۰۰۱ء تا ۱۰۲۴ء) تھا۔ پس اگر جناب ہجویری ۴۱۵ھ میں بھی لاہور آئے ہوں تو اُن کی عمر اُس وقت ۱۵، ۲۰ سال کے قریب ہوگی جو اُن کے کارناموں کے لیے موزوں عمر نہیں ہے۔

"کشف المحجوب" میں ہے کہ وہ ابو سعید ابی الخیر (م۔ ۴۴۰ھ) کی قبر پہ پہنچے۔ یعنی ۴۴۰ھ یا اس کے بعد کسی سال وہ خراسان میں تھے۔ پس اگر وہ ۴۴۰ھ یا اس کے بعد خراسان میں تھے اور ۴۶۰ھ میں دمشق کے نواح میں تھے، تو وہ یا تو لاہور ۴۶۰ھ کے بعد آئے یا ایک سے زیادہ دفعہ یہاں آئے۔

حضرت شیخ نے بہت سفر کیا۔ اُس زمانے کی مشکلات سفر اور ان کی بے سامانی کو مدّ نظر رکھتے ہوئے عقل حیران ہوتی ہے کہ اتنا طول طویل سفر کس طرح ممکن ہو سکا، مگر اس میں شک نہیں کہ تجرید اور توکّل کے قدم پر حضرت شیخ نے عالمِ اسلام میں ایک سرے سے دُوسرے سرے تک گردش کی۔ حدودِ شام سے مشرقی ترکستان تک اور بحیرۂ خزر سے لاہور تک پہنچے اور بے شمار صوفیائے کرام اور مشایخ عظام سے استفادہ کیا۔ چنانچہ بقول ان کے تین سو شیوخ سے صرف خراسان میں ملاقات کی (کشف احوال معاصرین)، کہیں سے حدیث سُنی، کہیں سے امورِ باطنیہ کے نکتے جمع کیے، جن اکابر سے ان کی ملاقات ہوئی ان میں مشایخ ذیل بھی شامل تھے: شیخ المشایخ ابوالقاسم گرگانی (م۔ ۴۶۴ھ)، ابوالقاسم قشیری صاحب "رسالہ قشیریہ" (م ۴۶۵ھ)، شیخ ابو سعید ابی الخیر میہنی (م ۴۴۰ھ)، جناب ہجویری کے

پیر ابوالفضل بن حسن ختّلی تھے (م۔ ۴۶۰ھ) اور ختّلی ایک واسطے سے شیخ شبلی کے اور حضرت جنید کے مرید تھے۔ ابوالعباس احمد بن محمد الشقانی (م ۴۷۹ھ) بعض علوم میں جناب ہجویری کے اُستاد تھے "کشف" طبع بہاول پریس لاہور ص ۱۲۱)، ان بے شمار بزرگوں سے حضرت شیخ نے مختلف مسائل پر گفتگو کی اور ان کے اقوال کا قیمتی اور نایاب ذخیرہ اپنی کتاب میں جمع کیا۔

# حضرت بہاء الدّین زکریاؒ

چھٹی صدی ھجری (بارھویں صدی عیسوی) میں شیخ الشیوخ عالم شہاب الدین سہروردی، صاحب "عوارف المعارف" نے جو شیخ سعدیؒ کے استاد تھے، بغداد میں اس صحیح عقیدۂ تصوّف کی بنیاد رکھی جسے سلسلۂ سہروردیہ کہتے ہیں۔ شیخ الاسلام بہاء الحق و الدین زکریا ملتانی قدس اللہ سرّہ العزیز نے ان سے بیعت کی اور ان کے خلیفہ کی حیثیت سے اس سلسلہ کو ہمارے ملک میں رواج دیا۔ اس سلسلے کی خصوصیّت یہ تھی کہ باطن ہویّت میں مصروف رہے اور ظاہر شریعت و طریقت میں۔ اب ہم سہروردیۂ ہند کے سر سلسلہ شیخ الاسلام بہاء الدین زکریاؒ بن وجیہ الدین محمد ابن کمال الدین علی کی زندگی کے حالات مختصر طور پر بیان کرتے ہیں گو آپ کے حالات بہت کم محفوظ ہوتے ہیں۔ ابن بطوطہ (طبع یورپ ۳ : ۱۰۲) نے شیخ بہاء الدین کے پوتے شیخ رکن الدین سے سنا کہ اُن کا جدّ اعلیٰ محمد بن قاسم قرشی اس لشکر میں بھرتی ہو کر سندھ پہنچا جو حجّاج ابن یوسف نے بھیجا تھا۔ اور فتح سندھ میں شامل ہوا اور فتح کے بعد سندھ ہی میں بس گیا۔ اور اُسے اللہ نے بہت سی آل اولاد دی۔ مشہور روایت کے مطابق شیخ الاسلام زکریا کا دادا مولانا کمال الدین علی مکّہ مکرمہ سے آکر خوارزم میں آباد ہوا۔ وہاں سے ملتان آیا اور وہاں کی سکونت اختیار کی۔ گویا کچھ افراد اس خاندان کے سندھ سے حجاز کو واپس ہوئے اور دوبارہ یہاں آئے۔ تحصیل لیّہ میں ایک قدیم قصبہ کوٹ کروڑ ہے۔ ایک مہاجر بزرگ مولانا حسام الدین ترمذی خروجِ تاتار کی وجہ سے اپنا وطن چھوڑ کر وہاں آ بسے۔ ان کی بیٹی سے مولانا کمال الدین علی نے اپنے بیٹے وجیہ الدین محمد کی شادی کی اور ۵۶۵ھ (۱۱۶۹ء) یا بروایتے ۵۷۸ھ (۱۱۸۲ء) میں ان کے گھر شیخ بہاء الدین پیدا ہوئے۔ ابتدائے شباب ہی

میں آپ نے تحصیلِ علم کے لیے سفر اختیار کیا۔ پہلے خراسان کے بزرگوں سے بعض کتابیں پڑھیں، پھر توران کا رُخ کیا۔ یہ وُہ زمانہ ہے کہ وسط ایشیا میں خوارزم شاہیہ کا تسلّط تھا۔ پہلے تکش اور اس کے بعد علاءالدین محمد خوارزم شاہ تخت نشین ہُوا۔ بخارا اور سمرقند میں اس دور میں فقہ و حدیث کا بحرِ زخّار موجزن تھا۔ چھٹی صدی کے مشہور ترین علمار اس دور میں تورانی تھے۔ مثلاً قاضی خان اوزجندی فرغانی، علی مرغینانی صاحبِ "ھدایہ"، نجم الائمہ بخاری، بتو مازہ وغیرہ، وغیرہ، انہی بزرگوں اور ان کے شاگردوں اور معاصروں کی کشش ہوگی جو شیخ بہاءالدین زکریاؒ کو بخارا اور سمرقند کی طرف لے گئی۔ اور جب وہ اسلامی دُنیا کے طویل سفر کرنے کے بعد ملتان واپس آئے تو اس بغایت مستند مذہبی لٹریچر کی روایت جو اُن دنوں ماوراء النہر میں پیدا ہُوا تھا اپنے ہمراہ اپنے وطن میں لائے۔ انہوں نے بخارا میں نہ صرف اپنی تعلیم کو مکمل کیا بلکہ ۱۵ سال تدریس اور افادۂ علوم میں بھی مصروف رہے۔ آخر وُہ زیارت حرمین شریفین کے لیے گئے، اور حج و زیارت سے فارغ ہو کر پانچ برس تک مدینہ منوّرہ میں مقیم رہے، اور شیخ کمال الدین محمد یمنی سے، جو بہت بڑے محدّث تھے، اور ۵۳ برس سے مدینہ میں حدیث پڑھا رہے تھے، کتبِ حدیث پڑھ کر اجازہ حاصل کیا۔ مدینہ منوّرہ سے وُہ بیت المقدّس گئے اور مسجد اقصٰی اور مشاھدِ انبیار کی زیارت کی سعادت حاصل کی۔ پھر بغداد پہنچے اور شیخ الشیوخ عالم شہاب الدین عمر سہروردی سے بیعت کی، اور خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ شیخ نظام الدین اولیار سے روایت ہے کہ فقط سترہ دن میں آپ نے خرقہ حاصل کیا۔ پیر روشن ضمیر نے آپ کو وداع کرتے وقت ملتان کے قیام کا حکم دیا۔ اور اس علاقے کی ہدایت و ارشاد آپ کے سپرد کی۔ آپ ایک طویل راستے سے بغداد سے خوارزم ہوتے ہوئے ملتان پہنچے۔ متاہّل ہوئے اور خدا نے انہیں رشید اور صالح اولاد عطا فرمائی۔

علمِ ظاھر و باطن کی خاطر اس زمانے کے وسائلِ نقل و حرکت کے اعتبار سے، اتنا طویل اور مشکل سفر حیرت ناک ولولے اور جذبے اور شوق اور جفاکشی پہ دلالت کرتا

ہے۔ جب ابن بطّوطہ ہمیں بتاتا ہے کہ اُن سے دو پشت بعد اُن کی اولاد میں سے ایک شخص بہارالدین اسمٰعیل اسے خلیج فارس کے کنارے بندر رام ھرمز میں ملا جو مشائخ تبریز وغیرہا سے تعلیم پاکر اس شہر میں مقیم تھا تو ذرا بھی تعجّب نہیں ہوتا کیونکہ بزرگوں کے سفرِ علمی کی ایسی شاندار روایت ان کے گھر میں موجود تھی۔

شیخ الاسلام کے دستِ حق پرست پر ہزاروں لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ غوریوں کے زمانے میں بہت سے غیر مسلم راجپوت قبیلے ہندوستان کے مولد سے ھجرت کرکے پنجاب میں آ بسے تھے، ان میں کھرلوں، ٹوانوں، گھیبوں اور نیوار سیالوں کے اجداد بھی شامل تھے۔ جناب بہاءالحق اور ان کے خالہ زاد بھائی اور دوست بابا فرید گنج شکر کی مساعی سے یہ لوگ اس کثرت سے مسلمان ہوئے کہ ایک انگریز افسر لکھتا ہے کہ: "اس زمانہ میں مُسلمان ہوجانا فیشن میں داخل ہوگیا تھا"۔ لوگوں کے قبولِ اسلام کی دوسری وجہ اُس زمانے کے سیاسی حالات بھی تھے۔ ملتان میں اس دَور میں بہت سے انقلاب آئے۔ غزنویوں کی حکومت گئی تو غوری آئے۔ پھر خاندان غلاماں برسرِاقتدار آیا۔ جن کے نو بادشاہوں کا زمانہ قطب الدین ایبک سے غیاث الدین بلبن تک جناب شیخ الاسلام نے دیکھا۔ ملک ناصر الدین قباچہ اور التمش کے درمیان مُلتان اور اُچ کے بارے میں خونریز معرکے ہوئے جن میں بالآخر التمش کامیاب ہُوا ـــــــ پھر جلال الدین منکو برنی نے ملتان پر قبضہ کرنے کے لیے سخت کوشش کی اور ملک میں سخت افراتفری پیدا ہوئی۔ پھر تاتاری اس کے تعاقب میں چند بار اس علاقے میں آئے اور تباہی پھیلائی۔ پھر فارلغ ترکوں نے اس علاقہ پر قبضہ کرلیا۔ اور ان میں اور حکّام دہلی میں کشمکش رہی۔ اس تمام بدامنی اور بربادی اور ویرانی اور خرابی نے لوگوں کے دلوں کو مذہب سے تسکین ڈھونڈنے پر مجبور کیا۔ اور جناب شیخ الاسلام نے اسلام کا پیغام بر وقت ان تک پہنچایا۔ ان کی ڈھارس بندھائی اور ان کی اُمیدوں کی سوختہ کشتِ زار کو پھر سے ہرا کیا۔ شیخ الاسلام کے متعدد صاحبزادوں اور مریدوں اور خلفاء اور ان کے خلفاء نے اس سلسلے کو جاری رکھا۔ چنانچہ آپ کے خلیفہ

سید جلال الدین بخاری اُچّی کے ہاتھ پر چتّر جاٹوں کے اجداد نے اسلام قبول کیا۔ اور ان کے پوتے سید مخدوم جہانیاں کی کوشش سے علاقۂ ملتان کے نونوں کے اجداد مسلمان ہوئے اور اسی طرح اور بہت سی قومیں حلقہ بگوشِ اسلام ہوئیں۔

سندھ اور جنوبی پنجاب میں جابجا جال کے درختوں کے نیچے کوئی پانچ چھ سو بیٹھکیں ہیں۔ لوگ ان درختوں کو نہیں کاٹتے۔ کہتے ہیں کہ مذکورہ بزرگوں کے تبلیغی دوروں کے ساتھ ان بیٹھکوں کا تعلق ہے۔ پس یہ بیٹھکیں آج بھی ان بزرگوں کی سعی ہائے مشکور کی شاہد ہیں۔

جناب شیخ کے نامور مریدوں میں سے دو مشہور شاعر ہیں ایک شیخ فخر الدین عراقی جو آپ کے مرشد کے بھانجے تھے اور ھمدان سے قلندرانہ وضع میں آپ کے پاس پہنچ کر ۲۵ سال تک آپ کی خدمت میں حاضر رہے۔ اور آپ کے وصال کے بعد حج کو چلے گئے۔ دُوسرے امیر حسینی ھروی ہیں۔ جو مثنوی "کنز الرموز" اور "زاد المسافرین" اور "نزھۃ الارواح" کے مصنف ہیں۔ وہ ظاہر و باطن کے عالم تھے۔ باپ کے ساتھ برسم تجارت ملتان آئے اور واپس گئے۔ باپ فوت ہوئے تو تجرید و تفرید نے زور کیا۔ مال و دولت فقیروں کو بانٹ دیا اور مُلتان آ گئے۔ اور جناب شیخ الاسلام سے بیعت کی اور تین برس ملتان مقیم رہ کر فیض پایا۔ ان کی قبر ھرات میں ہے۔ ان دونوں بزرگوں نے جناب شیخ الاسلام کی تعریف اپنے اشعار میں بہت جوش سے کی ہے۔ ایک نے آپ کی جانِ پاک کو "منبع صدق و یقین" کہا تو دوسرے نے آپ کی جبین کو "مشرقِ نورِ یقین" بتایا ہے۔ ایک نے آپ کی وجہ سے ہندوستان کو "جنّت الماویٰ" کہا ہے تو دُوسرے نے آپ کو "شیخ جہان" اور "امام زمان" اور "قطبِ وقت" لکھا ہے۔

شیخ الاسلام بہاء الدین کے وصال کی تاریخ اکثر مآخذ میں، صفر ۶۶۶ھ (۲۸ اکتوبر ۱۲۶۷ء) لکھی ہے۔ گو بعض جگہ ۶۶۱ھ بھی مذکور ہے۔ نماز جنازہ آپ کے صاحبزادے شیخ صدر الدین نے پڑھائی اور آپ کو قلعۂ ملتان میں دفن کیا گیا۔ سلطانہ رضیہ نے آپ کی خانقاہ کے لیے بہت سے گاؤں دیئے۔ بعد کے زمانے میں محمد تغلق نے بھی خانقاہ اور روضے کے متولیوں کو جاگیریں عطا کیں۔ کہتے ہیں کہ آپ نے اپنا مقبرہ اپنی زندگی

ہی میں خود بنوایا تھا۔ ہندوستان بھر میں اس دور کی طرزِ تعمیر کا دوسرا نمونہ صرف ایک اَور ہے جو سونی پت میں ہے۔ عمارت کا نیچے کا حصّہ مربّع ہے۔ اس کے اوپر ہشت پہلو عمارت ہے اور اس کے اوپر نیم کروی گنبد۔ مشرقی رخ کاشی کار ہے، باقی تین طرفوں پر کاشی کا کام اب باقی نہیں رہا۔ ۱۸۴۸ء میں جب انگریزوں نے قلعہ کا محاصرہ کیا تو گولہ باری سے قلعہ کا میگزین اُڑ گیا۔ اور قلعے کی عمارتوں کو بہت نقصان پہنچا۔ چنانچہ اس مقبرہ کی عمارت کو بھی نقصان پہنچا۔ مگر مخدوم شاہ محمود نے چندہ کرکے مرمّت کرادی۔

اسی زمانے میں دیوان مُول راج صوبےدار ملتان نے بیان کیا کہ قدیم الایّام سے بعہد سلاطین و حکّام دیگر دستور تھا کہ جب سرکار سے نیا صوبے دار متعیّن ہو کر ملتان آتا تو صوبہ دار معزول اور صوبہ دار منصوب خانقاہ جناب شیخ بہار الحقؒ پر حاضر ہوتے۔ اور کلیدِ قلعہ نئے صوبہ دار کو وہاں دی جاتی اور یہ امر طرفین کے لیے باعثِ برکت تصوّر ہوتا۔

جناب شیخ الاسلام کو خدا نے مال و دولت سے بھی غنی کر دیا تھا۔ بفحوائے آیۂ مُبارکہ وَ اٰتَیْنٰهُ فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ اِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ۔ ان کی عمر کے آخری سالوں میں تاتاریوں نے قلعہ کے استحکامات کو گرا دیا، تو آپ نے لاکھ دینار اپنے خزانے سے دے کر اہلِ شہر کی گلو خلاصی کرائی۔[1]

اگرچہ "تذکرہ علمائے ہند" میں لکھا ہے کہ جناب شیخ الاسلام کی متعدد تصانیف خصوصاً علمِ سلوک میں ہیں، لیکن دنیا کے مشہور کتب خانوں میں ان کا ذکر نہیں ملتا۔ صرف ایک اوراد کی کتاب پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں مجھے ملی ہے۔ اس کے دیباچے سے اور بعض

---

[1] بعض روایتوں میں اس قصّے کی یہی صورت ہے مگر آٹھویں صدی ہجری کا مؤرخ سیفی ہروی اپنی کتاب "تاریخ نامہ ہرات" طبع کلکتہ ص۱۵۷ بعد پر لکھتا ہے کہ شیخ الاسلام حاکمِ ملتان کی طرف سے تاتاریوں سے بات چیت کرنے کے لیے گئے اور یہ طے کیا کہ تاتاریوں کو حاکمِ شہر لاکھ دینار دے دے تو وہ شہر سے چلے جائیں گے۔ دوسرے دن شیخ الاسلام لاکھ دینار لے کر شہر سے باہر آئے۔ مگر یہ نہیں کہا کہ یہ رقم وہ اپنے خزانے سے لاتے۔

کتابوں سے آپ کے چند اقوال آپ کو سناتا ہوں:

اوراد میں فرماتے ہیں: "راحت و آسائش کا دروازہ اپنے آپ پر بند کرنا چاہیے، خلقت کی مدح و ذم سے بے نیاز ہو جانا چاہیے۔ خدا سے خدا کے سوا کچھ نہ مانگنا چاہیے، گفتگو کم کرو، بے فائدہ علم نہ پڑھو، ایسا نہ ہو کہ جلہ جُو اور رخصت طلب بن جاؤ، تقسیم اوقات اس طرح سے کرو کہ صبح کا وقت بیکار نہ کھویا جائے اللہ ہمیں اور تمہیں غافلوں کی نیند سے بیدار کرے وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ"

آپ کی وصیتوں میں ہے: "بندے پر واجب ہے کہ اللہ کی عبادت صدق اور اخلاص سے کرے وہ اس طرح سے کہ اغیار کو دُور کردے اور عبادات و اذکار میں لوگوں اور چیزوں کے خیال کو مٹادے۔ یہ صرف اسی طرح سے ہو سکتا ہے کہ احوال کو نیک بنائے اور قول و فعل میں نفس کا محاسبہ کرے، غیر ضروری قول و فعل سے پرہیز کرے اور ہر قول و فعل سے پہلے اللہ سے التجا کرے اور اس سے مدد مانگے تاکہ اللہ اُسے اچھے عمل کی توفیق دے۔"

ایک خط میں ایک مرید کو لکھتے ہیں: "بدن کی سلامتی کم کھانے میں ہے اور رُوح کی سلامتی لوگوں کو ترک کر دینے میں ہے، اور دین کی سلامتی خیرِ خلق محمدؐ پر درود بھیجنے میں ہے۔"

شیخ محمد نُور بخش نے، جو سلسلۂ نوربخشیہ کے بانی ہیں، نویں صدی ھجری (پندرھویں صدی عیسوی) میں شیخ الاسلام بہاءالدین زکریاؒ کے متعلق جو پاکیزہ خیالات ظاہر کیے ہیں وہ یہ ہیں: "وہ (شیخ الاسلام) ایسے مرشد تھے جن سے اولیاء کے بہت سے طریقے متفرّع ہوتے ہیں۔ لوگوں کو کفر سے ایمان کی طرف، گناہ سے طاعت کی طرف، نفسانیت سے روحانیت کی طرف راہنمائی کرنے میں آپ کو بڑا مرتبہ حاصل تھا۔"

بخارا میں جب وہ تعلیم میں مشغول تھے تو اہلِ بخارا ان کی عفّت اور صلاحیّت سے متاثر ہو کر انہیں "بہاء الدین فرشتہ" کہا کرتے تھے۔ ماوراء النہر سے آپ حج و زیارت کے لیے

حرمین شریفین گئے۔ اور مدینہ منوّرہ میں پانچ سال تک مقیم رہ کر مولانا کمال الدین محمد یمنی سے جو پچاس سال سے مجاورِ حرم تھے حدیث پڑھی اور وہاں سے ہر سال حج کے لیے بھی جاتے رہے۔ پانچ برس کے بعد حدیث پڑھانے کا اجازت نامہ حاصل کرکے آپ بیت المقدس گئے اور مقاماتِ مقدسہ کی زیارت سے مشرّف ہوکر بغداد آئے اور سلطان المشائخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی صاحبِ "عوارف المعارف" کے مرید ہوئے۔ تھوڑے ہی دنوں میں پیر روشن ضمیر نے انہیں خرقۂ خلافت عطا فرمایا اور ملتان میں متوطن ہونے کا حکم دیا۔

افسوس ہے کہ آپ کے علم و فضل کے ثمرات اوراق میں بہت کم محفوظ رہے۔ آپ کے چند اقوال اور وصایا ہیں جو متفرق کتابوں میں ملتے ہیں اور آپ کی صرف کتاب "کتاب الاوراد" ہم تک پہنچی ہے جس کا ذکر ابھی آتا ہے۔ آپ کے وصایا کے ایک دو نمونے ملاحظہ فرمایئے لکھتے ہیں:-

"بندے پر واجب ہے کہ اللہ کی عبادت صدق و اخلاص سے کرے یہ اس طرح سے کہ عبادات و اذکار میں اغیار کو دور اور اشخاص کو محو کردے۔ اس کی کوئی سبیل سوائے اس کے نہیں ہے کہ احوال کو درست کرے اور اقوال و افعال میں نفس کا محاسبہ کرے۔ سوائے ضرورت کے قول و فعل سے اجتناب کرے اور ہر قول و فعل سے پہلے اللہ سے التجا کرے اور اعانت طلب کرے کہ اللہ عزّ و جلّ اس کو بہترین عمل کی توفیق دے۔"

ایک مرید کو ہدایت فرماتے ہیں:-

"ذکر یعنی اللہ کی یاد کی مداومت اپنے اوپر لازم کرو۔ ذکر سے طالب محبّت تک پہنچتا ہے اور محبّت آگ ہے جو ہر میل کو جلا دیتی ہے اور جب محبّت صحیح اور درست ہوجائے تو ذکر کرنے والے کی کیفیّت یہ ہو جاتی ہے کہ اُسے ذکر کے ساتھ مشاہدہ مذکور (یعنی جس کا ذکر کیا جائے) وہ بھی نصیب ہو جاتا ہے اور یہی وہ ذکرِ کثیر ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے نجات کا وعدہ فرمایا ہے یہ فرماکر

کہ: وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرو تاکہ تمہاری نجات ہو"۔

علمِ ادعیہ اور اوراد میں آپ کی ایک گراں پایہ تصنیف ملتی ہے۔ اس علم کا شمار فروعِ حدیث میں ہے اور اس میں دعاؤں اور اوراد کے کلمات کا ضبط اور اوراد کی روایت کی تصحیح وغیرہ امور سے بحث ہوتی ہے۔ متعدد ائمہ اسلام نے اوراد جمع کیے چنانچہ شیخ بہاءالدین زکریا کے پیر شیخ شہاب الدین سہروردی نے بھی ایک مجموعہ اوراد کا مرتب کیا جس میں مشائخِ کبار اور جمہور سالکانِ طریقت کی جمع کردہ دعائیں درج ہیں۔

اپنے پیر کے طریقہ پر شیخ الاسلام بہاءالدین زکریاؒ نے بھی اوراد جمع کیے، جو صدیوں تک صلحار کے معمولات میں شامل رہے، ان کے متعدد اقتباسات پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں موجود ہیں، اصل اوراد کے کئی نسخے رام پور لائبریری میں اور ایک نفیس قدیم الخط نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں ہے۔ اسی کتاب خانے میں "کتاب الاوراد" کے بعض اجزار کا حامل المتن فارسی ترجمہ بھی ہے جو غالباً آٹھویں صدی ہجری میں ۷۹۱ھ (۱۳۸۸ء) کے قریب لکھا گیا۔ اصل کا مترجم نے ارادۃً شیریں اور دل آویز الفاظ — اور نیاز انگیز عبارات میں ترجمہ کیا ہے۔"تاکہ نماز اور اوراد پڑھنے والا جو عبارتیں پڑھے، انہیں سمجھے اور ان کے معنی اس کے دل میں جگہ لیں۔

اسی طرح "کتاب الاوراد" کی نہایت نفیس اور معتبر فارسی شرح "کنز العباد" کے نام سے علی بن احمد الغوری نے دو ضخیم جلدوں میں نہایت فاضلانہ طریق سے لکھی۔

"کتاب الاوراد" میں مختلف نمازوں اور ان دعاؤں کا ذکر کیا ہے جو مختلف تقریبوں میں پڑھی جاتی ہیں۔ یہ تقریبیں سونے، جاگنے، کھانے، پینے، آنے، جانے، غرض زندگی کے ہر پہلو سے تعلق رکھتی ہیں۔

فقیر اللہ نے "راگ درپن" میں جناب شیخ الاسلام کو ماہران موسیقی میں شمار کیا ہے اور لکھا ہے کہ امیر خسرو کی طرح انہوں نے بھی چند راگ اور راگنیاں ایجاد کیں۔ مثلاً

ملتانی دھناسری انہی کی ایجاد ہے جس میں دھناسری اور مالسری کو مخلوط کیا گیا ہے، آپ نے چھند کی طرز پر کئی نغمے اختراع کیے جن میں خدائے واحد کی ستائش اور داستانِ عشق اور بندگی کے طریق پر عجز و انکسار کی کیفیت بیان کی۔

اپنے پیر کے ارشاد کے مطابق شیخ الاسلام بہاءالدین زکریاؒ نے ملتان کو تعلیم و ارشاد کا مرکز بنایا اور خلقِ خدا کو ہدایت کا پیغام پہنچایا اور اپنی عمر کے ساٹھ ستّر یا اس سے بھی زیادہ سال آپ ان اشغال میں منہمک رہے۔

دارا شکوہ "سفینۃ الاولیاء" میں لکھتا ہے کہ "بہت سی خلقت نے ان کے ملتان میں تشریف فرما ہونے کی برکت سے ہدایت پائی اور آج کل بھی اس ملک میں سب ان کے مرید ہیں"۔ آپ کے فیضان کا دُور دُور دُور تک پہنچا۔ وزیرستان کے مرکز کافی گرام میں بھی آپ کے مرید تھے۔ ایک طرف تو اس دُور دست علاقے تک آپ کی دعوت و تبلیغ پہنچی، دوسری طرف "تحفۃ الکرام (۳ : ۱۳۶) میں ہے کہ وہ سہوان تشریف لائے۔ کراچی سے چند میل کے فاصلے پر منگھ پیر کے پاس ایک پہاڑی ہے جسے کتابوں میں 'طوق منگ' لکھتے ہیں۔ اس کی چوٹی پر نشانات موجود ہیں۔ مقامی طور پر مشہور ہے کہ شیخ بہاءالدین اور ان کے تین رفیق یہاں آکر بیٹھے تھے۔ یعنی آپ کی تبلیغی مساعی کی جنوبی حد یہ تھی۔ غرض کم و بیش اس سارے علاقے میں جو اب "مغربی پاکستان" کہلاتا ہے، شیخ بہاءالدین نے تبلیغ کے فرائض انجام دیئے۔ غوریوں کے زمانے میں بہت سے غیر مسلم راجپوت قبیلے ہندوستان کے صوبوں سے ہجرت کر کے پنجاب میں آبسے۔ ان میں کھرلوں، ٹوانوں گھیبوں اور پنوار سیالوں کے اجداد بھی شامل تھے۔ شیخ بہاءالدین زکریا اور شیخ فریدالدین گنج شکر رحمہما اللہ کی تبلیغی کوششوں اور ان کی بزرگی اور نفوس قدسیہ کی تاثیر سے یہ غیر مسلم قبائل مشرّف باسلام ہوتے۔ بعض اقوام میں اب تک آپ کے فیوضِ روحانی کی یاد باقی ہے۔ ضلع جہلم کی ِللّا قوم کے لوگ برابر آپ کی خانقاہ پر زیارت کے لیے آتے ہیں۔ گڑگانوں کے میراثی آپ کو اپنا پیر مانتے ہیں۔ شاہ پور اور ملتان کے چاچڑ جو جاٹ ہیں

آپ کی اولاد کے سوا کسی دوسرے کے مرید نہیں ہوتے۔ ملتان گزیٹیر (ص ۳۴۹) میں ہے کہ آپ کی کرامت کی وجہ سے پنجاب اور سندھ کے ملّاح مشکل پڑنے پر آپ کو پکارتے ہیں۔

ملتان اور سندھ میں چوتھی صدی ہجری کے آخر میں قرمطیوں کا زور تھا۔ محمود غزنوی نے ملتان فتح کر کے اپنی سلطنت میں ملا لیا اور غالباً اسی کے ہاتھوں سندھ کے قرمطی حکّام کا خاتمہ ہُوا۔ انہوں نے پھر سر اٹھایا تو محمد غوری نے ۵۷۱ھ (۱۱۷۵ء) میں پھر سندھ اور ملتان ان سے چھینا۔ مگر حکومت چھن جانے کے باوجود لوگوں کے عقائد کی تصحیح کا کام ابھی باقی تھا یہ وُہ کام تھا جو جناب شیخ الاسلام اور شیخ فرید الدین جیسے بزرگوں کے ہاتھوں انجام پایا۔

جن لوگوں کی آپ نے تربیت کی ان میں بہت سے نامور لوگ شامل تھے۔ مثلاً آپ کے فرزندِ بزرگ شیخ صدرالدین، سیّد جلال بخاری، شیخ فخر الدین عراقی، ہمدانی شاعرِ مشہور، امیر حسینی صاحب "نزھۃ الارواح" وغیرہ وغیرہ۔ ان لوگوں نے اپنے پیر کی تعریف میں جو کچھ لکھا ہے۔ اس سے جنابِ شیخ کی عظمت دل پر نقش ہو جاتی ہے۔

آپ کی تبلیغی مساعی کی شہرت بیرونِ ہند تک پہنچی۔ چنانچہ نویں صدی ھجری میں شیخ محمد نوربخش جو "نوربخشیہ" فرقے کے سرِسلسلہ ہیں لکھتے ہیں: "بہاءالدین زکریاؒ ملتانی قدس سرہ بلادِ ہند میں رئیس الاولیاء تھے۔ علوم ظاہرہ کے عالم اور مکاشفات و مشاہدات میں صاحبِ احوال و مقامات۔ وہ ایسے مرشد تھے جن سے بہت سے اولیاء کے سلسلے چلے۔ کفر سے ایمان گناہ سے طاعت، نفسانیت سے روحانیت کی طرف لوگوں کی رہنمائی کرنے اور لوگوں کو ہدایت دینے میں آپ کی شان بہت بلند تھی"۔

عکس سرورق نسخہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ربّنا اتنا من لدنك رحمة و هيئ لنا من امرنا رشدا الحمد لله الذی کشف لاولیائه بواطن ملکوته و قشع لاصفیائه سرایر جبروته و اراق دم المحبّین بسیف جلاله و اذاق سرّ العارفین روح وصاله هو المحی لموات القلوب بانوار ادراکه و المنعش لها براحة روح المعرفة بنشر اسمائه والصلوة علی رسوله محمد و علی آله و اصحابه و ازواجه۔

**قال** علی بن عثمان بن ابی علی الجلّابی الغزنوی ثم الهجویری رضی الله عنه که طریق استخارت سپردم و اغراضی که بنفس باز می گشت از دل ستردم و بحکم استدعاء تو اسعدك الله تعالی قیام کردم و بر تمام کردن مرادت ازین کتاب عزم تمام کردم و مر این کتاب را کشف المحجوب نام کردم و مقصودِ تو معلوم گشت و سخن اندر غرضت اندرین کتاب مقسوم گشت و من از خداوند تعالی استعانت و توفیق خواهم اندر اتمام این کتاب و از حول و قوت خود تبرا کنم اندر گفتار و کردار و بالله التوفیق ؛ حول گرداگرد، توانائی، تغیر حال

خواہش کرنا
بیش مانگنا، خیر چاہنا
عہد دوبارہ، تکرار
تمیز، تفرقہ، طرف

## فصل

آنچه اندر ابتداء کتاب نام خود ثبت کردم مراد اندرین دو چیز (ص ۳) بود یکی نصیب خاص و دیگری نصیب عام آنچه نصیب عام بود آنست که چون جهلهٔ این علم کتابی بینند نو که نام مصنّف آن بچند جای بران مثبت نباشد نسبت

ص ۲

آن کتاب بخود کنند و مقصود مصنّف ازان بر نیاید که مراد از جمع و تالیف و تصنیف کردن بجز آن نباشد که نام مصنّف بدان کتاب زنده باشد و خوانندگان و متعلّمان وی را دعاء نیکو کنند که مرا این حادثه افتاد بدو بار یکی آنکه دیوان شعرم کسی بخواست و باز گرفت و اصل نسخه جز آن نبود آن جمله را بگردانید و نام من از سر آن بیگفند و رنج من ضایع گردانید تاب الله علیه و دیگر کتابی تالیف کردم هم اندر طریق تصوّف عمّرها الله نام آن منهاج الدین کردم یکی از مدّعیان رکیک که گرای گفتار او نکند نام من از سر آن پاک کرد و بنزدیک عوام چنان نمود که آن وی کرده است هرچند خواصّ برآن قولِ وی خندیدندی تا خداوند تعالٰی بی برکتی آن بدو در رسانید و نامش از دیوان طلّاب درگاه خود پاک گردانید - امّا آنچه نصیب خاصّ بود آنست که چون کتابی بینند و دانند که مولّف آن بدان فنّ و علم عالم بوده است و محقّق رعایت حقوق آن بهتر کنند و بر خواندن آن و یاد گرفتن آن بجدّتر باشند و مراد خواننده و صاحب کتاب ازان بهتر بر آید و الله اعلم؛

بے سمت، ضعیف، بے عزت، بے غیرت، بے حیا، حقیر، یارک

## فصل

و آنچه گفتم که طریق استخاره سپردم مراد ازان حفظ آداب خداوند بود عزّ و جلّ که مر پیغمبر خود را صلی اللہ علیہ وسلم و متابعان وی را بدین فرمود و گفت فاذا قرات القرآن فاستعذ بالله من الشیطٰن الرجیم و استعاذت و استخارت و استعانت جمله بمعنی طلب کردن و تسلیم امورِ خود بخداوند (ص ۴) سبحانه و تعالیٰ باشد و نجات از آفتهای گوناگون و صحابه پیغمبر صلی الله علیه وسلم و رضی الله عنهم روایت آورده اند که پیغمبر صلی الله علیه وسلم ما را استخاره آموختی چنانکه قرآن پس چون بنده بداند که خیریّت امور اندر کسب و تدبیر وی بسته نیست که صلاحِ بندگان خداوند تعالیٰ بهتر داند و خیر و شرّی که به بنده رسد مقدّر است جز تسلیم چه روئی باشد مر

ص ۴

قضا را و یاری خواستن از وی تا اثر نفس و امارگی آن از بنده رفع کند اندر کلّ احوال وی و خیریّت و صلاح وی را بدو ارزانی دارد پس باید که اندر بند همه اشغال بنده استخاره کند تا خداوند تعالیٰ وی را از خطر و خلل و آفت آن نگاه دارد و بالله التوفیق ؛

## فصل

و آنچه گفتیم که اغراضی که بنفس باز می گشت از دل ستردم مراد آن بود که اندر هر کاری که غرض نفسانی اندر آید برکت ازان کار برخیزد و دل از طریق مستقیم بمحلّ اعوجاج و مشغولی اندر افتد و آن از دو بیرون نباشد یا غرضش برآید و یا بر نیاید اگر غرضش بر آید هلاک وی اندران بود و در دوزخ را کلید بجز حصولِ مرادِ نفس نیست و اگر غرض بر نیاید باری وی را بیشتر از دل بستوده بار که نجاتِ وی اندران بود و کلیدِ درِ بهشت بجز منع نفس از اغراض وی نیست چنانکه خداوند تعالیٰ گفت وَ نَهَی النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰی و اغراض نفسانی اندر امور آن بود که بنده اندر کاری که می کند (ص ۵) بجز خوشنودی خداوند تعالیٰ باشد و نجات نفس از عقوبت طلب نکند و در جملهٔ رعونات نفس را حدی پیدا نباشد و تعبیهای وی اندران ظاهر نبود و اندرین کتاب بجایگاه خود بابی اندرین معنی بیاید انشاء الله تعالیٰ ؛

ص ۵

## فصل

و آنچه گفتم که بحکم استدعاء تو قیام کردم و بر تمام کردن مرادت ازین کتاب عزمی تمام کردم و مراد ازان این بود که مرا اهل سوال دیدی و واقعهٔ خود از من بپرسیدی و این کتاب اندر خواستی و مرادت ازان فایده بود لامحاله بر من واجب شد حق سوال تو گذاردن و چون اندر حال بتمامی حقّ سوالت نرسیدم و عزمی تمام

ببایست و نیّتی که تمام کنم تا اندر حال ابتداء کتاب و نیّت تمام کردن آن حکم و
جواب آن را ادا کرده باشم و قصد بنده چون بابتدای عمل وی به نیّت مقرون بود
اگرچه وی را اندران عمل خلل پدیدار آید بنده بدان معذور باشد و ازان بود که
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم گفت که نیّة المؤمن خیر من عمله نیّت کردن بابتداء عمل
بهتر از ابتدا کردن عمل بی نیّت و نیّت را اندر کارها سلطانی عظیم است و برهان
صادق که بنده بیک نیّت از حکمی بحکم دیگر شود بی ازانکه بر ظاهرش هیچ تاثیر پدیدار
آید چنانکه یک چندی بی نیّت روزه کسی گرسنه باشد وی را بدان هیچ ثواب نباشد
و چون بدل نیّت روزه کند از مقرّبان گردد بی ازانکه بظاهرش اثری پدیدار
آید چون مسافرکی بشهری (ص ۲) در آید و مدّتی بباشد مقیم نگردد تا نیّت اقامت نکند
و چون نیّتِ اقامت کرد مقیم گردد و مانند این بسیار
ست پس نیّت خیرات اندر ابتدای عمل گذاردن حق آن باشد و اللہ اعلم۞

ص ۲

## فصل

و آنچه گفتم که مر این کتاب را "کشف المحجوب" نام کردم مراد آن بود که تا نام
کتاب ناطق باشد بر آنچه اندر کتابست مر گروهی را که بصیرت بود چون نام کتاب
بشنوند دانند که مراد ازان چه بوده است و بدانکه همه عالم از لطیفهٔ تحقیق محجوب
اند بجز اولیای خدای عزّ و جلّ و عزیزان درگاهش - چون این کتاب اندر بیان راه
حق بود و شرح کلمات تحقیق و کشف حجاب بشریّت جز این نام او را اندر
خور نبود و بحقیقت کشف، هلاک محجوب باشد همچنانکه حجاب هلاک مکاشف یعنی چنانکه
نزدیک طاقت دوری ندارد و دوری طاقت نزدیکی ندارد و چون جانوری که از سرکه
خیزد اندر هر چه افتد بمیرد و آنچه از چیزهای دیگر خیزد اندر سرکه هلاک شود -
و طریق سپردن معانی دشوار باشد جز بر آنکه وی را از برای آن آفریده باشند و
پیغامبر گفت صلی اللہ علیہ وسلم کلُّ مُیسّرٌ لِمَا خُلِقَ لَه و خدای عزّ و جلّ هر کسی

را برای چیزی آفریده است و طریق آن بر وی سهل گردانیده. امّا حجاب دو است یکی حجاب رَینی و این هرگز بر نخیزد و دیگر حجاب غَینی و این زود برخیزد و بیان این آن بود که بنده باشد که ذات وی حجاب حق باشد تا یکسان باشد بنزدیک وی حق و باطل و بندهٔ بود که صفت وی حجاب (ص ۷) حق باشد و پیوسته طبع و سرّش حق می طلبد و از باطل می گریزد پس حجاب ذاتی که آن رینی است هرگز بر نخیزد و معنی رین و ختم و طبع یکی بود چنانکه خدای تعالیٰ گفت كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ آنگاه حکم این ظاهر کرد اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَ اَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ آنگاه علّتش بیان کرد خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوبِهِمْ و نیز گفت طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوبِهِمْ و حجاب صفتی که آن غَینی بود روا باشد که وقتی دون وقتی بر خیزد که تبدیل ذات اندر حکم غریب و بدیع باشد و اندر عین ناممکن. امّا تبدیل صفت چنانکه هست روا باشد و مشایخ را در معنی رین و غین اشارت لطیف است چنانکه جنید گوید رحمة الله علیه الرین من جملة الوطنات و الغین من جملة الخطرات رین از جملهٔ وطناتست و غین از جملهٔ خطرات وطن پایدار بود و خطر طاری چنانکه از هیچ سنگ آئینه نتوان کرد اگرچه صقّالان بسیار مجتمع گروند و باز چون آئینه زنگ گیرد بمصقله صافی شود از انچه تاریکی اندر سنگ اصلی است و روشنائی اندر آئینه اصلی چون آئینه اصل پایدار بود آن صفت عاریتی را بقا نباشد پس این کتاب مر آن را ساختم که صقّال دلها بود که اندر حجاب غین گرفتار باشد و مایهٔ نور حق اندر دل شان موجود باشد تا ببرکت خواندن این کتاب آن حجاب بر خیزد بحقیقت معنی راه بیابند. و باز آنانکه هستی ایشان را عجنت از انکار حق و از ارتکاب باطل بود هرگز (ص ۸) راه نیابند بشواهد حق و از این کتاب مر ایشان را هیچ فائده نباشد و الحمد لله علی نعمة العرفان *

## فصل

و آنچه گفتم مقصودت معلوم شد و سخن اندر غرضت اندرین کتاب مقسوم شد مراد ازین قول آن بود تا مسئول را مقصود سایل معلوم نگردد مراد سایل محصول نگردد که سوال از اشکال کنند و چون بجواب اشکال حل نشود فایده ندهد و حلّ اشکال جز بمعرفت اشکال نتوان کرد و آنچه گفتم سخن اندر غرضت مقسوم شد یعنی سوال بر جمله را جواب بر جمله باشد چون سایل بر جملهٔ درجات و اخوات سوال خود عالم بود و باز مبتدی را بتفصیل حاجت باشد و اقسام بیان و حدود آن خاصّه که غرض تو اسعدك الله تعالیٰ اندرین آن بوده است که تا تفصیل دهم و کتاب سازم از سوال تو و بالله التوفیق ❊

## فصل

و آنچه گفتم که من از خداوند تعالیٰ توفیق و استعانت خواهم مراد آن بود که بنده را ناصر بجز خداوند نباشد که وی را بر خیرات نصرت کند و توفیق زیادت دهدش و حقیقت و توفیق موافقت تائید خداوند بود با فعل بنده اندر اعمال صواب و کتاب و سنّت بر وجود صحّت توفیق ناطق است و امّت مجتمع بجز گروهی از معتزله و قدریان که لفظ توفیق را از کلّ معانی خالی گویند و گروهی از مشایخ این طریقت گفته اند که التوفیق هو القدرة علی الطاعة عند الاستعمال چون بنده خداوند را مطیع باشد از خداوند بدو نیرو زیادت باشد و قوّت افزون (ص ۹) ازانچه پیش ازان بوده باشد و در جمله حالا بعد حالٍ آنچه می باشد از سکون و حرکات بنده جمله فعل و خلق خدای است تعالیٰ پس آن قوّتی را که بنده بدان طاعت کند توفیق خوانند و این کتاب جایگاه این مسئله نیست که مراد ازین چیزی دیگر است و باز گشتم بسر مقصود تو و پیش ازانکه بر سر سخن شوم نخست سوال ترا بعینه بیارم و ازانجا بابتداء

ص ۹

کتاب پیوندم و باللّٰه التوفیق *

صورت السوال قال السایل وهو ابو سعید الهُجویری بیان کن مرا اندر تحقیق طریقت تصوّف و کیفیّت مقامات ایشان ، بیان مذاهب و مقالاتِ آن و اظهار. کن مرا رموز و اشارات ایشان و چگونگی محبّت خداوند عزّ و جلّ و کیفیّت اظهار آن بر دلها و سبب حجاب عقول از ماهیّت آن و نفرت نفس از حقیقت آن و آرام روح با صفت آن و آنچه بدین تعلّق دارد از معاملت آن قال المسئول و هو علی بن عثمان الجلابی رحمة اللّٰه علیه بدانکه اندرین زمانهٔ ما این علم بحقیقت مندرس گشته است خاصّه اندرین دیار که خلق جمله مشغول هوا گشته اند و مُعرض از طریق رضا و علماء روزگار و مدّعیان وقت را ازین طریقت صورت بر خلافِ اصلِ آن بسته است پس بیایید همت بچیزی که دست اهل زمانه باثرها ازان کوتاه بود بجز خوّاص حضرت حق و مراد همه اهل ارادت ازان منقطع و معرفت همه اهل معرفت از وجود آن معزول بجز خوّاص حضرت حقّ خاص و عام خلق ازان بعبارت آن پسند (ص ۱۰) کرده اند و مر حجاب آن را بجان و دل خریدار گشته و کار از تحقیق بتقلید افتاده و تحقیق روی خود از روزگار ایشان پوشیده و عوام بدان پسند کرده گویند که ما حقّ را همی بشناسیم و خواص بدان خرسنده شده که اندر دل تمنّی یابند و اندر نفس حاجتی و اندر صدر میلی بدان سوی از سر مشغولی گویند این شوق رویت است و حرقت محبّت و مدّعیان بدعوی خود از کلّ معانی باز مانده و مریدان از مجاهدت دست باز داشته و ظنّ معلول خود را مشاهده نام کرده و من پیش ازین کتب ساختم اندرین معنی جمله ضایع شد و مدّعیان کاذب بعضی سخن ازان مر مید خلق را بر چیدند و دیگر را بشستند و ناپایدار کردند ازانچه صاحب طبع را سرمایهٔ حسد و انکار نعمت خداوند باشد و گروهی دیگر نشستند امّا بر نخواندند و معنی ندانستند و بعبارت آن پسند کردند که تا بنویسند و یاد گیرند و گویند که ما علم تصوّف و معرفت می گوییم و ایشان اندر عین نکرت اند و این جمله ازان بود که این معانی کبریت احمر است و آن عزیز باشد و چون بیابندش کیمیا بود و دانگ سنگی از

(ص ۱۰)

وی بسیار مس و روی را زر سرخ گرداند و فی الجمله هر کسی آن دارو و طلبد که موافق درد وی باشد و بجز آن نبایدش چنانکه یکی گوید از بزرگان شعر

فکلّ من فی فواده وجع
لیطلب شیئا یوافق الوجعا

کسی را که داروی علت وی حقیر ترین (ص ۱۱) چیزها بود وی را دته و مرجان نباید تا به شلیثا و دواء المسک آمیزدش و این معنی عزیز تر ازانست که هر کسی را ازان نصیب باشد و پیش ازین جهال این علم بر کتب مشایخ همین کردند چون آن خزانهاء اسرار خداوند بدست ایشان افتاد و معنی آن ندانستند بدست کلاه دوزان جاهل فگندند و بمجلدیان ناپاک دادند تا آن را استر کلاه و جلد دواوین شعر ابونواس و هزل جاحظ گردانیدند و لامحاله چون باز ملک بر دیوار سرای پیر زنی نشیند پر و بالش ببرید و خداوند عز و جل ما را اندر زمانهٔ پدیدار آورده است که اهل آن هوا را شریعت نام کرده اند و طلب جاه و ریاست و تکبّر را عزّ و علم و ریاء خلق را ...ت و نهان داشتن کینه را اندر دل، حلم و مجادله را مناظره و محاربت و سفاهت را عظمت و نفاق را زهد و تمنّی را ارادت و هذیان طبع را معرفت و حرکات دل و حدیث نفس را محبّت و الحاد را فقر و جحود را صفوت و زندقه را فنا و ترک شریعت پیغمبر را صلی الله علیه وسلم طریقت و آفت اهل زمانه را معاملت نام کرده اند تا ارباب معانی اندر میان ایشان محجوب گشته اند و ایشان غلبه گرفته چون اندر فترت اوّل اهلبیت رسول صلے الله علیه وسلم با آل مروان - چگونه نیکو گفته است آن شاه اهل حقایق و برهان تحقیق و دقایق ابو بکر الواسطی رحمة الله علیه ابتلینا بزمان لیس فیه آداب الاسلام ولا اخلاق (ص ۱۲) الجاهلیة ولا احکام ذوی المروة و متنبّی را ست موافق این ؎

لحاء الله ذی الدنیا مناخا لراکب
فکل بعید الهمّ فیها معذّب

بدان قواک الله کہ یافتم این عالم را محلّ اسرار خداوند و مکوّنات را موضع ودایع وی و مثبتات را جایگاه لطایف آن اندر حق دوستانش و جواهر و اعراض و عناصر و اجرام و اشباح و طبایع جملہ حجاب آن اسرارند و اندر محلّ توحید اثبات این هر یک شرک باشد پس خداوند تعالیٰ این عالم را در محلّ حجاب بداشتہ است تا طبایع هر یک اندر عالم خود بفرمان وی طمانیت یافتہ اند و بوجود خود از توحید حق محجوب گشتہ و ارواح اندر عالم بمزاج وی مغرور گشتہ و بمقارنت آن از محلّ خلاص خود دور ماندہ تا اسرار ربّانی اندر حق عقول مشکل شدہ است و لطایف قرب اندر حقّ ارواح پوشیدہ گشتہ تا آدمی در مظلمۂ غفلت بهستی خود محجوب گشتہ است و در محلّ خصوصیّت بحجاب خود معیوب گشتہ چنانکہ خداوند تعالیٰ گفت وَ الْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ و نیز گفت اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا و رسول گفت صلی اللہ علیہ وسلم خلق اللّٰہ الخلق فی ظلمۃ ثم القیٰ علیہ نورا پس این حجاب وی را اندر عالم مزاجش افتادہ است بتعلّق طبایع و بتصرّف عقل اندر و تا لاجرم بجملی پسند کار شدہ است و مر حجاب خود را از حق بجان خریدار آمدہ از انچہ از جمال کشف بےخبر است و از تحقیق سرّیت ربّانی (ص ۱۳) معرض و بر محلّ نجات ستوران آرامیدہ و از محلّ خود رمیدہ و بوی توحید ناشنیدہ و جمال احدیّت نا دیدہ و ذوق توحید ناچشیدہ بترکیب از تحقیق مشاہدہ باز ماندہ و بحرص دنیا از ارادت خداوند رجوع کردہ و نفس جوانیّت بی جانِ ربّانی مر ناطقہ را مقهور کردہ تا حرکات او طلبش جملہ اندر نصیب جوانیت مقرّر شدہ است جز خوردن و خفتن و متابع شہوات بودن هیچ چیز نداند و خداوند عزّ وجلّ مر دوستانِ خود را ازین جملہ اعراض فرمودہ گفت ذَرْهُمْ یَاْکُلُوْا وَ یَتَمَتَّعُوْا وَ یُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ازانچہ سلطان طبع ایشان سرّ حق را بر ایشان پوشیدہ بود و بجای عنایت و توفیق اندر حقّ ایشان خذلان و حرمان آمدہ تا جملہ متابع نفس امّارہ گشتہ کہ آن حجاب عظیم است و منبع سوء و شر چنانکہ خدای تعالیٰ گفت اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْءِ اکنون من ابتداء کتاب کنم و مقصود ترا اندر مقامات و حجب پیدا کنم و

ص ۱۳

با بیانی لطیف مر آن را بسوط گردانم و عبارات اہل صنایع را شرح دہم و لختی از
کلام مشایخ بدان پیوندم و از غرر حکایات مر آن را مددی دہم تا مراد تو بر آید و آنکه
نیز اندرین نگرد از علماء ظاہر وغیرآن بداند که طریقۂ تصوّف را اصلی قویست و فرعی مثمر
و جملۂ مشایخ ایشان از اہل علم بوده اند و جملۂ مریدان را بر آموختن علم باعث بودنده
اند و بر مداومت کردن بران ایشان را حریص داشته اند و ہرگز متابع لہو و ہزل (ص۱۲)
نبوده اند و طریق لغو نسپرده اند از پس آنکه بسیاری از مشایخ طریقت و علماء ایشان
اندران معانی تصانیف ساخته اند و بعبارات لطیف از خواطر ربانی خود برہان نموده اند
و باللّٰه التوفیق ٭

---

ر ۱۴

# باب اثبات العلم

خداوند تعالی گفت اندر صفت العلما إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ و پیغمبر گفت صلی الله علیه وسلم طلب العلم فریضة علی کل مسلم و مسلمه و نیز گفت صلی الله علیه وسلم اطلبوا العلم و لو بالصین و بدانکه علم بسیار ست و عمر کوتاه و آموختن جملهٔ علوم بر مردم فریضه نیست چون علم نجوم و طبّ و علم حساب و صناعت های بدیع و آنچه بدین ماند مگر ازین هر یک بدان مقدار که بشریعت تعلق دارد و از نجوم مر شناختن اوقات اندر شب و طبّ مر احتمارا و حساب مر فرایض را و مدت عدّت را و آنچه بدین ماند پس فرایض علم چندانست که بدان عمل درست باشد که حق تعالے بدان ذم کرد کسانی را که علوم بی منفعت آموزند قوله عزّ و جلّ وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ و رسول صلی الله علیه وسلم زینهار خواست و گفت اعوذ بك من علم لا ینفع پس باندکی از علم عمل بسیار بتوان کرد و باید که علم مقرونِ عمل باشد که رسول صلی الله علیه وسلم گفت المتعبّد بلا فقه کالحمار فی الطاحونة متعبّدان بی فقه بخر خراس مانند کرد هر چند همی گردند بر پی نخستین باشند و هیچ راه شان رفته بنابد و از عوام دیدم گروهی که علم را بر عمل فضل نهادند (ص ۱۱) و گروهی عمل را بر علم و این هر دو باطل است ازانکه عمل بی علم خود عمل نباشد که عمل آنگاه عمل گردد که موصول علم بود تا بنده بدان مر ثواب حق را متوجه گردد چون نماز که تا نخست علم ارکان طهارت نبود

ص ۱۵

و علم شناختن آب و علم معرفت قبله و علم کیفیت نیّت و ارکان نماز نبود چون عمل بعین علم عمل می گردد چگونه جاہلان را ازین جدا کنند و آنان که علم را بر عمل فضل نهادند هم محال است که علم بی عمل علم نباشد چنانکه خداوند تعالی می گوید نَبَذَ فَرِیْقٌ مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتَابَ کِتَابَ اللّٰہِ وَرَآءَ ظُھُوْرِھِمْ کَاَنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ نام عالمی بی عمل از عالمان نفی کرد ازانچه آموختن و یاد داشتن و یاد گرفتن این جمله نیز عمل بود و ازانست که بنده بدان مثابست و اگر علم عالم بفضل و کسب او نبودی او را درآن هیچ ثواب نبودی و این سخن دو گروهست یکی آنان که نسبت بعلم کنند مر جاه خلق را و طاقت معاملت آن ندارند و بتحقیق علم نرسیده باشند عمل را ازان جدا کنند نه علم دانند و نه عمل تا جاهلی گوید که قال بناید کار باید و دیگری گوید که علم باید عمل نباید و از ابراهیم ادهم رضی الله عنه می آرند که گفت سنگی دیدم در راه افگنده و بران نوشته بود که مرا بگردان و برخوان پس بگردانیدمش بران نبشته بود که انت لا تعمل بما تعلم فکیف تطلب العلم ما لا تعلم و تو بعلم خود عمل نه کنی محال باشد که نادانسته را طلب کنی یعنی کاربند آن باش که دانی (ص ۱۶) تا ببرکات آن نادانسته نیز بدانی و انس بن مالک گوید رضی الله عنه که همة العلماء الدرایة و همة السفهاء الروایة ازانچه اخوات جهل از علماء منتفی باشد آنکه از علم جاه و عزّ دنیا طلبد نه عالم بود که طلب جاه و عزّ دنیا از اخوات جهل است و هیچ درجه نیست اندر مرتبه علم ازان بلندتر که اگر علم نباشد هیچ لطیفه خداوند را نشناسند و چون علم موجود باشد همه مقامات و شواهد و مراتب را سزاوار بود و الله اعلم بالصواب ؛

## فصل

بدانکه علم دو است یکی علم خداوند تعالی و دیگر علم خلق و علم بنده اندر جنب علم خداوند متلاشی بود زیرا که علم او صفت ویست بدو قایم و اوصاف او را نهایت نیست و علم ما صفت ماست و بما قایم و اوصاف ما متناهی اند و خداوند

ص ۱۶

تعالی گفت وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا و در جملہ علم از صفات مدحت و حدش احاطۃ المعلوم است و تبیین المعلوم و نیکوترین حدود اینست کہ "العلم صفۃ یصیر الحی بہا عالما" و خداوند تعالی گفت وَاللّٰہُ مُحِیْطٌ بِالْکَافِرِیْنَ و نیز گفت وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ و علم او یک علمست کہ بدان می داند ہمہ موجودات و معدومات را و خلق را اندران با وی مشارک نیست و متجزی نہ و از وی جدا نہ و دلیل بر علمش ترتیب فعلش است کہ فعل محکم علم فاعل اقتضا کند پس علم وی باسرار لاحق است و بہ اظہار محیط، طالب را باید کہ اعمال اندر مشاہدت وی کند چنانک (ص ۱۷) می داند کہ وی بدو و بافعال او بینا ست **الحکایت** ہمی آرند کہ اندر بصرہ رئیسی بود بباغی خود رفتہ بود چشمش بر حسن زن برزگر خود افتاد مرد را بشغلی فرستاد و زن را گفت درہا دربند زن گفت ہمہ درہا بستم مگر یک در کہ نمی توانم بست گفت آن کدام در ست گفت آن دری کہ میان ما و خداوند است نمی توانم بست مرد پشیمان شد و استغفار کرد و حاتم الاصم گفت رضی اللہ عنہ کہ چہار علم اختیار کردم و از ہمہ علماء عالم برستم گفتم کہ کدام است آں گفت یکی آنکہ بدانستم کہ مرا رزقی است مقسوم کہ زیادت و کم نشود از طلب زیادت بر آسودم و دیگر آنکہ دانستم کہ خدای را بر من حقی است کہ جز من کسی دیگر نمی تواند گذارد باداء آن مشغول گشتم سیوم آنکہ دانستم کہ مرا طالبی ست یعنی مرگ کہ ازو نتوانم گریخت آن را بساختم و چہارم آنکہ دانستم کہ مرا خداوندی است مطلع بر من از وی شرم داشتن و از نا کردنی دست باز داشتم و چون بندہ عالم بود کہ خداوند بدو ناظر ست کاری نکند کہ بقیامت ازو شرم دارد ؛

ص ۱۷

## فصل

امّا علم بندہ باید کہ اندر امور خداوند و معرفت وی باشد و فریضہ بر بندہ علم وقت باشد و آنچہ بر موجب وقت بکار آید ظاہر و باطن و آن بدو قسمت یکی

قسمت اصول است و دیگر قسمت فروع ظاهر اصول قول شهادت و باطنش تحقیق معرفت
و ظاهر فروع ورزش معاملت و باطنش تصحیح نیّت. و قیام هریک ازین بی دیگری
ص ۱۸ (ص ۱۸) محال باشد ظاهری بی حقیقتِ باطن، نفاق بود و باطن بی ظاهر زندقه و
ظاهر شریعت بی باطن نقص بود و باطن بی ظاهر هوس پس علم حقیقت را سه رکن
ست یکی علم بذات خداوند تعالی و وحدانیّت وی و نفی تشبیه از وی و دیگر علم
بصفات خداوند تعالی و احکام آن و سیوم علم بافعال و حکمت وی و علم شریعت را
نیز سه رکنست: یکی کتاب و دیگر سنّت و سیوم اجماع امت و دلیل بر علم باثبات
ذات و صفات و افعال خدای عزّ و جلّ قول اوست فَاعْلَمْ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ و
نیز گفت فَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰكُمْ و نیز گفت اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ
و نیز گفت اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ و مانند این آیات بسیارست که جمله
دلالیند بر نظر کردن اندر افعال وی تا بدان صفات فاعل را بشناسی و نیز رسول گفت
صلی الله علیه وسلم مَن علم ان الله تعالی ربّه و انّی نبیّه حرّم الله تعالی لحمه و
دمه علی النار اما شرط علم بذات خداوند تعالی آنست که عاقل بالغ بداند که حق
تعالی موجود ست اندر قِدَم ذات خود و بی حدّ و بی حدود ست و اندر مکان و
جهت نیست و ذاتش موجب آفت نیست از خلقش مانند نیست و وی را زن و
فرزند نیست و هرچه اندر وهم تو صورت بندد و اندر خرد اندازه بندد وی آفریدگار
آنست و دارنده و پروردگار آن لقوله تعالی لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ
و اما علم بصفات وی آنست که بدانی که وی را صفاتی ست بدو موجود که آن نه
ص ۱۹ ویست و نه (ص ۱۹) جز وی بدو موجود و بدو قایمست و وی را دایم است آن صفات
چون علم و قدرت و حیوة و ارادت و سمع و بصر و کلام و بقا چنانکه خدا تعالی گفت
اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ و نیز گفت وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ و نیز گفت
وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ و نیز گفت فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ و نیز گفت هُوَ الْحَيُّ لَا اِلٰهَ
اِلَّا هُوَ و نیز گفت قوله الحق وَ لَهُ الْمُلْكُ و اما علم باثبات افعال وی آنست که

بدانی که وی آفریدگار خلقان ست و خالق افعال ایشان عالم نابوده بفعل وی هست شده است. مقدرِ خیر و شرّ ست و خالقِ نفع و ضرّ ست چنانکه گفت اَللّٰهُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ و دیل بر اثبات احکام شریعت آنست که بدانی که از خداوند تعالی بما رسولان آمدند با معجزهای ناقضِ عادت و رسول ما محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حق است و او را معجزات بسیار ست و آنچه ما را خبر داده است از غیب و عین جملہ حق ست رکن اوّل از شریعت کتابست چنانکہ گفت عزّ من قائل فِیهِ آیَاتٌ مُحْکَمَاتٌ هُنَّ اُمُّ الْکِتَابِ و دیگر سنّت است چنانکه گفت وَ مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَ مَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا و سیوم اجماع امّت است چنانچہ رسول گفت صلی اللہ علیہ وسلم لا تجتمع امّتی علی الضلالة علیکم بالسواد الاعظم و در جملهٔ احکام حقیقت بسیار ست و اگر کسی خواهد تا جملہ را جمع کند نتواند ازانچہ لطایف خداوند را عز اسمہ نهایت نیست ؛

## فصل

بدانکہ گروهی اند از ملاحدہ لعنهم اللہ کہ ایشان را (ص ۲۰) سوفسطائیان گویند و مذهب ایشان آنست کہ بهیچ چیز علم درست نیاید و علم خود نیست گوئیم ما ایشان کہ این دانش کہ می دانید کہ بهیچ چیز علم درست نیست۔ درست هست یا نہ اگر گویند کہ هست پس علم را اثبات کردند و اگر گویند کہ نیست پس چیزی کہ درست نباشد آن را معارضہ کردن محال باشد و سخن با آن کس گفتن از خرد نبود۔ و گروهی از ملاحدہ کہ تعلق بدین طریق دارند همین گویند کہ علم ما بهیچ چیز درست نیاید پس ترک علم ما را تمام تر از اثبات آن باشد و این از حمق و جهالت ایشان بود کہ ترک علم از دو بیرون نبود یا بعلمی بود یا بجهلی پس علم مر علمی را نفی نکند و ضد نیاید و بعلم ترک علم محال بود ماند اینجا جهل و چون درست شد کہ نفی علم جهل بود و ترک او بجهل بود و جاهل مذموم باشد و جهل قرینهٔ

کفر و باطل بود کہ حق را بجمل تعلق نبود و این خلاف جملۂ مشایخ است و چون این قول را جملہ مردمان بشنیدند و بدین ازتکاب کردند و گفتند کہ مذہب جملۂ اہل تصوف اینست و روش شان چنین تا اعتقاد شان مشوش گشت و از تمییز کردن حق از باطل باز ماندند و ما امروز جملہ را بخداوند تسلیم کردیم تا اندر ضلالت خود همی باشند اگر دین گریبان ایشان گیردی تصرف بہتر ازین کنندی و حکم رعایت را از دست ندادندی و اندر دوستان حق بدین چشم ننگرندی و احتیاط روزگار خود نکوتر ازین کنندی۔ اگر قومی از ملاحدہ تعلق بہ دین احرار کردند تا بجمال ایشان از آفتاء خود رستگار گردند و اندر (ص ۲۱) سایۂ عز ایشان زندگانی کنند چرا باید کہ همہ را با ایشان قیاس کنند و اندر معاملۂ ایشان مکابرۂ عیان بر دست گیرند و قدر ایشان اندر زیر پای آرند و مصنف گوید مرا با یکی از منتسبان علم کہ کلاہ رعونت را عز نام کردہ بود و متابعت هوا را سنت رسول و موافقت شیطان را سیرت ائمہ مناظرہ همی رفت۔ اندر میانہ گفت ملحدہ دوازدہ گروہ گشتند یک گروہ از ایشان درمیان متصوفہ اند۔ گفتم اگر یک گروہ درمیان ایشان اند یازدہ گروہ اندر میان شما اند و ایشان از یک گروہ خود را بہتر ازان توانند نگاہ داشت کہ شما از یازدہ گروہ۔ اما این جملہ از نتیجۂ فترت های زمانہ است و آفت هائی کہ پیدا آمدہ است و خداوند تعالی پیوستہ اولیای خود را اندر میان آن قوم مستور داشتہ است و آن قوم را از جہت ایشان اندر میان خلق مہجور داشتہ و نیکو گفتہ است آن پیر پیران و آفتاب مریدان علی بن بندار الصیرفی رحمۃ اللہ علیہ فساد القلوب علی حسب فساد الزمان و اهلہ، اکنون ما فصلی از اقاویل ایشان بیاریم تا تنبیهی بود آن را کہ درکار او از حق تعالی عنایتی صادق است از منکران بدین طایفہ و باللہ التوفیق ؁

ص ۲۱

## فصل

محمد بن فضل البلخی گوید رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ العلوم ثلثۃ علم من اللہ

و علم مع اللہ و علم باللہ ۔ علم باللہ علم معرفت بود کہ ہمہ انبیاء و اولیاء او را بدو دانستہ اند و تا تعریف و تعرّف وی نبود ایشان وی را ندانستند از آنچہ ہمہ اسباب اکتساب (ص ۲۲) مطلق از حق تعالی منقطع است و علم بندہ معرفت حق را علّت نگردد کہ علّتِ معرفت وی ہم ہدایت و اعلام وی بود و علم من اللہ علم شریعت بود کہ آن از وی بما فرمان و تکلیف است و علم مع اللہ علم مقامات و طریق حق و بیان درجات اولیا بود پس معرفت بی پذیرفتن شریعت درست نیاید و ورزش شریعت بی اظہار مقامات راست نیاید، و ابو علی ثقفی گوید رحمۃ اللہ علیہ العلم حیٰوۃ القلب من الجھل و نور العین من الظلمۃ" علم زندگی دلست از مرگ جہل۔ و نور چشم یقین است از ظلمت کفر کہ ہر کہ را علم معرفت نیست دلش بجہل مردہ است و ہر کہ را علم شریعت نیست دلش بنادانی بیمار ست پس دل کفّار مردہ باشد کہ بخداوند تعالی جاہل اند و دل اہل غفلت بیمار باشد کہ بفرمانہای وی جاہل اند۔ ابوبکر ورّاق ترمذی گوید رحمۃ اللہ علیہ من اکتفی بالکلام من العلم دون الزھد فقد تزندق و من اکتفی بالفقہ دون الورع فقد تفسّق۔ ہر کہ از علم توحید بعبارت آن پسندہ کند و از اضداد آن روی نگرداند زندیق شود و ہر کہ بعلم شریعت و فقہ بی ورع پسندہ کند فاسق گردد و مراد ازین اینست کہ بی معاملت و مجاہدت تجرید توحید جبْر باشد۔ و موحّد جبری قول و قدری فعل باشد تا روش وی اندر میان قدر و جبر درست آید و این قول حقیقت آنست کہ آن پیر گفت رحمۃ اللہ علیہ التوحید دون الجبر و فوق القدر پس ہر کہ از علم توحید بی معاملت بعبارت آن پسندہ کند و از اضداد (ص ۲۳) آن روی نگرداند زندیق شود امّا فقہ را شرط احتیاط و تقوی بود و ہر کہ بعلم فقہ و شریعت بی ورع پسندہ کند و برخص و تاویلات و تعلق شبہات مشغول گردد و بدون مذہب گرد مجتہدان گردد مر آسانی را، زود باشد کہ بفسق اندر افتد و این جملہ از غفلت پدید آید و نیکو گفت آن شیخ المشایخ یحیی ابن معاذ الرازی رحمۃ اللہ علیہ اجتنب صحبۃ ثلثۃ اصناف من الناس: العلماء الغافلین و القراء المداھنین و المتصوفۃ الجاھلین امّا علماء غافل آنان باشند کہ دنیا را قبلۂ دل خود

ص ۲۲

ص ۲۳)

گردانیده باشند و از شرع آسانی اختیار کرده و پرستش سلاطین و ظلمه بر دست گرفته و درگاه ایشان را طواف گاه خود ساخته و جاهِ خلق را محراب خود گردانیده و بغرور و زیرکی خود فریفته شده و بدقّت کلام خود مشغول شده و اندر ایمّه و استادان زبان طعن دراز کرده و بقهر کردن بزرگان دین و بسخن زیادتی مشغول شده آنگاه اگر کونین را در پلهٔ ترازوی او نهی پیدا نیاید آنگاه حقد و حسد را مذهب گردانیده و در جمله این علم نباشد و علم صفتی باشد که انواع جهل از موصوف آن منتفی شود. امّا قرّاء مداهن آن باشند که چون کسی فعل بر موافقت هواء وی کند اگرچه باطل بود آن فعل وی را مدح گویند و چون کسی بر مخالفت هواء او کاری کند اگرچه حقّ بود وی را بدان ذمّ کنند و از خلق بمعاملت خود جاه طمع دارد و بر باطل (ص ۲۴) مر خلق را مداهنت کند امّا متصوّف جاهل آن بود که در صحبت پیری نبوده باشد و از بزرگی ادب نیافته بود و خود را درمیان خلق افگنده و گوشمال زمانه نچشیده و بنابینائی کبودی در پوشیده و خود را درمیان ایشان افگنده و به بی‌حرمتی طریق انبساطی می سپرد و اندر صحبت ایشان و حق وی وی را بدان داشته باشد که جمله را چون خود پندارد و آنگاه طریق حقّ و باطل بر وی پوشیده بود پس این سه گروه را که آن بهر موقّق یاد کرد و مریدان را از صحبت ایشان اعراض فرمود مراد آن بود که ایشان اندر دعاوی خود کاذب بودند و اندر روش ناتمام. و ابو یزید بسطامی رحمة الله علیه گوید علمت فی المجاهدة ثلثین سنة فما وجدت شیٔا اشدّ علیّ من العلم و متابعته. گفت سی سال مجاهده کردم بر من هیچ چیز سخت‌تر از علم و متابعت آن نیامد و در جمله قدم بر آتش نهادن بر طبع آسان‌تر ازان بود که بر موافقت علم رفتن و بر صراط هزار بار گذشتن بر دلِ جاهل آسان‌تر ازان بود که یک مسئله از علم آموختن و اندر دوزخ خیمه زدن دوستر ازان بود بر فاسق که یک مسئله از علم بر کار بستن پس بر تو باد به علم آموختن و اندران کمال طلبیدن و کمال علم بنده جهل بود بعلم خداوند تعالی و باید که چندان بدانی که بدانی که نمی دانی و این آن معنی بود

ص ۲۴

که بنده جز علم بندگی نتواند دانست و بندگی حجاب اعظم است از خداوندی و اندرین معنی گوید۔ شعر

العجز عن درك الادراك ادراك

والوقف فی طرق الاخیار (ص ۲۵) اشراك

ص ۲۵

آنکه نیاموزد و بر جهل خود مصرّ گردد مشرک بود و آنکه بیاموزد و اندر کمال علم خود وی را معنی ظاهر شود و پندار علمش بر خیزد و بداند۔ که علم وی بجز عجز اندر علم عاقبت وی نیست که تسمیات را اندر حق تعالی تاثیری نباشد این عجز او از دریافت علم، دریافت علم باشد؀

# باب اثبات الفقر

بدانکه درویشی را اندر راه حق مرتبهٔ عظیم است و درویشان را خطری بزرگ
چنانکه خدای عزّ و جلّ گفت لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ
ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ و نیز گفت ضَرَبَ اللّٰهُ
مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ و نیز گفت تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ
عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا و نیز رسول صلی الله علیه وسلم فقر
اختیار کرد و گفت اللهم احینی مسکینا و امتنی مسکینا واحشرنی فی زمرة
المساکین و نیز گفت در روز قیامت خداوند تعالی گوید ادنوا منی احبائی فیقول
من احباءك فیقول الله فقراء المساکین مانند این آیات و اخبار بسیار است تا
حدّی که از مشهوری آن باثبات آن حاجت نیاید مر صحت دلایل را- و اندر
وقت پیغمبر صلی الله علیه وسلم فقرا مهاجرین بوده اند آنان که اندر حکم آداب
عبودیت حق تعالی و صحت متابعت پیغمبر صلی الله علیه وسلم نشسته بودند اندر مسجد
وی و از اشتغال جمله اعراض کرده و ترک معارضه بگفته (ص ۲۶) و خداوند تعالی ص ۲۶
را بدادن روزی خود باور داشته و توکل بر وی کرده تا رسول صلی الله علیه وسلم
مامور بوده بصحبت و قیام کردن بر حقّ ایشان چنانکه خدای گفت عزّ و جلّ وَ لَا
تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ و نیز گفت

ولا تعد عيناك عنهم تريد زينة الحيوة الدنيا تا رسول صلی الله علیه وسلم هر کجا
یکی را از ایشان بدیدی گفتی مادر و پدر فدای آنان باد که خداوند از برای ایشان
بامن عتاب کرد پس خداوند مر فقر را مرتبتی و درجهٔ بزرگ داد ست و فقرا
را بدان مخصوص گردانیده تا بترک اسباب ظاهری و باطنی گفته اند و بکلیّت
بمسبّب رجوع کرده تا فقر ایشان فخر ایشان گشت تا برفتن آن نالان شدند و
بآمدنش شادان شدند و مر ایشان را در کنار گرفتند و بجز اخوات آن را جمله خوار
گرفتند و امّا فقر را رسمی است و حقیقتی رسمش افلاس و اضطرار است و حقیقتش
اقبال و اختیار- آنکه رسم دید با رسم بیارامید و چون مراد نیافت از حقیقت برمیدو
آنکه حقیقت یافت روی از موجودات بر تافت و بفناء کلّ اندر رویت کلّی
شتافت من لم یعرف سوی رسمه لم یسمع سوی اسمه پس فقیر آن بود که
هیچ چیزش نباشد و اندر هیچ چیزش خلل نیاید- بهستی اسباب غنی نگردد و نیستی وی
سبب احتیاج او نه شود و وجود و عدم اسباب بنزدیک فقرش یکسان بود و اگر اندر
نیستی خرّم تر بود (ص ۲۷) روا بود ازانچه مشایخ گفته اند که هرچند درویش ص ۲۷
تنگ دست تر بود روا بود که حال بر وی کشاده تر بود زیرا که وجود معلوم مر
درویش را شوم بود تا حدّی که هیچیز را در بند نکند الّا بدان مقدار اندر بند
شود پس زندگانی دوستان حقّ با الطاف خفی و اسرار بهری ست با حقّ نه باآلات
دنیاء غدّار و سرای فجّار پس متاع منّاع باشد از راه رضا- حکایت آورده اند
که درویشی را با ملکی ملاقات افتاد- ملک گفت از من حاجتی بخواه درویش گفت
من از بندهٔ بندگان خود حاجت نخواهم- گفت این چگونه باشد گفت مرا دو بنده
اند که آن هر دو خداوندان تو اند یکی حرص و دیگر امل و رسول گفت صلی
الله علیه وسلم- الفقر عزّ لاهله- پس چیزی که اهل را عزّ بود مر نا اهل را ذلّ
بود و عزّش آنست که فقیر محفوظ الجوارح بود از زلل و محفوظ الحال از خلل نه
بر تنش معصیت و زلّت رود و نه بر حالش خلل و آفت گرزد- ازانچه ظاهرش

مستغرق نعم ظاهر بود و باطنش منبع نعم باطن تا تنش روحانی و دلش ربانی بود خلق را بدو حوالت نماند و آدم را بدو نسبت نه. تا از حوالت خلق و نسبت آدم فقیر باشد بملک این عالم غنی نگردد اندرین عالم و بملک آن عالم غنی نگردد اندر آن عالم و کونین اندر پلهٔ ترازوی فقرش بپر پشه نسنجد و یک نفس وی اندر هر دو عالم نگنجد *

## فصل

ص ۲۸ خلاف (ص ۱۲۸) کرده اند مشایخ رحمهم الله این قضیه را اندر فقر و غنا تا کدام فاضل تر است. اندر صفات خلق از آنچه خداوند تعالی غنی بر حقیقت است و کمال اندر جملهٔ اوصاف وی را ست. یحیی بن معاذ الرازی و احمد بن ابی الحواری و حارث المحاسبی و ابو العباس ابن عطا و رویم و ابو الحسن بن شمعون و از متاخرین شیخ المشایخ ابو سعید فضل الله بن محمد المیهنی رحمهم الله جمله برانند که غنا فاضل تر است از فقر و دلیل کنند که غنا صفت حق است تعالی و تقدس و فقر بر وی روا نباشد پس اندر دوستی صفتی که مشترک باشد میان بنده و خداوند تعالی تمام تر بود ازان که بر خداوند تعالی و آن صفت روا نباشد گوئیم که این شرکت اندر اسم است نه در معنی که شرکت معنی را مماثلت باید چون صفات وی قدیم ست و ازان خلق محدث این دلیل باطل بود و من می گویم که علی بن عثمان الجلابی ام رضی الله عنه که غنا مر حق را نامی بسزا ست و خلق مستحق این نام نباشند و فقر مر خلق را نامی بسزا ست و مر حق را آن نام روا نباشد و آنک بمجاز مر کسی را غنی خوانند نه چنان بود که غنی بر حقیقت بود و نیز دلیل واضح تر آنکه غناء ما بوجود اسباب بود و ما مسبّب باشیم اندر حال قبول اسباب و وی مسبب الاسباب است و غناء وی را سبب نیست پس شرکت اندرین صفت باطل بود و نیز چون اندر عین ذات شرکت نیست کسی را

با وی اندر صفت هم نبود و چون اندر صفت روا نباشد اندر اسم هم روا نبود ماند
(ص ۲۹) این جا (ص ۲۹) تسمیه و تسمیه نشانی ست بیان خلق و آن خدای پس غنا بر حق
تعالی آنست که وی را بهیچ کس نیاز نیست و هر چه خواهد کند. مرادش را
دافع نی و قدرتش را مانع نی و بر قلب ایمان و آفرینش ضدّین توانا و همیشه بدین
صفت بود و همیشه باشد صفت و غناء خلق مثال معیشتی باوجود مسرّتی یا رستن از آفتی یا
آرام بمشاهدتی و این جمله حدث و تغیّر بود و مایهٔ طلب و تحسّر و موضع عجز و تذلّل
پس این اسم بنده را مجاز بود و حق تعالی را حقیقت بود قوله تعالی یَا اَیُّهَا النَّاسُ
اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰهِ وَ اللّٰهُ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ و نیز گفت وَ اللّٰهُ الْغَنِیُّ وَ اَنْتُمُ
الْفُقَرَآءُ و نیز گروهی از عوام گویند که توانگر را فضل نهیم بر درویش زیرا که خداوند
عزّوجلّ او را اندر دو جهان سعید آفریده است و منّت توانگری بر وی نهاده
و این گروه اینجا از غنا کثرت دنیا و یافتن کام بشریت و راندن شهوت
خواهند و بدین دلیل کنند که بر غنا شکر فرمود و اندر فقر صبر پس صبر اندر
بلا بود و شکر اندر نعما بود و بحقیقت نعما فاضل تر از بلا بود. گوئیم که بر
نعمت شکر فرمود و شکر را علّت زیادت نعمت گردانید و بر فقر صبر فرمود و صبر
را علّت زیادت قربت گردانید. و گفت لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ و نیز گفت
اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ هر که اندر نعمتی که اصل آن غفلتست شکر کند غفلت بر
(ص ۳۰) غفلتش زیادت کنیم و هر که (ص ۳۰) اندر فقری که اصل آن بلیّت است صبر کند
قربتش بر قربت زیادت کنم امّا آن غنا که مشایخ مر آن را فضل نهند بر
فقر مراد شان نه این باشد که عوام مر آن را غنا گویند که این غنا یافت نعمت
بود و آن یافت منعم پس یافت وصلت چیزی دیگر بود و یافت غفلت چیزی
دیگر و شیخ المشایخ ابو سعید گوید رحمة الله علیه الفقر هو الغناء بالله مراد ازین
کشف ابدی باشد بمشاهدت حق گوئیم مکاشف ممکن الحجاب باشد پس اگر این صاحب
مشاهدت را محجوب گردانند از مشاهده محتاج آن مشاهده گردد یا نه اگر گویند نگردد

محال باشد و اگر گویند گردد گوئیم چون احتیاج آمد اسم غنا ساقط شد و نیز غنا
بخداوند کسے را بود که قایم الصفة و ثابت المراد باشد و با اقامت مراد و
اثبات اوصاف آدمیّت غنا درست نیاید که عین این مر غنا را قابل نیست
ازانچه وجودِ بشریّت عین نیاز باشد و علامت حدث عین احتیاج پس باقی الصفة
غنی باشد و فانی الصفة مر هیچ اسم را شایسته نه پس الغنی من اغناه الله
ازانچه غنی بالله فاعل بود و اغناه الله مفعول و فاعل بخود قایم بود و قیام مفعول
بفاعل بود پس اقامت بخود صفت بشریّت بود و اقامت بحق صفت محو و من
می گویم که علی بن عثمان الجلابی ام رضی الله عنه که در بندگی چون درست شد که
غنا بر حقیقت بر بقاء صفت درست نیاید که بقاء صفت محل علّت بود و موجب
آفت بدلایل مذکوره و فناء (ص ۳۱) صفت خود غنا نباشد زیرا که هر چه بخود
باقی نباشد آن را نامی نه دهند پس غنا را فناء صفت نام باید نهاد و بچون
صفت فانی شد محل اسم ساقط شد برین کس نه اسم فقر افتد و نه اسم غنا و
باز جمله مشایخ و بیشتری از عوامّ فضل نهند فقر را بر غنا ازانچه کتاب و سنّت
بفضل آن ناطق ست و بیشتری از امّت بران مجتمع و اندر حکایات یافتم که
روزی میان جنید و ابن عطا رحمهما الله این مسئله همی رفت ابن عطا دلیل آورد بر
آنکه اغنیا فاضل تر ند که با ایشان بقیامت بر آن حساب کنند و حساب شنوانیدن
کلام بی واسطه باشد اندر محل عتاب و عتاب از دوست بدوست باشد جنید گفت
اگر با اغنیا حساب کنند از درویشان عذر ها خواهند و عذر فاضل تر است از حساب.
و این جا لطیفهٔ عجب است گوئیم اندر تحقیق محبّت عذر بیگانگی بود و عتاب مخالفت
و دوستان اندر محلّی باشند که این هر دو اندر احوال ایشان آفت نماید ازانچه
عذر بر موجب تقصیری بود که اندر حقّ دوست کرده باشد اندر فرمانِ دوست چون
دوست حق خود از وی طلبد این از وی عذر خواهد و عتاب بر موجب تقصیری بود که
رفته باشد اندر فرمانِ دوست آن گاه دوست بدان تقصیر وی را عتاب کند و این

ص ۳۱

هر دو محال باشد و در جملہ مطالب باشند فقرا بصبر و اغنیا بشکر و اندر تحقیق دوستی نہ
دوست از دوست چیزی طلبد و نہ دوست (ص ۳۲) فرمان دوست ضایع کند پس ظلم ص ۳۲
من سمی ابن ادم امیرا و قد سماہ ربہ فقیرا آن را کہ نامش از حق فقیر ست
اگرچہ امیر ست فقیر ست۔ و ہلاک گشت آنکہ پندارد کہ وی نہ امیر ست اگرچہ
جایگاهش تخت و سریر ست زیرآنچہ اغنیا صاحب صدقہ باشند و فقرا صاحب صدق و
هرگز صاحب صدق چون صاحب صدقہ نباشد پس اندر حقیقت فقر سلمان چون غناء
سلیمان باشد ازانچہ ایوب را در شدت صبرش گفت نِعْمَ الْعَبْدُ و سلیمان را در
استقامت ملکش گفت نِعْمَ الْعَبْدُ چون رضای رحمٰن حاصل شد فقر سلمان را چون غناء
سلیمان گردانید؛

**الحکایۃ**۔ مصنف گوید از استاد ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ شنیدم کہ گفت مردمان
اندر فقر و غنا سخن گفتہ و خود را اختیاری کردہ اند و من آن اختیار کنم کہ حق
مرا اختیار کند و مرا اندران نگاہ دارد اگر توانگر داردم غافل نباشم و اگر درویش
داردم حریص و معترض نباشم پس غنا نعمت و غفلت اندر وی آفت و فقر نعمت و
حرص اندر وی آفت معانی جملہ نیکو و معاملت و روش اندر وی مختلف و فقر فراغت
دل از ما دون و غنا مشغولی دل بغیر چون فراغت آمد فقر از غنا اولی تر نہ و
غنا از فقر اولی تر نہ ۔غنا کثرت متاع و فقر قلت متاع و متاع جملہ ازان خداوند
چون طالب تبرک ملک گفت شرکت از میان برخاست و از هر دو اسم فارغ شد؛

## فصل

و از مشایخ طریقت هر یکے را اندرین معنی رمزلیست و من بمقدار (ص ۳۳) (ص ۳۳)
امکان اقاویل ایشان درین کتاب بیارم انشاء اللہ تعالی یکی از متاخران گوید لیس الفقیر
من خلا من الزاد انما الفقیر من خلا من المراد - فقیر نہ آن بود کہ دستش از
متاع و زاد خالی بود بلکہ فقیر آن بود کہ طبعش از مراد خالی بود چنانکہ اگر خداوند

تعالی مالی دهد وی را اگر مرادش حفظ مال بود غنی بود و اگر مرادش ترک مال هم غنی بود که هر دو تصرفست اندر ملک غیر و فقر ترک حفظ و تصرّف بود، یحیی بن معاذ الرازی گوید علامة الفقر خوف الفقر. علامت صحّتِ فقر آنست که بنده اندر کمال ولایت و قیام مشاهدت و فنای صفت می ترسد از زوال و قطیعت پس به کمال آن حال رسد که نترسد از قطیعت. و رویم ابن محمد گوید رحمة الله علیه من نعت الفقیر حفظ سرّه و صیانة نفسه و اداء فرائضه. نعت فقیر آنست که سرش از اغراض محفوظ باشد و نفسش از آفت مصون و احکام فرایض بر وی جاری بود چنانکه آنچه بر اسرار گذرد اظهار را مشغول نگرداند و آنچه بر اظهار گذرد اسرار را مشغول نگرداند و غلبهٔ آن از گذاردن امر باز ندارد و این علامت ازالت بشریت بود که کلّ بنده موافق حق گردد و این معنی هم بحق گردد. بشر حافی گوید رحمة الله علیه افضل المقامات اعتقاد الصبر علی الفقر الی القبر اعتقاد کردن بر مداومت صبر بر درویشی و این صبر کردن و اعتقاد کردن از جملهٔ مقامات بنده بود و فقر (ص ۴۳) فناء مقامات بود پس اعتقاد صبر بر فقر علامت رویت آفت اعمال و افعال بود و همّت فناء اوصاف. و امّا معنی ظاهر این قول تفضیل فقر است بر غنا و اعتقاد کردن هرگز از طریق فقر روی نگردانم. شبلی گوید رحمة الله علیه الفقیر من لا یستغنی بشیٔ دون الله. فقیر بدون حق بهیچ چیز آرام نگیرد ازانچه جز وی مراد و کام نباشدش و ظاهر لفظ آنست که جز بدو توانگری نیابی و چون او را یافتی توانگر شدی پس هستی تو دون وی است و چون توانگری جز به ترک دون نیابی تو حجاب توانگری گشتی و چون تو از راه بر خیزی توانگر کی باشی و این سخن سخت غامض و لطیف ست بنزد اهل حقیقت و حقیقت معنی این آن بود که الفقیر لا یستغنی عنه یعنی فقیر آن بود که مر او را هرگز غنا نباشد و این آن معنی است که آن پیر گفت یعنی خواجه عبدالله انصاری رحمة الله علیه که اندوه ما ابدی ست هرگز همّت ما مقصود را یابد و نه کلیّت ما نیست گردد

ص ۴۴

اندر دنیا و آخرت ازانچه یافتن چیزی را مجانست باید و وی جنس نه و اعراض از حدیث وی را غفلت باید و دردیش غافل نه پس کاری افتاده همیشگی و راهی پیش آمده مشکل و آن دوستی است با آن که کسب را بدیدار وی راه نه و وصال وی از جنس مقدور خلق نه و بر فنا تبدّل صورت نه و بر بقا تغیّر روا نه ـ نه هرگز فانی باقی شود تا وصلت بود و نه باقی فانی شود تا قربت بود (ص ۴۵) کار دوستان وی سرلسبر محنت است تسلّی دل را عبارتی مزخرف ساخته اند و آرام جان را مقامات و منازل و طریق هویدا گردانیده عبارات ایشان از خود بخود و مقامات ایشان از جنس بجنس و حق تعالیٰ منزّه از اوصاف و احوال خلق ـ و ابو الحسن نوری گوید رحمة الله علیه نعت الفقیر السکون عند العدم و البذل عند الوجود و قال ایضا الاضطراب عند الوجود چون نیابد خاموش باشد و چون بیابد دیگری راازخود اولی تر داند و بذل کند ـ پس آن را که مراد لقمه بود چون از مراد باز ماند دلش ساکن بود و چون آن لقمه پدید آید آن را که اولیٰتر از خود داند بدو دهد عظیم کاری بود ـ و اندرین قول دو معنی است یکی سکونش در حال عدم رضا بود و بذلش در حال وجود محبّت ـ ازآنکه معنی راضی قابل خلعت بود و اندر خلعت نشانِ قربت بود و محبّ تارک خلعت بود که اندر خلعت نشان فرقت بود و سکونش اندر عدم انتظار وجود بود و چون موجود گشت آن وجود غیر وی بود و وی را با غیر آرام نبود ترک آن گیرد و این معنی قول شیخ المشایخ ابو القاسم الجنید بن محمد ابن الجنید است که گفت الفقر خلوّ القلب عن الاشکال چون دلش از اندیشهٔ شکل خالی بود و وجود شکل غیر بود بجز انداختن چه روی دارد ـ و شبلی رحمة الله علیه گوید الفقر بحر البلاء و بلاءه کلّ عزّ ـ فقر دریای بلا ست و بلاهای او جمله عزّ است و عزّ نصیب غیر ست از آنچه مبتلا در عین بلا ست وی را از عزّ چه خبر (ص ۳۶) تا آنگاه که از بلا بملی نکرد آنگاه بلاش جمله عزّ گردد و عزّش جمله وقت و وقتش جمله محبّت و محبتش جمله مشاهدت تا دماغ طالب جمله محلّ دیدار شود از غلبهٔ خیال تا بی دیده بینده گردد

و بی گوش شنونده پس عزیز بنده باشد که بار بلاء دوست کشد که بلا عزبی بحقیقت
است و نعما ذلّی بر حقیقت ازانچه عزّ آن بود که بنده را بحق حاضر کند و ذلّ
آنکه غایب کند از حق۔ و بلاء فقر نشانِ حضور ست و راحت غنا نشان غیبت پس
حاضر بحق عزیز باشد و غایب از حق ذلیل۔ بلای را که معنی آن مشاهدتست و دیدارش
انس تعلق بدان بهر صفت که باشد غنیمت بود۔ و جنید گوید رحمة الله علیه یا معشر
الفقراء انکم انما تعرفون بالله و تکرمون لله فانظروا کیف تکونون مع الله اذا
خلوتم یعنی ای شما که درویشانید شما را بخداوند شناسند و از برای او کرامت کنند
بنگرید تا اندر خلا با وی چگونه باشید یعنی چون خلق مر شما را درویش خوانند و حق
شما را بگزارند شما حقِ طریقت درویشی چگونه خواهید گذارد و اگر خلق شما را بنام
دیگر خوانند بخلاف دعوی شما آن ازیشان می پسندید کہ شما نیز انصاف دعوی خود می
ندهید که باز پستوین مردمان آنست که خلقش ازان او دانند و او خود ازان او نباشد
خنک آنکه خلقش ازان او دانند و او ازان او باشد و عزیز ترین آنست که خلق او را
نه ازان او دانند و او ازان او بود مثل آنک (ص ۳۷) خلقش ازان حق دانند ص ۳۷
و او ازان او نه بود چون مردی بود که وی دعوی طبیبی کند و بیماران را دارو
کند و چون خود بیمار شود طبیب دیگری بایدش تا داروی او بداند۔ و مثل آنکه خلقش
ازان حق دانند و وی ازان حق بود چون مردی بود که دعوی طبیبی کند و بیماران را
دارو کند اما خود چون بیمار شود طبیب دیگر نبایدش داروی خود نیز بداند۔ و مثل آنکه
خلقش نه ازان حق دانند و او ازان حق بود چون مردی بود طبیب و خلق را بدان
علم نه و او از مشغولی خلق فارغ خود را بغذا موافق و شربت های مفرح و
هواهای معتدل نیکو می دارد تا بیمار نگردد و چشم خلق جمله از حال او فرو دوخته باشد۔
و بعضی از متاخّران گفته اند الفقر عدم بلا وجود و عبارت ازین قول منقطع است
زیراکه معدوم شی نباشد و عبارت جز از شی نتوان کرد پس اینجا چنین صورت گیرد که
فقر هیچ چیز نبود و عبارات و اجتماع جمع اولیای خداوند را اصلی نباشد که آن اندر

عین خود فانی و معدوم بود و اینجا ازین عبارت نه عدمِ عین خواهند که عدمِ آفت خواهند
از عین و کل اوصاف آدمی آفت بود و چون آفت نفی شود آن فناء صفت بود و فناء
صفت آلت رسیدن و نا رسیدن را از پیش ایشان بر گیرد که مر عدم روش
ایشان را بعین نفی عین نماید و اندران هلاک گردند و من گروهی دیدم از متکلّمان
که صورت این معنی را معلوم نکرده و برین خندیدند که این سخن معقول نیست و گروهی
دیدم از مدّعیان (ص ۳۸) که این سخن نامعقول را قبول کرده بودند و اعتقاد و اعتماد
کرده و اصل این قصّه معلوم ایشان نبود و می گفتند که الفقر عدم بلا وجود. و
هر دو گروه بر خطا بودند یکی از ایشان بجهل مر حقّ را منکر شد و دیگری جهل را حال
ساخت و بدان پدیدار آمد و مراد از عدم و فنا اندر عبارات این طایفه سپری شدن
آلت مذموم بود و صفت نا ستوده اندر طلب صفت محمود نه عدم معنی بوجود آلت طلبند
و در جمله درویشی اندر کلّ معانی فقر عاریت است و اندر کل اسباب اصل بی گانه
امّا گذرگاه اسرار ربّانی است تا امور وی مکتسب وی بود و فعل وی را نسبت بدو
بود معانی را اضافت بدو بود و چون امور وی از بند کسب رها شد نسبت فعل ازو
منقطع بود آن گاه آنچه بر وی گذرد او راه آید نه راه رو- پس هیچیز را بخود
نکشد و از خود دفع نکند همه ازان غیر است آنچه بر وی نشان کند و دیدم
گروهی را از مدّعیان ارباب اللسان که نفی کمال ایشان از ادراک این قصّة نفی وجود
می نمود و این خود سخت عزیز باشد و مصنّف گوید و دیدم که نفی مراد شان
از حقیقت فقر نفی صفت می نمود اندر عین فقر و دیدم که نفی طلب حقّ و حقیقت را فقر
و صفوت خواندند و دیدم که اثبات هوا شان نفی کلّ می نمود و هر کسی اندر درجه از
حجب فقر اندر مانده بودند ازانچه پندار این حدیث مرد را علامت کمال ولایت بود و تولّا
و تهمت این حدیث غایة الغایات است بعین این معنی تولّی کردن محلّ کمال است
پس طالب این قصّه را چاره (ص ۳۹) نیست از راه ایشان رفتن و مقامات شان
سپردن و عبارات ایشان دانستن تا عامی نباشد اندر محلّ خصوصیّت که عوام اصول از

اصول معرض بود و عوام فروع. از فروع محجوب کسی که از فروع باز ماند باصولش نسبتی بود چون از اصول باز ماند بهیچ حالش نسبتش نماند و این جمله برائے این گفتم تا راه این معنی سپری و برعایت حق این مشغول باشی واکنون طرفی از اصول و رموز و اشارات این طایفه اندر باب التصوف پیدا کنم و آنگاه اسامی الرجال بیارم و آنگاه اختلافِ مذاهب مشائخ متصوفه را بیان کنم و آنگاه احکام حقایق و معارف و شرایع بیارم و آنگاه آداب و رموز مقامات ایشان بقدر امکان بیارم تا بر تو و خوانندگان حقیقتِ این کشف گردد و بالله التوفیق ؞

# بابُ التصوّف

خدای گفت عزّ و جلّ وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا وَ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا و رسول گفت صلّی الله علیه وسلم من سمع صوت اهل التصوف فلا یومن علی دعائهم کتب عند الله من الغافلین و مردمان اندر تحقیق این اسم بسیار سخن گفته اند و کتب ساخته گروهی ازان گفته اند که صوفی را از برای آن صوفی خوانده اند که جامۂ صوف دارد و گروهی گفته اند که از برای آن صوفی خوانند که اندر صف اوّل باشد و گفته اند بدان صوفی گویند که تولّی باصحاب صُفّه رضی الله عنهم کرده و گروهی گفته اند که این اسم از صفا مشتق است و هر کسی را (ص ۴۰) اندرین معانی اندر تحقیق این طریقت لطایف بسیار است امّا بر مقتضای لغت ازین معانی بعید می باشد پس صفا در جمله محمود باشد و ضدّ آن کدر بود و رسول گفت صلی الله علیه وسلم ذهب صفو الدنیا و بقی کدرها و نام لطایف چیزها صفو آن چیز باشد و نام کثایف کدر آن چیز بود۔ پس چون اہل این قصّه اخلاق و معاملات خود را مهذّب کرده اند و از آفات طبیعت تبرّا جستند مر ایشان را صوفی خواندند و این اسمی است مر آن گروه را از اسماء اعلام ازانچه خطر اهل آن اجلّ ازان ست که معاملات ایشان را بتوان پوشید تا اسم ایشان را اشتقاق باید و اندرین زمانه بیشتر خلق را حق تعالی ازین قصّه و اهل این محجوب گردانیده است و

ص ۴۰

لطیفهٔ این قصّه بر دلهای ایشان پوشانیده تا گروهی پندارند که این ورزش صلاح ظاهر ست مجرّد بی مشاهدت باطن و گروهی پندارند که اسمی است بی حقیقتی و اصلی تا حدّی که برویت اهل هزل و علماء ظاهر بین کلیّت این را انکار کرده اند و بحجاب این قصّه خرسند شده تا عوام بدیشان تقلید کرده اند و طلب صفای باطن را از دل محو کرده و مذهب سلف و صحابه را بر طاق نهاده شعر

ان الصفا صفة الصدیق ان اردت صوفیاً علی التحقیق

ازانچه صفا را اصلی و فرعی است اصلش انقطاع دل است از اغیار و فرعش خلوهٔ دل ست از دنیاء غدّار و این هر دو صفت صدّیق اکبر ست ابو بکر عبد الله بن ابی قحافه رضی الله عنهما ازانچه امام اهل این طریقت او بود و (ص ۱۲) انقطاع دل وی ص ۱۲ از اغیار آن بود که همه صحابه برفتن پیغامبر صلی الله علیه وسلم بحضرت معلّا و مکان مصفا شکسته دل گشته بودند و عمر رضی الله عنه شمشیر بر کشید که هر که گوید که پیغمبر صلی الله علیه وسلم بمُرد سرش را ببرم صدّیق اکبر بیرون آمد و آواز بلند برداشت و گفت الا من عبد محمداً فان محمداً قد مات و من عبد رب محمد فانّه حیّ لا یموت آنگاه بر خواند وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِکُمْ آنکه معبود وی محمد بود وی رفت و آنکه خدای محمد می پرستید وی زنده است که هرگز نمیرد. آنکه دل در فانی بندد فانی فنا شود و رنج وی جمله هبا شود و آنکه جان بحضرت باقی فرستد چون نفس فنا شود وی باقی ببقا شود پس آنکه اندر محمّد بچشم آدمیّت نگریسته است چون وی از دنیا بشد تعظیم محمد از دل وی با وی بشُد و هر که اندر وی بعین حقیقت نگریست رفتن و بودن وی هر دو مر او را یکسان بود زیراکه اندر حال بقا بقائش را بحقّ دید و اندر حال فنا فنائش از حقّ دید از محوّل اعراض کرد و بمحوّل اقبال کرد قیام محوّل بمحوّل دید بمقدار اکرام حقّ وی را تعظیم کرد سویدای دل اندر کس نیست و سواد عین بر خلق نگشاد ازانچه من نظر الی الخلق هلك و من رجع الی الحق ملك. که نظر بخلق نشان هلک بود و رجوع

ص بحق نشان ملک بود اما خلوت وی از دنیای غدار آن بود که هرچه داشت از مل (ص ۴۲) و منال و موالی جمله بداد و گلیمی بپوشید و بنزدیک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آمد و رسول صلی اللہ علیہ وسلم گفت ما خلفتَ لعیالك فقال اللّٰه و رسوله۔ مر عیال خود را چہ باز گذاشتی از مال خود گفت دو خزینہ بی نہایت و دو گنج بی غایت گفتا چہ چیز گفت محبت خداوند تعالی و دیگر متابعت رسولش ۔ چون دل از تعلق صفو دنیا آزاد گشت دست از کدر آن خالی کنم۔ این جملہ صفت صوفی صادق بود و انکار این جملہ انکار حق و مکابرہ عیان بود و گفتم کہ صفا ضدّ کدر بود و کدر از صفات بشر بود و بحقیقت صوفی بود آنکہ او را از کدر گذر بود چنانکہ اندر حال استغراق مشاہدہ یوسف علیہ السلام و لطایف جمال وی زنان مصر را بشریّت غالب شد و آن غلبہ بعکس باز گشت چون بغایت رسید بنہایت رسید و چون بنہایت رسید ایشان را بدان گذر افتاد و بفناء بشریّت ایشان را نظر افتاد گفتند مَا هٰذَا بَشَرًا نشانہ وی را کردند و عبارت از حال خود کردند و ازان بود کہ گفتہ اند مشائخ این طریقت رحمہم اللہ لیس الصفاء من صفات البشر لانّ البشر مدر و المدر لا یخلوا من الکدر۔ صفا از صفات بشر نیست زیراکہ مدار مدر جز بر کدر نیست و مر بشر را از کدر گذر نیست پس مثال صفا بافعال نباشد و از روی مشاہدت مر بشریّت را زوال نباشد و صفت صفا را نسبت بافعال و احوال نباشد و اسم آن را تعلق باسامی و القاب نہ الصفاء صفۃ الاحباب و ہم شموس بلا سحاب ازانچہ صفا صفت دوستان است و آنکہ (ص ۴۳) از صفت خود فانی بود و بصفت دوست باقی بود دوست آنست و احوال ایشان نزدیک ارباب حال چون آفتاب عیانست چنانک حبیب خداوند محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم را پرسیدند از حال حارثہ گفت عبد نوّر اللّٰه قلبه بالایمان او بندہ ایست کہ دلش از نور ایمان منوّر ست تا رویش از تاثیر آن مقمّر ست و او بنور ربّانی مصوّر ست و گفتہ اند کہ:

ص ۴۳

ضیاء الشمس و القمر اذا اشترکا　　　انموذج من صفاء الحبّ والتوحید اذا اشتبکا

جمع نور آفتاب و ماه چون بیکدیگر مقرون شود مثال صفاء محبت و توحید که با یکدیگر معجون شود و نور ماه و آفتاب را چه مقدار بود آنجا که نور محبت و توحید جبار باشد تا این را به آن اضافت کنند اما در دنیا هیچ نور نیست ظاهر تر ازین دو نور که دیده با کمال برهان نور آفتاب و ماه را نتواند دید اندر سلطان آفتاب و ماه آسمان را ببیند و دل بنور معرفت و توحید و محبت عرش را ببیند و بر عقبی مطلع شود اندر دنیا و جمله مشایخ این طریقت مجتمع اند بر آنکه چون بنده از بند مقامات رسته شود و از کدر احوال خالی گردد و از محل تغییر و تلوین آزاد شود و بهمه احوال محمود موصوف گردد و وی از جملهٔ اوصاف جدا شود یعنی در بند هیچ صفت محمودهٔ خود نگردد و مر آن را نه بیند و بدان معجب نگردد حالش از ادراک عقول غایب گردد و روزگارش از تفرق ظنون منزه گردد و حضورش (ص ۴۴) را ذهاب نباشد و وجودش را اسباب نه لان الصفا حضور بلا ذهاب و وجود بلا اسباب حاضری بود بی غیبت و واجدی بود بی سبب و علت زیراکه آنچه غیبت بدو صورت گیرد حاضر نباشد و آنکه سبب علت وجد وی شود وجدانی شود واجد نه و چون بدین درجه برسد اندر دنیا و عقبی فانی گردد و اندر روش انسانیت ربانی شود زر و کلوخ بنزدیک وی یکسان بود و آنچه بر خلق دشوار بود از حفظ احکام و تکلیف بر وی آسان شود. چنانکه حارثه بنزدیک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آمد و رسول گفت کیف اصبحت یا حارثه قال اصبحت مؤمنا بالله حقاً فقال انظر ما تقول یا حارثه ان لکل شیٔ حقیقة۔ فما حقیقة ایمانك فقال عرفت نفسی عن الدنیا فاستوی عندی حجرها و ذهبها و فضتها و مدرها فاسهرت لیلی و اظمأت نهاری حتی صرت کانی انظر الی عرش ربی بارزا و کانی انظر الی اهل الجنة یتزاورون فیها و کانی انظر الی اهل النار یتعادون و فی روایة یتغاوزون الحدیث۔ بامداد چگونه کردی یا حارثه گفت بامداد کردم و من مومنی بودم و حقا۔ پیغامبر گفت صلی اللہ علیہ وسلم نیک نگاه کن یا حارثه تا چه می گوئی که هر حقی را حقیقتی و برهانی بود برهان این گفتار تو چه چیز است گفت آنکه تن را از دنیا گسستم و نشانِ این آنست که زر و سنگ و سیم و کلوخ آن بنزدیک

(ص ۴۴)

ص ۴۵ من (ص ۴۵) یکسان شد و چون از دنیا گسسته شدم بحقیقی پیوسته شدم تا بهشت و دوزخ و عرش را می بینم گفت عرفت فالزم قال ها ثلثا۔ شناختی یا حارثہ ملازمت کن برآن که جز آن نیست۔ و صوفی نامی است مر کاملان ولایت را و محققان اولیا را بدین نام خوانند و خوانده اند۔ و یکی از مشایخ گوید که من صفاه الحبّ فهو صاف و من صفاه الحبیب فهو صوفیّ آنکه بمحبت مصفّا شود صافی بود و آنکه مستغرق دوست شود و از غیر دوست بری شود صوفی بود و بر مقتضی لغت اشتقاق این اسم را درست نگردد از هیچ چیزی ازانکه معنی عظیم تر ازان ست که این را جنسی بود تا ازان جا مشتق بود که واشتقاق شی از شی مجانست خواهد و هرچه هست ضدّ صفا ست اشتقاق شی از ضدّ نکند پس این معنی اظهر من الشمس است عند اہله و حاجتمند عبارت نشود و محتاج اشارت نگردد لانّ الصوفیّ ممنوع عن العبارة و الاشارة چون صوفی از کلّ عبارات ممنوع است جمله عالم از معبّران وی باشند اگر دانند یا نه دانند مر اسم را چه خطر باشد در حال حصول معنی پس اهل کمال ایشان را صوفی خوانند و متعلّقان و طالبان ایشان را متصوّف و تصوّف از تفعّل بود و تفعّل بتکلف اقتضا کند و این فرع اصلی باشد و فرق این معنی از حکم لغت و معنی ظاهر ست الصفاء ولایة لها آیة و روایة و التصوف حکایة للصفاء بلا شکایة پس صفا معنی متلالی (ص ص ۴۶ ۴۶) و ظاهر ست و تصوّف حکایت ازان معنی و اہل آن معنی اندرین درجه بر سه قسم اند یکی صوفی بود و دیگر متصوّف و یکی مستصوف۔ پس صوفی آن بود که از خود فانی بود و بحق باقی و از قبضهٔ طبایع رسته و بحقیقت حقایق پیوسته و متصوّف آنکه بمجاهدت این درجه را همی طلبد و اندر طلب خود را بر معاملت ایشان درست همی کند و مستصوف آنکه از برای مال و منال و جاه و حظّ دنیا خود را مانند ایشان کرده بود و ازین هر دو هیچ خبر ندارد تا حدّی که گفته اند المستصوف عند الصوفیة کالذباب و عند غیرهم کالذیاب مستصوف بنزدیک صوفی از حقیری بود چون مگس و آنچه این کند بنزدیک وی هوس بود و نزدیک دیگران چون

گرگ و گفتار بی افسار بود که همه همتش لختی مردار بود پس صوفی صاحب وصول بود و متصوف صاحب اصول و مستصوف صاحب فضول۔ آن را که نصیب وصل آمد بیافتن مقصود و رسیدن بمراد از مراد بی مراد شد و از مقصود بی مقصود و آن را که نصیب اصل آمد بر احوال طریقت متمکن شد و اندر لطایف آن عاکف و مستحکم شد و آن را که نصیب فصل آمد از جمله باز ماند و بر درگاه رسم فرو نشست و برسم از معنی محجوب گشت و بحجاب از وصل واصل محجوب شد۔ و مشایخ این قصه را اندرین معنی رموز بسیار ست تا حدی که کلیت آن را احصا نتوان کرد امّا بعضی از رموز ایشان (ص ۶۷) اندرین کتاب بیارم تا فایده تمام تر شود یاد کنم ان شاء اللّٰه تعالی و باللّٰه التوفیق۔

ص ۶۷

ذو النون مصری رحمۃ اللّٰه علیه گوید الصوفیّ اذا نطق بان نطقه من الحقایق و ان سکت نطقت عنه الجوارح بقطع العلایق۔ صوفی آن بود که چون بگوید بیان نطقش حقایق حال او بود یعنی چیزی نگوید که او آن نباشد و چون خاموش باشد معاملتش معبّر حال وی شود و بقطع علایق حال وی ناطق شود یعنی گفتارش همه بر اصل صحیح باشد و کردارش بجمله تجرید صرف۔ چون می گوید قولش همه حقّ بود و چون خاموش باشد فعلش همه فقر۔ و جنید گوید رحمۃ اللّٰه علیه التصوف نعت اقیم العبد فیه قیل نعت للعبد ام للحق فقال نعت الحقّ حقیقته و نعت العبد رسمه۔ یعنی تصوف نعتی است که اقامت بنده اندر آن ست گفتند که نعت حقّ است یا نعت خلق۔ گفت حقیقتش نعت حق است و رسمش نعت خلق یعنی حقیقتش فنا صفت بنده اقتضا کند و فناء صفت بنده بقا صفت حقّ بود و این نعت حق بود و رسمش دوام مجاهدت بنده اقتضا کند و دوام مجاهدت صفت بنده بود و چون بمعنی دیگر رانی چنان بود که اندر حقیقت توحید هیچ بنده را نعت درست نیاید ازانچه نعوت بنده مر او را دایم نیست و نعوت خلق جز برسم نیست که نعت خلق باقی نبود و ملک و فعل حق باشد پس بحقیقت ازان حق باشد و معنی این آن بود که خداوند تعالی بنده را فرمود (ص ۶۸) که روزه دار و بروزه داشتن بنده اسم صایمی بنده برا داد و از روی رسم آن صوم ازان بنده باشد و

ص ۶۸

باز از روی حقیقت ازان حق چنانک خداوند تعالی گفت و رسول ما را خبر داد که الصوم لی و انا اجزی به' روزه ازان منست ازانچه از مفعولات وی است جمله ملک ویست و نسبت و اضافت خلق مر هر چیزی را نمود رسم و مجاز بود نه حقیقت۔ و ابو الحسن نوری گوید رحمۃ اللہ علیہ التصوّف ترك کل حظّ النفس۔ تصوف دست بازداشتن از جملهٔ حظوظ نفسانی بود و این بر دو گونه باشد یکی رسم و دیگر حقیقت و این معنی آن بود که اگر وی تارک حظّ ست ترک حظّ هم حظّی بود و این رسم باشد و اگر حظّ تارک وی باشد این فناء حظّ بود و تعلّق این معنی بحقیقت مشاهده بود پس ترک حظّ فعل بنده بود و فناء حظ فعل خداوند و فعل بنده رسم و مجاز بود و فعل حق حقیقت و بدین قول مبیّن شد قول جنید که پیش ازین رفت و هم ابو الحسن نوری گوید رحمۃ اللہ علیہ الصوفیة هم الذین صفت ارواحهم فصاروا فی الصفّ الاوّل بین یدی الحقّ۔ صوفیان آنانند که جانهای ایشان از کدورتِ بشریت آزاد گشته است و از آفت نفسانی صافی شده و از هوا خلاص یافته تا اندر صفّ اوّل و درجهٔ اعلی با حق بیارامیده اند و از غیر حق رمیده' و هم او گوید الصوفی الذی لا یَملك و لا یُملك۔ صوفی آن بود که هیچ چیز اندر بند وی نباشد و (ص ۴۹) ۔هم در بند هیچ چیزی نباشد و این عبارت از عین فنا بود که فانی صفت مالک نبود و مملوک نه۔ ازانچه صحّت ملک بر موجودات درست آید و مراد ازین آنست که صوفی هیچ چیز را از متاع دنیا و زینتِ عقبی ملک نکند که خود را اندر تحتِ ملک و حکم نفسِ خود نباشد۔ سلطان ارادت خود از غیر بگسلد تا غیر طمع بندگی از وی بگسلد و این قول لطیف ست مر آن گروه را که فنای کلّی گویند و ما غلط گاه ایشان اندرین کتاب بیاریم تا ترا معلوم شود انشاء اللہ تعالی' و ابن الجلّا گوید التصوّف حقیقة لا رسم له۔ تصوّف حقیقتی است که او را رسم نیست ازانچه رسم نصیب خلق باشد اندر معاملات و حقیقت آن خاصهٔ حقّ بود چون تصوّف از خلق اعراض کردن بود لامحاله مر او را رسم نبود۔ ابو عمر دمشقی گوید رحمۃ اللہ علیہ التصوّف رویة الکون بعین النقص بل غضّ الطرف عن الکون۔ تصوّف آن بود که اندر کون ننگری جز بعین نقص

ص ۴۹

و این دلیل بقای صفت بود بلکه چشم فراز کنی از کون و این دلیل فنای صفت بود ازانچ نظر اندر کون باشد چون کون نماند نظر هم نماند و غفلت طرف از کون پی بقای بصیرت ربانی بود یعنی هر که بخود نابینا شود بحق بینا شود ازانچه طالب کون هم طالب بود و کار وی از وی بوی باشد وی را از خود بیرون راهی نبود پس یکی خود را بیند و لیکن ناقص بیند و یکی چشم از خود فرا کند و نبیند و آنکه می بیند اگرچه ناقص بیند دیدهٔ وی حجابست (ص ۵۰) و آنکه می بیند بہ بینائی محجوب ماند و آنکه می نہ بیند بنابینائی محجوب نباید و این اصلی قوی‌است اندر طریق متصوفہ و ارباب معانی اما این جایگاه شرح این حدیث نیست و ابوبکر شبلی گوید رحمۃ اللہ علیہ التصوف شرك لانه صیانۃ القلب عن رویۃ الغیر و لا غیر ـ تصوف شرکست ازانچه آن صیانت دل بود از رویت غیر و وجود غیر نیست یعنی اندر اثبات توحید رویت غیر شرک بود و چون اندر دل غیر را قیمت نبود صیانت کردن مر او را از ذکر غیر محال ـ و حُصری گوید رحمۃ اللہ التصوف صفاء السرّ من کدورۃ المخالفۃ ـ تصوف صفاء دل بود از کدورت مخالفت و معنی این آن بود که سرّ را از مخالفت حق نگاه دارد ازانچه دوستی موافقت بود و موافقت ضدّ مخالفت بود و دوست در همه عالم بجز حفظِ فرمان دوست نباید و چون مراد یکی باشد مخالفت از کجا صورت گیرد ـ و محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب گوید رضی اللہ عنہم التصوف خلق فمن زاد علیك فی الخلق زاد علیك فی التصوف ـ تصوف نیک خوئی باشد هر که نیک خو تر او صوفی تر و خوی نیک بر دو گونه باشد یکی با حق و یکی با خلق نیک خوئی با حق رضا بود بقضای اُو و نیک خوئی با خلق حمل ثقل صحبت ایشان از برای حق و این هر دو وجه بطالب باز گردد و حق تعالی را صفت استغنا ست از رضا و سخط طالب و این هر دو صفت اندر نظارهٔ وحدانیت وی بستہ است و مرتعش گوید (ص ۵۱) رحمۃ اللہ علیہ الصوفی لا یسبق همته خطوته البتّة ـ صوفی آن بود که اندیشۂ وی با قدم وی برابر بود ـ یعنی جملہ حاضر بود دل آنجا که تن و تن آنجا که دل قول آنجا که قدم و قدم آنجا که قول و این نشان

حضوری بود بی غیبت بر خلاف آنکه گویند از خود غایب است و بحق حاضر۔ لا بل که بحق حاضر و بخود حاضر و این عبارت از جمع الجمع بود ازانچه تا رویت خود بخود بود غیبت نبود از خود و چون رویت بر خاست حضوری بی غیبت بود و تعلق این معنی بقول شبلی است رحمة الله علیه که گفت الصوفی لا یری فی الدارین مع الله غیر الله۔ صوفی آن بود که اندر دو جهان هیچ چیز نبیند بجز خدای عزّ و جلّ و در جمله هستی بنده غیر بود و چون غیر نبیند خود را نبیند و از خود بکلیت فارغ شود اندر حال نفی و اثبات خود۔ و جنید گوید رحمة الله علیه التصوف مبنی علی ثمان خصال السخاء و الرضاء و الصبر و الاشارة و الغربة و لبس الصوف و السیاحة و الفقر و اما السخاء فلابراهیم و اما الرضاء فلاسمٰعیل و اما الصبر فلایوب و اما الاشارة فلزکریا و اما الغربة فلیحیی و اما لبس الصوف فلموسی و اما السیاحة فلعیسی و اما الفقر فلمحمد صلی الله علیه و علیهم اجمعین۔ گفت بنای تصوف بر هشت خصلت است اقتدا بهشت پیغمبر سخاوت بابراهیم و آن چنان بود که پسر فدا کرد و برضای اسمٰعیل که بفرمان خدا رضا داد و بترک جان عزیز خود بگفت و بصبر ایوب که اندر (ص ۵۲) بلای کرمان و غیرت رحمٰن صبر کرد و باشارت زکریا که خدا تعالی گفت اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا و هم اندرین صورت گفت اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا و بغربت یحیی که اندر وطن خود غریب بود و اندر میان خویشان از خویشان بیگانه و بسیاحت عیسی که اندر سیاحت خود چنان مجرد بود که بجز کاسه و شانه نداشت چون دید که کسی بدو مشت خود آب می خورد کاسه بینداخت و چون دید که کسی بانگشتان خلال می کرد شانه بینداخت و بلبس صوف موسی که همه جامهای وی پشمین بود و بفقر محمد صلی الله علیه وسلم که حق تعالی کلید همه گنجهای روی زمین بدو فرستاد و گفت محنت بر خود منه و ازین گنجها خود را تجمل ساز گفت نخواهم یار خدایا مرا یک روز سیر دار و یک روز گرسنه۔ و این اصول اندر معاملت سخت نیکوست، حصری گوید رحمة الله علیه الصوفی لا یوجد بعد عدمه و لا یعدم بعد وجوده صوفی آن

بُود که هستی وی را نیستی نبود و نیستی وی را هستی نه یعنی آنچه بیابد مر آن را هرگز گم نکند و هر چه گُم کند آن را هرگز نیابد و دیگر معنی آن که یافتش را هرگز نایافت نباشد و نا یافتش را هرگز یافت نه یا اثباتی بود بی نفی و یا نفی بود بی اثبات و مراد از جمله این عبارات آنست که حال بشریت او بکلّی ساقط شود و شواهد جسمانی

ص ۵۳ از حقّ وی فایت شود و نسبتش از کلّ منقطع گردد تا سرِّ بشریت اندر (ص ۵۳) حق کسی ظاهر شود و یا تفاریق وی اندر عین خود جمع گردد و از خود بخود قیام یابد و صورت این اندر دو پیغامبر ظاهر توان کرد یکی موسی علیه السلام که اندر وجودش عدم نبود تا گفت رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ و دیگر رسولِ ما علیه الصلوٰة و السلام که اندر عدمش وجود نبود تا گفت اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ یکی آرایش خواست و زینت طلب کرد و دیگر را بیاراستند و وی را خود خواست نه ـ علی بن بندار الصیرفی النیسابوری گوید رحمة الله علیه التصوّف اسقاط الرویة للحق ظاهراً و باطناً ـ تصوف آن بود که صاحب آن ظاهر و باطنِ خود را نبیند و جمله مر حقّ را بیند ازانچه اگر بظاهر نگری به ظاهر نشان توفیق یابی و چون نگاه کنی معاملات ظاهر اندر جنب توفیق حقّ پر پشهٔ نسنجد ترک رویت ظاهر بگوئی و چون بباطن نگری بر باطن نشان تائید حق یابی چون نگاه کنی معاملات باطن اندر جنب تائید حقّ بذرّهٔ نگراید بترک باطن بگوئی جمله مر حق را بینی پس چون همه حقّ را بینی خود را هیچ نبینی ـ محمد بن احمد المقری گوید رحمة الله علیه التصوف اقامة الاحوال مع الحقّ ـ تصوّف اقامت احوال ست با حقّ یعنی احوال مر سرِّ صوفی را از حال نگرداند و باعوجاج اندر نیفگند ازانچه کسی را که دل صید محوّل احوال است احوال او را از درجهٔ استقامت نیفگند و از حقّ باز ندادش ؛

## فصل (ص ۵۴)

ص ۵۴ اندر آنچه معاملات گفته اند : ابو حفص حدّاد نیسابوری گوید رحمة الله علیه التصوف کلّه آداب لکلّ وقت ادب و لکل مقام ادب و لکل حال ادب فمن لزم آداب

الاوقات بلغ مبلغ الرجال و من ضیّع الآداب فهو بعید من حیث یظنّ القرب و مردود من حیث یظن القبول۔ تصوّف بجمله آداب ست که هر وقتی و مقامی و حالی را ادبی بود و هر که ملازمت آداب اوقات کند بدرجت مردان رسد و هر که آداب ضایع کند او دور باشد از پندار نزدیکی و مردود باشد از گمان کردن بقبول حق و این معنی نزدیک است بقول ابو الحسن نوری رحمة الله علیه که گفت لیس التصوف رسومًا و لا علومًا و لکنه اخلاق۔ تصوّف رسوم و علوم نیست ولیکن اخلاق ست یعنی اگر رسوم بودی بمجاهدت حاصل شدی و اگر علوم بودی بتعلیم بدست آمدی پس اخلاق است تا حکم آن از خود اندر نخواهی و معاملات آن با خود درست نه کنی و انصاف آن از خود ندهی حاصل نگردد و فرق میان رسوم و اخلاق آن بود که رسوم فعلی بود بتکلّف و اسباب چنانکه ظاهر بخلاف باطن بود فعلی از معنی خالی۔ و اخلاق فعلی بود محمود بی تکلیف و اسباب ظاهر موافق باطن از دعوی خالی۔ و مرتعش گوید رحمة الله علیه التصوف حسن الخلق (ص ۵۵) تصوّف خلق نیکو ست و این بر سه گونه باشد یکی با حق بگذاردن اوامر وی بی ریا و دیگر با خلق بحفظ حرمت مهتران و شفقت به کهتران و انصاف هم جنسان و از جمله عوض و انصاف نا طلبیدن و سه دیگر با خود متابعت نا کردن هوا و شیطان و هر که اندرین سه معنی خود را درست کند او از نیک خویان باشد و این که یاد کردم موافق ست بدانکه یکی از عائشه صدیقه رضی الله عنها پرسید که ما را از خلق پیغمبر علیه السلام خبر ده گفت از قرآن به خوان که خدای تعالی خبر داده است آنجا که گفت خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِیْنَ و هم مرتعش گوید رحمة الله علیه هذا مذهب کله جدّ فلا تخلطوه بشی من الهزل این مذهب تصوّف همه جدّ ست و آن را با هزل بیامیزید و اندر معاملات مترسّمان میاویزید و از اهل تقلید بدان بگریزید و چون عوام اندر زمانه نگریستند و مر مترسمانِ متصوفهٔ اهل زمانه بدیدند و بر پای کوفتن و سرود گفتن و بدرگاه سلاطین رفتن و از برای بلغت و لقمه خصومت کردن ایشان مشرف شدند اعتقاد بجمله بد کردند و گفتند که اصل این طریقت همین است و متقدّمان

ص ۵۵

هم برین رفتند و معلوم نکردند که زمانهٔ فترت ست و روزگار بلا. لامحاله چون حرص مر سلطان را بجور افگند و طمع مر عالم را بفسق و زنا افگند و ریا مر زاهد را بنفاق افگند هوا نیز مر صوفی را بپای کوفتن و سرود (ص ۵۶) گفتن افگند و بدانک اهل طریقتها تباه شوند، اصل طریقتها تباه نشود و بدانکه اگر گروهی از اهل هزل که هزل خود را اندر جدّ احرار پنهان کنند جدّ ایشان هزل نشود. و ابو علی قزوینی گوید رحمة الله علیه التصوّف هو الاخلاق الرضیّة. تصوّف اخلاق رضیه است و کردار پسندیده آن بود که بنده اندر همه احوال از حق پسنده کار باشد که رضیّ راضی بود، و ابو الحسن نوری گوید رحمة الله علیه التصوف هو الحریّة و الفتوّة و ترک التکلّف و السخاء و بذل الدنیا تصوّف آزادی بود که بنده از بند هوا آزاد گردد و فتوّت آن بود که از دیدن فتوّت مجرّد شود و ترک تکلّف آن بود که اندر متعلّقات و نصیب نکوشد و سخاوت آن بود که دنیا با اهل دنیا بگذارد و ابو الحسن بوشنجه گوید رحمة الله علیه التصوف الیوم اسم و لا حقیقة و قد کان حقیقة و لا اسم. تصوّف امروز نامیست بی حقیقت و پیش ازین حقیقتی بود بی نام یعنی در وقت صحابه و سلف رحمهم الله این اسم نبود و معنی آن در هر کس می بود اکنون اسم هست و معنی نه یعنی معاملات معروف بود و دعوی مجهول اکنون دعوی معروف شد و معاملات مجهول اکنون این مقدار تحقیق مقالات مشایخ اندرین باب بیاوردم در باب تصوّف تا بر تو اسعدک الله طریق این کشاده گردد و مر منکران این را بگوئی که مرادتان چیست (ص ۵۷) بانکار تصوف اگر اسم مجرّد را انکار کنند باک نیست که معانی اندر حقّ مسمّیات بیگانه باشد و اگر عین این معانی را انکار کنند انکار کنند کلّ شریعت پیغامبر صلی الله علیه وسلم و خصال ستوده باشد و مر ترا اسعدك الله بما اسعد به اولیاءه اندرین وصیّت کنم که تا حقّ این مراعات کنی و انصاف بدهی تا دعوی کوتاه کنی و با اهل این نیکو اعتقاد باشی و بالله التوفیق ÷

---

# بابُ لبس المرقعات

بدانکه شعار متصوفه لبس مرقعه است و لبس مرقعات سنّت است از انجا که رسول صلی الله علیه وسلم گفت علیکم بلبس لباس الصوف تجدون حلاوة الایمان فی قلوبکم و نیز یکی گوید از صحابه کان النبی صلی الله علیه وسلم یلبس الصوف و یرکب الحمار و نیز رسول صلی الله علیه وسلم گفت مر عایشه را رضی الله عنها لا تضیّعی الثوب حتّی ترقّعیه گفت بر شما باد بجامهٔ پشمین تا حلاوت ایمان بیابید و روایت کرده اند که پیغامبر صلی الله علیه وسلم جامهٔ پشمین پوشید و بر خر نشست و نیز گفت مر عایشه را رضی الله عنها یا عایشه مر جامه را ضایع مکن تا پیوندها بران نزنی، و از عمر خطاب می آید رضی الله عنه که وی مرقعهٔ داشت سی رقعه بران گذاشته بود هم از عمر خطاب رضی الله عنه می آید که گفت بهترین جامها آن بود که مؤنت آن سبک تر بود و هم از عمر خطاب رضی الله عنه می آید که پیراهنی (ص ۵۸) داشت که آستین آن با انگشتان برابر بود و اگر وقتی پیراهنی دراز تر پوشیدی سر آستین آن فرو دریدی و نیز رسول را علیه السلام فرمان آمد از خدای عزّ و جلّ بتقصیر جامه چنان که گفت وَثِیَابَكَ فَطَهِّرْ ای فقصّر، و حسن بصری رحمة الله گوید هفتاد یار بدری را دیدم که همه را جامهٔ پشمین بود و صدّیق اکبر اندر حال تجرید جامهٔ صوف پوشید و هم حسن بصری گوید که رحمة الله علیه که سلمان را دیدم رضی الله عنه گلیمی با رقعها پوشیده و

ص ۵۸

امیر المؤمنین عمر رضی الله عنه و امیر المؤمنین علی کرّم الله وجهه و هرم بن حیان رضی الله
عنه روایت آرند که ایشان مر اویس قرنی را با جامهای پشمین دیدند رقعها بران گذاشته
و حسن بصری و مالک دینار و سفیان ثوری رحمهم الله جمله صاحب مرقعهٔ صوفی بوده اند
و از امام عالم ابو حنیفه کوفی رحمة الله علیه روایت آرند و این روایت اندر کتاب
تاریخ المشایخ که محمد بن علی حکیم ترمذی کرده است، مکتوب ست که در ابتدا وی
صوفی پوشید و قصد عزلت کرد تا پیغمبر را صلی الله علیه وسلم بخواب دید گفت ترا اندر
میان خلق می باید بود از انچه سبب احیای سنّت من توئی آنگاه دست از عزلت
بداشت و هرگز جامهٔ نپوشید که آن را قیمتی بودی و داؤد طائی رحمة الله علیه لبس
صوف فرمود و او یکی از محققان متصوفه بود رحمة الله علیه و ابراهیم ادهم (ص ۵۹) صفحه ۵۹
بنزدیک ابو حنیفه رحمة الله علیه آمد با مرقعهٔ صوف اصحاب وی را بچشم تصغیر نگریستند
ابو حنیفه گفت سیّدنا ابراهیم بن ادهم آمد اصحاب گفتند بر زبان امام هزل نرود
وی این سیادت بچه یافت گفت بخدمت بر دوام که وی بخدمت خداوند تعالی جلّ
ذکره مشغول شد و ما بخدمت تن های خود تا وی سیّد ما گشت. و اگر اکنون بعضی
از اهل زمانه را مراد از لبس مرقعات و خرق جاه و جمال خلق ست و بدل
موافق ظاهر نیستند روا باشد که اندر مبارز لشکر یکی باشد و در جمله طوایف محقّق اندک
باشند امّا جمله را نسبت با ایشان کنند هر گاه بیک چیز شان با ایشان مماثلت بود از
احکام لبس او از ایشان باشد و رسول گفت صلی الله علیه وسلم من تشبه بقوم فهو منهم هر که بقومی تولّی
کند برفتاری یا باعتقادی وی ازان قوم است امّا گروهی را چشم بر رسم ظاهر
معاملات ایشان افتد و گروهی را بر سرّ و صفای باطن ایشان و در جمله هر که قصد
صحبت متصوفه کند از چهار معنی بیرون نباشد گروهی را صفای باطن و جلای خاطر و
لطافت طبع و اعتدال مزاج و صحّت سریرت با اسرار ایشان دیدار دهد تا قربت
محققان و رفعت کبریای ایشان بینند و ارادت آن درجه دامن گیر ایشان گردد و تعلق
بدیشان کنند بر بصیرت و ابتدای حال شان بر کشف احوال و تجرید از هوا (ص ۶۰) صفحه ۶۰

و احراز از نفس باشد و گروهی دیگر را صلاح تن و عفت دل و سکون و سلامت صدر با ظاهر ایشان دیدار دهد تا ورزش شریعت و حفظ آداب اسلام و حسن معاملات ایشان ببیند و قصد صحبت ایشان کنند و ورزیدن صلاح به دست گیرند و ابتدای حال ایشان بر مجاهدت و حسن معاملت بود و گروهی دیگر را مروّت انسانیت و طُرق مجالست و حسن سیرت بافعال ایشان راه نماید تا زندگانی ظاهر ایشان ببینند آراسته بطرق مروّت با مهتران حرمت و با کهتران فتوّت و با اقران خود عشرت آسوده از طلب زیادت و آرامیده با قناعت قصد صحبت ایشان کنند و طریقِ جهد و تعبِ دنیا بر خود آسان کنند و خود را بفراغت از جملهٔ نیکان کنند و گروهی دیگر را کسل طبع و رعونت نفس و طلب ریاست بی آلتِ مراد و قصد صدر بی فضل و جستن تخصیص بی علم راه نماید بافعالِ ایشان و پندارند که جز این ظاهر دیگر هیچ کار نیست قصد صحبت ایشان کنند و ایشان بخلق و کرم وی را مدارات و مداهنت همی کنند و بحکم مسامحت با وی زندگانی همی کنند و ازانچه اندر دلهای ایشان از حدیثِ حق هیچ نباشد و بر تنهای ایشان از مجاهدت طلب طریقت هیچ چیز نه و باید تا خلق ایشان را حرمت دارند چنانکه محققان را و ازیشان بشکوهند چنانکه از خواصّ خداوند تعالی و بصحبت و تعلّق بدیشان آن خواهند که از آفات خود را اندر صلاح ایشان پنهان کنند (ص ۷۱) و جامهٔ ایشان اندر پوشند و آن جامهای بی معاملت بر کذبِ ایشان می خروشند که آن ثواب نبود باشد و لباس غرور و حسرت روز حشر و نشور قوله تعالی مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰاةَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْهَا کَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیَاتِ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰالِمِیْنَ و اندرین زمانه این گروه بیشترند پس بر تو باد که تا هرچه ازان تواند گردد تو قصد آن نکنی که اگر هزار بار تو بقبول طریقت بکوشی چنان نباشد که یک لحظه طریقت ترا قبول کند که این کار بخرقه نیست بحُرقه ست و آشنا را قبا عبا بود چون مر طریقت آشنا بود وی را قبا چون عبا بُود و چون کسی بیگانه بود مرقّعهٔ وی رقعهٔ ادبار و منشور شقاوتِ یوم النشور باشد چنانک آن پیر بزرگ را گفتند که

لم لا تلبس المرقعة؟ قال من النفاق ان تلبس لباس الفتیان و لا تدخل فی حمل اثقال الفتوة" چرا مرقعه نپوشی گفت از نفاق بود که لباس جوانمردان بپوشی و اندر تحت ثقل معاملات جوانمردی اندر نیائی که لباس جوانمردان با ترک حمل جوانمردی منافقی باشد. پس اگر این لباس از برای آنست که تا خداوند ترا بشناسد که تو خاص اوئی بی لباس هم بشناسد و اگر از بهر آنست که بخلق نمائی که من ازانِ اویم اگر هستی ریا و اگر نیستی نفاق و این راه صعب و پر خطر است و اهل معرفت حق اجل از آنند که بجامه معروف گردند" الصفا من الله تعالی انعام و اکرام و الصوف لباس الانعام" صفا از خداوند تعالی با بنده نعمتی (ص ۶۲) و کرامتی بجان بود و صوف لباس ستوران بود پس حُلیت جیلت بود

ص ۶۲

گروهی جیلت را قربت می کنند و آنچه بر ایشان ست بجای می آرند ظاهر می آرایند امیدِ آن را که تا ازیشان گردند و مشایخ این قصه مر مریدان را حُلیت و زینت مر برقعات بفرمودند و خود نیز بکردند تا اندر میان خلق علامت شوند و جملهٔ خلق پاسبان ایشان گردند که اگر یک قدم بر خلاف نهند همه زبان طعن و ملامت بدیشان دراز کنند و اگر خواهند که اندران جامه معصیت کنند از شرم خلق نتوانند کرد و در جمله مرقعه زینت اولیای خداوند است عوام بدان عزیز گردند و خواص اندران ذلیل شوند. عزّ عام آن بود که چون آن بپوشند خلق شان حرمت دارند و ذل خواص آن بود که چون آن بپوشند خلق اندر ایشان بچشم عوام شان نگرند و مر ایشان را بدان ملامت کنند پس لباس النعم للعوام و جوشن البلاء للخواص عوام را مرقعه لباس نعما بود و خواص را جوشن بلا بود و ازانچه بیشتری از عوام اندران مضطر باشند چنانک دست بکاری دیگر نزنند و مر طلب جاه را آلتی دیگر ندارند بدان طلبِ ریاست کنند و مر آن را سبب جمع نعمت کنند و باز خواص بترکِ ریا و ریاست بگویند و ذلّ را بر عزّ بگزینند و بلا را بر نعمت اختیار کنند تا این قوم را آن بلا بود و آن قوم را نعماء" المرقعة قمیص الوفاء لاهل الصفاء و سربال السرور لاهل الغرور" مرقعه پیراهن وفا ست مر اهل صفا را و لباس سرور مر اهل غرور را تا اہل صفا بپوشیدن (ص ۶۳) آن از کونین مجرّد شوند و از

ص ۶۳

مالوفات منقطع شوند و اهل غرور بدان از حق محجوب گردند و از صلاح باز مانند و
در جملہ مر همہ را سمت صلاح و سبب فلاح است و مراد جملہ ازان بہ حصول یکی
را صفا بود و یکی را عطا بود و یکی را غطا بود درویشان امید دارم کہ بحسن صحبت و محبت
یکدیگر همہ رستگار باشند ازانچہ رسول گفت صلی اللہ علیہ وسلم من احب قوماً فھو منھم
دوستانِ ھر گروھی بقیامت با ایشان باشند و اندر زمرۂ ایشان امّا باید کہ باطنت طلب
تحقیق کند و از رسوم معرض بود کہ ھر کہ بظاھر چیزھا پسندِ کار باشد ھرگز بتحقیق
نرسد و بدانک وجودِ آدمیّت حجاب ربوبیّت بود و حجاب جز بدورِ احوال و ورزش اندر
مقامات فانی نگردد و صفا نام آن فنا ست و فانی الصفت را لباس اختیار کردن محال
بود و یا بہ تکلّف خود را زینتی ساختن ناممکن پس چون فنای صفت پیدا آمد و آفت
طبیعت برخاست اگر او را صوفی خوانند یا نامی دیگر بنزدیک او تساوی بود۔

امّا شرائط مرقّعات آنست کہ از برای خفّت و فراغت سازد و چون اصلی باشد
ھر کجا کہ پارہ شود رقعۂ بدان گذارد و مشایخ را رضی اللہ عنھم اندرین دو قول
ست گروھی گویند کہ دوخت رقعہ را ترتیب نگاہ داشتن شرط نیست باید کہ ازانجا کہ
سوزن سر بر آرد بر کشد و اندران تکلّف (ص ۶۲) نکند و گروھی دیگر گویند کہ دوخت
رقعہ را ترتیب و راستی شرط ست و نگاہ داشتن ترتیب و تکلّف کردن اندر راستی
آن از معاملات فقر ست و صحّتِ معاملت دلیل صحّت اصل باشد و من کہ علی ابن
عثمان الجلّابی ام رضی اللہ عنہ از مشایخ ابو القاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ بہ طوس پرسیدم کہ
درویش را کمترین چہ چیز باید تا اسم فقر را سزاوار گردد گفت سہ چیز بباید کہ کم ازان
نشاید یکی آنکہ بداند کہ پارۂ راست چگونہ باید بر دوخت و دیگر سخن راست داند شنید
و دیگر پای راست بر زمین داند زد و گروھی از درویشان با من حاضر بودند کہ این بگفت
چون بدروازہ باز آمدیم ھر کس اندرین سخن تصرّفی می کردند و گروھی را از جملہ اندرین
شرحی پدید آمد گفتند کہ فقر خود ھمین است و بیشترینی ازیشان اندر خوب دوختن پارہ و
بر زمین زدن پای راست می شتافتند و ھر کسی را پندار آن بود کہ ما سخنان

ص ۶۲

طریقت بدانیم و بحکم آنکه روی دل من بدان سیّد بود نخواستم که سخن وی به زمین افتد گفتم بیائید تا هر کسی اندرین سخن چیزی بگوئیم هر یک صورتِ خود بگفتند چون نوبت بمن رسید گفتم پارهٔ راست آن بود که بفقر دوزند نه بزینت چون رقعه بفقر دوزی اگرچه نا راست دوزی راست آید و سخن راست آن باشد که بحال شنوند نه بمُنیت و بحق اندران تصرّف کنند نه بهزل و بزندگانی مر آن را فهم کنند نه بعقل و پای راست آن باشد که بوجد بر زمین نهند نه بلهو و برسم و بعضی این سخن را بر آن سیّد نقل کردند (ص ۶۵) وی گفت اصاب علیّ خیّره الله پس مراد از پوشیدن مرقعه مراین طایفه را تخفیف مؤنت دنیا و صدق فقر بخداوند تعالی بوده است و اندر آثار صحیح آمده است که عیسی بن مریم صلوات الله علیه مرقعه داشت که وی را بآسمان بردند و یکی از مشایخ گفت که او را بخواب دیدم با آن مرقّعهٔ صوف و از هر رقعهٔ نوری می درخشید گفتم ایها المسیح این انوار چیست برین جامهٔ تو گفت انوار اضطرار منست که هر پارهٔ را ازان بضرورتی بر دوخته ام خدای عزّ و جلّ مر هر رنجی را که بدل من رسانیده است مر آن را نوری گردانیده است ـ و نیز پیری دیدم از اهل ملامت بماوراء النهر که هر چیزی که آدمی را دران نصیبی بودی نخوردی و نپوشیدی و خوردنش چیزهای بودی که مردمان بینداختندی چون تره بوسیده و کدوی تلخ و گزر تباه شده وآنچه بدین ماند و پوشش از خرقهائی ساختی که از راه بر چیده بودی و نمازی کرده ازان مرقعه ساختی و شنیدم که بمرو الرود پیری بود از متاخران ارباب معانی قوی حال و نیکو سیرت و از بس رقعها بی تکلّف که بر سجاده و کلاه وی بود کژدم اندران بچه کرده بود و شیخ من رضی الله عنه پنجاه و شش سال یک جامه داشت که پارهای بی تکلّف بران گذاشتی و اندر حکایات عراقیان یافتم که دو درویش بودند یکی صاحب مشاهدت و دیگر صاحب مجاهدت آن یکی که صاحبِ مشاهدت بود در همه عمر خود نپوشیدی مگر آن پارها که درویشان را اندر حال سماع خرقه شدی و آن یکی که صاحب مجاهدت (ص ۶۶) بود نپوشیدی مگر آن پارها که اندر حال استغفار کردن درویشان اندر جامهای شان خرقه شدی

ص ۶۵

ص ۶۶

تا زیّ ظاهر شان موافق سیرت باطن بودی و این پاس داشتن حال باشد. و شیخ محمد بن خفیف رضی الله عنه بیست سال پلاسی درشت پوشیده و هر سال چهار چهله بکشیدی و اندر هر چهل روز تصنیفی کردی از غوامض علوم حقایق و اندر وقت وی پیری بود از محققان علمای حقیقت و طریقت بنزدیک پارس نشستی وی را محمد بن زکریا خواندندی هرگز مرقعه نپوشیده بود و از شیخ محمد پرسیدند که شرط مرقعه چه چیز است و داشتن آن مر کرا مسلّم است گفت شرط مرقعه آنست که محمد بن زکریا اندر میان پیراهن سفیدی بجای می آرد و داشتن آن مر او را مسلّم ست ٭

## فصل

امّا ترک عادت این طایفه شرط طریق ایشان نباشد و آنچه ایشان اندرین حال جامهٔ پشمین کمتر می پوشند دو معنی داشت یکی آنکه پشمها شوریده شده است و چهارپایان اندر غارتها از جای بجای افتاده اند و دیگر آنکه گروهی از مبتدعه جامهٔ پشمین را شعار کرده و خلاف شعار مبتدعان اگرچه خلاف سنّت بود ستوده بود امّا تکلّف اندر دوختنِ آن بدان سبب روا دارند که جاه ایشان اندر میانِ خلق بزرگ گشته است هر کسی خود را مانند ایشان گردانیده و مرقّعه اندر پوشیده و افعال ناخوب از ایشان پیدا آمد و مر ایشان را از صحبت اضداد رنج بود زیّیتی ساخته اند جز از ایشان کسی آن را ندانست (ص ۶۷) دوخت و مر آن را علامت شناخت یکدیگر گردانیدند و شعار ساختند تا حدّی که درویشی بنزدیک بعضی از مشایخ اندر آمد و رقعهٔ را که بر جامه دوخته بود و خطّ به پهنا آورده بود آن شیخ او را مهجور کرد و معنی این آن بود که اصل صفا رقّت طبع و لطف مزاج ست و البته کژی اندر طبع نیکو نباشد و چنانکه شعر نا راست اندر طبع خوش نباشد فعل ناراست هم طبع نپذیرد و باز گروهی اندر هست و نیست لباس تکلّف نکردند اگر خداوند شان عبائی داد پوشیدند و اگر قبائی داد بپوشیدند و اگر برهنه داشت ببودند و در بند یکی ازان نبودند و من که

ص ۶۷

علی بن عثمان الجلابی ام رضی اللہ عنہ این طریق را پسندیده ام و اندر اشعار خود چنین
کرده ام و اندر حکایات ست که چون احمد بن خضرو رحمۃ اللہ علیہ بزیارت بو یزید
رحمہم اللہ قبا داشت و چون ابن شجاع بزیارت ابو حفص آمد رحمہم اللہ قبا
داشت و آن لباس مقصود ایشان نبود که اندر اوقات نیز مرقعہ داشتندی و وقت بودی
نیز که جامہ پشمین و یا پیراهن سفید پوشیدندی چنانکہ آمدی ازان چه نفس آدمی معتاد
ست و با عادات مر آن را الفتی بود و چون مر آن را عادت شد طبیعی شود و
چون طبع شد حجاب گردد و ازان بود که پیغامبر گفت صلی اللہ علیہ وسلم خیر الصیام
صوم اخی داود علیہ السلام بهترین روزها روزهٔ برادر من است داود گفتند یا رسول
اللہ آن چگونہ باشد گفت آنکه یک روز روزه داشتی (ص ۶۸) و یک روز بخوردی ص ۶۸
تا نفس را عادت نشود روزه داشتن یا کشادن تا وی بدان محجوب نگردد و اندرین معنی
درست تر ابو حامد دوستان مروزی بوده است رحمۃ اللہ علیہ که جامہ بدو در پوشانیدندی
مریدان وی آن گاه که کسی را بدان حاجت بودی فراغت می جستی چون خالی بودی
آن جامہ از وی بر کشیدی وی نہ مر پوشاننده را گفتی که چرا پوشانی و نہ مر
کشنده را گفتی که چرا بر کشی و اندرین وقت ما نیز پیری هست بغزنین حرسها اللہ که
وی را بلقب موید گویند رحمۃ اللہ علیہ که وی را در لباس اختیار و تمیز نباشد
و اندران پایه درست ست، اما معنی آنکه بیشترین جامهای شان کبود باشد یکی آن
ست که اصل طریقت ایشان بر سیاحت و سفرها نهاده اند و جامۂ سفید اندر سفر
بر حال خود نماند و شستن آن دشوار گردد و هر کس نیز بدان طمع کند و دیگر آنکه
کبود پوشیدن شعار اصحاب فوت و مصیبت بود و جامۂ اندوهگینان و دنیا دار محنت
است و سراپردهٔ مصیبت و مغارهٔ اندوه و بتیارهٔ فراق و گهواره بلا و مریدان
چون مقصود دل اندر دنیا حاصل ندیدند کبود پوشیدند و بر سوگ وصال فرو نشستند و
گروهی دیگر اندر معاملات جز تقصیر ندیدند و اندر دل بجز خرابی نہ و اندر روزگار
بجز فوت وقت نہ، کبود اندر پوشیدند که فوت اشدّ موت است یکی بر موت

ص ۱۹

عزیزی کبود پوشد و دیگر بر فوت مفقود کبود پوشد و یکی (ص ۶۹) از مریدان بی علم
درویشی را گفت این کبود چرا پوشیدی گفت از پیغامبر صلی الله علیه وسلم سه چیز بماند
یکی فقر و دیگر علم و دیگر شمشیر شمشیر سلطانان یافتند نه در جای آن کار
فرمودند و علم علما اختیار کردند بآموختن پسنده کردند و فقر گروه فقرا اختیار کردند و
آن را آلت غنا ساختند من بر مصیبت این هر سه گروه کبود اندر پوشیدم - و از
مرتعش می آید که اندر محلتی از محلتهای بغداد می رفت، تشنه گشت بدری فراز آمد و
آب خواست یکی بیرون آمد با کوزهٔ آب وی بستد بخورد در رویش نگریست دلش صید
جمال ساقی شد گفته اند کلّی بکلّی مشغول همانجا فرو نشست تا خداوند خانه آمد
گفت ای خواجه دلم بشربتی آب سخت نگران بود مرا از خانهٔ تو شربتی آب دادند دلم
بردند مرد گفت آن دختر منست تو بزنی دادمش مرتعش بطلب دل بخانه اندر آمد
عقد بکردند و این صاحب البیت از منعمان بغداد بود وی را بگرمابه فرستادند و جامهٔ
خوب اندر وی پوشانیدند از وی مرقع برقعه بر کشیدند چون شب اندر آمد مرتعش به نماز
ایستاد تا وردها بجا آورد و بخلوت مشغول شد اندران میان بانگ بر گرفت که هاتوا
مرقعتی، مرقعهٔ من بیارید گفتند چه بود گفت بسرّم فرو خواندند که بیک نظر که
بخلاف ما نگریستی جامهٔ صلاح و مرقعه صفوت از ظاهرت بر کشیدم اگر بنظر دیگر بنگری
لباس آشنائی از باطنت بر کشیم لباسی که بسبب پوشیدن آن خداوند باشند و بر

ص ۲۰

موافقت اولیا (ص ۷۰) خداوند اندر پوشیده باشند مداومت رضا بران مبارک بود
اگر بحقّ آن زندگانی توان کرد و اگر نه دین خود را صیانت باید کرد و اندر جامهٔ
اولیا خیانت روا نباید داشت که مسلمانی بر تحقیق باشی بی دعوی دیگر بهتر ازانک
ولی بر تکذیب اما پوشیدن مرقعه مر دو گروه را راست آید یکی منقطعان دنیا را
و دیگر مشتاقان مولی را، و اندر عادات مشایخ رضی الله عنهم چنان رفته است
که چون مریدی بحکم ترک تعلق روی بدیشان کند مر وی را بسه سال اندر سه معنی
ادب کنند اگر بحکم آن معنی قیام کند فبها و الا گویند که طریقت مراین را قبول

نمی کند یک سال بخدمت خلق و دیگر سال بخدمت حق و دیگر سال بمراعات دل خود
خدمت خلق تواند کرد که خود را اندر درجهٔ خادمان نهد وهمه خلق اندر درجهٔ مخدومان
یعنی بی تمییز همه را بهتر از خود داند و خدمت جمله بر خود واجب دارد نه چنانکه
خدمتی می کند و خود را اندران خدمت بر مخدومان خود فضل می نهد و این
خسرانی ظاهر و غبنی واضح بود از آفات زمانه اندر زمانه یکی اینست و خدمت
حق عزّ و جلّ آن گاه تواند کرد که همه حظهای خود از دنیا و عقبی منقطع کند
و مطلق مر حق را سبحانه و تعالی پرستش کند از برای وی که تا وی را از
برای چیزی می پرستد خود را می پرستد نه وی را و مراعات دل آن گاه تواند کرد
که وگر همتش مجتمع شده باشد و هموم از دلش بر خاسته اندر حضرت انس دل
ص ۷۱ را از مواقع (ص ۷۱) غفلت نگاه می دارد و چون این سه شرط اندر مرید حاصل
شد پوشیدن مرقعه بتحقیق دون تقلید او را مسلّم شود امّا آن پوشاننده که مرید
را مرقعه پوشاند باید که مستقیم الحال باشد که از جمله فراز و نشیب طریقت گذشته
باشد و ذوق احوال چشیده و مشرب اعمال یافته و قهر جلال و لطف جمال دیده و دیگر
باید که مشرف باشد بر حال این مرید خود که وی اندر نهایت بکجا خواهد رسید
از راجعان یا از واقفان یا از بالغان اگر داند که روزی ازین طریقت باز خواهد
گشت بگوید تا ابتدا نکند و اگر بایستد وی را معاملت فرماید و اگر برسد او را
بپرورش دهد و مشایخ این طریقت طبیبان دلها اند و چون طبیب بعلت بیمار جاهل
بود بیمار را بطبّ خود هلاک کند ازانچه پرورش وی نداند و خطرگاه های وی نشناسد
و غذا و شربت او مخالف علّت او سازد و رسول گفت صلی الله علیه وسلم " الشیخ
فی قومه کالنبیّ فی امته پس انبیا که خلق را دعوت کردند بر بصیرت کردند و هر
کسی را بدرجهٔ وی بداشتند شیخ را نیز بر بصیرت باید کرد و هر کسی را غذا
او باید داد تا مراد دعوت حاصل شود پس چون بالغی اندر کمال ولایت خداوندی
مر مرید را از پس این سه سال تربیت کند اندر ریاضت مرقعه پوشاند روا

بود و شرط پوشیدن مرقّعه پوشیدن کفن بود که امید از لذّات جهات منقطع گرداند
و دل را از راحات زندگانی (ص ۷۲) پاک کند و عمر خود جمله بر خدمت حقّ ص ۷۲
وقف کند و بکلّیّت از هوای خود تبرّا کند و آنگاه پیر او را بپوشیدن آن خلعت
و نواخت عزیز گرداند و وی بحقّ این قیام کند بگزاردن حقّ آن جهدی تمام کند
و کام خود بر خود حرام کند، امّا اشارات اندر مرقّعه گفته اند بسیار شیخ ابو معمر
اصفهانی علیه اندرین کتابی ساخته و عوامّ متصوّفه را اندران غلو خلاف بسیار ست
و مراد ازین کتاب نقل گفتها نیست که کشف مغلقها ست از مراد این طریقت
و بهترین اشارات اندر مرقّعه آنست که قبّهٔ مرقّعه از صبر باشد و دو آستین از
خوف و رجا و دو تیریز از قبض و بسط و کمرگاه از خلاف نفس و دو خشتک
از صحّت یقین و فراویز از اخلاص و ازین نیکوتر آنکه قبه از فنا موانست و دو
آستین از حفظ و عصمت و دو تیریز از فقر و صفوت و کمرگاه از اقامت اندر
مشاهدت و کرسی از امن اندر حضرت و فراویز و خشتک از قرار اندر محلّ وصلت
چون باطن را چنین مرقّعه ساختی ظاهر را نیز یکی باید ساخت و مرا اندرین باب
کتابی ست مفرد که نام آن اسرار الخرق و المؤنات ست و نسخهٔ آن مرید را
باید امّا چون مرید این مرقّعه پوشید اگر اندر غلبهٔ حال و قهر سلطان وقت بدرّد مسلّم
است و معذور و چون باختیار و تمییز درّد اندر شرط این طریقت بیش او را
مسلّم نیست مرقّعه داشتن و اگر بدارد چنین بود که یکی از مرقّعه داران زمانه وی نیز
یکی چون از ایشان بود (ص ۷۳) بظاهر بی باطن بسنده کار شده و حقیقت این معنی ص ۷۳
آنست که اشارت اندر تخریق ثیاب ایشان آن بود که چون ایشان را از مقامی
بمقامی دیگر نقل افتد اندر حال ازان جامه بیرون آیند مر شکر وجدان مقام را و
جامهای دیگر لباس یک مقام و مرقّعه لباس جامع است مر کلّ مقامات طریقت را و
فقر و صفوت را و بیرون آمدن ازین جمله تبرّا کردن تبرّا بود از همه و هرچندکه
این نه جای این مسئله بوده است که اندر باب خرق و کشف حجاب باب السماع

می بایست اینجا اشارتی کردم بدان مقدار که این لطیفه فرو نشد و بجای گاه خود این حکم را تفصیل دهم انشاء الله العزیز و نیز گفته اند که پوشانندهٔ مرقّع را چندانی سلطانی باید اندر حقیقت و طریقت که چون اندر بیگانه نگرد بچشم شفقت آشنا گردد و چون جامهٔ اندر عاصی پوشاند از اولیا گردد وقتی که من با شیخ خود می رفتم اندر دیار آذر بایجان مرقّع داری دو سه دیدم که بر خرمن گندم ایستاده بودند و دامنهای مرقّعه پیش کرده تا آن مرد برزگر چیزی اندران افگند شیخ بدان التفات کرد و برخواند اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰی فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَ مَا كَانُوْا مُهْتَدِیْنَ گفتم ایها الشیخ ایشان بچه بی حرمتی بدین بلا مبتلا شده اند و بر سر خلایق فضیحت شدند گفت پیران ایشان را حرص مرید جمع کردن بوده است و ایشان را حرص جمع کردن دنیا و حرصی از حرصی اولیتر نیست و دعوی بی امر کردن (ص ۱۷۵) هوا پروردن بود و از جنید می آید رحمة الله علیه که بباب الطلق ترسای بود بدید سخت با جمال گفت بار خدایا این را در کار من کن که سخت نیکو آفریدهٔ چون زمانی بر آمد ترسا درآمد و گفت ایها الشیخ شهادت بر من عرض کن مسلمان شد و یکی از اولیا شد، از شیخ ابو علی سیاه پرسیدند که پوشیدن مرقّعه کرا مسلّم بود گفت آن کس را که مشرف مملکت خداوند بود چنانکه اندر جهان هیچیز نرود از احکام و احوال اِلّا که او را آگاه کنند پس مرقّعه سمت صالحان و علامت نیکان و لباس فقرا و متصوفه است و در حقیقت فقر و صفت پیش ازین سخن رفته است و اگر کسی مر لباس اولیا را آلت جمع دنیا و پوشش آفت خود سازد مر اهل آن را زیانی بیشتر نباشد و این مقدار کفایت باشد، مر اهل هدایت را که اگر بشرح آن مشغول شوم مراد ازین کتاب برنیاید و بالله التوفیق ؞

---

ص ۴۷ ص ۷۴ ص ۶۷

# باب اختلافهم فی الفقر والصفوة

امّا علمای طریقت را اندر تفضیل فقر و صفوت خلاف ست بنزدیک گروهی فقر تمام تر از صفوت و بنزدیک گروهی صفوت تمام تر از فقر آنان که فقر را مقدّم بر صفوت کنند گویند فقر فنای کلّ بود و انقطاع اسرار و صفوت را گویند از مقامیست از مقامات آن چون فنا حاصل آمد مقامات جمله ناچیز گردد و این مسئله بفقر و غنا باز گردد و پیش ازین اندران سخن رفتست و باز آنان که صفوت را مقدّم نهند گویند که فقر شی است موجود اسم پذیر و صفوت صفا ست از کلّ موجودات و صفا عین فنا بود (ص ۷۵) و فقر عین غنا پس فقر از اسامی مقامات ست و صفوت از اسامی کمال و اندرین صفت سخن دراز گشته است اندرین زمانه و هر کسی به وجه تعجّب عبارتی می کند و بر یکدیگر قولی غریب می آرند و اندر تفضیل و تقدیم فقر و صفوت خلاف ست و عبارت مجرّد نه فقر ست و نه صفوت باتفاق پس از عبارات مذهبی بر ساختند و طبع را از ادراک معانی به پرداخته و حدیث حق بینداخته نفی هوا را نفی عین می خوانند و اثبات مراد را اثبات عین می دانند پس موجود و مقصود و منفی و مثبت جمله نشانند بقیام نفس و هوای خود و طریقت منزّه ست از ترّهات

ص ۷۵

مدّعیان و در جمله اولیا بجلی برسند که محلّ نماند و درجات و مقامات فانی گردد و عبارات
ازان معنی منقطع گردد چنانکه نه مشرب ماند و نه ذوق نه قمع و نه قهر ماند نه سُکر
ماند و نه صحو و نه محو آنگاه ایشان نامی طلبند ضروری تا بران معنی بپوشند که اندر
تحت اسم نیاید و مستعمل صفت نگردد آنگاه هر کسی نامی را که معظّم تر باشد بنزدیک
ایشان بران معنی پوشند و اندرین اصل تقدیم و تاخیر روا نباشد که کسی گوید که آن
مقدّم یا این مقدّم که تقدیم و تاخیر اندر مسمیات واجب کند پس گروهی را نام فقر
مقدّم تر نمود و بر دل ایشان معظّم تر بود ازانچه تعلّق شان بدان بگذارش و تواضع بود
و گروهی را نام صفوت مقدّم نمود و بر دل شان معظّم تر بود و ازانچه برفع کدورات
و فناء (ص ۷۶) آفات نزدیک تر بود و مراد ایشان ازین دو تسمیه اعلام خواستند
و نشان ازان معنی که عبارت ازان منقطع بود و تا با یکدیگر اندران باشارت
سخن می گفتند و کشف وجود خود را با تمامی اعلام کردند مرین گروه را اختلاف
نیفتاد اگرچه عبارتِ آن معنی از فقر کردند یا از صفوت باز اهل عبارت و ارباب
لسان را که از تحقیق آن معنی بی خبر بوده اند اندر مجرّد عبارت سخن رفت یکی
را مقدّم کردند و یکی را مؤخّر این هر دو عبارت بود پس آن گروه رفتند با تحقیق
این معانی و این گروه ماندند اندر ظلمت عبارت و در جمله چون کسی را آن معنی
حاصل بود و مر آن را قبلهٔ دل خود گردانیده باشد اگر او را فقیر خوانند یا صوفی
این هر دو نام اضطراری بود مر آن معنی را که اندر تحت اسم نیاید و این
اختلاف از وقت ابو الحسن سمنون باز ہست رحمة الله علیه که وی گاه اندر کشفی
بودی که تعلّق ببقا داشتی فقر را بر صفوت مقدّم نهادی و باز چون اندر محلّی
بودی که تعلّق بفنا داشتی صفوت را بر فقر مقدم نهادی ارباب معانی اندر آن
وقت او را گفتند که چرا چنین می کنی گفت چون طبع را اندر فنا و نگونساری
مشربی تمام ست و اندر بقا علوّ کامل و نیز هم چنان چون من اندر محلّی
باشم که تعلّق آن بفنا باشد صفوت را مقدّم گویم بر فقر و چون اندر محلّی

ص ۷۶
۵۷

باشم که تعلق آن ببقا باشد فقر را مقدم گویم بر صفوت که فقر نام فناست و صفوت

ازان بقا تا اندر بقا از خود (ص ۷۷) فانی کنم و اندر فنا رؤیت فنا از خود ص ۷۷

فانی کنم تا طبعم از فنا فنا شود و از بقا هم فنا و این سخنان از روی عبارت

خوب ست اما فنا را فنا نه باشد و بقا را فنا نه باشد هر فانی که باقی شود

از خود باقی بود و فنا اسمی است که مبالغت اندران محال باشد تا کسی گوید که فنا

فنا گردد این مبالغت از نفی اثر وجود آن معنی تواند بود اندر فنا و تا اثری

مانده است هنوز فنا نیست و چون فنا حاصل آمد فنای فنا هیچیز نباشد بجز تعجب

اندر عبارت بی معنی و این ترهات ارباب اللسان ست اندر وقت پرشنش عبارت

و ما را ازین جنس سخن است اندر کتاب فنا و بقا و آن اندر وقت

هوس کودکی و تیزی احوال کرده ایم اما اندرین کتاب بحکم احتیاط احکام آن بیایم

انشاء الله عز و جل اینست فرق میان فقر و صفوت معنوی اما صفوت و فقر

معاملتی از روی تجرید دنیا و تخلی دست ازآن و آن خود چیزی دیگرست و حقیقت

آن بفقر و مسکنت باز گردد و گروهی گفته اند از مشایخ که فقیر فاضل تر از مسکین ستازان

جا که خدای عز و جل گفت لِلْفُقَرَاءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا

فِي الْاَرْضِ ازانچه مسکین صاحب معلوم بود و فقیر تارک المعلوم پس فقر عز باشد و

مسکنت ذل و صاحب معلوم اندر طریقت ذلیل باشد که پیغمبر گفت صلی الله علیه

وسلم تعس عبد الدرهم (ص ۷۸) و تعس عبد الدینار و تعس عبد الخمیصة و القطیفة ص ۷۸

و تارک المعلوم عزیز باشد که اعتماد صاحب المعلوم بر معلوم بود و اعتماد بی معلوم بر

خداوند عز و جل و چون صاحب معلوم را شغلی افتد بمعلوم رود و تارک معلوم بخداوند

رود باز گروهی گفته اند که مسکین فاضل تر ازآنجا که پیغامبر گفت صلی الله

علیه وسلم اللهم احینی مسکینا و امتنی مسکینا و احشرنی فی زمرة المساکین چون

پیغامبر صلی الله علیه وسلم مسکین را یاد کرد و گفت یا رب مرا برگ و زندگانی از

مساکین دار و چون فقر را یاد کرد گفت کاد الفقر ان یکون کفرا بدین معنی فقیر

آن بود که متعلق سببی باشد و مسکین آنکه منقطع الاسباب باشد و اندر شریعت بنزدیک گروهی از فقها فقیر صاحب بلغه بود و مسکین مجرد و بنزدیک گروهی مسکین صاحب بلغه بود و فقیر مجرّد پس اینجا اهل مقامات مسکین را صوفی خوانند و این خلاف باختلاف فقها رضی الله عنهم متصل ست بنزدیک آنکه فقیر مجرّد بود و مسکین صاحب بلغه، فقر فاضل تر بود از صفوت و بنزدیک آنکه مسکین مجرّد و فقیر صاحب بلغه بود صفوت فاضل تر از فقر ست اینست احکام اختلاف ایشان اندر فقر و صفوت بر سبیل اختصار و الله اعلم بالصواب؛

# بابُ الملامة

گروهی از مشایخ طریقت طریق ملامت سپرده اند و مر ملامت را اندر خلوص
محبّت تاثیری عظیم ست و مشربی تمام و اهل حقّ مخصوصند (ص ۷۹) بملامت خلق ص ۷۹
از جمله عالم خاصّه بزرگان این امّت و رسول صلی اللّٰه علیه وسلم که مقتدا و امام اهل حق
و پیشرو محبّان تا برهان حقّ بر وی پیدا نیامده بود و وحی بدو پیوسته بود و بنزدیک
همه نیک نام بود و بزرگ و چون خلعت دوستی بر سر وی افگندند خلق زبان ملامت
بدو دراز کردند گروهی گفتند کاهن ست و گروهی گفتند شاعر ست و گروهی گفتند مجنون
ست و گروهی گفتند کاذب ست. و مانند این و خداوند عزّ و جلّ صفت مؤمنان
را یاد کرد و گفت ایشان از ملامت ملامت کنندگان نترسند وَ لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَائِمٍ
ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ و سنّت بار خدای چنین رفته
است که هر که حدیث وی کند عالم را بجمله ملامت کنندهٔ او گرداند و سرّ وی را
از مشغول کردن بملامت ایشان نگاه دارد و این غیرت حقّ باشد که دوستانِ خود را
از ملاحظهٔ غیر نگاه دارد تا چشم کس بر جمال حال ایشان نیفتد و از رؤیت ایشان
مر ایشان را نیز نگاه دارد تا جمال خود نبینند و بخود معجب نشوند و بآفت عجب
و تکبّر اندر نیفتند پس خلق را بر ایشان گماشته است تا زبان ملامت بر ایشان
دراز کنند و نفس لوّامه را اندر ایشان مرکّب گردانیده تا مر ایشان را به هر

چه می کنند ملامت می کنند اگر بد می کنند خود را ملامت می کنند ببدی و اگر
ص ۸۰ نیک می کنند ملامت (ص ۸۰) می کنند خود را بتقصیر کردن و این اصلی قویست
اندر راه خدای که هیچ آفت و حجاب نیست اندرین طریقت صعب تر از آنکه کسی
بخود معجب شود و اصل عجب از دو چیز خیزد یکی از جاه خلق و مدح ایشان و
آن چنان بود که کردار بنده خلق را پسند افتد بر وی مدح کنند او بدان معجب
شود و دیگر کردار کسی او را پسند نه افتد و خود را شایسته آن داند و بدان معجب
شود خداوند تعالی بفضل خود این راه بر دوستان خود بر بست تا معاملات شان اگرچه
نیک بود خلق نپسندد ازانچه بحقیقت ندیدند و مجاهدات ایشان اگرچه بسیار بود ایشان
آن را به حول و قوت خود ندیدند و مر خود را نپسندیدند تا از عجب محفوظ بودند
پس آنکه پسندیده حق بود خلق او را نپسندد و آنکه گزیده تن خود بود حق ویرا نگزیند چنانکه ابلیس را
خلق پسندیدند و ملائکه قبول کردند و وی خود را پسندید چون پسندیده حق نبود پس پسند ایشان مراو را لعنت بار آورد
و آدم را ملائکه نپسندیدند و گفتند أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا و وی خود را
نپسندید و او گفت رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا چون پسندیدهٔ حق بود و گفت فَنَسِيَ وَلَمْ
نَجِدْ لَهُ عَزْمًا ناپسند خلق و ناپسند وی وی را رحمت بار آورد تا خلق عالم بدانند
که مقبول ما مهجور خلق باشد و مقبول خلق مهجور ما تا لاجرم ملامت خلق غذای دوستان
حق ست ازانچه اندران آثار قبول ست و مشرب اولیای وی که آن علامت قرب
ص ۸۱ ست و همچنان که همه خلق بقبول (ص ۸۱) خلق خرم باشند ایشان برد خلق خرم
باشند و در اخبار آمده است از پیغمبر صلی الله علیه وسلم از جبرئیل صلوات الله علیه
از خداوند تعالی که گفته اولیائی تحت قبائی لا یعرفهم غیری الا اولیائی و الله اعلم۔

## فصل

اما ملامت بر سه وجه باشد یکی راست رفتن و دیگر قصد کردن و دیگر ترک
کردن و صورت ملامت راست رفتن آن باشد که یکی کار خود می کند و دین را می

پرورد و معاملات را مراعات می کند و خلق او را ملامت می کند و این راه خلق باشد
اندر وی و وی از جمله فارغ و صورت ملامت قصد کردن آن بود که یکی را جاه بسیار
از خلق پیدا آید و اندر میان ایشان نشانه گردد و دلش بجاه میل کند و طبعش اندر
ایشان آویزد و خواهد تا دل خود را از ایشان فارغ کند و بحق مشغول گردد و بتکلف راه ملامت
خلق بر دست گیرد اندر چیزی که شرع را زیان ندارد و خلق از وی نفرت آرند و
این راه او بود اندر خلق و خلق ازان فارغ و صورت ملامت ترک کردن آن بود
که یکی را کفر و ضلالت طبیعی گریبان گیرد تا بترک شریعت و متابعت آن بگوید و
گوید این ملامتی ست که من می کنم و این راه او بود اندر وی و امّا آنکه این
طریق وی راست رفتن بود اندر دین و نا ورزیدن نفاق و دست بداشتن از ریا
وی را از ملامت خلق باک نباشد و اندر همه احوال بر سرِ رشتهٔ خود باشد و بهر
نام که خوانندش وی را همه یکی باشد، و اندر حکایات (ص ۸۲) یافتم که شیخ
ابو طاهر حرمی رضی الله عنه روزی بر خری نشسته بود و اندر بازار همی رفت و
مریدی ازان وی عنان خر وی گرفته بود یکی آواز داد که این پیرِ طرار زندیق آمد
آن مرید چون این سخن بشنید از غیرت ارادت خود قصد رجم آن مرد کرد و اهل
بازار جمله بر شوریدند و شیخ گفت مر مرید را که اگر خاموش باشی من ترا چیزی
آموزم که ازین محن باز رهی مرید خاموش شد وچون بجای گاه خود رفتند این مرید
را گفت که آن صندوق را بیار بیاورد و دران صندوق نامها بود درزهای نامه بیرون
گفت و پیش وی نهاد گفت نگاه کن از هر کسی بمن نامها ست که فرستاده اند یکی
مخاطبهٔ شیخ الاسلام خطاب کرده ست و یکی شیخ زکی و یکی شیخ زاهد و یکی شیخ
الحرمین این و مانندِ این همه القاب ست نه اسم و من این همه نیستم و هر
کسی بر حسب اعتقاد خود مرا لقبی نهاده اند اگر این بیچاره نیز بر حسب اعتقاد خود
سخنی گفت و مرا لقبی نهاد تو این همه خصومت چرا انگیختی، امّا آنکه طریقش قصد
باشد اندر ملامت و ترک جاه و مشغولی خلق و دست داشتن از ریاست چنان

بود کہ روایت کردہ اند کہ امیر المؤمنین عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ روزی از خرمستان خود می آمد اندر حال خلافت و حزمۂ هیزم بر سر نهاده و وی چهار صد غلام داشت گفتند یا امیر المؤمنین این چه حالت ست گفت ارید ان اجرّب نفسی مرا غلامان هستند کہ این کار بکنند و لیکن می خواهم کہ من نفس خود را تجربہ کنم تا جاه خلق او را از هیچ کار (ص ۸۳) باز نه دارد و این حکایت صریح است بر اثبات ملامت، و اندرین معنی حکایتی آرند از امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ و آنجا کہ ذکر وی آید اندرین کتاب بباید طلبید انشاء اللہ تعالی و نیز از ابو یزید می آرند رضی اللہ عنہ کہ از سفر حجاز می آمد اندر شهر ری بانگ در افتاد کہ با یزید آمد مردمان شهر جملہ پیش وی باز رفتند تا باکرام وی را بشهر اندر آرند و وی بمراعات ایشان مشغولِ دل شد و از حق باز ماند و پراگندہ گشت چون بابازار اندر آمد قرصی از آستین بدر آورد و خوردن گرفت جملہ از وی بر گشتند و وی را تنها بگذاشتند و این اندر ماه رمضان بود تا مریدی کہ با وی بود وی را گفت کہ دیدی کہ یک مسئلہ از شریعت کار بستم همہ خلق مرا ردّ کردند و من می گویم کہ علی بن عثمان الجلابی ام رضی اللہ عنہ کہ اندران زمانہ ملامت را فعلی می بایست مستنکر و پدید آمدن بچیزی برخلاف عادت اکنون اگر کسی خواهد کہ مر او را ملامت کنند گو دو رکعت نماز تطوع کن دراز تر و یا دین را بتمامی بورز همہ خلق یک بار مر ترا منافق و مرائی خوانند امّا آنکہ طریقش ترک باشد و بخلاف شریعت چیزی بر دست گیرد و گوید کہ این طریق ملامت می برزم آن ضلالت واضح باشد و آفت ظاهر و هوس صادق چنانکہ اندرین زمانہ بسیاری هستند کہ مقصود شان از ردّ خلق قبول ایشان بود ازانچہ نخست باید کہ کسی مقبول باشد تا قصد ردّ ایشان کند و بفعلی پدیدار آید کہ ایشان او را ردّ کنند (ص ۸۴) قبول نا کردہ را بتکلّف ردّ کردن بهانہ باشد و مصنف گوید رحمۃ اللہ علیہ کہ وقتی مرا با یکی از مدعیان مبطل صحبت افتاد روزی وی بمعاملتی خراب پدیدار آمد و عذر

آن معنی ملامت آورد کی مر او را گفت کە این هیچیزی نیست وی را دیدم نفسی

بە آورد گفتم ای هذا اگر دعوی ملامت می کنی و اندرین درستی انکار این جوانمرد

مر فعل ترا تاکید مذهب تست و چون وی با تو اندر راه تو موافقت می کند این

خصومت چه چیز است و این خشم چرا این قصهٔ تو بدعوی مانندە تر از ملامتست و

هر کە خلق را دعوت کند بامری از حق مر آن را برهانی باید و برهان آن حفظ

سنت باید چون از تو ترک فریضه می بینم و تو خلق را بدان دعوت می کنی این

کار از دائرهٔ اسلام بیرون می باشد۔

## فصل

بدانکه مذهب ملامت را اندرین طریقت آن شیخ زمانهٔ خود ابو حمدون قصّار رحمۃ

اللہ علیه نشر کردەاست و وی را اندر حقیقت ملامت لطایف بسیار ست و از

وی می آرند کە گفت الملامة ترك السلامة ملامت دست برداشتن از سلامت بود

و چون کسی قصد بترک سلامت خود بگوید و مر بلاها را میان اندر بندد و از

مالوفات و راحت های خود تبرا کند مر امید کشف جلال و طلب مال را تا برد

خلق از خلق نومید گردد و طبعش الفت خود ازیشان بگسلد هر چند ازیشان گسسته تر

بود بحق پیوسته تر بود پس آنچه روی همه خلق عالم بدان (ص ۸۵) بود و آن

سلامت ست مر اهل ملامت را پشت بدان باشد تا همم شان خلاف هموم بود و

همت شان خلاف همم اندر اوصاف خود وحدانی باشند چنانکه احمد بن فاتک روایت آرد

از حسین بن منصور کە او را پرسیدند کە من الصوفی قال وحدانی الذات و هم از

ابو حمدون پرسیدند از ملامت وی گفت کە راه آن بر خلق مغلق ست و دشوار

امّا طرفی بگویم رجاء المرجیّة و خوف القدریة ترس قدریان و رجای مرجیان صفت ملامتی

بود و اندر تحت این معانی رمزیست بدانکه هیچ چیز این طبع از درگاه خداوند تعالی

نفور تر ازان نگردد کە بجاه خلق و آدمی را بدان مقدار پسندە باشد کە چون کسی وی

را بشنود وی جان و دل بدو دهد و از خدای عزّ و جلّ بدو باز ماند پس خایف پیوسته
می کوشد که از محلّ خطر دور باشد و اندرین کوشش مر طالب را دو خطر پیش آید یکی
خوف حجاب حقّ و دیگر منع فعلی که خلق بدان فعل وی بدو بزه کار کردند و زبان
ملامت بدو دراز کنند نه روی آنکه با جاه ایشان بیارامد و نه برگ آنکه ایشان را
بملامت خود بزه کار کند پس ملامتی را باید که نخست خصومت دنیائی و عقبائی از خلق
منقطع کند و بدانچه او را گویند و مر نجات دل را فعلی کند که آن نه اندر شریعت
کبیره باشد و نه صغیره تا مردمان او را رد کنند تا خوفش اندر معاملات چون خوف
ص ۸۶ قدریان و رجاش اندر معاملت ملامت کنندگان چون رجای مرجیان (ص ۸۶) بود
و اندر حقیقت دوستی هیچیز خوشتر از ملامت نیست ازانچه ملامت دوست را بر دل
دوست اثر نباشد و دوست را جز بر سر کوی دوست گذر نباشد و اغیار را بر دل دوست
خطر نباشد لانّ الملامة روضة العاشقین و نزهة المحبّین و راحة المشتاقین و سرور
المریدین و مخصوصند این طایفه از ثقلین باختیار کردن ملامت تن از برای سلامت دل
و هیچ کس را از خلایق از مقرّبان و کرّوبیان و روحانیان این درجه نیست و از امم
پیشین نیز از زهّاد و عبّاد و راغبان و طالبان حقّ که بوده اند این مرتبه نه بوده بجز
گروهی را ازین امت که سالکان طریق انقطاع دل باشند امّا بنزدیک من طلب ملامت
عین ریا بود و ریا عین نفاق ازانچه مرائی به تکلّف بر راهی رود که خلق او را
قبول کنند و ملامتی بتکلّف بر راهی برود که خلق وی را ردّ کنند و هر دو گروه
اندر خلق مانده اند و از ایشان بیرون گذر ندارند تا یکی بدین معاملت پدید آمده
است و یکی بدان معاملت و درویش را خود حدیث هیچ خلق بر دل نگذرد و چون
دل از خلق گسسته بود ازین هر دو معنی فارغ باشد و هیچیز پای بند وی نباید وقتی
مرا با یکی از ملامتیان ماوراء النهر صحبت افتاد چون منبسط شدم اندر صحبت گفتم ای
اخی مرادت اندر افعال شوریده چه چیزست گفتا اسیری کردن خلق اندر خود گفتم این
ص ۸۷ (ص ۸۷) خلق بسیارند و تو عمر و روزگار و مکانت آن نیابی تا خلق را اندر حال

خود سپری کنی تو خود را اندر خلق سپری کن تا ازین همه مشغولی باز رهی و گروهی
باشند که با خلق مشغول بوند پندارند که خلق بدیشان مشغولند پس هیچ کس ترا نبیند
تو خود را مبین چون آفت روزگار تو از دیدهٔ تو باشد ترا با غیر چکار کسی را
که شفا از احتما باید طلبید او از تناول طلبد از مردمان نباشد و باز گروهی ریاضت
نفس را ملامتی اختیار می کنند تا بخواری خلق نفس شان ادب گیرد و داد خود از
وی بیابند که خوشتر وقتی مر ایشان را آن بود که نفس خود را اندر بلا و خواری
یابند٬ از ابراهیم ادهم رحمة الله علیه حکایت می آرند که یکی او را پرسید که هرگز
خود را بمراد خود رسیده دیدهٔ گفت بلی دو بار دیده ام یک بار در کشتی بودم و
کس مرا اندران جا مرا نشناخت جامهٔ خامه خرقی خلق داشتم و موی دراز و بر
حالی بوده ام که اهل آن کشتی جمله بر من فسوس و خنده همی کردند و اندر کشتی
با من مسخرهٔ بود که هر زمان بیامدی و موی سرِ من بکشیدی و بکندی و با من
بوجه سخره استخفاف کردی و من خود را بمراد خود می یافتمی و بدان ذلّ نفس
خود شاد همی بودمی تا روزی آن شادی بغایت رسیده و سبب آن بود که مسخره
بر خاست و بر من بول کرد و دیگر بار اندر باران عظیم بر دیهی فراز رسیدم و
سرمای زمستان مرا غلبه کرده بود و مرقعه بر من تر شده بود بمسجدی فراز شدم (ص ۸۸)
و مرا اندر آنجا نگذاشتند و بر یکی و بر دیگری و سه دیگر مسجد همچنان عاجز شدم و
سرما بر دل من قوت گرفت تا باتون گرمابه اندر آمدم و دامن خود بدان آتش اندر کشیدم
و دودِ آن بر تنِ من برآمد و جامه و رویم سیاه شد آن شب نیز بمراد خود رسیده
بودم٬ و من که علی بن عثمان الجلّابی ام رضی الله عنه وقتی واقعهٔ افتاد و بسیار
مجاهدت کردم امید آن را که واقعه حلّ شود نشد و وقتی پیش ازان مرا ازان جنس
واقعهٔ افتاده بود بگور ابو یزید رحمة الله علیه مجاور شده بودم تا حلّ شد این بار نیز
قصد آنجا کردم و سه ماه بر سرِ تُربت او مجاور شده بودم تا حلّ نشد و هر روز
سه غسل می کردم و سی طهارت امید کشف این واقعه را البتہ حل نشد برخاستم و

ص ۸۸

قصد سفر خراسان کردم اندرآن ولایت شبی به کش دیهی فراز رسیدم که آنجا خانقاهی
بود و جماعتی از متصوفه و من مرقعۀ خشن داشتم بسنت و از آلت اهل رسم با
من هیچ چیز نبود بجز عصا و رکوهٔ بچشم آن جماعت سخت حقیر نمودم و کس مرا
ندانست ایشان بحکم رسم می گفتند که این از ما نیست و راست چنان بود که ایشان می
گفتند که از ایشان نبودم امّا آن شب لابد بود اندر آن جای بودن مرا بر بامی
بنشاندند و خود بر بام بلند تر از من بر نشدند و من بر زمین خشک نان سبز گشته
پیش من نهادند و من بوی از انها که ایشان می خوردند می کشیدم و با من سخن بطنز
(ص ۸۹) می گفتند از بام چون از طعام فارغ شدند خربزه می خوردند و پوست  ص ۸۹
آن بر سر من می انداختند بر وجه طیبت حال خود و استخفاف من و من بدل خود
می گفتم که بار خدایا اگر نه آنستی که جامهٔ دوستان تو دارند و الّا من ازیشان این
نکشیدمی و هر چند که آن طعن ایشان بر من زیادت می شد دل من اندران
خوشتر همی گشت تا بکشیدن آن بار آن واقعهٔ بر من حلّ شد و اندر وقت
بدانستم که مشایخ جهّال را از برای چه اندر میان خود راه داده اند و بار
ایشان از برای چه می کشند اینست احکام ملامت تمامی بتحقیق آن که پیدا کردم
به توفیق الله تبارک و تعالی و الله اعلم ؛

# باب فی ذکر ائمتهم من الصّحابة رضی الله عنهم

اکنون طرفی یاد کنم از احوال ائمهٔ ایشان و از صحابه که پیشروِ ایشان بوده اند اندر معاملات و قدوهٔ ایشان اندر انفاس و قوّاد ایشان اندر احوال از پس انبیاء از سابقان اوّلین از مهاجر و انصار تا تاکیدی بود مر اثبات مراد ترا انشاء الله عزّ و جلّ،

منهم شیخ الاسلام و از بعد انبیای خیر الانام خلیفهٔ پیغمبر و امام و سیّد اهل تجرید و شاهنشاه ارباب تفرید و از آفات انسانی بعید امیر المومنین **ابوبکر** عبدالله بن عثمان الصدیق رضی الله عنه که وی را کرامات مشهور ست و آیات و دلایل ظاهر اندر معاملات و حقایق و اندر باب تصوّف طرفی از روزگار وی گفته شده است و مشایخ (ص ۹۰) وی را مقدّم ارباب مشاهدت داشته اند مر قلّت حکایت و روایتش را و عمر را رضی الله عنه مقدّم ارباب مجاهدت نهند مر صلابت و مبالغتش را و اندر اخبار صحاح مسطور ست و اندر میان اهل علم مشهور که چون وی بشب نماز کردی قرآن نرم خواندی و چون عمر نماز کردی بلند خواندی رسول صلی الله علیه وسلم از ابوبکر رضی الله عنه برپرسید که چرا نرم خوانی گفت اسمع من اناجی ازانچه می دانم که از من غایب نیست و نزدیک

سمع وی نرم خواندن و بلند خواندن هر دو یک است و از عمر رضی اللہ عنہ پرسید
گفت اوقظ الوسنان ای النائم و اطرد الشیطان این نشان از مجاهدت داد و آن
نشان از مشاهدت . و مقام مجاهدت اندر جنب مقام مشاهدت چون قطرهٔ بود اندر
بحری و ازان بود که پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم گفت هل انت الا حسنة من حسنات
ابی بکر چون عمر حسنهٔ بود از حسنات ابو بکر که عزّ اسلام بدو بود نظر کن تا
عالیان چگونه باشند از وی می آرند که گفت دارنا فانیة و احوالنا عاریة و انفاسنا
معدودة و کسلنا موجود سرای ما گذرنده ست و احوال ما اندر وی عاریت و
نفسهای ما بشمار و کاهلی ما ظاهر پس عمارت سرای فانی از جهل باشد و اعتماد بر
حال عاریتی از بلهٔ و دل را با انفاسِ معدود نهادن از غفلت و کاهلی را دین
خواندن از غبن که آنچه عاریت بود باز خواهند (ص ۹۱) و آنچه گذرنده بود نماند
و آنچه در عدد آید آخر برسد و کاهلی را خود داروی نیست نشان داد ما را رضی
اللہ عنہ که دنیا و دنیائی را چندان خطر نیست که خاطر را بدیشان مشغول باید کرد
کہ هر گاه که بفانی مشغول شوی از باقی محجوب گردی چون نفس و دنیا حجاب
طالب آمد از حق دوستان او از هر دو اعراض کردند و چون دانستند که عاریت
ست و عاریت ازان کسان بود تصرّف از ملک کسان کوتاه کردند، و هم از
وی می آرند که گفت اندر مناجاتش اللهم ابسط لی الدنیا و زهّدنی فیها نخست
گفت که دنیا بر ما فراخ گردان آنگاه مرا از آفت آن نگاه دار و اندر تحت این
رمزیست یعنی نخست دنیا بده تا شکر آن بکنیم آن گاه توفیق آن ده تا از برای
تو دست ازان بداریم و روی ازان بگردانم تا هم درجهٔ شکر و انفاق را داشته باشیم
و هم مقام صبر تا اندر فقر مضطر نباشم که فقر مرا باختیار باشد و این ردّ
ست بران پیر معاملت که گفت آنکه فقرش باضطرار بود تمامتر ازان که
باختیار بود اگر باضطرار بود او صنعت فقر بود و اگر باختیار بود فقر صنعت
وی بود و چون کسب وی از جلب فقر منقطع بود بهتر ازان که بتکلّف خود

ص ۹۱

را درجتی سازد گوئیم که صنعت فقر ظاهرتر آنگاه بود که اندر حال غنا ارادت فقر بر دلش مستولی شود و چندان عمل کند که او را از مجبوب آدم (ص ۹۲) و ذریت او باز ستاند و آن دنیا ست نه آنکه اندر حالِ فقر خواست غنا بر دلش مستولی شود چندان فعل کند که او را از برای درم بخانه و بدرگاه ظلمه و سلاطین باید شد صنعت فقر آن بود که از غنا بفقر افتد نه آنکه اندر فقر طلب ریاست کند و صدیق اکبر رضی الله عنه مقدم جمیع خلایق ست از پس انبیا صلوات الله علیهم اجمعین و روا نباشد که کسی قدم اندر پیش وی نهد و وی مقدم گرداند فقر باختیار را بر فقر باضطرار و جملهٔ مشایخ متصوفه برین مذهب اند الا آن یک پیر که یاد کردیم و حجت و مقالاتش را و ردّ بر وی بیاوردیم آنگاه موکد گردانید این را بقول صدیق اکبر رضی الله عنه و دلیل واضح کرد و زهری از وی روایت می آرد که چون وی را بخلافت بیعت کردند وی بر منبر شد و خطبه کرد و اندر میان خطبه گفت و الله ما کنت حریصا علی الامارة یوما و لا لیلة قط و لا کنت فیها راغبا و لا سالتها الله قط فی سر و علانیة و ما لی فی الامارة من راحة بخدای که من بر امارت حریص نیستم و نبودم و هرگز روزی و شبی ارادهٔ آن بر دلم گذر نکرد و مرا بدان رغبت نبود و از خدای تعالی اندر نخواستم بسرّ و علانیه و مرا راحت اندران نیست و چون بنده را خدای عزّ و جلّ بکمال صدق برساند و بمحلّ تمکین متقرر کند (ص ۹۳) و منتظر وارد حق باشد تا بر چه صفت آید وی بران صفت می گذرد اگر فرمان آید فقیر باشد و اگر فرمان باشد امیر باشد اندرین تصرّف و اختیار نکند چنانکه صدیق رضی الله عنه اندر ابتدا و اندران نیز بجز تسلیم نه ورزد چنانکه وی رضی الله عنه اندر انتها پس اقتدای این طایفه بتجرید و تمکین و حرص بر فقر و تمنّی ترک ریاست بدوست از بعد آنکه امام دین همه مسلمانان ولیست عامّ و امام اهل این طریقت ولیست و خاص رضی الله عنه و منهم سرهنگ اهل ایمان و صعلوک اهل احسان امام اهل تحقیق و اندر بحر محبّت غریق ابو حفص عمر الخطاب رضی الله عنه بود که وی را کرامات مشهور

ص ۹۲
ص ۹۳

امت و فراسات مذکور و مخصوص بود بفراست و صلابت و وی را لطایف ست اندرین طریقت و دقایق اندرین معنی و پیغامبر گفت صلی اللہ علیہ وسلم الحق ینطق علی لسان عمر حق بر زبان عمر سخن گوید و نیز گفت قد کان فی الامم محدثون فان یک منھم فی امتی فعمر رضی اللہ عنہ اندر امتان پیشین محدثان بودند و اگر اندرین امت بباشد آن عمر است رضی اللہ عنہ و وی را اندرین طریقت رموز لطیف بسیار ست درین کتاب جملہ را احصا نتوان کرد اما از وی می آرند کہ گفت العزلۃ راحۃ من خلطاء السوء عزلت راحت بود از ہم نشینانِ بد و عزلت بر دو گونہ باشد یکی اعراض از خلق و دیگر انقطاع ازیشان و اعراض (ص ۹۴) از خلق گزیدن جای خالی بود و تبرا کردن از صحبت اجناس بظاہر و آرامیدن بخود برؤیت عیوب اعمال خود و خلاص جستن خود را از مخالطت مردمان و ایمن گردانیدن خلق را از بدِ خود اما انقطاع از خلق بدل بود و صفت دل را بظاہر ہیچ تعلق نباشد چون کسی بدل منقطع بود از خلق و صحبت ایشان وی را ہیچ خبر نباشد از مخلوقات کہ اندیشۂ آن بر دلش مستولی گردد آن گاہ این کس اگرچہ اندر میانِ خلق بود از خلق وحید باشد و ہمتش ازیشان فرید باشد و این مقام بس عالی و بعید بود و راست این صفت عمر بود رضی اللہ عنہ کہ از راحت عزلت نشان داد و وی بظاہر اندر میان خلق با امارت و خلافت بود و این دلیل واضح است کہ اہل باطن اگرچہ با خلق آمیختہ باشند دل شان بحق آویختہ باشد و در جملۂ احوال بدو راجع باشند و آن مقدار کہ با خلق صحبت کنند از حق شمرند و از حق تعالی بدان صحبت خلق نگزند کہ ہرگز دنیا مر دوستان حق را مصفا نگردد و احوال آن مہنا نہ چنانکہ عمر رضی اللہ عنہ گفت دار اسست علی البلوی بلا بلوی محال سرای کہ اساس او بر بلا و بلوا بود محال باشد کہ ہرگز از بلا خالی بود و عمر رضی اللہ عنہ از خواص رسول بود صلی اللہ علیہ وسلم و اندر حضرتِ حق ہمہ افعالش مقبول بود تا حدی کہ جبریل علیہ السلام اندر ابتدای اسلامِ عمر بیامد و رسول را گفت صلی اللہ علیہ وسلم یا محمد قد استبشر اہل السماء (ص ۹۵

ص ۹۴

ص ۹۵

الیوم باسلام عمر پس اقتدای این طایفه بلبس مرقعه و صلابت اندردین بدوست از بعد آنکه وی اندر همه انواع مر همه خلق را امام ست رضی الله عنه،

و منهم و نیز گنج حیا و اعبد اهل صفا و متعلق به درگاه رضا و متحلّی بطریق مصطفی صلی الله علیه وسلم ابو عمرو **عثمان** رضی الله عنه بود که وی را فضایل هویدا ست و مناقب ظاهر اندر کلّ معانی و عبد الله بن رباح و ابو قتادة رضی الله عنهما روایت آرند که روز حرب الدار ما بنزدیک عثمان بودیم چون غوغا بر درگاه مجتمع شد غلامان وی سلاح برداشتند عثمان گفت هر که سلاح بر نگیرد از مال من آزاد ست و ما از ترس خود بیرون آمدیم و حسن بن علی رضی الله عنهما ما را در راه پیش آمد با وی باز گشتیم و بنزدیک عثمان اندر آمدیم تا بدانیم که حسن ابن علی بچکار می شود و چون حسن اندر آمد و سلام گفت و وی را بران بلیّت تعزیت کرد و گفت یا امیرالمومنین من بی فرمان تو بر مسلمانان شمشیر نتوانم کشید و تو امام برحقّی مرا فرمان ده تا بلای این قوم از تو دفع کنم عثمان رضی الله عنه وی را گفت یا ابن اخی ارجع و اجلس فی بیتك حتی یاتی الله بامره فلا حاجة لنا فی اهراق الدماء ای برادر زادهٔ من باز گرو و اندر خانهٔ خود بنشین تا فرمان خداوند تعالی و تقدیر وی چه باشد که مرا بخون ریختن مسلمانان حاجت نیست و این علامت تسلیم است اندر حال ورود بلا اندر درجهٔ خلّت چنانکه نمرود علیه لعنة (ص ۹۶) آتش بر افروخت و ابراهیم را صلوات الله و سلامه علیه اندر پلهٔ منجنیق نهاد جبریل علیه السلام آمد و گفت هل لك من حاجة گفت امّا الیك فلا بتو هیچ حاجت ندارم جبرئیل گفت پس از خداوند بخواه گفت حسبی من سوالی علمه بحالی سوال مرا آن بس او می داند که بمن چه می رسد و او بمن دانا تر از من ست می داند که صلاح من اندر چه چیز ست پس عثمان رضی الله عنه اینجا بجای خلیل بود اندر منجنیق و اجتماع غوغا بجای آتش و حسن بجای جبرئیل امّا ابراهیم را صلوات الله علیه اندر بلا نجات و عثمان را اندر بلا هلاک و نجات را تعلّق ببقا بود و هلاک را بفنا و اندرین معنی پیش ازین طرفی گفته ایم پس اقتدای این طایفه ببذل مال و جان

و تسلیم امور و اخلاص اندر عبادت بولیست و وی بر حقیقت امام حق ست اندر حقیقت و و شریعت و تربیت وی اندر دوستی حق ظاهرست رضی اللّٰه عنه و ارضاه،

و منهم و نیز برادر مصطفی و غریق بحر بلا و حریق نار ولا و مقتدای جمله اولیا و اصفیا ابوالحسن علی بن ابی طالب کرّم اللّٰه وجهه او را اندرین طریقت شان عظیم و درجهٔ رفیع بود و اندر دقت عبارات از اصول حقایق حظّی تمام داشت تا حدّی که جنید رحمة اللّٰه علیه گوید در حقّ وی شیخنا فی الاصول و البلاء علی المرتضی رضی اللّٰه عنه شیخ ما اندر اصول و اندر بلا کشیدن علی مرتضی است (ص ۹۷) یعنی امام ما اندر علم و معاملات این طریقت علی است ازانچه علم این طریقت را اهل این اصول گویند و معاملات طریقت بجمله خود بلا کشیدن ست، می آرند که یکی بنزدیک وی آمد و گفت یا امیر المؤمنین مرا وصیتی کن وی گفت لا تجعلن اکبر شغلك باهلك و ولدك فان یکن اهلك و ولدك من اولیاء اللّٰه تعالی فان اللّٰه لا یضیع اولیاءه فان کانوا اعداء اللّٰه فما همّك و شغلك لاعداء اللّٰه نگر تا شغل زن و فرزند را مهم‌ترین اشغال نگردانی که اگر ایشان از دوستان خدایند خدا دوستان خود را، ضایع نکند و اگر دشمنان خدایند اندوهِ دشمنانِ وی چرا داری و تعلّق این مسئله انقطاع دل بود از دون حقّ تعالی که وی بندگان خود را چنانکه خواهد می دارد هر گاه که یقین تو صادق بود چنانکه موسیٰ صلوات اللّٰه علیه دختر شعیب را بر حالتی هر چه صعب تر بگذاشت و بخداوند تسلیم کرد و ابراهیم هاجره و اسمٰعیل را بر داشت و بوادی غیر ذی زرع برد و بخداوند تسلیم کرد و مر ایشان را اکبر شغل خود نساختند و همه دل اندر حقّ بستند تا مراد دو جهانی بر آمد اندر حالِ بی مرادی بتسلیمِ امور بخداوند عزّ و جلّ و مانند ست این سخن بدانکه علی گفت کرّم اللّٰه وجهه مر سایلی را که از وی پرسیده بود که پاکیزه ترین کسب ها چیست گفت غناء القلب باللّٰه به هر دل که بخداوند تعالی توانگر باشد نیستی دنیا وی را درویش نکند و به هستی دنیا شادی (ص ۹۸) نیارد و حقیقت

ص ۹۷

این بفقر و صفوت باز گردد و ذکر آن گذشته است پس اهل این طریقت اقتدا کنند بدو اندر حقایق عبارات و دقایق اشارات و تجرید از معلوم دنیا و آخرة و نظاره اندر تقدیر حق و لطایف کلام وی بیش ازان ست که بعدد اندر آید و مذهب من اندرین کتاب اختصار ست و الله اعلم۔

---

# باب فی ذکر ائمتهم من اهل البیت

و اهل بیت پیغمبر صلی الله علیه وسلم آنان که بطهارت ازلی مخصوص بودند هر یکی را اندرین معانی قدمی تمام بوده است و جمله قدوهٔ این طایفه بودند از خاصّ و عامّ ایشان و من از روزگارِ گروهی ازیشان طرفی بیان کنم ان شاء الله تعالی،

و منهم جگر بند مصطفیٰ و ریحان دل مرتضیٰ و قرّة العین زهرا ابو محمد الحسن بن علی کرم الله وجهه وی را اندرین طریقت نظر تمام بود و اندر دقایق عبارات این معنی حظّی وافر تا حدّی که گفت اندر حال وصیتش علیکم بحفظ السرائر فانّ الله مطّلع علی الضمایر بر شما باد بحفظ اسرار که خداوند عزّ و جلّ دانندهٔ ضمایر است و حقیقت این آن بود که بنده مخاطب ست بحفظ اسرار هم چنان که بحفظ اظهار پس حفظ اسرار عدم التفات باغیار بود و حفظ اظهار از مخالفت جبّار و همی آرند که قدریان چون غلبه گرفتند و مذهب اعتزال اندر جهان پراگنده شد حسن بصری رضی الله عنه بحسن بن علی کرم الله وجهه نامهٔ نوشت و گفت بسم الله الرحمن الرحیم (ص ۹۹) السلام علیك یابن رسول الله و قرة عینیه و رحمة الله و برکاته امّا بعد فانکم معاشر بنی هاشم کالفلك الجاریة فی بحر لجیّ و مصابیح الدجی و اعلام الهدیٰ و ائمة القادة الذین من تبعهم نجا

ص ۹۹

کسفینة نوح المشحونة التی یئول الیها المؤمنون و ینجوا فیها المتمسّکون فما قولك یابن رسول الله عند حیرتنا فی القدر و اختلافنا فی الاستطاعة لتعلّمنا بما تاکّد علیه رایك فانکم ذرّیّة بعضها من بعض بعلم الله علّمتم و هو الشاهد علیکم و انتم شهداء الله علی الناس والسّلام معنی این آن بود که سلام خدای بر تو باد ای پسر پیغامبر خدای و روشنائی چشم او و رحمت خدای و برکاتِ اُو بر شما باد که شما بنی هاشم چون کشتی های روانید اندر دریای ژرف و ستارگان تابنده و علامت هدایت و امامان دین هر که متابع شما بود نجات یابد چون متابعان کشتی نوح که بدان نجات یافتند مومنان و تو چه گوئی ای پسر پیغمبر خدائی اندر حیرت ما اندر قدر و اختلاف ما اندر استطاعت تا ما بدانیم که روش تو اندران چیست و شما ذریت، پیغمبر بدو هرگز منقطع نخواهید گشت علمتان بتعلیم خدایست عزّ و جلّ و او نگاه دارنده و حافظ شما ست و شما ازانِ خلق، چون نامه بدو رسید وی جواب نوشت بسم الله الرحمن الرحیم امّا بعد فقد انتهی الیّ کتابك عند حیرتك و حیرة من زعمت (ص ۱۰۰) من امتنا و الذی علیه رایی انّ من لم یؤمن بالقدر خیره و شرّه من الله تعالی فقد کفر و من حمل المعاصی علی الله فقد فجر انّ الله لا یطاع باکراه و لا یعصی بغلبةٍ و لا یهمل العباد فی ملکته لکنه المالك لما ملّکهم و القادر علی ما علیه قدّرهم فان ائتمروا بالطاعة لم یکن لهم صادًّا و لا لهم عنها مثبطا و ان اتوا بالمعصیة و شاء ان یمنّ علیهم فیحول بینهم و بینها فعل و ان لم یفعل فلیس هو حملهم علیها اجباراً و لا الزمهم اکراها ایّاها باحتجاجه علیهم ان عرّفهم و مکّنهم و جعل لهم السبیل الی اخذ ما دعاهم الیه و ترك ما نهٰهم عنه و لله الحجّة البالغة و السلام معنی این آن بود که آنچه نوشته بودی از حیرت خود و ازان که می گوئی از امّت ما اندر قدر و آنچه رای من بران مستقیم ست آنست که هر که بقدر خیر و شرّ از خدای تعالی ایمان نیارد کافر ست و هر که معاصی بدو حواله کند فاجر یعنی انکار تقدیر مذهب قدر بود و حوالت معاصی بخدای مذهب جبر پس

ص ۱۰۰

بنده مختار ست اندر کسب خود بمقدار استطاعت از خدای عزّ و جلّ و دینِ ما میان
قدر و جبر ست و مراد من ازین نامه بلیش ازین یک کلمه نبود امّا جمله بیاوردم که سخن
سخت فصیح و نیکو بود و این جمله را بدان بیاوردم که وی کرم الله وجهه اندر علم
ص ۱۰۱ حقایق و اصول بدرجتی بوده است که اشارت (ص ۱۰۱) حسن بصری رضی الله عنه بامبالغتش
اندر علوم بدو بوده است، و اندر حکایت یافتم که اعرابی اندر آمد از بادیه و حسن رضی
الله عنه بر در سرای خود نشسته بود اندر کوفه و حسن را دشنام داد و مادر و پدرش
را نیز، وی بر خاست و گفت یا اعرابی گرسنه گشته و یا تشنه شدهٔ یا ترا چه
رسیده است و وی می گفت تو چنین و مادر و پدرت چنین حسن رضی الله عنه غلام
را فرمود تا یک بدرهٔ سیم بیرون آورد و بدو داد و گفت یا اعرابی معذور دار
که اندر خانهٔ جز این نمانده ست و الّا از تو دریغ نه داشتمی، چون اعرابی این
سخن بشنید گفت اشهد انک ابن رسول الله صلی الله علیه وسلم من گواهی می دهم
که تو پسر پیغمبری و من اینجا بتجربهٔ حلم تو آمده ام و این صفت محقّقان
مشایخ باشد که مدح و ذمّ خلق بنزدیک ایشان یکسان بود و بجفا گفتن متغیّر
نشوند،

و منهم و نیز شمع آل محمّد و از جملهٔ علایق مجرّد سیّد زمانهٔ خود ابو عبد الله
الحسین بن علی بن ابی طالب رضی الله عنهما از محقّقان اولیا بود و قبلهٔ اهل صفا
و قتیل کربلا و اهل این قصّه بر درستی حال وی متفق اند که تا حق
ظاهر بود مر حق را متابع بود و چون حق مفقود شد شمشیر بر کشید و تا جان عزیز
فدای خداوند تعالی نکرد نیارامید و رسول را صلی الله علیه وسلم اندر وی نشان های بود
ص ۱۰۲ که او بدان مخصوص بود چنانکه عمر بن الخطاب رضی الله عنه روایت (ص ۱۰۲) کرد که
روزی بنزدیک پیغمبر صلی الله علیه وسلم اندر آمدم وی را دیدم که حسین را بر پشت
مبارک خود نشانده بود و رشتهٔ اندر دهان خود گرفته و یک سر رشته بدست حسین
داده تا حسین می راند و وی از عقب حسین می رفت بزانوها چون آن بدیدم

گفتم نعم الجمل جملک یا ابا عبد الله پیغمبر گفت صلی الله علیه وسلم نعم الراکب هو یا عمر و وی را کلام لطیف ست اندر طریقت حق و رموز بسیار و معاملات نیکو، و از وی می آرند که گفت اشفق الاخوان علیک دینک شفیق ترین برادران تو بر تو دین تست از آنچه نجات مرد اندر متابعت دین بود و هلاکش اندر مخالفت آن پس مرد خردمند آن بود که بفرمان مشفقان بود و شفقت ایشان بر خود بداند و جز بر متابعت ایشان نرود و برادر آن بود که نصیحت نماید و در شفقت نبندد، و اندر حکایات یافتم که روزی مردی بنزدیک وی آمد و گفت یا پسر رسول خدای من مرد درویشم و اطفال دارم مرا از تو قوت امشب می باید حسین وی را گفت بنشین که ما را رزقی در راه است تا بیارند بسی بر نیامد که پنج صرّه از دینار بیاوردند از نزد معاویه اندر هر صرّه هزار دینار و گفتند که معاویه از تو عذر می خواهد و می گوید که این مقدار اندر وجه کهتران صرف باید کرد تا بر اثر تیمار نیکوتر داشته آید حسین رضی الله عنه اشارت بدان درویش کرد و آن هر پنج صرّه بدو داد و از وی عذر خواست که بس دیر ماندی و این بس بی خطر عطائی بود (ص ۱۰۳) که یافتی اگر من دانستمی که این مقدار ست ترا انتظار نفرمودی ما را معذور دار که ما از اهل بلائیم و از همه راحات دنیا باز مانده و مرادهای خود گم کرده و زندگانی بمراد دیگران می باید کرد، و مناقب وی ازان مشهور تر است که بر هیچ کس از امّت پوشیده باشد رضی الله عنه،

و منهم و نیز وارث نبوّت و چراغ امّت سیّد مظلوم و امام مرحوم زین عباد و شمع الاوتاد ابو الحسن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب کرّم الله وجهه اکرم و اعبد اهل زمانهٔ خود بود و وی مشهور ست بکشف حقایق و نطق دقایق و از وی پرسیدند که سعید ترین دنیا و دین کیست گفت من اذا رضی لم یحمله رضاه علی الباطل و اذا سخط لم یخرجه سخطه عن الحق آنکه بر باطل راضی نبود چون راضی بود و خشمش از حق بیرون نیارد چون به خشم بود و این از

اوصاف کمال منتقیان بود از آنچه رضا دادن بباطل باطل بود و دست بداشتن از حق اندر حال خشم هم باطل و مؤمن مبطل نه باشد، و نیز می آرند که چون حسین بن علی را با فرزندان وی رضوان الله علیهم اجمعین اندر کربلا بکشتند و بجز وی کس نماند که بر عورات قیم بودی و او نیز بیمار بود و امیر المؤمنین حسین رضی الله عنه او را علی اصغر خواندی و چون ایشان را بر اشتران برهنه بدمشق اندر آوردند پیش یزید بن معاویه اخزاه الله دون امیر یکی گفت او را کیف اصبحتم یا علی و یا اهل بیت الرحمة (ص ۱۰۴)، قال اصبحنا من قومنا بمنزلة قوم موسیٰ من آل فرعون یذبحون ابناءهم و یستحیون نساءهم فلا ندری صباحنا من مساءنا و هذا من حقیقة بلاءنا بامداد تان چگونه بود یا علی و یا اہل بیت رحمت گفت بامداد ما از جفای قوم خود چون بامداد قوم موسیٰ از بلای قوم فرعون که فرزندان ایشان را بکشتند و زنانِ ایشان را بُرده کردند تا نه بامداد می شناسیم و نه شبانگاه و این از حقیقت بلای ماست و ما مر خداوند را شکر گوئیم بر نعمت های وی و صبر کنیم بر بلاهاش و اندر حکایت است که هشام بن عبد الملک بن مروان سالی بحج آمد خانه را طواف می کرد خواست تا حجر الاسود را ببوسد از زحمت خلق راه نیافت آن گاه بر منبر شد و خطبه کرد اندران میان زین العابدین علی بن الحسین رضی الله عنهما بمسجد اندر آمد با روی مقمّر و خدّی منوّر و جامۂ معطّر و ابتدای طواف کرد چون بنزدیک حجر الاسود فرا رسید مردمان مر تعظیم او را حوالی حجر را خالی کردند تا وی مر آن را ببوسید مردی از اهل شام چون آن هیبت بدید با هشام گفت یا امیر المؤمنین ترا بحجر راه ندادند که امیر المؤمنین توئی، آن جوان خوب روی که بود چون بیامد مردم جمله از حجر اندر رمیدند و آن حجر مر ورا خالی کردند هشام گفت من وی را نشناسم و مراد وی بدین آن بود که تا اهل شام مر او را نشناسند و بدو تولّی نکنند و بامارت وی رغبت نمایند (ص ۱۰۵)، فرزدق شاعر آنجا استاده بود گفت من او را نیک شناسم گفتند

ص ۱۰۴
ص ۱۰۵

آن کیست یا یا فراس ما را خبر ده که تحت مہیب جوانی دیدم فرزدق گفت شما گوش دارید تا من حال و صفت و نسبت وی بگویم فأنشاء فرزدق یقول:

هذا الذی تعرف البطحآء وطاته — و البیت یعرفه والحل والحرم

هذا ابن خیر عباد الله کلهم — هذا التقیّ النقیّ الطاهر العلم

هذا ابن فاطمة الزهراء و یحکم — و ابن الوصی علی خیرکم قدم

ینمی الی ذروة العزّ التی قصرت — عن نیلها عرب الاسلام والعجم

اذا رأته قریش قال قائلها — الی مکارم هذا ینتهی الکرم

من جده دان فضل الانبیاء له — فضل امّته دانت له الامم

ینشق نور الدجی عن نور طلعته — کالشمس ینجاب عن اشراقها الظلم

یکاد یمسکه عرفان راحته — رکن الحطیم اذا ما جاء یستلم

یغضی حیاء و یغضی من مهابته — فما یکلّم الّا حین یبتسم

فی کفه خیزران ریحها عبق — من کفّ اروع فی عرنینه شمم

مشتقة من رسول الله نبعته — طابت عناصرها والخیم والشیم

فلیس قولك من هذا بضائره — العرب تعرف من انکرت والعجم

کلتا یدیه غیاث عمّ نفعهما — تستوکفان ولا یعروهما العدم

عمّ البریّة بالاحسان فانقشعت — عنه الغیابة والاملاق والظلم

لا یستطیع جواد بعد غایتهم — ولا یدانیهم قوم و ان کرموا

هم الغیوث اذا ما ازمة ازمت — والاسد اسد الشری والباس یحرم (ص ۱۰۶)

ص ۱۰۶

سهل الخلیقة لا یخشی بوادره — یزینه اثنان حسن الخلق والشیم

من معشر حبّهم دین و بعضهم — کفر و قربهم منجاً و معتصم

ان عدّ اهل التقی کانوا ائمّتهم — او قیل من خیر اهل الارض قیل هم

لا ینقص العسر بسطا من اکفّهم — سیان ذلك ان اثروا وان عدموا

الله فضّله قدمًا و شرّفه — جری بذلك فی لوحه القلم

لایستطیع جواد بعد غایتهم ولا یمانیهم قوم وان کرم
مقدّم بعد ذکر الله ذکرهم فی کل بدءٍ ومختوم به الکلم
من یعرف الله یعرف اولیته ذا والذین من بیت هذا ماله الامم
الی القبائل لیست فی رقابهم
لاولیته هذا اوله نعم،

و مانند این و اندر مدح وی بیتی چند گفت وی را و اهل بیت پیغامبر را صلی الله علیه وسلم بسیار بستود هشام با وی خشم گرفت و فرمود تا او را بعسفان محبوس کردند و آن جائیست میان مکّه و مدینه و این خبر بعینه چنانکه بود بدان سیّد زین العابدین نقل کردند وی بفرمود تا دوازده هزار درم بدو بردند و گفت او را بگوئید یا با فراس ما را معذور دار که ما ممتحنانیم و بیش ازین چیزی معلوم نداریم که بتو فرستادیم فرزدق آن سیم باز فرستاد و گفت ای پسر پیغمبر خدای من از برای سیم برای سلاطین و امرا اشعار بسیار گفته ام و اندران مدایح دروغ آورده این ابیات مر کفّارتِ بعضی را ازان گفتم از برای خدا و دوستی فرزندان رسول چون پیغام بزین العابدین رسید گفت باز گردید و این سیم باز برید و بگوئید (ص ۱۰۷) یا ابا فراس اگر ما را دوست داری مپسند که ما باز کردیم بدان چیزی که بداده باشیم و از ملک خود بیرون کرده آنگاه فرزدق آن سیم بستد و بپذیرفت و مناقب آن سیّد بیش ازان ست که آن را جمع توان کرد،

ص ۱۰۷

و منهم و نیز حجّت بر اهل معاملت و برهان ارباب مشاهدت امام اولاد نبی و گزیدهٔ نسل علی ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب الباقر رضی الله عنهم و نیز گویند که کنیت وی ابو عبد الله بود و بلقب وی را باقر خواندندی مخصوص بود بدقایق علوم و لطایف اشارات اندر کتاب خدای عزّ وجلّ وی را کرامات مشهور بود و آیات ازهر و براهین انور و گویند که وقتی ملکی به قصد هلاک وی کس فرستاد و وی را بخواند چون بنزدیک وی اندر آمد از وی عذر

خواست و هدیه داد و به نیکوئی باز گردانید گفتند ایها الملک قصد ہلاک وی داشتی
کنون ترا با وی دیگر گونه دیدم حال چه بود (ص ۱۰۸) گفت چون وی بنزدیک ص ۱۰۸
من اندر آمد دو شیر دیدم یکی بر راست وی و دیگری بر چپ وی مرا می گفتند
که اگر تو بدو قصد کنی ما ترا هلاک کنیم، و از وی روایت کردند که وی
گفت اندر تفسیرِ قول خدای عزّ و جلّ فَمَنْ یَکْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَ یُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ
اسْتَمْسَكَ قال كلّ من شغلك عن مطالعة الحق فهو طاغوتك باز دارندهٔ تو از
مطالعهٔ حقّ طاغوت تست بنگر تا بچه چیز محجوبی بدان حجاب از وی باز مانده
ترک آن حجاب بگوی تا بکشف اندر رسی و محجوب و ممنوع نه باشی و ممنوع
را نباید که دعوی قربت کند و از خواصّ وی یکی روایت کند که چون از
شب لختی بشدی و وی از اوراد فارغ گشتی آواز بلند بر گرفتی بمناجات
گفتی الهی و سیّدی شب اندر آمد و ولایت تصرّف ملوک بسر آمد و ستارگان
بر آسمان هویدا شدند و خلق بجمله بخفتند و نا پیدا شدند صورت مردمان بیارامید
و چشم شان بخفت و مردان از در خلق رمیدند و بنو امیّه آرامیدند و بالیتهای
خود نهفتند و بنو امیّه در های خود اندر بستند و پاسبانان بر گماشتند و آنان
که بدیشان حاجتی داشتند حاجات خویش فرو گذاشتند تو بار خدایا زنده و پاینده
و بیننده و داننده غنودن و خواب بر تو روا نیست و آنکه ترا
بدین صفت نشاسد هیچ نعمت را سزاوار نیست ای آنکه چیزی مر ترا از چیز دیگر
باز ندارد و شب و روز اندر بقای تو خلل نیارد و در های رحمت تو کشاده
است بر آنکه (ص ۱۰۹) ترا دعا کند و خزینهاتو جمله فدای آنست که بر تو ص ۱۰۹
ثنا گوید تو آن خداوندی که ردّ سایل بر تو روا نباشد آنکه دعا کند از مومنان
بر درگاهت سایل را باز دارنده نباشد از خلق زمین و آسمان بار خدایا چون
مرگ و گور و حساب را یاد کنیم چگونه دل را بدنیا شاد کنیم و چون خواندن
نامه را یاد کنیم چگونه با چیزی از دنیا قرار کنیم و چون ملک الموت را یاد

کنیم چگونه از دنیا بهره گیریم پس از تو خواهم ازانچه ترا دانم و از تو جویم ازانچه
ترا می خوانم راحتی اندر حال مرگی بی عذاب و عیشی اندر حساب بی عقاب کرامت
گردان این جمله می گفتی و می گریستی تا شبی او را گفتم یا سیّدی و سیّد آبائی
چند گریی و تا کے خروشی گفت ای دوست یعقوب را یک پسر گم شد چندان بگریست
که چشم هایش سپید گشت و من هژده کس با پدر خود یعنی حسین و قتیلان کربلا گم
کرده ام کم ازان باری نباشم که اندر فراق ایشان چشمها سپید کنم و این مناجات بعربیّت
سخت فصیح ست امّا ترک تطویل را معانی آن بپارسی بیاوردم تا مکرّر نشود و
باز بجای دیگر اندر آرم ان شاء الله تعالیٰ'

و منهم و نیز یوسف سنّت و جمال طریقت و معبّر معرفت و مزیّن صفوت
ابو محمد جعفر **صادق** بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی الله
عنهم اجمعین عالی حال و نیکو سیرت بوده آراسته ظاهر و آبادان سروت و وی
را اشارت جمیله است (ص ۱۱۰) اندر جمله علوم و مشهور ست بدقّت کلام و وقوف ص ۱۱۰
معانی اندر میان مشایخ رضی الله عنهم و وی را کتب معروف ست اندر بیان
این طریقت از وی روایت می آرند که گفت من عرف الله اعرض عمّا سواه
عارف معرض بود از غیر و منقطع از اسباب ازانچه معرفت وی عین نکرت بود که
نکرت جز وی از معرفت وی بود و معرفت جز وی نکرت وی پس عارف از
از خلق و فطرتِ وی گسسته باشد و بدو پیوسته غیر را اندر دلش مقدار آن نباشد
تا بدیشان التفات کند و با وجود ایشان چندان خطره نه که اندر خاطر ذکر ایشان
را عقد کند' و هم از وی روایت می آرند که گفت لا یصح العبادة الا بالتوبة
لان الله تقدم التوبة علی العبادة قال الله تعالی اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ عبادت جز
بتوبه راست نیاید تا خداوند مقدم کرد توبه را بر عبادت ازانچه توبه بدایت مقامات
ست و عبودیّت نهایت آن و چون خداوند تعالیٰ ذکر عاصیان یاد کرد بتوبه فرمود
و گفت وَ تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰهِ جَمِیْعًا چون رسول را صلی الله علیه وسلم یاد کرد بعبودیّت

یاد کرد و گفت فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی و اندر حکایات یافتم کہ داود طائی رحمۃ
اللہ علیہ بنزدیک وی آمد و گفت یا پسر رسول خدای مرا پندی دہ کہ دلم سیاہ
شد ست گفت یا ابا سلیمان تو زاہد زمانۂ خویشتنی ترا بہ پند چہ حاجت باشد
گفت ای فرزند پیغامبر شما را بر ہمہ خلایق فضل ست و پند (ص ۱۱۱) دادن ص ۱۱۱
تو مر ہمہ را واجب است گفت یا ابا سلیمان من ازان می ترسم کہ بقیامت
جدّ من اندر آویزد کہ چرا حقّ متابعت من نگذاردی و این کار بہ نسب
صحیح و نسبت قوی نیست این کار بمعاملت خوب ست اندر حضرت حق تعالیٰ
داؤد طائی فرا گریستن آمد و گفت بار خدایا آنکہ معجون طینت وی از آب
نبوّت ست و ترکیب طبیعت وی از اصولِ برہان و حجّت جدّش رسول ست
و مادرش بتول ست وی بدین حیرانی ست داود کہ باشد کہ او بمعاملات خود
معجب شود و ہم از وی می آید کہ روزی نشستہ بود با موالی خود و مر ایشان
را می گفت بیائید تا بیعت کنیم و عہد گیریم کہ ہر کہ از میان ما رستگاری
یابد اندر قیامت ہمہ را شفاعت کند گفتند یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ترا بشفاعت ما چہ حاجت است کہ جدّ تو شفیع ہمہ خلقان ست وی گفت
من با این افعال خود شرم دارم کہ بہ قیامت اندر وی جدّ خود نگرم و این
جملہ رؤیت عیوب نفس خود است و این صفت از اوصاف کمال ست جملۂ
متمکنان حضرت خداوند برین بودہ اند از انبیا و اولیا و رسل کہ رسول گفت صلی اللہ
علیہ وسلم اذا اراد اللہ بعبد خیرًا بصّرہ بعیوب نفسہ و ہر کہ از روی تواضع
عبودیّت سر فرود آرد خداوند تعالی کار وی اندر دو جہان بلند بر آرد و اگر
جملۂ اہل بیت را رضی اللہ عنہم یاد کنیم و مناقب ہر یک بر شمرم این
کتاب حمل آن نکند این مقدار کفایت است مر ہدایت قومی را کہ عقل ایشان
را لباس ادراک باشد از مریدان و منکران این (ص ۱۱۲) طریقت اکنون ذکر ص ۱۱۲
اصحاب صفّۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیارم بر سبیل ایجاز و اختصار اندرین کتاب

و ما پیش ازین کتابی ساخته ایم و مر آن را منهاج الدین نام کرده . اندر وی مناقب هر یک آورده بتفصیل امّا اینجا اسامی و کنای مقدم شان بیاریم تا مقصود تو اعزّک الله بحصول پیوندد و الله اعلم و بالله التوفیق.

---

# باب فی ذکر اہل الصفّہ

بدانکہ امت مجتمع اند بر آنکہ پیغامبر را صلی اللہ علیہ وسلم گروھی بودند از صحابہ کہ اندر مسجد وی ملازم بودہ اند مهیّا مر عبادت را و دست از دنیا بداشتہ بودند و از کسب اعراض کردہ و خدای عزّ و جلّ از برای ایشان عتاب کرد و گفت وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ و کتاب خدا بفضایلِ ایشان ناطق ست و پیغامبر را صلی اللہ علیہ وسلم اندر ایشان اخبار بسیار ست کہ بما رسیدہ است و ما طرفی از ذکر ایشان اندر مقدمۂ این کتاب بگفتہ ایم و ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کند از پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم وقف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی اصحاب الصفّة فرای فقرهم وجهدهم و طیب قلوبهم فقال ابشروا یا اصحاب الصفّة فمن بقی من امّتی علی النعت الذی انتم علیه راضیاً بما فیه فانّه من رفقائی فی الجنّة معنی این خبر آن بود کہ چون پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بر ایشان بگذشت و مر ایشان را بدید بایستاد و خرّمی دل ایشان اندر فقر (ص ۱۱۳) و مجاهدت بدید و گفت بشارت مر شما را و آنانکہ از پس شما بیایند بصفت شما و اندر فقر خود راضی باشند و ایشان نیز از رفیقان من باشند'

ص ۱۱۳

ازیشان یکی منادی حضرت جبّار و گزیدۂ محمد مختار بلالِ رباح رضی اللہ عنہ و دیگر دوست خداوند داور و محرم احوال پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ابو عبداللہ سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ و دیگر سرهنگ مهاجر و انصار و متوجّہ رضوان خداوند جبّار ابو عبیدۃ بن عامر بن عبد اللہ الجراح رضی اللہ عنہ و دیگر گزیدۂ اصحاب و زینت ارباب ابو الیقظان عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ و دیگر گنج علم و خزانۂ حلم ابو مسعود عبد اللہ بن مسعود الهُذَلی رضی اللہ عنہ و دیگر متمسّک درگاه حرمت و پاک از عیب و آفت عتبہ بن مسعود برادر عبد اللہ رضی اللہ عنہ و دیگر سالک طریق عزلت و معرض از معایب و زلّت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ و دیگر راعی مقام تقوی و راضی ببلا و بلوی خبّاب ابن الارتّ رضی اللہ عنہ و دیگر قاصد درگاه رضا و طالب بارگاه بقا اندر فنا صُهیب بن سنان رضی اللہ عنہ و دیگر دُرِّ درج سعادت و بحر قناعت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ و دیگر برادر فاروق معرض از کونین و مخلوق زید بن الخطّاب رضی اللہ عنہ و دیگر خداوند مجاهدات اندر طلب مشاهدات ابو کبشہ مولی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم و رضی اللہ عنہ و دیگر عزیز و تائب و از کلّ خلق بحق تعالیٰ آئب (ص ۱۱۴) ابو المرثد کنّاز ابن الحصین العَدَوی رضی اللہ عنہ و دیگر عامر طریق تواضع و سپرندۂ محجّہ تقاطع سالم مولی حذیفۃ الیمانی رضی اللہ عنہ و دیگر خایف از عقوبت و هارب از طریقت مخالفت عکاشہ بن المحصن رضی اللہ عنہ و دیگر زین مهاجر و انصار و سیّد بنی فار مسعود بن ربیع القاری رضی اللہ عنہ و دیگر اندر زهد مانند عیسی و اندر شوق بدرجۂ موسیٰ ابو ذرّ جندب بن جُنادۃ الغفاری رضی اللہ عنہ و دیگر حافظ انفاس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم و مر خیرات را در خور برادر عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ و دیگر اندر استقامت مقیم و اندر متابعت مستقیم صفوان بن بیضا رضی اللہ عنہ و دیگر صاحب همت و خالی از تهمت ابو دردا عویمر بن عامر رضی اللہ عنہ و دیگر متعلّق درگاه رجا و گزیدۂ رسول پادشاه ابو لبابہ ابن عبد المنذر رضی اللہ عنہ و دیگر کیمیای بحر شرف و

ص ۱۱۴

دُرّ توکّل را صدف عبد الله بن بدر الجهنی رضی الله عنهم و عن محبیهم رضی الله عنهم و اگر جملهٔ ایشان را یاد کنیم کتاب دراز گردد و شیخ ابو عبد الرحمٰن محمد بن الحسین السلمی رضی الله عنه که نقّال طریقت و کلام مشایخ بوده است تاریخی کرده است مر اهل صفّه را رضی الله عنهم مفرد و مناقب و فضایل و اسامی و کنای ایشان بیاورده امّا مسطح بن اثاثه بن عبّاد را از جملهٔ ایشان گفته است و من بدل او را دوست ندارم که ابتدای افک امّ المؤمنین عایشه رضی الله عنها وی کرده بود امّا ابو هریره و ثوبان (ص ۱۱۵) و معاذ بن الحارث و سائب بن خلّاد و ثابت بن ودیعه و ابو عبیس عویم بن ساعد و سالم بن عمیر بن ثابت و ابو الیسر کعب بن عمرو و هبیب بن مغفل و عبد الله بن انیس و حجاج بن عمرو الاسلمی رضی الله عنهم اجمعین از جمله ایشان بودند گاه گاه بسببی تعلّق گردندی امّا همه در یک درجه بودند و بحقیقت قرن صحابه خیر قرون بود و اندر همه درجه که بودند از وقتی بهترین و فاضل ترین همه خلق بوده اند از بعد آنکه خداوند تعالی ایشان را صحبت پیغامبر صلی الله علیه وسلم ارزانی داشته و اسرار ایشان از جملهٔ عیوب نگاه داشته چنانکه پیغامبر گفت صلی الله علیه وسلم خیر القرون قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم الحدیث و خداوند گفت وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَ الْأَنْصَارِ وَ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ و اکنون ذکر بعضی از تابعین اندرین کتاب اثبات کنیم فایده تمام تر شود و قرون بیکدیگر متصل باشد ان شاء الله تعالی.

---

# باب فی ذکر اُمتهم من التابعین

آفتاب امت و شمع دین و ملّت اویس القرنی رضی اللہ عنہ از کبار مشایخ
اهل تصوّف بود اندر عهد رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم بوده امّا ممنوع گشت از
دیدار پیغمبر صلی اللہ علیه وسلم بدو چیز یکی بغلبۂ حال و دیگر حق والده و پیغامبر صلی اللہ
علیه وسلم گفت مر صحابه را رضی اللہ عنهم مردی است از قرن اُویس نام که اُو را
بقیامت هم چند گوسفندان (ص ۱۱۶) ربیعه و مُضَر شفاعت خواهد بود اندر اُمّت　　ص ۱۱۶
من و روی بعمر و علی کرد رضی اللہ عنهما و گفت شما او را ببینید و وی مردی است
پست و میانه بالا شعرانی و بر پهلوی چپ وی چند یک درم سپیدی است که آن
نه پیسی است و بر کف دستش هم چنان و وی را بعدد گوسفندان ربیعه و مضر
شفاعت باشد اندر امّتِ من چون وی را ببینید سلام من بدو برسانید و بگوئید تا
امّت مرا دعا کند و چون عمر رضی اللہ عنه بعد وفات پیغمبر بمکه آمد و امیر المؤمنین
علی کرم اللہ وجهه با وی بود اندر میان خطبه گفت یا اهل نجد قوموا اهل نجد
بر خاستند گفت از قرن کسی هست میان شما گفتند بلی قومی را بدو فرستادند عمر
رضی اللہ عنه خبر اویس ازیشان بپرسید گفتند دیوانۂ هست اویس نام که اندر آبادانیها
نیاید و با کس صحبت نکند و آنچه مردمان خورند اُو نخورد غم و شادی نداند

چون مردمان بخندند او بگرید چون بگریند او بخندد عمر گفت وی را می خواهم گفتند بصحراست بنزدیک اشتران ما ابیرین رضی الله عنهما بر خاستند و بنزدیک وی شدند وی را یافتند اندر نماز بنشستند تا فارغ شد و بر ایشان سلام گفت و نشان پهلو و دست چپ بدیشان نمود تا ایشان را معلوم گشت و از وی دعا خواستند و سلام پیغامبر صلی الله علیه وسلم بدو رسانیدند و بدعای امّت وصیّت کردند و زمانی پیش وی ببودند تا گفت رنجه گشتید اکنون باز گردید که قیامت نزدیک ست آنگاه ما را آنجا دیدار بود (ص ١١٧) که مر آن را باز گشتنی نباشد من اکنون بساختن برگ راه قیامت مشغولم چون اهل قرن باز گشتند او را حرمتی و جاهی پدیدار آمد اندر میان ایشان وی از آنجا برفت و بکوفه آمد و هرم بن حیّان وی را روزی بدید و از پس آن هیچ کس ندیدش تا بوقت فتن و حروب امیر المؤمنین علی کرّم الله وجهه آن گاه بیامد و بر موافقت امیر المؤمنین علی کرم الله وجهه با اعدای وی روز حرب صفین جنگ همی کرد تا روز صفین شهادت یافت عاش حمیداً و مات شهیداً رضی الله عنه از وی روایت آرند که گفت السلامة فی الوحدة سلامت اندر تنهائی بود از آنچه دل کسی که تنها بود از اندیشهٔ غیر رسته باشد و اندر جملهٔ احوال دلش از خلق نومید گشته تا از جملهٔ آفت ایشان سلامت یافته باشد روی از جملهٔ ایشان بر تافته امّا اگر کسی پندارد که وحدت تنها زیستن بود محال باشد که تا شیطان را بر دل کسی صحبت بود و نفس را اندر صدر وی سلطانی تا دنیا و عقبی را بر فکرت وی گذر و اندیشهٔ خلق را بر سر وی گذر بود هنوز وحدت نباشد زیرا آنچه با عین چیز آرام باشد وجه با اندیشهٔ آن هر دو یکی باشد پس آنکه وحید بود اگرچه صحبت کند صحبت مزاحم وحدت وی نباشد و آنکه مشغول بود و اگر عزلت کند عزلت سبب فراغت وی نگردد پس انقطاع از انس جز بانس نباشد آن را که با حق مؤنس بود مخالطت انس وی را مضرّت نکند و آن را که موانست انس بود مؤنس را بر دلش (ص ١١٨) گذر نباشد و وی را از انس

ص ١١٧
ص ١١٨

حق خبر نه لانّ الوحدة صفة عبد صاف سمع قوله تعالی اَلَیْسَ اللّٰه بِکَافٍ عَبْدَهٗ
و منهم و نیز شمع صفا و معدن وفا هرم بن حیّان رضی الله عنه از بزرگان طریقت بود و اندر معاملت حظّ وافر داشت و با صحابهٔ کرام صحبت کرده بود قصد کرد تا اویس را زیارت کند چون بقرن شد وی ازانجا رفته بود نا امید گشت و بمکّه باز آمد خبر یافت که وی بکوفه می باشد بیامد نیافتش تا مدت دراز آنجا بود و چون خواست که ازانجا به سوی بصره آید اندر راه وی را یافت بر کنارهٔ فرات که طهارت می کرد مرقعه پوشیده بشناختش چون از کنارهٔ رود بر آمد و ریش شانه کرد هرم پیش آمد و وی را سلام گفت وی گفت علیک السلام یا هرم بن حیّان گفت مرا بچه شناختی که من هرمم گفت عرفت روحی روحک جانِ من جان ترا بشناخت زمانی بنشستند و مر او را نیز باز گردانید هرم گفت بیشتری با من سخنان امیرین گفت یعنی عمر و علی رضی الله عنهما و روایت کرد مرا از عمر و عمر از پیغامبر صلی الله علیه وسلم که وی گفت انّما الاعمال بالنیّات و لکلّ امرئ ما نوی فمن کانت هجرته الی الله و رسوله فهجرته الی الله و رسوله و من کانت هجرته الی دنیا یصیبها او الی امراةٍ یتزوجها فهجرته الی ما هاجر الیه آنگاه مرا گفت علیک بقلبک بر تو باد بنگاه داشت دل از اندیشهٔ غیر و این (ص ۱۱۹) سخن را دو معنی بود یکی آنکه دل را متابع حق گردان بمجاهدت دیگر آنکه خود را متابع دل گردان و این دو اصل قوی است دل را متابع حق گردانیدن کار مریدان بود که از مکابره شهوت و موانست هوا باز ستانندش و اندیشهای نا موافق بدرجهٔ از وی منقطع گردانند و اندر تدبیر صحت و حفظ امور و نظر اندر آیات حق بندند تا محل محبّت شود و خود را متابع دل گردانیدن کار کاملان بود که حق تعالی دل ایشان را بنور جمال منوّر گردانیده است و از همه اسباب و علل رهانیده و بدرجهٔ اعلی رسانیده و خلعت قرب در بر ایشان افگنده و بالطاف خود بدان تجلی کرده و بمشاهدت و قرب بدان تولّی کرده آن گاه او تن را موافق دل گردانیده پس آن گروه پیشین

صاحب القلوب باشند و این گروه دیگر مغلوب القلوب و آنکه صاحب القلوب بود مالک القلوب و باقی الصفة و آنکه مغلوب القلوب بود فانی الصفة باشند و حقیقت این مسئله بدان باز گردد که خداوند عزّ و جلّ گفت إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ و اندرین دو قرائت ست مخلِصین خوانند بکسر لام و مخلَصین خوانده اند بفتح لام و مخلص فاعل بود باقی الصفة و مخلَص مفعول بود و فانی الصفة و این مسئله بجای دیگر مشرح تر ازین بیارم انشاء الله تعالی و بحقیقت آنانکه فانی الصفة باشند بزرگوار تر باشند که تن را موافق دل گردانند که دل های ایشان اندر حضرت حق محوّل بود و اندر مشاهدت وی قایم ازان گروه که باقی (ص ۱۲۰) الصفة باشند دل را بتکلّف موافق امر گردانند و بنای این مسئله بر اصول صحو و سکر و مشاهدت و مجاهدت باشد و الله اعلم بالصواب،

و منهم و نیز امام عصر و زیدهٔ دهر ابو علی الحسن بن ابی الحسین البصری رحمه الله و گروهی کنیتش ابو محمد گویند و گروهی ابو سعید وی را خدری و خطری بزرگ ست بنزدیک اهل طریقت و لطیف الاشارة بوده است اندر علم و معاملت و اندر حکایات یافتم که اعرابی بنزدیک وی آمد و وی را از صبر بپرسید گفت بر دو گونه باشد یکی صبر اندر مصیبات و اندر بلّیات و دیگر صبر از چیزهای که خداوند تعالی ما را ازان باز گشتن فرموده است و از متابعت آن نهی کرده است اعرابی گفت انت زاهد ما رأیت ازهد منك یعنی تو زاهدی که من زاهد تر از تو ندیدم و صابر تر حسن گفت یا اعرابی امّا زهد من بجملهٔ رغبت است و صبر من جزع اعرابی گفت تفسیر این سخن مرا بگوی که اعتقادم مشوّش گشت گفت صبر من اندر بلا یا اندر طاعت ناطق ست بترس من از آتش دوزخ و این عین جزع بود و زهد من در دنیا رغبت است بآخرت و این عین رغبت بود بخ بخ آنکه نصیب خود را از میانه بر گیرد تا صبرش مر حق را بود نه مر امن تن خود را از دوزخ و زهدش مر حق را بود نه مر رسیدن خود را ببهشت و

ص ۱۲۰

این علامت صحت اخلاص است و هم از وی روایت کرده اند رحمة الله علیه که
ص ۱۲۱ گفت انّ صحبة الاشرار تورث (ص ۱۲۱) سوء الظنّ بالاخیار هر که با بدان این
طایفه صحبت کند به نیکانِ آن طایفه بد گمان شود و این قول سخت متقن است
و اندر خور مر اهل این زمانه را که جمله منکرند مر عزیزانِ حضرتِ حقّ را و
این ازان افتاده است که با این متصوفان اهل رسم صحبت کنند و فعل شان بر
خیانت بینند و زبان شان بر دروغ و غیبت و گوش ایشان بر استماع دو بیتی بر
هزل و بطالت و چشمِ شان بر لهو و شهوات و همت شان بر جمع کردن حرام و شبهت،
پندارند که متصوّفه را معاملت همین است و یا صوفیان را مذهب همین لابد که فعل شان
همه طاعت ست و زبان ایشان بر کلام حق و ثمره محبت حق و سرّ ایشان محل
محبّت و گوش ایشان محلّ سماع حقّ اندر حقیقت و چشمِ ایشان موضع جمال مشاهدت
و همت ایشان همه جمع اسرار اندر محل رؤیت اگر قومی پدیدار آمدند که اندر زمرهٔ
ایشان و رفتار ایشان خیانت بر دست گرفتند خیانت خاینان بدیشان باز گردد و بدان
احرارِ جهان و ساداتِ زمان پس کسی که به اشرار قومی صحبت کند آن از شرّ وی
باشد که اگر اندر وی خیری بودی صحبت با اخیار کردی پس ملامتِ آن کسی مر
خود راست که صحبت نا سزا و غیر کفو خود کند و منکران ایشان اشرار و اراذل
خلق- خدا اند عزّ و جل که صحبت ایشان به اشرار و اراذل ایشان بوده است یا
نیافته اند پس بدیشان منکر شده اند و یا اقتدا بدیشان نه کرده اند و یا همچون ایشان
ص ۱۲۲ مهلک شده اند اقتدا بدیشان کرده اند (ص ۱۲۲) سوای آن اخیار و عزیزانِ خداوند
که بچشم رضا اندر اخیارِ ایشان نگریسته اند و مر صحبت ایشان را بجان و دل خریده
و از کُل عالم طریقِ ایشان را برگزیده و ببرکات ایشان بمقصود دو جهانی رسیده و از
کلّ به بریده و اندرین معنی گفته شعر

فلا تحقرن نفسی و انت حبیبها

فکلّ امرئ یصبوا الی من یجانس

و منهم و نیز رئیس علما و فقیه الفقها سعید ابن المسیب رضی الله عنه که عظیم الشان و رفیع القدر و عزیز القول و حمید الصدر بود و وی را مناقب بسیار ست اندر فنون از علم فقه و توحید و حقایق و تفسیر و شعر و لغت و غیر آن و گویند که مرد عیّار نمای پارسا طبع بود نه پارسا نما عیار طبع و این طریق ستوده است و محمود نزد جملهٔ مشایخ رضی الله عنهم و از وی روایت آرند که گفت ارض بالیسیر من الدنیا مع سلامة دینك کما رضی قوم بکثیرها مع ذهاب دینهم راضی شو باندکی از دنیا با سلامت دینت چنانک راضی شدند قوم ببسیاری آن با رفتن دین ایشان ازیشان یعنی فقر با سلامت بهتر از غنای با غفلت که فقیر چون اندر دل نگرد اندیشهٔ زیادت نیابد و اندر دست خود نگرد قناعت یابد و غنی اندر دل نگرد اندیشهٔ زیادت یابد و اندر دست نگرد دنیا یابد پُر شبهت پس رضای دوستان بخداوندی خداوندی غفلت بهتر از رضای غافلان بدنیای پُر غدر و آفت پُر حسرت و ندامت بهتر از زلّت و معصیت پس چون (ص ۱۲۳) بلا بیاید غافلان گویند الحمد لله که بر تن نیامد و دوستان گویند الحمد لله که بر دین نیامد اگر تن اندر بلا بود چون اندر دل لقا بود بلا بر تن خوش گردد و چون دل اندر غفلت بود اگرچه تن اندر نعمت بود آن نعمت نقمت بود و بحقیقت رضا بقلیل دنیا کثیر دنیا بود و رضا بکثیر دنیا قلیل دنیا بود ازانچه قلیل او نه چون کثیر است و هم از وی می آید رضی الله عنه که اندر مکه نشسته بود مردی بنزدیک وی آمد و گفت مرا خبر ده از حلالی که اندرو حرام نباشد و حرامی که اندرو حلال نباشد وی گفت ذکر الله حلال لیس فیه حرام و ذکر غیره حرام لیس فیه حلال یاد کردن وی حلالی است بی حرام و یاد کردن دیگران حرامی است بی حلال ازانچه اندر ذکر وی نجات است و اندر ذکر غیر وی هلاک و بالله التوفیق۔

ص ۱۲۳

---

# باب فی ذکر ائمتهم من تبع التابعین الی یومنا

و منهم شجاع طریقت و متمکن اندر شریعت حبیب العجمی رضی الله عنه بلند همت و با قیمت بود و اندر مرتبه گاه مردان خطر عظیم داشت توبهٔ وی را ابتدا بر دستِ حسن بصری بود رحمة الله علیه و اندر اوّلِ عهد رِبا دادی و از هر جنس فساد کردی خداوند تعالی وی را توبه ارزانی داشت تا بدرگاهِ خداوند باز گشت و لختی از علم و معاملت از حسن رحمه الله بیاموخت و زبانش عجمی بود بر عربیّت جاری نگشته بود خداوند تعالی وی را بکرامات بسیار مخصوص کرده بود تا بدرجتی برسید که نمازِ شامی (ص ۱۲۴ ع ۱۱) حسن بصری بر در صومعهٔ وی برگذشت وی قامت نماز شام گفته بود و اندر نماز ایستاده حسن اندر آمد و اقتدا بدو نکرد زانچه زبانِ وی بر عربیت و بر خواندن قرآن جاری نبود چون شب بخفت خداوند تعالی را بخواب دید گفت بار خدایا رضای تو اندر چه چیز است گفت یا حسن رضای ما یافته بودی قدرش ندانستی گفت بار خدایا آن چه بود گفت تو اگر دوش از پسِ حبیب نماز می کردی و صحت نیتِ وی ترا از انکار عبادتش باز نداشتی من از تو راضی شدمی و اندر میان این طایفه معروف ست که چون حسن بصری از کسانِ حجاج بگریخت اندر صومعهٔ وی شد ایشان بیامدند و گفتند یا حبیب حسن را هیچ جای دیدی گفت بلی گفتند کجا شد گفتا اینک وی اندر صومعه ن ست بصومعه اندر شدند کس را ندیدند پنداشتند که حبیب بریشان استهزا می کند

ص ۱۲۴

وی را جفا گفتند که راست نمی گوئی و وی سوگند یاد کرد که راست می گویم دیگر
باره در شدند و سه بار دیگر بار اندر شدند و نیافتند و باز گشتند حسن بیرون آمد و
گفت یا حبیب دانم که خدای تعالی مرا ببرکات تو بدین ظالمان نمود چرا گفتی با ایشان
که وی . . اینجا است و گفت ای استاد نه ببرکات من بود که ترا ننمودند بدیشان بلکه
ببرکات راست گفتن من ترا ندیدند اگر من دروغ گفتمی مرا و ترا هر دو را رسوا کردندی،
وی را ازین جنس کرامات بسیار ست از وی پرسیدند که رضای خداوند اندر (ص ۱۲۵) ص ۱۲۵
چه چیز ست گفت فی قلب لیس فیه غبار النفاق اندر دلی که اندران غبار نفاق نباشد
اندانچه نفاق خلاف وفاق باشد و رضا عین وفاق و محبت را با نفاق هیچ تعلّق نیست
و محلّش رضا ست پس رضا صفت دوستان بود و نفاق صفت دشمنان و این سخنی
سخت بزرگ ست و بجای دیگر بیان کنیم، انشاء الله تعالی و بالله التوفیق و العون،

و منهم نقیب اهل اُنس و زین جملهٔ جنّ و انس مالک بن دینار رضی الله عنه صاحب
حسن بصری بود رحمة الله علیه و از بزرگان این طریقت و وی را کرامات مشهور ست
و اندر ریاضات خصال مذکور و دینار بنده بود و مولود وی اندر حال عبودیت پدر بود
و ابتدای توبهٔ وی آن بود که شبی اندر میان گروهی بطرب مشغول بود چون جمله
بخفتند آن گاه از عودی که می زدند آواز آمد یا مالک ان لا یتوب ای مالک ترا چه بود که توبه چه
بوده است که توبه نمی کنی دست ازانجمله بداشت و بنزدیک حسن آمد و اندر توبه قدم درست کرد و منزلتش تا
بجائی رسید که وقتی اندر کشتی بود جوهری اندران کشتی غایب شد وی مجهول تر از همه
بود وی را ببردن آن تهمت کردند سر سوی آسمان کرد اندر ساعت هر چه
اندر دریا ماهی بود اندر سر آب آمدند هریکی جوهری اندر دهان گرفته یکی ازان
جمله بستد و بدان مرد داد و خود قدم بر سر آب نهاد و بر وی آب دریا برفت
تا بساحل بیرون شد از وی می آید که وی گفت "احب الاعمال علیّ الاخلاص (ص ۱۲۶)
فی الاعمال دوسترین کردارها بر من اخلاص است اندر کردارها ازانچه عمل باخلاص عمل گردد
و اخلاص مر عمل را بدرجهٔ روح بود مر جسد را چنانکه جسد بی روح جمادی بود

عمل بی اخلاص هبائی بود اما اخلاص از جملۂ اعمال باطن ست و طاعات از جملۂ اعمال ظاهر و اعمال ظاهر با اعمال باطن تمام شود و اعمال باطن با عمال ظاهر قیمت گیرد چنانکه اگر کسی هزار سال بدل مخلص باشد تا عمل ظاهر باخلاص وی نه پیوندد اخلاص نباشد و اگر کسی هزار سال بظاهر عمل می آرد تا اخلاص به عمل وی پیوند د آن عمل وی طاعت نگردد،

و منهم نفیر خطیر و برهمه اولیا امیر ابو حلیم حبیب بن سلیم الراعی رضی اللہ عنہ اندر میان مشائخ منزلتی بزرگ دارد وی را آیات و براهین بسیار ست اندر جملۂ احوالش و صاحب سلمان فارسی بود و روایت کند از پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کہ گفت نیّة المؤمن خیر من عمله حبیب صاحب گوسفندان بود بر کنارهٔ فرات نشستی و طریقش عزلت بود یکی از مشائخ روایت کند کہ وقتی من بدو بر گذشتم وی را یافتم اندر نماز و گرگ مر گوسفندان وی را نگاه می داشت گفتم این پیر را زیارتی کنم کہ علامتی بزرگی می بینم اندر وی زمانی بودم تا از نماز فارغ شد بر وی سلام گفتم گفت ای پسر بچه کار آمدی گفتم بزیارت تو گفت خیّرك اللہ گفتم ایها الشیخ گرگ با میش موافق می بینم گفت ازانچه راعی میش با حق موافق است این بگفت و کاسۂ چوبین اندر زیر سنگی داشت دو چشمہ ازان سنگ بگشاد (ص ۱۲۷) یکی شیر و یکی عسل گفتم ایها الشیخ این درجه بچه یافتی گفت بمتابعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گفت ای پسر قوم موسیٰ با آنکه مر او را مخالف بودند سنگ خارهٔ ایشان را آب داد و موسیٰ نه بدرجۂ محمد بود چون من محمد را صلی اللہ علیہ وسلم متابع باشم سنگ مرا انگبین و شیر نہ دهد؟ و محمد صلی اللہ علیہ وسلم بهتر از موسیٰ بود گفتمش مرا پندی ده گفت لا تجعل قلبك صندوق الحرص و بطنك وعاء الحرام دل را محل آز مکن و شکم را موضع حرام مکن کہ هلاک خلق اندرین دو چیز ست و نجات اندر حفظ این دو چیز و شیخ مرا از وی رضی اللہ عنہ روایات بود اما اندر وقت بیش ازین ممکن نشد کہ کتب من بحضرت غزنین حرسها اللہ مانده بود و من اندر دیار هند[۱] درمیان ناجنسان گرفتار شده والحمد

---

[۱] در بلده لاہور کہ از مضافات ملتان است

لله علی السرّاء و الضرّاء

و منهم پیر صالح ابو حازم المدنی رضی الله عنه مقتدای بعضی از مشایخ بود
و وی را اندر معاملات حظّی وافر و خطری بزرگ ست و اندر فقر قدمی صادق
و اندر مجاهدت روش تمام و عمرو بن عثمان المکی رضی الله عنه اندر امرِ وی بجِدّ
باشد و کلام وی اندر همه دلها مقبول ست و در بیشترِ کتب مسطور ست و این
عمرو بن عثمان از وی روایت کرد که وی را گفتند ما مالك قال الرضا عن الله و
الغناء عن الناس مال تو چیست گفت مال من رضای خداوند است و بی نیازی از خلق
و لامحاله هر که بحقّ راضی بود از خلق مستغنی بود و خزینهٔ بزرگتر (ص ۱۲۸) مرد را
رضای خداوند باشد و اشارت بغناء به خدای است عزّ و جلّ پس هر که بدو غنی
بود از غیر وی مستغنی بود و راه بجز بدرگاه وی نداند و اندر خلا و ملا جز او را نخواند
یکی گوید از مشایخ که بنزدیک وی اندر آمدم وی را یافتم خفته زمانی ببودم تا بیدار
شد گفت اندرین ساعت پیغامبر را صلی الله علیه وسلم بخواب دیدم که مرا بسوی تو
پیغام داد و گفت که حقِ مادر نگاه داشتن بهتر از حجّ کردن باز گرد و دلِ وی را
بجوی من ازانجا باز گشتم و بمکّه نرفتم و از وی بلیش ازین مسموع ندارم.

و منهم داعی اهل مجاهدت و قایم اندر محل مشاهدت محمد بن واسع رضی
الله عنهما اندر وقت وی چون وی نبود و صحبت بسیار از تابعین کرده بود و گروهی
را از مشایخ متقدم یافته و اندرین طریقت بهرهٔ تمام داشته و اندر حقایقِ طریقتِ
انفاس عالی و اشاراتِ کامل از وی آمده است که گفت ما رأیت شیئا الّا و رایت
الله فیه هیچ چیز ندیدم که نه حقّ را اندران ندیدم و این مقام مقام مشاهدت باشد
که بنده اندر غلبهٔ دوستی فاعل بدرجتی رسد که چون اندر فعل وی نگرد فعل نبیند که
جمله فاعل را بیند چنانکه کسی اندر صورتی نگرد مصوّر را بیند و حقیقت این بقول ابراهیم
پیغامبر صلی الله علی نبینا و علیه باز گردد که ماه و آفتاب و ستاره را گفت که
هٰذَا رَبِّیْ و این اندر حال غلبهٔ شوق بود که هرچه میدید جمله بصفت محبوب خود میدید

ص ۱۲۹

(ص ۱۲۹) زیرانچه چون دوستان نگاه کنند عالمی بینند مقهور قهر وی و اسیر سلطان وی و وجود موجودات اندر جنب قدرت فاعل آن متلاشی بینند و در ضمن تکوین نا چیز چون بچشم اشتیاق اندران نگرند مقهور نبینند بلکه قاهر بینند مفعول نبینند بلکه فاعل بینند و مخلوق نبینند بلکه خالق بینند و این را اندر باب المشاهدت بیاریم ان شاء تعالی و این جا هر گروهی را غلطی افتد که گویند گفته است آن مرد رأیت الله فیه این مکان و تجزیت و حلول اقتضا کند و این کفر محض باشد از آنچه مکان جنس متمکّن بود اگر تقدیر کند کسی که مکان مخلوق ست باید که با متمکّن نیز مخلوق بود و اگر تقدیر کند که متمکّن قدیم ست باید که مکان نیز قدیم بود و بدین قول دو فساد حاصل آید یا خلق را قدیم باید گفت یا خالق را محدَث و این هر دو کفر باشد پس این رؤیت او اندر چیزها بمعنی آیات و دلایل و براهین وی بود اندران چیز ها بدان معنی که اوّل گفتیم و اندرین رموز لطیف ست که بجای گاه بیاریم ان شاء الله تعالی،

و منهم امام امامان و مقتدای سنّیان شرف فقها و عزّ علما ابو حنیفه نعمان بن ثابت الخزّار رضی الله عنه وی را اندر مجاهدت و عبادت قدم درست بوده است و اندر اصول این طریقت شانی عظیم داشت و اندر ابتدای حال قصد عزلت کرد و از خلق به جمله تبرّا کرد و خواست که (ص ۱۳۰) از میان خلق بیرون شود که دل را

ص ۱۳۰

از ریاست و جاه خلق پاکیزه گردانیده بود و مر مذهب حقّ را [۱۲۰] تا شبی به خواب دید که استخوان های پیغمبر را صلی الله علیه وسلم از لحد او گرد می کرد و بعضی را از بعضی اختیار می کرد از هیبت آن از خواب بیدار شد و از یکی از اصحاب محمد بن سیرین بپرسید او گفت تو اندر علم پیغامبر و حفظ سنّت وی بدرجتی بزرگ رسی چنانکه اندران متصرّف شوی و صحیح را از سقیم جدا کنی دیگر باره پیغامبر را صلی الله علیه وسلم بخواب دید که او را گفت یا ابا حنیفه ترا سبب زنده گردانیدن سنّت من گردانیده اند قصد عزلت مکن و وی استاد بسیار کس بود از مشایخ چون

ابراهیم ادهم و فضیل بن عیاض و داود طائی و بشر حافی و بجز ازیشان و اندر میان علما مسطور ست و مشهور که اندر وقت ابو جعفر المنصور تدبیر کردند که از چهار یکی را قاضی گردانند ازان یکی ابو حنیفه بود و دیگر سفیان ثوری و سوم مسعر بن کدام و چهارم شریح رحمة الله علیهم اجمعین و این هر چهار از فحول علمای بودند کس فرستاد تا جمله را آنجا حاضر گردانند اندر راهی که می رفتند ابو حنیفه گفت رحمه الله من اندر هر یکی از ما بفراستی چیزی بگویم اندرین رفتن ما گفتند صواب آید گفت من بحیلتی این قضا را از خود دفع کنم (ص ۱۳۱) و مسعر خود را دیوانه سازد و سفیان بگریزد و شریح قاضی شود سفیان اندر راه بگریخت و کشتی اندر شد و گفت مرا پنهان کنید که سرم بخواهند برید بتاویل این خبر که پیغامبر گفت صلی الله علیه وسلم من جعل قاضیاً فقد ذبح بغیر سکین ملاح وی را پنهان کرد و این هر سه را نزدیک منصور بردند نخست ابو حنیفه را رضی الله عنه گفت ترا قضا باید کرد وی گفت ایها الامیر من مردی ام نه از عرب بلکه از موالی ایشان و سادات عرب بحکم من راضی نباشند ابو جعفر گفت این کار را با نسب تعلق نیست این را علم می باید و تو مقدم علمای زمانه گفت من نشایم این کار را و اندرین قول که گفتم من نشایم این کار را اگر راست گویم خود نشایم و اگر دروغ گویم دروغ زن بر قضای مسلمانان را نشاید و تو که خلیفه خدائی روا مدار که دروغ گوی را خلیفه خود کنی و اعتماد دماء و اموال و فروج مسلمانان بر وی کنی این بگفت و نجات یافت آنگاه مسعر پیش رفت و دست منصور بگرفت و گفت تو چگونه و فرزندان و ستوران تو چگونه اند منصور گفت بیرون کنید کراین دیوانه است آنگاه شریح را گفتند ترا قضا باید کرد گفت من مردی سودائی ام و دماغم خفیف ست منصور گفت معالجت کن خود را بعصیرهای موافق و نبیذ های مثلث تا عقل تو کامل شود آنگاه قضا به شریح (ص ۱۳۲) دادند و ابو حنیفه رحمة الله علیه ویرا مهجور کرد و نیز هرگز با وی سخن نگفت و این نشان کمال حال ویست هر دو معنی را یکی صدق فراستش اندر هر یکی و دیگر سپردن راه صحت و سلامت و خلق را از خود دور

ص ۱۳۱

ص ۱۳۲

کردن و بجاه ایشان مغرور ناگشتن و این حکایت دلیل تولیت مر صحت و سلامت را
کہ آن چنان سہ پیر بحیلت خلق را از خود دور کردند و امروز جملۂ علما مرین جنس
معاملت را منکرند از آنچه با هوا آرمیده اند و از طریق حق برمیده خاصه خانۂ امراء
را قبلۂ خود ساختہ و سرای ظالمان را بیت المعمور خود گردانیده و بساط جابران را
با قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى برابر کرده و هرچه بر خلاف آن بود همه را منکر شوند وقتی
اندر حضرت غزنین حرسها الله یکی از مدعیان امامت و علم گفته بود کہ مرقعه پوشیدن
بدعت ست من گفتم جامۂ حشیشی و دبیقی کہ جملہ از ابریشم است و عین آن بر
مردان حرام دیگر محض است آنگاه از ظالمان بستده بالحاح کردن و الحاح حرام و ملک
ظالم مطلق آن را بپوشید و نگوید کہ بدعت ست چرا جامۂ حلال از جای حلال خریده
بسیم حلال آن بدعت بود اگر نہ رعونت طبع و ضلالت عقل بر شما سلطانیتی سخن
ازین پختہ تر گویندی امام گفت مر زنان را ابریشم پوشیدن حلال باشد و بر مردان
حرام اگر بدین هر دو مقرید معذورید فنعوذ بالله من (ص ۱۳۳) عدم الانصاف ص ۱۳۲
و امام ابو حنیفه رضی الله عنہ می گوید کہ چون نوفل بن حیّان وفات یافت رضی الله
عنہ بخواب دیدم کہ قیامت قایم شده است و جملۂ خلق اندر حسابگاه قایم اند و پیغامبر
را صلی الله علیه وسلم دیدم متشمّر ایستاده بر حوض کوثر و بر راست و چپ وی مشایخ
دیدم ایستاده و پیری دیدم نیکو روی و بر سر موی سفید گذاشتہ و خدّ بر خدّ
پیغمبر صلی الله علیه وسلم نهاده و اندر برابر وی نوفل را دیدم ایستاده و چون مرا
بدید بسوی من آمد و سلام گفت گفتم مرا آب ده گفت از پیغمبر دستوری
خواهم صلی الله علیه وسلم بانگشت اشارت کرد تا مرا آب داد من ازان آب بخوردم
و مر اصحاب خود را بدادم کہ ازان جام هیچ چیز کم نگشت گفتم یا نوفل بر راست
پیغمبر آن پیر کیست گفت ابراهیم خلیل صلوات الله علی نبیّنا و علیه و دیگر بر چپ
وی ابو بکر صدیق رضی الله عنہ همچنین می پرسیدم و بر انگشت می گرفتم تا از هفده
کس بپرسیدم چون بیدار شدم هفده عدد بر دست عقد گرفتہ بودم و یحیی بن معاذ

الرازی رضی اللّٰہ عنہ گوید پیغمبر را صلی اللّٰہ علیہ وسلم بخواب دیدم گفتمش یا رسول اللّٰہ
این اطلبك قال عند علم ابی حنیفة مرا نبزدیک علم ابی حنیفہ جوی و وی را رضی
اللّٰہ عنہ اندر ورع طرق بسیار ست و مناقب مشهور بیش ازین این کتاب حمل آن
نکند و من کہ علی بن عثمان الجلابی ام رضی اللّٰہ عنہ بشام بودم بر روضۂ بلال
موذن پیغمبر (ص ۱۳۴) صلی اللّٰہ علیہ وسلم خفتہ بودم خود را بمکّہ دیدم اندر خواب
کہ پیغامبر صلی اللّٰہ علیہ وسلم از باب بنی شیبہ اندر آمد و پیری را در کنار گرفتہ
چنانکہ اطفال را گیرند بشفقتی من پیش وی رفتم و بر پشت پایش بوسہ دادم و
اندر تعجب آن بودم تا آن پیر کیست وی بر حکم اعجاز بر باطن و اندیشۂ من مشرف
شد مرا گفت این امام تست و اهل دیار تو یعنی ابو حنیفہ و مرا بدین خواب
امید بزرگ ست و بہ اهل شهر خود هم و درست شد ازین خواب مرا کہ
وی یکی ازان بوده ست کہ از اوصاف طبع فانی بوده و باحکام شرع باقی و
بدان قایم چنانکہ برندۂ وی پیغامبر صلی اللّٰہ علیہ وسلم بود و اگر وی خود رفتی باقی
الصفة بودی و باقی الصفة یا مخطی بود یا مصیب چون برندۂ وی پیغامبر بود صلی
اللّٰہ علیہ وسلم فانی الصفة باشد ببقای صفت پیغامبر صلی اللّٰہ علیہ وسلم و چون بر پیغامبر
صلی اللّٰہ علیہ وسلم خطا صورت نگیرد برانکہ بدو قایم بود هم نگیرد و این رمزی
لطیف ست، و گویند کہ چون داود طائی رضی اللّٰہ عنہ علم حاصل کرد مصدر و مقتدای
عالمی شد بنزدیک ابو حنیفہ رضی اللّٰہ عنہ آمد و گفت اکنون چکنم ابو حنیفہ گفت علیك
بالعمل فانّ العلم بلا عمل کالجسد بلا روح یعنی تو باد بکار بستن علم ازانکہ هر
علمی کہ آن را عمل نباشد چون تنی بود کہ آن را جان نباشد امّا فذلک تا علم
بعمل مقرون نہ باشد صافی نہ گردد در روزگار مخلص تر و هر کہ بعلم مجرّد قناعت
(ص ۱۳۵) کند وی عالم نباشد کہ عالم را بمجرّد علم قناعت نبود ازآنچہ عین علم
متقاضی عمل باشد چنانکہ عین هدایت مجاهده تقاضا کند و چنانکہ مشاهده بی مجاهده
نباشد علم بی عمل نباشد ازانچہ علم مواریث عمل بود و تخریج و کشایش علم و منفعت

ص ۱۳۴
ص ۱۳۵

آن ببرکات عمل بود و بهیچ معنی علم را از عمل جدا نتوان کرد چنانکه نور آفتاب را از عین آن و اندر ابتدای کتاب اندر علم باب مختصر بیاورده ام و باللّٰه التوفیق۔
و منهم سید زهاد و قاید اوتاد عبداللّٰه بن مبارک المروزی رضی اللّٰه عنه از محتشمان این قوم بود و عالم بجملهٔ احوال و اقوال و اسباب طریقت و شریعت و اندر وقت خود امام وقت بود و مشایخ بزرگ را دریافته بود و با ایشان صحبت و وی را تصانیف مذکور و کرامات مشهور ست اندر هر فنی از علم و ابتدای توبهٔ او را سبب آن بود که بر کنیزکی فتنه شد شبی از میان مستان بر خاست و یکی را با خود ببرد و اندر زیر دیوار معشوقه بایستاد و وی بر بام بر آمد تا بامداد هر دو اندر مشاهدهٔ یکدیگر ایستاده همی بودند و عبد اللّٰه چون بانگ نماز بامداد بشنید پنداشت که نماز خفتن است و چون روز روشن شد دانست که همه شب مستغرق مشاهده وی بوده است ازین او را تنبیهی پیدا آمد و با خود گفت شرم بادت ای پسر مبارک امشب همه شب بر هوای خود برپا باشی و کرامات طلبی و اگر امام اندر نماز سورهٔ دراز تر خواندی دیوانه گردی کو دعوی مؤمنی اندر برابر آن دعوی ازان (ص ۱۳۷) توبه ص ۱۲۶ کرد و بعلم و طلب آن مشغول شد و زهد و دیانت پیش گرفت تا بدرجتی رسید که مادرش اندر باغ شد وی را یافت خفته و ماری دید عظیم شاخ ریحان اندر دهان گرفته و مگس از وی می راند آنگاه از مرو رحلت کرد و در بغداد مدتی اندر صحبت مشایخ بود و بمکہ چند گاه مجاور بود و باز بمرو شد مردم شهر جمه بدو تولی کردند و وی را درس و مجلس نهادند و اندران وقت در مرو نیمی مردمان بر متابعت حدیث رفتندی و نیمی طریق رای داشتندی هم چنان که تا امروز وی را رضی الفریقین خوانند بحکم موافقتش با هر یکی ازیشان و هر دو فریق اندر وی دعوی کردند و وی آنجا دو رباط بساخت یکی مر اهل حدیث را و یکی مر اهل رای را و تا امروز آن هر دو بر جا ست بر قاعدهٔ اصل و ازان جا بحجاز باز آمد و مجاور شد و وی را پرسیدند که از عجایب ها چه دیدی گفت راهبی دیدم

از مجاهدت نزار شده و از ترس خداوند دوتا گشته پرسیدمش که یا راهب کیف الطریق الی الله فقال لو عرفت الله لعرفت الطریق الیه فقال اعبد من لا اعرفه و تعصی من تعرفه گفتم راه بخدای چه چیز ست گفت اگر او را بشناسی راه بدو هم بدانی آن گاه گفت من می پرستم آن که وی را نمی دانم و نمی شناسم و تو عاصی می شوی آن را که می شناسی یعنی معرفت خوف اقتضا کند و ترا ایمن می بینم و کفر جهل اقتضا کند و خود را خایف می یابم گفت این مرا پند شد و مرا از بسیاری نا کردنی (ص ۱۳۷) باز داشت و ازو روایت آرند که گفت السکون حرام علی قلوب اولیائه دل دوستانش هرگز ساکن نگردد که سکونت بر آن قوم حرام ست اندر دنیا مضطرب اندر حال طلب و اندر عقبی مضطرب اندر حال طرب در دنیا بغیبت از حق سکونت بر ایشان روا نه و اندر عقبی بحضور حق و تجلی و رؤیت قرار بریشان روا نه، پس دنیا مر ایشان را چون عقبی و عقبی مر ایشان را چون دنیا ازآنچه سکونت دل دو چیز تقاضا کند یا یافتِ مقصود و یا غفلت از مراد یافتِ وی اندر عقبی و دنیا روا نه تا دل از خفقانِ محبت ساکن شود و غفلت بر دوستانش حرام تا دل از حرکات طلب ساکن شود و این اصل قویست اندر طریقت محققان و الله اعلم،

و منهم شاه اهل حضرت و بادشاه درگاه وصلت ابو علی **الفضیل** بن عیاض رضی الله عنه از جملهٔ صعالیک این قوم بود و کبار ایشان و وی را اندر معاملات و حقایق حظی وافر ست و نصیب تمام و از مشهوران طریقت یکی ویست ستوده اندر میان ملل و احوالش معمور بصدق و اندر ابتدای وی عیاری کردی و راه زدی میان مرو و باورد و هم وقت میل بصلاح داشتی و پیوسته فتوتی و همتی اندر طبع وی بودی چنانکه اندر هر قافله که زنی بودی بگرد آن نگشتی و کسی که سرمایهٔ اندک بودی کالای وی نستدی و با هر کسی بمقدار سرمایهٔ چیزی بگذاشتی (ص ۱۳۸) تا وقتی که بازرگانی از مرو برفت وی را گفتند که بدرقه بگیر که فضیل بر

سر راهست گفت شنیده ام که وی مردی خدای ترس است قاری را بمرو بگرفت و بر سر اشتر نشاند تا روز و شب اندر را قرآن می خواند تا قافله بجای رسید کر قصیل کمین داشت باتفاق قاری می خواند اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِکْرِ اللّٰهِ وی را رقتی اندر دل پدیدار آمد و عنایت ازلی سلطانی خود بر دل و جان او ظاهر گردانید و از شغل توبه کرد و خصمان را تمام نوشته بود جمله را خوشنود گردانید و بمکه شد و مدتی آنجا مجاور بود و بعضی از اولیای خداوند را بیافت و بکوفه باز آمد و با امام ابو حنیفه مدتی صحبت کرد و وی را روایات عالی است و مقبول اندر میان اهل صنعت حدیث و کلام رفیع اندر حقایق تصوف و معرفت، از وی می آید رحمة الله علیه که گفت من عرف الله حق معرفته عبده بکل طاقته هر که خدای را بحق معرفت وی بشناسد بکل طاقت پرستدش از انچه آنکه بشناسد بانعام و احسان به شناسد و به رافت و رحمت چون بشناخت دوستش گیرد و چون دوست گیرد طاعت دارد تا طاقت دارد از انچه فرمان دوستان کردن دشوار نباشد پس هر کرا دوستی زیادت بود حرص بر طاعت زیادت بود و زیادتی دوستی از حقیقت معرفت بود چنانکه عایشه روایت کرده رضی الله عنها که شبی (ص ۱۳۹) پیغامبر صلی الله علیه وسلم بر خاست و از من غایب شد مرا صورت بست که وی بحجرهٔ دیگر رفت بر خاستم و بر اثر حس وی می رفتم تا اندر مسجد آمدم و وی را یافتم اندر نماز ایستاده و همی گریست تا بلال بیامد و بانگ نماز بامداد بگفت وی اندر نماز بود و چون نماز بامداد بکرد بحجره اندر آمد یافتم هر دو پایش آماسیده و سر انگشتان طراقیده و زرداب ازان همی رفت بگریستم و گفتم یا رسول الله ترا گناه اول و آخر عفو کرده اند چندین رنج بر خود چرا می نهی بگذار تا این کسی کند که مامون العاقبة نباشد وی گفت صلی الله علیه وسلم یا عایشه این جمله فضل و منت خدالیست عز و جل اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا نباید که من بندهٔ شاکر باشم چون او کرم و خداوندی کند چه گوئی مرا بندگی نه باید کرد و

ص ۱۳۹

بمقدار طاقت به شکر باستقبال نعمت نه باید شد و نیز وی بشب معراج پنجاه نماز
قبول کرد و آن را گران نداشت تا بگفتار موسی باز گشت و نماز پنج باز
آورد زیرانچه اندر طبع وی فرمان را هیچ مخالف نبود لانّ المحبّة هی الموافقة و هم
از وی روایت آرند رضی الله عنه که گفت الدنیا دار المرضی و الناس فیها مجانین
و للمجانین فی دار المرضی الغل و القید دنیا بیمارستان ست و مردمان درآن چون
دیوانگان اند و دیوانگان را اندر بیمارستان غلّ و قید باشد و یا هوای نفس ما غلّ
ما ست و معصیت ما قید ما (ص ۱۴۰) فضیل بن ربیع روایت کرد که من با هارون الرشید ص ۱۴۰
بمکّه شدم چون حجّ بکردیم مرا گفت اینجا هیچ مردی هست از مردان خدا تا وی
را زیارت کنیم گفتم بلی عبد الرزّاق صنعانی اینجا ست گفت مرا بنزدیک وی بر
چون بنزدیک او شدیم زمانی سخن گفتیم چون قصد باز گشتن کردیم هارون مرا اشارت
کرد که از وی بپرس تا هیچ وام دارد بپرسیدمش گفت بلی بفرمود تا وامش
بگزاردند و ازانجا بیرون آمد گفت یا فضل دلم هنوز تقاضا می کند که مردی را
ببینیم بزرگ تر ازین گفتم سفیان بن عُیینه اینجا ست گفت برو تا بنزدیک
وی شویم چون اندر آمدیم و زمانی سخن گفت چون قصد باز گشتن کردیم دیگر باره
اشارت کرد تا از وامداریش بپرسیدم گفت بلی وام دارم بفرمود تا وامش را
بدادند و ازانجا بیرون آمد و گفت یا فضیل هنوز مقصود من حاصل نشده
است گفت یادم آمد که فضیل بن عیاض رضی الله عنه این جا ست وی را
بنزدیک فضیل بردم و وی اندر غرفه بود و آیتی از قرآن بر می خواند در بزدیم
گفت کیست گفتم امیر المومنین است گفت ما لی و لامیر المؤمنین ما را با
امیر المومنین چه کار گفتم سبحان الله نه خبر ست صلی الله علیه وسلم که گفت لیس
للعبد ان یذلّ نفسه فی طاعة الله قال بلی امّا الرضا عز دایم عند اهله نیست
روا مر بنده را اندر طاعت خدا ذلّ طلب کند گفت بلی امّا رضا عزّ دایم
بود تو ذلّ من می بینی (ص ۱۴۱) و من عزّ خود بوجه رضا بحکم خداوند تعالی ص ۱۴۱

آنگاه فرود آمد در بگشاد و چراغ بکشت و اندر زاویهٔ بایستاد تا هارون گردِ خانهٔ
ورا می جست تا دستش بروی باز آمد گفت آه از دستی که از وی نرم تر ندیدم
اگر از عذاب خدای تعالی برهد نیک عجب باشد هارون فرا گریستن آمد چندان
بگریست که بی هوش شد چون بهوش آمد گفت یا فضیل مرا پندی بده گفت
یا امیر المؤمنین پدرت عم مصطفی بود از وی در خواست که مرا امیر قومی کن
گفت یا عمّ یك نفسك ترا بر تن تو امیر کردم یعنی که یک نفس تو اندر طاعت
خدای بهتر از هزار سال طاعت خلق مر ترا کانّ الامارة یوم القیمة الندامة
از آنچه امیری روز قیامت بجز ندامت نباشد هارون گفت اندر پند زیادت کن
گفت چون عمر بن عبد العزیز را بخلافت نصب کردند سالم بن عبد الله و جابر
بن حیوة و محمد بن کعب القرظی را رضی الله عنهم بخواند و گفت من مبتلا شدم
بدین بلیّات تدبیر من چه چیز است که من این را بلا می شناسم اگرچه مردمان
نعمت دانند یکی گفت اگر می خواهی که فردا ترا از عذاب خدای تعالی نجات باشد
پیران مسلمانان را پدر خویش دان و جوانان را چون برادران و کودکان را چون
فرزندان آنگاه با ایشان معاملت چنان کن که اندر خانه با پدر و برادر و فرزند
کنند این همه اسلام چون خانهٔ تست و اهل آن عیال تو زُر اباك و اکرم اخاك
و احسن علی ولدك (ص ۱۴۲) زیارت کن پدر را و کرامت کن برادر را و ص ۱۴۲
نیکوئی کن بجای فرزند آنگاه فضیل گفت من می ترسم یا امیر المؤمنین آن روی
خوب تو بر آتش دوزخ گرفتار شود از خداوند بترس و حق بهتر ازین بگزار
پس هارون گفت ترا وام هست گفت بلی وام خداوند تعالی در گردنِ من
است و آن طاعتِ وی است اگر مرا برای آن بگیرد وای بر من گفت
فضیل وام خلق می گویم گفت حمد و سپاس مر خدای را عزّ و جلّ که مرا ازوی
نعمت بسیار ست و هیچ گله ندارم از وی تا با بندگانش بگنم آنگاه هارون صرّه
هزار دینار بیرون کرد و پیشِ وی نهاد گفت این زر اندر وجه از وجوه خود

بکار بر، فضیل گفت یا امیر المؤمنین این پندهای من ترا هیچ سود نداشت و هم ازینجا جور اندر گرفتی و بیداد گری را به پیشه کردی گفتا چه بیداد گری کردم گفت من ترا بنجات می خوانم و تو مرا اندر بلا می افگنی این بیدادی نبود هارون و فضیل هر دو گریان از پیش او بیرون آمدند و مرا گفت یا فضیل بن الربیع یک بحقیقت فضیل است و این جمله دلیل صولت دیست بدنیا و اهل آن و حقارت زینت آن بنزدیک دل وی و ترک تواضع مر اهل دنیا را از برای دنیا و وی را مناقب بیشتر ازین است،

و منهم سفینۂ تحقیق و کرامت و شمشاد شرف اندر ولایت ابو الفیض **ذو النون** بن ابراهیم المصری رضی الله عنه نوبی بچہ بود نام وی ثوبان و از اخیار قوم و بزرگان و عیّاران این قوم که طریق بلا سپردی و راهِ ملامت رفتی و اهلِ مصر جمله اندر شانِ وی متحیّر بودند و (ص ۱۴۳) بروزگارش منکر و تا مرگ کسی حال و جمالِ وی را نشناخت اندر مصر و آن شب که از دنیا بیرون رفت هفتاد کس پیغامبر را صلی الله علیه وسلم بخواب دیدند که فرمود که دوست خدای ذی النون بخواست آمد من باستقبال وی آمدم چون وفات آمدش بر پیشانی وی نبشته یافتند هذا حبیب الله مات فی حب الله قتیل الله چون جنازۂ وی برداشتند مرغانِ هوا بر جنازۂ وی مجتمع شدند و پر در پر بافتند و سایه بر وی افگندند اهل مصر جمله تشویر خوردند و توبه کردند از جفای که با وی کرده بودند و وی را اطراف طُرق بسیار ست و کلمات خوش اندر حقایق علوم چنانکه العارف کلّ یوم اخشع لانّه فی کل ساعة اقرب هر روز عارف ترسان و خاشع تر بود زیرانچه هر ساعت نزدیک تر بود و آنکه نزدیک تر بود لامحاله حیرت و خشوعش بیشتر بود ازانچه از هیبتِ سلطانی حق آگه گشته باشد و جلال حق بر دلش متولی شده خود را از وی دور بیند و بوصل وی نه خشوعش بر خشوع زیادت شود چنانکه موسیٰ صلوات الله علی نبیّنا و علیه اندر حال مکالمت گفت یا ربّ این اطلبك قال عند المنکسرة قلوبهم بار خدایا ترا کجا طلبم گفت

ص ۱۴۳

آنجا کہ دل شکستہ باشد و از خلاص خود نومید گشتہ باشد گفت بار خدایا هیچ دلی از دل من نومید تر و شکستہ تر نیست گفت پس من آنجا ام کہ نوئی پس مدّعی معرفت بی ترس و خشوع جاهل (ص ۱۲۴) بود نہ عارف و حقیقت معرفت را علامت صدق ارادت بود و ارادت صادق بُرندهٔ اسباب و قاطع انساب بنده باشد از دون خدای عزّ و جلّ چنانکہ ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ گوید الصدق سیف اللہ فی ارضه ما وضع علی شئ الا قطعه راستی شمشیر خدایست عزّ و جلّ اندر زمین و بر هیچیز نیاید الا آنکہ آن چیز را ببرّد و صدق رؤیت مسبّب باشد نہ اثبات سبب چون سبب ثابت شد حکم صدق ساقط شود و یافتم اندر حکایات وی کہ روزی با اصحاب اندر کشتی نشستہ بود و اندر رودِ نیل تماشا همی کردند چنانکہ عادت اهل مصر باشد کشتی دیگر همی آمد و گروهی از اهل طرب درانجا نشستہ بودند و فسادی می کردند و شاگردان را ازان نفرت عظیم آمد گفتند ایّها الشیخ دعا کن تا آن جملہ را خدای عزّ و جلّ غرق کند تا شومی ایشان از خلق منقطع شود ذو النون رحمۃ اللہ علیہ بر پای خاست و دستها بر گرفت و گفت بار خدایا چنانکہ این گروه را اندرین جهان عیش خوش دادهٔ اندران نیز عیش خوش دهی مریدان بدان متعجّب شدند از گفتار وی چون از کشتی فرا پیشتر آمد و چشم شان بر ذو النون رحمۃ اللہ افتاد فرا گریستن آمدند و عود ها بشکستند و توبہ کردند و بخدای باز گشتند وی شاگردان را گفت عیش خوش آن جهانی توبهٔ این جهانی بود دیدید کہ مراد جملہ حاصل شد و شما و ایشان (ص ۱۲۵) بمراد رسیدید بی آنکہ رنجی بکسی بر رسد و این غایت شفقت آن پیر بود بر مسلمانان و اندرین اقتدا بہ پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم کرد کہ هرچند کہ از کافران بدو جفا زیادت بودی وی متغیّر نشدی و می گفتی اللهم اهد قومی فانهم لا یعلمون و از وی می آید کہ گفت از بیت المقدس می آمدم بقصد مصر اندر راه شخصی دیدم از دور کہ می آمد اندر دلِ خود تقاضا یافتم کہ ازین کس سوالی بکنم کہ می آید چون بہ نزدیکِ من آمد پیر

زنی دیدم با عکّازهٔ اندر دست و جبّهٔ پشمین پوشیده گفتم من این قالت من الله قلت الی
این قالت الی الله از کجا می آئی گفت از نزد خدای گفتم کجا می شوی گفت بسوی
خدای با من دینار گانهٔ بود بر آوردم که بدو دهم دست اندر روی من بجنبانید
و گفت ای ذو النون این صورت که ترا بسته است از رکیکی عقلِ تو است من
کار از برای خدا کنم و از دون وی چیزی نستانم چنانکه نپرستم جز وی را چیزی نستانم
جز از وی این بگفت و از من جدا شد اندرین حکایت رمزی لطیف ست که
من کار از برای وی می کنم و این دلیل صدق محبّت وی بود که خلق اندر
معاملت بر دو گونه اند یکی آنکه کاری می کند پندارد که از برای وی می کند
و آن هم از برای خود می کند هر چند که هوای وی ازان منقطع باشد دنیای
آخر هوس ثواب آن جهانی باشد و دیگر آنکه ارادت ثواب و عقاب آن جهانی
و ریا و سمعت این جهانی از (ص ۱۴۶) معاملت وی منقطع باشد و آنچه کند
خالص مر تعظیم حق را کند و محبّت حق تعالیٰ متقاضی وی باشد بترکِ نصیبِ
خود اندر فرمانِ وی و آن گروه را صورت بسته باشد که آنچه دارِ آخرت را
کنند وی را باشد و ندانند که اندر طاعت مر مطیع را نصیب وافر تر
ازان باشد ازانچه اندر معصیت که راحت معاصی یک ساعت باشد و راحت
طاعت همیشه بود و خداوند تعالی از مجاهدت خلق چه سود دارد و از ترکِ
آن چه زیان اگر همهٔ عالم بصدق ابو بکر رضی الله عنه گردند سود مر ایشان
را دارد و اگر بکذب فرعون شوند زیان مر ایشان را دارد چنانکه گفت اِنْ
اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ وَ اِنْ اَسَأْتُمْ فَلَهَا و نیز
گفت وَ مَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ خلق ملک ابدی مر خود را طلبند و گویند
از برای خدای می کنم امّا سپردن طریق دوستی خود چیزی دیگر ست ایشان را از
گذاردن فرمان حصول امرِ دوست نگاه دارند چشم شان بر هیچ چیزی دیگر نباشد
و اندرین کتاب مانندِ این سخن بیابد اندر باب الاخلاص انشاء الله عزّ و جلّ۔

ص ۱۴۶

و منهم امیر امرا و سالک طریق نقا **ابو اسحٰق** ابراهیم بن ادهم ابن منصور
رضی الله عنه بگانهٔ بود اندر طریقِ خود و اندر عصرِ خود سیّد اقرانِ خود
بود و مرید خضر پیغامبر صلوات الله علی نبیّنا و علیه و بسیاری از قدمای مشایخ
را یافته بود و با امام ابو حنیفه رضی الله عنه اختلاط داشته و علم از وی
ص ۱۴۷ بیاموخته و در اوّلِ حال او امیر بلخ بود و روزی بصید شده (ص ۱۴۷)
بود و از لشکرِ خود جدا مانده و از پسِ آهوی می تاخت خدای عزّ و جلّ
مر آن آهو را با وی بسخن آورد تا بزبان فصیح گفت الهذا خُلِقْتَ او
لهذا اُمِرتَ از برای این کارت آفریده اندت این وی را دلیل گشت توبه
دست از جمله بداشت و طریق ورع و زهد بر دست گرفت و فضیل بن
عیاض و سفیان ثوری را بیافت و با ایشان صحبت کرد و اندر همه عمر
خود بجز از کسب خود نخوردی و وی را معاملات ظاهر ست و کرامات
مشهور ست اندر حقایق تصوّف کلمات بدیع و لطایف نفیس جنید گوید رحمة
الله علیه " مفاتیح العلوم ابراهیم " کلید همه علمها ابراهیم است و از وی
روایت می آرند که گفت اتخذ الله صاحباً و ذر الناس جانبا ابراهیم ادهم گفت خداوند را
یار خود دار و خلق را بجانبی بگذار و مراد ازین آنست که چون اقبال
بنده بحقّ تعالی درست باشد و اندر تولّی بحقّ تعالی مخلص بود صحّت اقبال
بحقّ اعراض از خلق تقاضا کند ازانچه صحبت خلق را با حدیث حقّ هیچ
کار نیست و صحبت حقّ اخلاص باشد اندر گذاردن فرمان وی و اخلاص
اندر طاعت از خلوص محبّت بود و خلوص محبّت حقّ از دشمنی نفس و هوا
خیزد که هر که با هوا آشنا بود از خدای جدا بود و هر که از هوا بریده
باشد با خداوند آرامیده بود پس همه خلق توئی اندر حقّ تو چون از خود اعراض
کردی از همه خلق اعراض کردی کسی که از خلق اعراض کند و بخود اقبال
ص ۱۴۸ کند این جفا باشد که همه خلق (ص ۱۴۸) درآنجا هستند بحکم تقدیر رانند ترا

کار با تو افتاده است و بنای استقامت ظاهر و باطن مر طالب را بر دو چیز ست یکی ازان شناختنی و دیگر کردنی آنچه شناختنی است رؤیت تقدیر حق ست از خیر و شرّ که اندر کلّ ملک هیچ متحرّک ساکن نشود و هیچ ساکن متحرّک نگردد الّا بحرکتی که خداوند اندر وی آفریند و سکونتی که حق اندر وی نهد و آنچه کردنی ست گذاردن فرمانست و صحتِ معاملات و حفظ تکلیف و بهیچ حال تقدیر وی مر ترک فرمان را حجت نگردد پس اعراض از خلق درست بناید تا از خود اعراض نباشد چون از خود اعراض کردی خلق همه می بباید مر حصولِ مراد حق را چون بحق تعالی اقبال کردی تو می بیائی مر اقامت امرِ حق را پس با خلق آرامیدن روئی نیست و اگر بدونِ حق با چیزی بخواهی آرامید باری با غیر آرام که آرام با غیر رؤیت توحید بود و آرام با خود اثبات تعطیل و ازان بود که شیخ ابو الحسن سالبه رحمة الله علیه گفت مرید را در حکم گربه بودن بهتر ازانکه در حکم خود ازانچه صحبت با غیر از برای خدای بود و صحبت با خود از برای پروردن هوا و اندرین معنی سخن بباید اندرین کتاب بجای خود انشاء الله تعالی و اندر حکایاتِ ابراهیم ادهم است که چون ببادیه برسیدم پیری بیامد و مرا گفت ابراهیم می دانی که این چه جائیست که تو بی زاد و راحله می روی گفت من دانستم که آن شیطان ست چهار دانگ با من بود که اندر کوفه زنبیلی فروخته بودم آن از جیب (ص ۱۲۹) بر آوردم و بینداختم و شرط کردم که در هر میلی چهار صد رکعت نماز کنم چهار سال اندر بادیه بماندم و خداوند تعالی بوقت بی تکلّف روزی می رسانید و اندران میان خضر صلوات الله علی نبیّنا و علیه با من صحبت کرد و مرا نام بزرگِ خداوند بیاموخت آنگاه دلم بیکبار از غیر فارغ شد وی را مناقب بسیار ست و بالله التوفیق۔

(ص ۱۲۹)

و منهم سرّیه معرفت و تاج اهل معاملت بِشر بن الحارث الحافی رضی

اللہ عنہ اندر مشاہدت شانی عظیم داشت و اندر معاملت حظّی تمام صحبت فضیل یافتہ بود و مرید خال خود بود علی بن حشرم و بعلم اصول و فروع عالم بود و ابتدای توبہ وی آن بود کہ روزی مست می رفت اندر میان راہ کاغذ پارۂ یافت آن را تبعظیم بر گرفت بران نوشتہ بود کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مر آن را معطّر کرد و بجای پاک بنهاد آن شب بخواب دید مر خداوند تعالیٰ را کہ وی را گفت "یا بشر طیّبتَ اسمی نبعزّتی لأُطیّبنّ اسمك فی الدنیا و الآخرة" نام مرا خوشبوی گردانیدی بعزّت من نام ترا خوشبوی گردانم اندر دنیا و آخرت تا کس نام تو نشنود الا کہ راحتی بدل وی اندر آید بجان وی آید آن گاہ توبہ کرد و طریق زہد بر دست گرفت و از شدّت غلبہ اندر مشاہدت حق تعالیٰ ہرگز ہیچ چیز اندر پای نکرد از وی علّت آن بپرسیدند گفت زمین بساط ویست و من روا ندارم کہ بساط وی سپرم و میان پای من و بساط وی واسطہ باشد و این از غرایب معاملات (ص ۱۵۰) وی است کہ اندر جمع ہمت وی بحق پای افزاری حجاب وی آمد و از وی می آید کہ گفت "من اراد ان یکون عزیزاً فی الدنیا و شریفاً فی الآخرۃ فلیجتنب ثلثا لا یسأل احداً حاجۃً و لا یذکر احداً بسوء و لا یجیب احداً الی طعامہ" ہر کہ خواہد اندر دنیا عزیز باشد و اندر آخرت شریف گو از سہ چیز بہ پرہیز از مخلوقات حاجت مخواہ و کس را بد مگوی و بمہمانی کش مشو امّا ہر کہ بخداوند تعالیٰ راہ داند از خلق حاجت نخواہد کہ حاجت بخلق دلیل بی معرفتی بود کہ اگر بقاضی الحاجات عالمستی از چون خویشتنی حاجت نخواہدی لانّ استعانۃ المخلوق من المخلوق کاستعانۃ المسجون من المسجون امّا ہر کہ کسی را بد گوید آن تصرّف ست کہ اندر حکم خدای می کند از آنچہ آن کس و فعل وی آفریدۂ خداوند ند و آفریدۂ وی را بر کہ ردّ می کند زیرا کہ چون فعل را عیب کند فاعل را عیب کردہ باشد بجز آنکہ وی فرمودہ است کہ بر موافقت من کفّار را ذمّ کنید امّا آنچہ گفت از طعام خلق بہ پرہیزد از آنچہ رازق خدای

ص ۱۵۰

تعالی است اگر مخلوق را سبب روزی تو گرداند او را مبین و بدانکه آن روزی
تست که خدای تعالی بتو رسانید نه ازان وی و اگر او پندارد که ازان ویست
و بدان بر تو منّت نهد او را اجابت مکن که اندر روزی کس را بر کس
منّت نیست البتّه ازانکه بنزدیک اهل سنّت و جماعت روزی غذا ست و بنزدیک
معتزله ملک و خلق را باغذیه خداوند تعالی پرورد (ص ۱۵۱) نه مخلوق و مجاز این ص ۱۵۱
قول را وجهی دیگر ست واللّٰه اعلم

و منهم فلک معرفت و ملک محبّت ابو یزید طیفور بن عیسی البسطامی رحمة اللّٰه
علیه از اجلّهٔ مشایخ بود و حالش اکبر جمله بود و شانش اعظم تا حدّی که جنید
گفت رحمة اللّٰه علیه "ابو یزید منّا بمنزلة جبرئیل من الملائکة" ابو یزید اندر میان
ما چون جبرئیل ست از ملایکه و جدّ وی مجوسی بوده و از بزرگان بسطام یکی پدر
وی بود و او را روایات بسیار عالیست اندر احادیث پیغامبر صلی اللّٰه علیه وسلم و
ازین ده امام معروف مر تصوّف را یکی وی ست هیچ کس را پیش از وی
اندر حقایق این علم چندان استنباط نبود که وی را و اندر همه احوال محبّ العلم
و معظّم الشریعة بود بخلاف آنکه گروهی برای مدد الحاد خود را موضوعی بر وی
بندند و از ابتدا روزگارش مبنی بر مجاهدت و پرورش معاملت بوده است و از
وی می آید که گفت "عملت فی المجاهدة ثلثین سنة فما وجدت شیئا اشدّ
علیّ من العلم و متابعته لو لا اختلاف العلماء لبقیتُ و اختلاف العلماء رحمة
الّا فی تجرید التوحید" گفت سی سال مجاهدت کردم هیچ چیز نیافتم که بر من
سخت‌تر از علم و متابعت آن بود و اگر اختلاف علما نبودی من از همه چیز ها
باز ماندمی و حقّ دین نتوانستمی گذارد و اختلاف علما رحمت ست بجز اندر تجرید
توحید و بحقیقت چنین است که طبع بجهل مایل تر بود (ص ۱۵۲) از آنچه بعلم ص ۱۵۲
و بجهل بسیار کار بی رنج بتوان کرد و بعلم یک قدم بی رنج نتوان نهاد و
صراط شریعت بسیار باریک تر و پُر خطر تر از صراط آن جهان ست پس باید

که اندر همه احوال چنان باشی که اگر از احوال رفیع و مقامات خطیر باز مانی و بیفتی با وی اندر میان شریعت افتی که اگر از تو همه بشود معاملت با تو بماند که اعظم آفات مر مرید را ترک معاملت بود و همه دعاوی مدّعیان اندر ورزش شریعت متلاشی شود و همه ارباب لسان اندر برابر آن برهنه گروند و از وی می آید رحمة الله علیه که گفت "الجنة لا خطر لها عند اهل المحبة و اهل المحبة محجوبون بمحبتهم" بهشت را خطری نیست بنزدیک اهل محبّت و اهل محبّت باز مانده اند و در پوشش اند از محبوب یعنی بهشت مخلوق ست اگرچه بزرگ ست و محبّت وی صفت وی است نا مخلوق و هر که از نا مخلوق بمخلوق باز ماند بی خطر بود پس مخلوق بنزدیک دوستان خطر ندارد و دوستان بدوستی محجوبند ازانچه وجود دوستی دوئی تقاضا کند و اندر اصل توحید دوئی صورت نگیرد و راه دوستان از وحدانیت بوحدانیت بود و اندر راه دوستی علت دوستی آید و آفت آنکه اندر دوستی مریدی و مرادی باید یا مرید حق و مراد بنده و یا مراد حق و مرید بنده اگر مرید حق بود و مراد بنده هستی بنده ثابت بود اندر مراد حق و اگر مرید بنده بود و مراد حق بطلب و ارادت مخلوق را بدو راه نیست ماند اینجا آفت (ص ۱۵۳) هستی اندر محبّ بهر دو حال پس فنای محبّ اندر بقای محبّت تمام تر ازانکه فناش ببقای محبّت و از وی می آید رحمة الله علیه که گفت یکبار بمکّه شدم خانه منفرد دیدم گفتم که حج مقبول نیست که من سنگها ازین جنس بسیار دیده ام بار دیگر برفتم خانه دیدم و خداوند خانه دیدم گفتم هنوز حقیقت توحید نیست بار سیم برفتم همه خداوند خانه دیدم و خانه نه دیدم بسرّم من ندا که آمد یا بایزید اگر خود را ندیدهٔ و همه عالم را بدیدی مشرک نبودی و چون همه عالم را نه بلبینی و خود را بلبینی مشرک باشی آنگاه توبه کردم و از توبه نیز توبه کردم و از دیدن هستی خود نیز توبه کردم و این حکایتی لطیف ست اندر صحّت حال وی و نشان خوب مر ارباب احوال را

ص ۱۵۳

و منهم امام فنون و جاسوس ظنون **ابو عبد اللہ الحارث** بن اسد المحاسبی رحمۃ اللہ علیہ عالم بود باصول و فروع و مرجع همہ اهل علم در وقت بود و کتابی کردہ است **رغایب** نام اندر اصول تصوف و بجز آن وی را تصانیف بسیار ست اندر هر فن عالی حال و بزرگ همت بود و اندر وقت خود شیخ المشایخ بغداد بود از وی روایت آرند کہ گفت "العلم بحرکات القلوب فی مطالعۃ الغیوب اشرف من العمل بحرکات الجوارح" آنکہ بحرکات دل اندر مطالعہ محل غیب عالم بود بهتر ازانکہ بحرکات جوارح عامل بود مراد ازین آنست کہ علم محل کمال ست و جهل محل طلب و علم اندر پیشگاہ بهتر ازانکہ جهل بر درگاہ کہ علم مرد را (ص ۱۵۴) بدرجۂ کمال رساند و جهل از درگاہ اندر نگذراند و بحقیقت علم بزرگتر از عمل بود ازانچہ خداوند عزّ و جلّ بعلم توان شناخت و بعمل اندر نتوان یافت و اگر علم بے عمل را بدو راہ باشدی نصاریٰ و رهبانان اندر شدت اجتهاد شان اندر مشاهدہ آیدی و مؤمنان عاصی اندر مغایبہ پس عمل صفت بندہ است و علم صفت خداوند و بعضی از راویان این قول را غلطی افتادہ است و هر دو عمل را روایت کنند و گویند "العمل بحرکات القلوب اشرف من العمل بحرکات الجوارح" و این محال ست کہ عمل بندہ بحرکات دل تعلق نگیرد و اگر بدین معنی فکرت و مراقبۂ احوال باطن را می خواهد این خود بدیع نباشد کہ پیغامبر گفت صلی اللہ علیہ وسلم "تفکّر ساعۃ خیر من عبادۃ ستّین سنۃ" و بحقیقت اعمال سرّ فاضل تر از اعمال جوارح و تاثیر احوال و افعال باطن اندر حقیقت تمام تر از تاثیر اعمال ظاهر و ازان بود کہ گفتند "نوم العالم عبادۃ و سهر الجاهل معصیۃ" خواب عالم عبادت بود و بیداری جاهل معصیت ازانچہ اندر خواب و بیداری سرّش مغلوب باشد و چون سرّ مغلوب بود تن مغلوب بود پس سرّ مغلوب بغلبۂ حق بهتر از نفس غالب بحرکات ظاهر و مجاهدت و از وی می آید کہ روزی درویشی را گفت "کن للہ و الّا فلا تکن" خداوند را باش و اگر نہ خود مباش یعنی بحق

باقی باش یا از وجود خود فانی باش یعنی بصفوت مجتمع باش یا بفقر متفرق و بحق باقی باش و یا از خود فانی یا بدان صفت باش که حق گوید اُسْجُدُوا لِآدَمَ یا بدان صفت باش که هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ (ص ۱۵۵) حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَکُنْ شَیْئًا مَذْکُوْرًا اگر تو حق را باشی باختیار خود قیامت بخود بود و اگر نباشی باختیار خود قیامت بحق بود و این معنی لطیف ست و الله اعلم۔

ص ۱۵۵

و منهم امام معرض از خلق و از طلب ریاست بریده از خلق **ابو سلیمان داود** بن نصیر الطائی رضی الله عنه از کبرای مشایخ و سادات اهل تصوّف بود و اندر زمانهٔ خود بی نظیر شاگرد ابو حنیفه بود رضی الله عنه و از اقران فضیل و ابراهیم ادهم و غیر ایشان و اندر طریقت مرید حبیب راعی بود و اندر جملهٔ علوم حظّی وافر داشت و بدرجهٔ اعلی بود و اندر فقه فقیه الفقهاء بود و عزلت اختیار کرد و از ریاست اعراض کرد و طریق زهد و تقوی بر دست گرفت و وی را مناقب بسیار ست و فضایل مذکور که بمعاملات عالم بود و اندر حقایق کامل از وی می آید که گفت مر مریدی را از مریدان خود ان اردتَ السلامة سلّم علی الدنیا و ان اردت الکرامة کبّر علی الآخرة گفت ای پسر اگر سلامت خواهی دنیا را وداع غیبت کن و اگر کرامت خواهی بر آخرت تکبیر مرگ کش یعنی این هر دو محل حجابند و همه فراغتها اندرین دو چیز بست ست هر که خواهد که بتن فارغ شود گو از دنیا اعراض کن و هر که خواهد که بدل فارغ شود گو ارادت عقبی بیرون کن و اندر حکایات مشهور ست که وی پیوسته اختلاط با محمد بن الحسن داشتی و ابو یوسف القاضی را بنزدیک خود نگذاشتی او را گفتند که این هر دو اندر علم بزرگند چرا یکی را عزیز داری و یکی را اندر پیش خود نگذاری گفت (ص ۱۵۶) از آنچه محمد بن الحسن از سر نعمت دنیای بسیار بعلم آمده ست و علم سبب عزّ دین و ذلّ دنیای ویست و ابو یوسف از سر درویشی و ذلّ بعلم آمده ست

ص ۱۵۶

و علم را سبب عزّ و جاه خود گردانیده است پس محمد نه چون وی باشند و از معروف کرخی رضی الله عنه روایت کنند که گفت هیچ کس ندیدم که دنیا را اندر چشم وی خطر کمتر از داود طائی رضی الله عنه بود که همه دنیا را و اهل آن را بنزدیک وی هیچ مقداری نبود و اندر فقرا بچشم کمال نگریستی اگرچه پر آفت بودندی و وی را مناقب بسیار ست و الله اعلم.

و منهم شیخ اهل حقایق و منقطع از جمله علایق ابوالحسن سری بن مغلّس السقطی رحمة الله علیه خال جنید بود و عالم بجملهٔ علوم و اندر تصوّف او را شانی عظیم ست و ابتدا کسی که اندر ترتیب مقامات و بسط احوال خوض کرد وی بود و بیشتری از مشایخ عراق مریدانِ وی اند و وی حبیب راعی را دیده بود و با وی صحبت داشته و مرید معروف کرخی بود و وی اندر بازار بغداد سقط فروشی کردی چون بازار بغداد بسوخت وی را گفتند که دکانت بسوخت گفت من فارغ شدم از بند آن چون نگاه کردند دکان وی نسوخته بود و از چهار سوی آن دکانها سوخته بودند چون آن چنان بدید آنچه داشت بدرویشان داد و طریق تصوّف اختیار کرد وی را پرسیدند که ابتدای حالت چگونه بود گفت روزی حبیب راعی بدکانِ من بر گذشت من شکسته‌ء بر وی دادم که بدرویشان ده مرا گفت خیرک الله ازان (ص ۱۵۷) روز باز که با این گوش آن دعای وی بشنیدم نیز از اموالِ دنیا فلاح نیامد و از وی می آید که گفت "اللهم مهما عذبتنی به من شئ فلا تعذّبنی بذلّ الحجاب" بار خدایا اگر مرا بچیزی عذاب کنی بذلّ حجاب عذاب مکن ازانچه چون محجوب نباشم از تو عذاب و بلا بذکر و مشاهدهٔ تو بر من آسان بود و چون از تو محجوب باشم نعیم تو هلاک من بود بذلّ حجاب تو پس بلای که اندر مشاهدت میلی بود بلا نباشد و لیکن بلا آن نعمتی بود که اندر حجاب میلی بود و اندر دوزخ هیچ عقوبت سخت و صعب تر از حجاب نیست که اگر اهل دوزخ اندر دوزخ بخدای تعالی مکاشف بودندی هرگز مؤمنان عاصی را بهشت یاد

ص ۱۵۷

نیامدی که دیدار حق تعالی چندان شادی دهد که از بلای تن عذاب کالبد خبر نداد ندی و اندر بهشت هیچ نعمت کامل تر از کشف نیست که اگر آن نعمت ها و صد چندان دیگر اندر حق ایشان محصول باشدی و ایشان از خداوند محجوب هلاک از دلها و جانهای ایشان بر آیدی پس سنت خدای تعالی آنست که اندر همهٔ احوال دل دوستان بخود بینا دارد تا همه مشقت و ریاضت بلاها بشرب آن بتوانند کشید تا دعا های ایشان چنین باشد که همه عذاب ها دوستر از حجاب تو داریم که چون جمالِ تو بر دلهای ما مکشوف باشد از بلا نیندیشیم و الله اعلم.

و منهم سرهنگ اهل بلا و بلوی و مایهٔ زهد و تقویٰ **ابو علی شقیق** بن ابراهیم الازدی رضی الله عنه عزیز قوم و مقتدای ایشان بود و عالم بجملهٔ علوم شرعی و معاملتی (ص ۱۵۸) و حقیقتی و وی را تصانیف بسیار ست اندر فنون این علم صاحب ابراهیم بن ادهم رحمة الله علیه بود و بسیاری از مشایخ دیده بود و با ایشان صحبت کرده و از وی می آید که گفت "جعل الله اهل طاعته احیاء فی مماتهم و اهل المعاصی امواتا فی حیاتهم" خداوند اهل طاعت خود را اندر حال مرگ ایشان زنده گردانید و اهل معصیت را اندر حالِ زندگی مرده یعنی مطیع اگرچه مرده بود زنده بود که ملائکه بر طاعت وی آفرین همی کنند تا بقیامت و ثواب او مؤبد بود پس وی اندر فنای مرگ باقی بود ببقای جزاء همی آرند که پیری بنزدیک وی آمد و گفت ایها الشیخ گناه بسیار دارم و می خواهم که توبه کنم وی گفت دیر آمدی پیر گفت که نه که زود آمدم گفت چرا گفت هر که پیش از مرگ اید زود آمده بود و گویند که ابتدای توبهٔ وی آن بود که سالی اندر بلخ قحطی افتاده بود مردمان یکدیگر را می خوردند و همه مسلمانان اندوه گین غلامی را دید که اندر بازار می خندید و طرب می کرد مردمان گفتند چرا می خندیدی شرم نداری که همه مسلمانان اندر اندوه مانده اند و تو چنین شادی می کنی گفت مرا هیچ اندوه نیست که من بندهٔ آن کسم که او را دیهی

است خالصه و وی شغل از دل من برداشته شقیق گفت بار خدایا این غلام بخواجهٔ که یک ده دارد شادی می کند و تو مالک الملوکی و روزی ما اندر پذیرفتهٔ و ما چندین اندوه بر دل گماشته ایم از شغل دنیا رجوع کرد و طریق حق را سپردن گرفت و نیز اندوه روزی هرگز نخورد (ص ۱۵۹) و پیوسته گفتی که من شاگرد غلامی ام و آنچه یافتم ازو یافتم و این از وی تواضع بود و وی را مناقب بسیار ست معروف و باللّٰه التوفیق.

ص ۱۵۹

و منهم شیخ وقت خود و در طریق حق مجرّد **ابو سلیمان ابن عبدالرحمٰن** ابن عطیّة الدارانی رضی اللّٰه عنه عزیز قوم و ریحان دلها وی بریاضت و مجاهدات صعب مخصوص ست و عالم بود بعلم وقت و معرفت آفات و بصیر بکمین های آن و وی را کلام لطیف ست اندر معاملات و حفظ قلوب و رعایت جوارح و از وی می آید که گفت "اذا غلب الرجاء علی الخوف فسد الوقت" چون رجا بر خوف غالب گردد وقت شوریده شود زیرا که وقت رعایت حال باشد و بنده تا آنگاه راعی حال باشد که چگونه خوف بر دلش مستولی بود چون خوف برخاست وی تارک الرعایة شود وقتش فاسد گردد و اگر خوف بر رجا غلبه کند توحیدش باطل شود ازانچه غلبهٔ خوف از نومیدی بود و نا امیدی از حق شرک بود پس حفظ توحید اندر صحت رجای بنده باشد و حفظ وقت اندر صحتِ وی چون هر دو برابر باشند توحید و وقت هر دو محفوظ باشند و بنده بحفظ توحید مؤمن بود و بحفظ وقت مطیع و تعلق رجا بمشاهدهٔ صرف بود که اندرو جمله اعتقاد ست و تعلق خوف بمجاهده صرف که اندرو جمله اضطراب ست و مشاهدهٔ مواریث مجاهدت باشد و این معنی آن بود که همه امیدها از نا امیدی پدید آید و هر که بکردار خود از فلاح خود نومید شود آن نومیدی وی را بنجات و فلاح (صفحه ۱۶۰) و کرم حق تعالی راه نماید و در انبساط بر وی بگشاید و دلش را از آفات طبع بزداید و جملهٔ اسرار ربّانی او را کشف گردد احمد بن ابی الحواری رحمة اللّٰه علیه گوید اندر خلوت شبی

ص ۱۶۰

نماز می کردم و اندران میان مرا راحت بسیار بود و دیگر روز با ابو سلیمان گفتم
گفت ضعیف مردی که ترا هنوز خلق اندر پیش ست تا اندر خلا دیگر گونی و اندر
ملا دیگر گون و اندر دو جهان هیچیز را آن خطر نیست که بنده را از حق باز
تواند داشت و چون عروسی را جلوه کنند بر سر خلق از برای آن کنند تا همه
خلق وی را ببینند و از دیدار خلق مر او را زیادت عزّ بود اما نباید که وی
بجز آن مقصود خود را بیند که از دیدار غیر مر او را ذلّ بود اگر همه خلق
عزّ طاعت مطیع بینید او را زیان ندارد اما اگر وی مر حسن طاعت خود را
بیند هلاک گردد عیاذاً بالله۔

و منهم متعلق درگاه رضا و پروردهٔ علی بن موسی الرضیٰ رضی الله عنهم
ابو محفوظ معروف بن فیروز الکرخی رحمۃ الله علیه از قدما و سادات مشایخ بود و
معروف بفتوّت و مذکور بورع و انابت و ذکر وی مقدّم بایستی ازین ترتیب امّا
من برای موافقت دو پیر مقدّم یکی صاحب نقل و دیگر صاحب تصرّف اندرین محلّ آوردم
یکی ازان شیخ متبرّک ابو عبدالرحمن السلمی که کتابش بدین ترتیب و دیگر استاد
امام ابوالقسم القشیری رضی الله عنه که اندر صدر کتابش ذکر وی برین جمله است
اندرین موضع اثبات کردم ازانکه وی (ص ۱۶۱) استاد سری سقطی و مرید داود
طائی بود رحمهم الله و اندر ابتدا بیگانه بوده ست بر دست علی بن موسی
الرضا رضی الله عنه اسلام آورد و نزدیک وی سخت عزیز و ستوده بود و وی
را مناقب و فضایل بسیار ست و اندر فنون علم مقتدای قوم بوده ست و
از وی می آید که گفت للفتیان ثلث علامات : وفاء بلا خلاف و مدح بلا
جود و عطاء بلا سوال علامت جوانمردان سه چیز بود یکی وفای خلاف و دیگر
ستایشی بی جود و سیم عطای بی سوال امّا وفای بی خلاف آن بود که اندر عهد
عبودیّت بنده مخالفت و معصیت بر خود حرام دارد و مدح بی جود آن بود که
از کسی نیکوئی ندیده باشد وی را نیکو گوید و عطای بی سوال آن که چون

ص ۱۶۱

وی را هستی بود اندر عطا تمیز نکند و چون حال کسی معلوم شود وی را سوال
نفرماید و این جمله از خُلقی بود بخلقی اما همه خلایق اندرین هر سه صفت عاریت
اند و این هر سه صفت حقیقت عزّ و جلّ و فعل وی با بندگانش و این
صفت او را حقیقت است ازانکه اندر وفای او با دوستان خلاف هرچند که ایشان
اندر وفای او خلاف کنند وی بجای ایشان لطف زیادت کند و علامت وفای وی
آنست که در ازل بی فعل نیک بنده او را بخواند و امروز بفعل بد وی وی را
نراند و مدح بی جُود جز وی نکند که وی محتاج فعل بنده نیست و بنده را
بر اندکی از کردار وی ثنا گوید و عطای بی سوال جز وی ندهد ازانکه کریم
ست حال هر یک بداند و مقصود (ص ۱۶۲) هر یکی بی سوال وی حاصل کند
پس چون خداوند تعالی بنده را کرامت کند و وی را بزرگ گرداند و ... خودش
مخصوص گرداند با وی این هر سه معاملت بکند و وی بجهد بمقدار امکان معاملت خود
با خلق همین گرداند آنگاه وی را نام فتوّت دهند و اندر زمرهٔ فتیان نامش مثبت گردد
و این هر سه صفت ابراهیم پیغمبر بود صلوات الله و سلامه علی نبینا و علیه و بر حقیقت
و بجای گاه این را بیان کنیم انشاء الله تعالی.

و منهم زین عباد و جمال اوتاد ابو عبدالرحمن حاتم بن عنوان الاصم رضی الله عنه
از محتشمان بلخ بود و از قدمای مشایخ خراسان و مرید شقیق بود و استاد احمد خضرویه
و اندر جملهٔ احوال خود از ابتدا تا انتها یک قدم بر خلاف صدق ننهاده بود تا جنید
رحمة الله علیه گفت صدّیق زماننا حاتم الاصم وی را کلامی عالیست اندر دقایق
رؤیت آفات نفس و رعونات طبع و تصانیف مشهور اندر معاملات از وی می
آید که گفت "الشهوت ثلثة شهوة فی الاکل و شهوة فی الکلام و شهوة
فی النظر فاحفظ الاکل بالثقة و اللسان بالصدق و النظر بالعبرة" شهوت سه
است یکی اندر طعام و یکی اندر گفتار و یکی اندر دیدار و سه دیگر اندر نظر نگاهدار
و خورش خود را بباور داشت و اعتماد بخداوند و زبان را براست گفتن و چشم

را ببصیرت نگریستن پس هر که اندر اکل توکّل کند از شهوت اکل رسته باشد و هر که
ص ۱۲۳ (ص ۱۲۳) بزبان صدق گوید از شهوت زبان رسته باشند و هر که بچشم راست بیند از
شهوت چشم رسته باشد و حقیقت توکّل از راست دانستن بود که آنکه وی را براستی
بداند و بروزی دادن باور دارد آنگاه براستی دانش خود عبارت کند آنگاه از راستی خود
معرفت نظر کند تا اکل و شربش به جز دوستی نبود و عبارتش جز وجد نه و نظرش
جز مشاهدهٔ نه پس چون راست داند حلال خورد و چون راست گوید ذکر گوید و
چون راست بیند وی را بیند از انچه جز دادهٔ وی بدستوری وی خوردن حلال نیست
و جز ذکر وی اندر هژده هزار عالم ذکر کس راست نیست و جز اندر جمال و جلالش
اندر موجودات مرنظاره کردن روا نیست و چون از وی گیری و بدستوری وی خوری
شهوت نباشد و چون از وی گوئی و بدستوری وی گوئی شهوت نباشد و چون فعل
ورا بینی و بدستوری وی بینی شهوت نباشد و باز چون بهوای خود خوری اگرچه حلال
بود شهوت باشد و چون بهوای خود گوئی اگرچه ذکر بود دروغ و شهوت بود و
چون بهوای خود نگری اگرچه استدلال کنی وبال و شهوت بود و الله اعلم۔

و منهم امام مطّلبی و ابن عمّ النبی ابو عبدالله محمد بن ادریس الشافعی رضی
الله عنه از بزرگان وقت بود و اندر جملهٔ علوم امام و معروف بود بفتوّت و
ورع و وی را مناقب مشهور ست و کلام عالی و شاگرد مالک بود تا بمدینه
ص ۱۲۴ بود و چون بعراق آمد اختلاط محمد بن الحسن کرد رحمهم الله (ص ۱۲۴) و همیشه اندر
طبعش ارادتِ عزلت می بود و طلب می کرد مر تحقیق این طریق را تا گروهی
بر وی مجتمع شدند و بدو اقتدا کردند و احمد بن حنبل از ایشان بود آنگاه بطلب جاه
و ورزش امامت مشغول شد و ازان باز ماند و اندر همه احوال محمود الخصال بود
و اندر ابتدای احوال از متصوّفه اندر دلش خشونتی می بود تا سلیمان راعی را بدید
و بدو تقرب کرد و از بعد آن هر کجا رفتی طلب کنندهٔ حقیقتی بود از وی می آید
که "اذا رایت العالم یشتغل الرخص فلیس یجیٔ منه شیٔ" چون عالم را بینی که برخص

و تاویلات مشغول گردد بدانکه هرگز از وی هیچ چیز نیاید یعنی علما پیشگاه همه اصناف خلایقند و روا نباشد که کسی قدم پیش ازیشان نهد اندر هیچ معنی و راه حق جز باحتیاط و مبالغت اندر مشاهدت نتواند رفت و رخص علم طلب کردن کار کسی باشد که از مجاهدت بگریزد و خواهد که خود را تخفیف اختیار کند پس رخصت طلب کردن درجهٔ عوام باشد تا از دایرهٔ شریعت بیرون نیفتند و مجاهدت ورزیدن درجهٔ خواص باشد تا ثمرهٔ آن اندر سر بیابند و علما خواصند چون خاص را بدرجت عوام رضا بود از وی هیچ چیز نیاید و نیز رخص طلب کردن سبک داشت فرمان حق بود و دوستان حق جل و علی علما اند و دوستان فرمان دوستان را سبک ندادند و ادنی درجات آن اختیار نکند و اندران احتیاط کند یکی (ص ۱۶۵) از مشایخ روایت کند که شبی پیغامبر را صلی الله علیه وسلم بخواب دیدم گفتم یا رسول الله از تو بمن روایت رسیده است که خدای عز و جل را اندر زمین اوتاد و اولیا و ابرار ند گفت آن راوی خبر بتو راست رساننده است گفتم یا رسول الله بس باید تا من یکی ازیشان ببینم گفت محمد بن ادریس یکی ازیشان ست. و وی را بجز این مناقب بسیار ست.

ص ۱۶۵

و منهم شیخ سنت و قاهر اهل بدعت ابو محمد احمد بن حنبل رضی الله عنه مخصوص بود بورع و تقوی و حافظ حدیث پیغامبر صلی الله علیه وسلم و این طبقه بجمله از فریقین وی را مبارک داشته اند و با مشایخ بزرگ صحبت کرده بود و چون ذو النون مصری و بشر حافی و سری السقطی و معروف الکرخی و مانند ایشان و ظاهر الکرامات و صحیح الفراسته بود و آنچه امروز بعضی از مشبهه تعلق بدو کنند آن بر وی افترا ست و موضوع و وی ازان جمله بری ست و وی را اعتقادی ست اندر اصول دین پسندیدهٔ جملهٔ علما و چون ببغداد معتزله غلبه کردند گفتند که وی را تکلیف باید کرد تا قرآن را مخلوق گوید پیر و ضعیف بود دستهایش بر عقابین کشیدند و هزار تازیانه بزدندش که قرآن را مخلوق گوید نگفت و اندران میانه بند ازارش بگشاد و دستهاش بسته بود و دست دیگر پدیدار

آمد و بند ازارش بلبست چون این برهان بدیدند بگذاشتند و هم اندران جراحت فرمان حق یافت و اندر آخر عهد وی قومی بنزدیک وی آمدند و گفتند کہ چہ گوئی اندرین (ص ۱۶۶) قوم کہ ترا بزدند گفت چگویم از برای خدای زدند بنداشتند کہ من بر ظلم و ایشان بر حقّند بمجرّد زخم بقیامت من با ایشان خصومت نکنم، و وی را کلام عالی ست اندر معاملات و هر کسی از وی مسئلہ بر پرسیدی اگر معاملتی بودی جواب کردی و اگر حقایق بودی حوالہ بہ بشر حافی کردی چنانکہ روزی یکی بیامد و گفت ما الاخلاص قال الاخلاص هو الخلاص من آفات الاعمال اخلاص آنست کہ از آفات اعمال خلاص یابی یعنی عملت بی ریا و سُمعۃ و تصنّع و آفت شود و گفت ما التوکل توکّل چیست گفت الثقۃ باللّٰہ باور داشت و استوار خدای را عزّ و جلّ اندر رسانیدن روزی گفت ما الرضا رضا چہ باشد گفت تسلیم الامور الی اللّٰہ آنکہ کارهای خود بخداوند بسپاری گفت ما المحبۃ گفت محبّت چہ باشد گفت این از بشر حافی بپرس کہ تا وی زندہ است من این را جواب نہ گویم و احمد بن حنبل اندر همہ احوال ممتحن بود اندر حال حیات از طعن معتزلہ و اندر حال وفات از تہمت هاء مشبّہہ تا حدی کہ اہل سنّت و جماعت بر حال وی واقف نگشتہ اند وی را تہمت کنند و وی ازان بری ست و اللّٰہ اعلم۔

و منہم سراج وقت و مشرف آفات مقت **ابو الحسن احمد بن ابی الحواری** رضی اللّٰہ عنہ از جملہ اجلّۂ مشایخ شام بود و ممدوح جملۂ مشایخ تا حدی کہ جنید گفت احمد بن ابی الحواری ریحانۃ الشام و وی را کلام عالی است و اشارات لطیف اندر فنون (ص ۱۶۷) علم این طریقت و روایات صحیح از حدیث پیغامبر صلی اللّٰہ علیہ وسلم و رجوع اہل وقت بدو بود اندر واقعات ایشان و وی مرید ابو سلیمان دارانی بود و صحبت سفیان بن عُیَیْنَہ و مروان بن معاویۃ الفزاری بیافتہ کردہ بود و از ہر یک ادب و فایدہ گرفتہ و از وی می آید کہ گفت

"الدنیا مزبلة و مجمع الکلاب و اقلّ من الکلاب من عکف علیها فانّ الکلب
یاخذ منها حاجته و ینصرف و المحبّ لها لا یزول عنها و لا یترکها بحال" دنیا
چون مزبلۂ ایست و جای گاه جمع گشتن سگان و کمتر از سگان باشد آنکه بر سرمعلوم
دنیا بایستد زانچه سگ از مزبله حاجت خود روا کند و سیر گردد و باز گردد
و دوست دارِ دنیا هرگز از دنیا و از جمع آن باز نگردد و از حقیری دنیا بود
نزدیک آن جوان مرد که دنیا را بمزبله مانند کرد و اهل آن را کمتر از سگان
داشت و علّت آورد که چون سگ بهرۂ خود از مزبلۂ بر گیرد از مزبله فرا تر
شود و امّا اهل دنیا پیوسته بر سر جمع کردن و محبّت آن نشسته باشند و هرگز بر
نگردند و این جمله علامت انقطاع ویست از اخوات دنیا و اعراض وی از اصحاب
آن و مر اهل این طریقت گسستگی از دنیا محالی خوش و روضۂ خرمست. و اندر
ابتدا طلب علم کرد و بدرجۂ ائمّہ برسید آنگاه این کتب خود بر داشت و بدریا
برد و گفت "نعم الدلیل انت و امّا الاشتغال بالدلیل بعد الوصول محال" نیکو
دلیل و راه‌بری تو مر ما را از ما پس رسیدن بمقصود مشغول بودن بدلیل (ص ۱۴۸) ص ۱۴۸
محال بود که دلیل تا آنگاه باید که مرید اندر راه بود چون پیشگاه پدیدار آمد درگاه
و راه را چه قیمت بود و مشایخ گفته اند که این در حالِ سُکر بوده است و اندرین
راه آنکه گفت "وصلتُ ففقد فصل" چون رسیدن باز ماندن بود پس شغل شغل
بود و فراغت فراغت و وصول وصول. اندر شغل و فراغت نسبتی است که این
هر دو صفت بنده باشد. و فصل و وصل و عنایت حق و ارادت ازلی وی به نیکو
خواستِ بنده و این اندر شغل و فراغت بنده نیابد پس وصولش را اصول نه و
ملازمت و قرب و مجاورت بر وی ناروا وصلش کرامت بنده و هجرش اهانت
وی و تغیّر بر صفات وی روا نه و علی بن عثمان الجلّابی رضی اللہ عنہ گوید
که محتمل ست که آن پیر بزرگ را اندر لفظ وصول مراد بوصول راهِ حق بوده
ست ازانچه اندر کتب راه حق است نبشته ست که عبارت ازان ست که چون

طریق واضح نشود عبارت منقطع شود که عبارت را چندانی قوّت بود که اندر غیبت
مقصود بود چون مشاهدت حاصل آمد عبارت متلاشی شود و چون اندر صحّت
معرفت زبانها کلیل بود از عبارت کتب اولی تر که ضایع بود و از مشایخ بجز
وی همین کردند چون شیخ المشایخ ابو سعید فضل الله بن محمد المیهنی و غیر وی رضی
الله عنهم که کتب خود بآب دادند و گروهی از مترسّمان مر کاهلی و مدد جهل را بدان
احرار تقلید کردند و نادانان که آن احرار بدان بجز انقطاع علایق نخواستند و ترک
التفات و فراغت دل از مادون حق و این (ص ۱۲۹) بجز اندر سکر ابتدا و آتش
ص ۱۲۹
کودکی درست نیاید زانچه متمکّن را کونین حجاب نکند کاغذ پارهٔ هم حجاب نکند
چون دل از علایق منقطع شد پارهٔ کاغذ را چه قیمت باشد امّا آنکه گفت شستن
کتاب مراد نفی عبارت ست از تحقیق معنی چنانکه گفتم پس اولی تر آن بود که عبارت
از زبان منفی شود ازانچه اندر کتاب عبارتی مکتوب ست و بر زبان عبارتی
جاری و عبارتی از عبارتی اولی تر نباشد و مرا چنین صورت بندد که احمد بن
ابی الحواری اندر غلبهٔ حال خود متمتع نیافت و شرح حال خود بر کاغذها نبشت چون
بسیار فراهم آمد اهل نیافت تا نشر کردی بآب فرو گذاشت و گفت نیکو دلیلی
تو امّا چون مرا مراد از تو بر آمد مشغول شدن بتو محال بود و نیز
احتمال کند که وی را کتب بسیار گرد آمده بود از اوراد و معاملات باز
می داشت و مشغول می گردانید شغل از پیش خود بر داشت و فراغت دل
طلبید مر معنی را تبرک عبارات بگفت و الله اعلم.

و منهم و تیز سرهنگ جوان مردان و آفتاب خراسان **ابو حامد احمد** بن
خضرویه البلخی رضی الله عنه بعلوّ حال و شرف وقت مخصوص بود و اندر زمانهٔ
خود مقتدای قوم بود و پسندیدهٔ خواصّ و عوامّ بود و طریق ملامت سپردی و
جامه برسم لشکریان پوشیدی و فاطمه که عیال وی بود اندر طریقت شانی عظیم داشت
وی دختر امیر بلخ بود چون وی را ارادت توبه پدیدار آمد با احمد کس فرستاد

گر مرا از پدر بخواه وی اجابت نکرد و دیگر باره کس فرستاد و گفت (ص ۱۷۰) ص ۱۷۰
یا احمد من ترا مردانه تر ازین پنداشتم که راهِ حق بزنی راهبر باشی نه راه بُر۔
کس فرستاد و وی را از پدر بخواست پدر بحکم تبرک وی را باحمد خضرویه داد و
فاطمه رضی الله عنها ترک شغل و مشغلهٔ دنیا بگرفت و بحکم عزلت با احمد بیارامید
تا احمد بن خضرویه را زیارت بایزید افتاد و فاطمه با وی موافقت کرد و چون
پیش بایزید اندر آمد فاطمه نقاب از روی بر داشت و با وی گستاخ وار سخن
می گفت احمد ازان متعجب شد و غیرتی بر دلش مستولی شد گفت ای فاطمه این چه
گستاخی بود که با بایزید کردی باید که مرا معلوم شود فاطمه گفت ازانچه تو محرم
طبیعتِ منی و وی محرم طریقت من از تو بهوا رسم و از وی بخدا گفت دلیل
برین آنکه وی از صحبت من بی نیاز ست و تو بمن محتاج وی پیوسته با بویزید
گستاخ بودی تا روزی بایزید را چشم بر دست فاطمه افتاد به حنا بسته بود
گفت یا فاطمه دست از برای چه به حنا بستهٔ وی گفت یا بایزید تا این غایتِ تو
دست و حنا من ندیدی ما را با تو انبساط بود اکنون که چشمت و من افتاد صحبت
بر ما حرام شد و ازانجا باز گشتند و نیسابور باز آمدند و مقام کردند و اهلِ نیسابور
و مشایخ آن با احمد خوش می بودند و چون یحیی بن معاذ الرازی بنیسابور آمد
قصد بلخ داشت احمد رحمة الله علیه خواست تا وی را دعوتی کند با فاطمه
مشاورت کرد که دعوت یحیٰی را چه باید وی گفت چندین گاؤ و گوسفند (ص ۱۷۱) ص ۱۷۱
و حوایج و نواقل و چندین شمع و عطر و با این همه بیست خر نیز باید تا بکشیم
احمد گفت کشتن خران چه معنی دارد گفت چون کریمی بخانهٔ کریمی مهمان آید باید
که سگانِ محلّه را نیز ازان نصیبی باشد ابو یزید گفت "من اراد ان ینظر الی رجل
من الرجال مختوم تحت لباس النسوان فلینظر الی فاطمة رحمها الله" هر که
خواهد تا مردی بیند پنهان اندر لباس زنان گو در فاطمه نگاه کند و ابو حفص حدّاد
رحمة الله علیه گوید "لولا احمد بن خضرویه ما ظهرت الفتوة" اگر احمد نبودی

فتوّت و مروّت پیدا نگشتی و او را کلام عالی و انفاس مهذّب ست و تصانیف مشهور اندر هر فن از معاملات و آداب و نکت لایح اندر حقایق و از وی می آید که گفت " الطرق واضح و الحق لایح و الداعی قد اسمع فما التحیّر بعد ها الّا من العمی " راه پیدا ست و حق آشکارا و نگهبان و شنوا اندرین محل تحیّر بجز نابینائی نباشد یعنی راه جستن خطا ست که راه حق چون آفتاب تابانست تو خود را بجوی تا کجائی چون یافتی فرا سر راه آئی که حق ظاهرتر ازانست که اندر تحت طلب طالب درآید و از وی می آید که گفت " استر عزّ فقرك " عزّ درویشی خود را پنهان دار یعنی با خلق مگوی که من درویشم که تا سرّ تو آشکارا نه گردد که این از خدای عزّ و جلّ کرامتی عظیم ست و از وی می آید که گفت درویشی اندر ماه رمضان یکی از اغنیارا دعوت کرد و اندر خانهٔ وی بجز نانی نبود خشک گشته چون توانگر باز گشت (ص ۱۷۲) صرّهٔ زر بدو فرستاد و وی آن صرّه بدو باز فرستاد و گفت این سزای آن کس است که سرّ خود را با چون توئی آشکار کند و با اغنیا را اهلِ عزّ فقر دارد و این از صحت فقر وی بود و الله اعلم.

و منهم امام متوکّلان و گزیدهٔ اهل زمان ابو تراب عسکر ابن الحسین النخشبی رضی الله عنه از اجلّهٔ مشایخ خراسان بود و از سادات ایشان بود و مشهور بود بفتوّت و زهد و ورع و وی را کرامات بسیار ست و عجایب بی شمار که اندر بادیه دیده ست و اندر هر جای و از فحول مسافران متصوّفه بود و بوادی جمله بتجرید گذاشتی وفات وی اندر بادیهٔ بصره بود از پس چندین سال جماعتی بدو رسیدند وی را یافتند بر پای ایستاده و روی به قبله و جان داده و خشک گشته و رکوه اندر پیش نهاده و عصا اندر دست گرفته و از سباع هیچ بدو نه رسیده بود و گردِ وی نگشته و از پای اندر نیفتاده بود و از وی می آید که گفت " الفقیر قوته ما وجد و لباسه ما ستر و مسکنه حیث نزل " قُوت درویش آن بود که آنچه بیابد اندران اختیار کند و لباسش آنکه او را بپوشد اندران تصرّف نکند و جای گاهش آنکه آنجا فرود

آید منزل کند خود را جای نسازد ازانکه تصرف اندرین سه چیز مشغول بود و همه عالم اندر
بلای این سه چیزند چون تکلف کنند و این از روی معاملت بود اما از روی تحقیق
غذای درویش وجد بود و لباس تقوی و مسکنش غیب ازانچه خداوند گفت عزّ و جلّ
وَ اَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ (ص ۱۷۳) مَاۤءً غَدَقًا و نیز گفت وَ رِيْشًا وَّ
لِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ و رسول صلی الله علیه وسلم گفت "الفقر وطن الغیب" پس چون
غذا و مشرب وی از شراب قربت بود و لباس تقوی و مجاهدت و وطن غیب و انتظار
وصلت طریق فقر واضح بود و معاملات آن لایح و این درجه کمال باشد۔

ص ۱۷۳

و منهم لسان محبت و وفا و زین طریقت و ولا ابو زکریا یحیٰی بن معاذ الرازی
رضی الله عنه عالی حال و نیکو سیرت بود و اندر حقیقت رجا بحق تعالیٰ قدمی تمام داشت
تا حصری گوید که خداوند را دو یحیی بود یکی از انبیا و یکی از اولیا یحیی بن زکریا علی
نبینا و علیهما الصلوٰة والسلام طریق خوف را چنان سپرده که همه مدّعیان بخوف از فلاح خود نومید
شدند و یحیی بن معاذ طریق رجا را چنان سپرد که دست همه مدّعیان رجا را فرو بست
گفتند حال یحیی بن زکریا علیه السلام معلوم ست حال این یحیٰی چگونه بوده است گفت
بمن رسیده است که هرگز او را جاهلیت نبود و بر وی گناه کبیرهٔ نرفته و اندر معاملت
و ورزش آن جدّی تمام داشت که کس طاقتِ آن نداشتی او را اصحاب گفتند ایها
الشیخ مقام تو مقام رجا و معاملتِ تو معاملهٔ خایفان گفت بدان ای پسر که ترک
عبودیت ضلالت بود و خوف و رجا دو قایمهٔ ایمانند محال باشد که کس بورزش رکنی
از ارکان ایمان بضلالت افتد خایف عبادت کند ترس قطیعت را و راجی امید (ص ۱۷۴)
وصلت را تا عبودیت موجود نباشد نه خوف درست آید نه رجا و چون عبادت حاصل بود
این خوف و رجا بجمله عبادت بود و از آنجا که عبادت باید عبارت سود ندارد۔ وی را
تصانیف بسیار ست و نکت و اشارات بدیع و نخست کسی که از مشایخ این طایفه
از پس خلفای راشدین رضی الله عنهم که بر منبر شد وی بود و من کلام وی را
سخت دوست دارم که اندر طبع رقیق است و اندر سمع لذیذ و اندر اصل دقیق و اندر

ص ۱۷۴

عبارت مفید از وی می آید که گفت الدنیا دار الاشتغال و الآخرة دار الاهوال ولایزال
العبد بین الاشتغال و الاهوال حتّی یستقر به القرار امّا الی الجنّة و امّا الی النّار
دنیا جایگاه اشتغال ست و عقبی محل اهوال و پیوسته بنده میان مشغولی امید و بیم
ست تا بر چه قرار کرد یا با نعیم آرامد یا اندر جحیم نالد بخ بخ آن دلی که از
اشتغال رسته باشد و از اهوال ایمن شده و همت ازین هر دو سرای بگسسته باشد و
بحق تعالی پیوسته و مذهب وی آن بود که غنا را بر فقر فضل نهادی و چون اندر
ری وی را وام بسیار برآمد و قصد خراسان کرد چون ببلخ رسید مردمان وی را باز
داشتند تا آنجا مدتی سخن گفت مر ایشان را و صد هزار درم وی را بدادند چون باز
گشت تا بری شود دزدان بر وی راه زدند و آن همه سیم از وی بستاندند وی
مجرد بنیسابور آمد وفاتش آنجا بود و در جملهٔ احوال عزیز بود میان خلق و الله اعلم

ص ۱۷۵

منهم شیخ خراسان و نادرهٔ زمین (ص ۱۷۵) و زمان ابو حفص عمرو بن سالم النیسابوری
الحدادی رضی الله عنه از بزرگان و سادات قوم بود و ممدوح جملهٔ مشایخ صاحب ابو
عبد الله الابیوردی و رفیق احمد خضرویه و شاه شجاع از کرمان بزیارت وی آمد وی
ببغداد شد بزیارت مشایخ و اندر تازی نصیبی نداشت و چون ببغداد رسید مریدان با
یکدیگر گفتند شیئی عظیم باشد که شیخ الشیوخ خراسان را ترجمانی باید تا سخن ایشان را
بداند چون بمسجد شونیزیه آمد مشایخ رحمهم الله جمله بیامدند و جنید رحمه الله با ایشان بیامد
و وی تازی فصیح می گفت با ایشان چنانکه آنجمله از فصاحت وی عاجز شدند از وی
سوال کردند که "ما الفتوة" وی گفت یکی از شما ابتدا کند و قولی بگوئید جنید رحمة الله
علیه گفت "الفتوة عندی ترک الرؤیة و اسقاط النسبة" فتوت نزد من آنست که مر
فتوت را نبینی و آنچه کرده باشی نسبت بخود نکنی که این من می کنم ابوحفص گفت
"ما احسن ما قال الشیخ و لکنّ الفتوّة عندی اداء الانصاف و ترک مطالبة الانصاف"
نیکو ست آنچه شیخ گفت ولیکن فتوت نزدیک من دادن انصاف باشد و ترک طلب
کردن انصاف ـ جنید گفت رحمه الله "قومو یا اصحابنا فقد زاد ابو حفص علی آدم

و ذریّته" بر خیزید ای یارانِ من زیادت آورد ابو حفص بر آدم و ذرّیتِ وی اندر جوانمردی و گویند که ابتدای توبهٔ وی آن بود که بر کنیزکی شیفته شد او را گفتند اندر شارستان نیسابور جهودیست ساحر حل این مشکل تو بنزدیک ویست (ص ۱۷۶) ابو حفص بنزدیک وی آمد و حال با وی بگفت جهود گفت ترا چهل روز نماز نباید کرد و هیچ ذکرِ حق و اعمالِ خیر و نیّتِ نیکو بر زبان و دل نرانی تا من حیلتی کنم و مراد تو بر آید وی چنان کرد چون چهل روز برآمد جهود آن طلسم بکرد مراد وی بر نیامد جهود گفت لامحاله بر تو چیزی رفته است نیک بیندیش ابو حفص رحمة الله علیه گفت من هیچ چیز نمی دانم از اعمالِ خیر که بر ظاهر و باطن گذشته است الّا آنکه بر راه می آمدم سنگی بود آن را بپائی از راه بینداختم تا پای کسی بران نیاید جهود گفت میازار آن خداوند را که تو چهل روز فرمان وی ضایع کردی و او این مقدار رنج تو ضایع نکرد وی توبه کرد و جهود مسلمان شد و همان آهنگری می کرد تا بباورد شد و ابو عبد الله باوردی را رحمة الله علیه بدید و عهد ارادت وی گرفت و چون بنیسابور باز آمد روزی اندر بازار نابینای قرآن می خواند وی بر در دکان خود نشسته بود سماع آن او را غلبه کرد و از خود غائب شد دست اندر آتش کرد و بی انبره آن آهن تافته از او را بیرون آورد چون شاگرد آن را دید هوش از وی بشد چون ابو حفص بحال خود باز آمد دست از کسب بداشت و نیز بر دوکان نیامد و از وی می آید که گفت "ترکت العمل ثمّ رجعت الیه ثمّ ترکنی العمل فلم ارجع الیه" از عمل دست بداشتم آنگاه بدان باز گشتم پس عمل دست از من بداشت نیز بدان باز نگشتم ازانچه هر چیزی که ترک آن بتکلّف و کسب بنده باشد ترک آن اولی تر نباشد از فعل آن (ص ۱۷۷) اندر صحت این اصل که جملهٔ اکتساب محلّ آفات اند و قیمت آن معنی را باشد که بی تکلّف از غیب اندر آید و اندر هر محلّ که شود اختیار بنده آن متّصل شود و لطیفهٔ حقیقت ازان زایل شود پس ترک و اخذ هیچ چیز بر بنده درست نیاید ازانچه عطا و زوال از خداوند ست عزّ و جلّ

ص ۱۷۶

و بتقدیر وی چون عطا آمد از حق اخذ آمد و چون زوال آمد از حق ترک آمد و چون چنین باشد قیمت مر آن معنی را باشد که قیام اخذ و ترک بدانست نه آنکه بنده باجتهاد جالب و دافع آن باشد پس اگر هزار سال مرید بقبول حق کوشد چنان نباشد که یک لحه بقبول وی گوید که اقبال لا یزال اندر قبول ازل بسته است و سرور سروی اندر سعادت سابق پیوسته و بنده را بخلاص خود جز بخلوص عنایت را نیست پس عزیز باشد بندهٔ که اسباب را مسبّب از حال وی دفع کرده باشد۔

و منهم قدوهٔ اہل ملامت و داده ببلا سلامت ابو صالح **احمدون بن احمد بن عمارة القصار** رضی اللہ عنہ از قدمای مشایخ بود و از متورّعان ایشان و اندر فقه و علم بدرجهٔ اعلیٰ بود مذهب ثوری داشت و اندر طریقت مرید ابو تراب نخشبی بود و اتان علی نصر آبادی رحمۃ اللہ علیہ و او را رموز دقیق است اندر معاملات و کلام دقیق اندر مجاہدات ' همی آید که چون نشان وی اندر علم بزرگ شد ایمّه و بزرگان نیسابور بیامدند و وی را گفتند که ترا بر منبر باید شد و خلق را پند باید داد تا سخنِ تو فایدهٔ (ص ۱۷۸) دلها باشد گفت مرا سخن گفتن روا نیست گفتند چرا گفت ازانچه دل من هنوز در دنیا و جاه آن بسته است سخن من فایده ندهد و اندر دلها اثر نکند و سخنی که اندر دلها موثّر نیاید استخفاف کردن بود بر علم و استهزا کردن بر شریعت و سخن گفتن آن کس را مسلّم شود که بخاموشی وی دین را خلل بود چون بگوید خلل بر خیزد و از وی پرسیدند که چرا سخن سلف نافع تر ست مر دلها را از سخن ما گفت لانهم تکلّموا لعزّ الاسلام و نجاة النفوس و رضا الرحمٰن و نحن نتکلّم لعزّ النفس و طلب الدنیا و قبول الخلق ازانچه ایشان سخن از برای عزّ اسلام و نجات تنها و رضای خدای را گفته اند و ما از برای عزّ نفس و طلب دنیا و قبول خلق را گوئیم پس هر که سخن بر موافقت مراد حق گوید و بحق گوید اندران سخن قهری و

ص ۱۷۸

۱۸۰ ب
مولتی باشد که بر اسرار اثر کند و هر که بر موافقت مراد خود سخن گوید اندران هوان و ذلّ بود و خلق را ازان فایده نباشد و ناگفتن بهتر از گفتن زانکه مرد از عبارت خود بیگانه نشود.

و منهم شیخ بادفار و مشرف خواطر و اسرار ابو السری **منصور بن عمّار** رضی الله عنه از بزرگان مشایخ بود بدرجه و از کبرای ایشان بود برتبت از اصحاب عارفان بود و مقبول اهل خراسان و احسن کلام اندر موعظه کلام وی بود و الطف بیان بیان وی و مردمان را عظه کردی یعنی وعظ گفتی و بفنون علم و روایات و درایات و احکام و معاملات عالم بود و بعضی از متصوفه اندر (ص ۱۷۹) امر وی مبالغت کنند فوق حد از وی می آید که گفت سبحان من جعل قلوب العارفین اوعیة الذکر و قلوب الزاهدین اوعیة التوکّل و قلوب المتوکّلین اوعیة الرضا و قلوب الفقراء اوعیة القناعة و قلوب اهل الدنیا اوعیة الطمع سبحان آن که دل عارفان را محلّ ذکر گردانید و ازان زاهدان را موضع التوکّل و ازانِ متوکّلان را منبع رضا و ازان درویشان را جایگاه قناعت و ازان اهل دنیا را محلّ طمع و اندرین عبرت ست که خدای تعالی هر عضوی و حاسه را که بیافرید اندران معنی متجانس نهاد چنانکه دست ها را محلّ بطش آفرید و پایها را محلّ مشی و چشم ها را محلّ نظر و گوش ها را محلّ سمع و زبان را محلّ نطق و اندر معانی تکوّنی و ظهوری ایشان خلافی بیشتر نبود و باز که دلها را بیافرید اندر هر یک معنی مختلف نهاد و ارادتی مختلف و هوای دیگرگون دلی را محلّ معرفت کرد و دلی را موضع ضلالت و دلی را جایگاه قناعت و مانند این و اندر هیچ چیزی اعجوبهٔ فعل حقّ ظاهرتر از دلها نیست هم از وی می آید که گفت الناس رجلان عارف بنفسه فشغله فی المجاهدة و الریاضة و عارف بربّه و شغله بخدمته و عبادته و مرضاته و مردمان دو گروه بود یا بخود عارف بود یا بحق آنکه بخود عارف بود شغلش مجاهدت و ریاضت بود و آنکه بحقّ عارف و شغلش خدمت و عبادت و طلب رضا باشد پس عارفان بخود را بعبادت

ص ۱۷۹

۱۸۱ ب

ص ۱۸۰ و ریاضت (ص ۱۸۰) بود و عارفان بحق را عبادت و ریاست بود این عبادت کند تا درجه بیابد و آن عبادت کند و خود همه یافته باشند فشتان ما بین المنزلتین بندهٔ قایم بمجاهدت و دیگری قایم بمشاهدت و الله اعلم و از وی می آید که گفت الناس رجلان مفتقر الی الله فهو فی اعلی الدرجات علی لسان الشریعة و آخر لا یری الافتقار لما علم من فراغ الله من الخلق و الرزق و الاجل و السعادة و الشقاوة فهو فی افتقاره الیه واستغنائه به مردمان بر دو گون اند یکی نیازمند بخدای تعالی و وی اندر درجه بزرگترین ست بحکم ظاهر شریعت و دیگری آنکه رؤیت افتقارش نباشد از آنچه می داند که خداوند تبارک و تعالی قسمت کرده است اندر ازل از خلق رزق و اجل و حیات و شقاوت و سعادت جز آن نباشد که این کس اندر عین افتقار است بدو و استغنا از غیر او پس آن گروه اندر افتقار ایشان برؤیت افتقار محجوبند از رؤیت تقدیر و این گروه اندر افتقار شان مکاشف و مستغنی بدو پس یکی با نعمت و دیگری با منعم آنکه با نعمت اندر رؤیت نعمت اگرچه غنی است فقیر است و آنکه با منعم و مشاهدت وی اگرچه فقیر است غنی است۔

و منهم ممدوح اولیا و قدوهٔ اهل رضا ابو عبد الله **احمد بن عاصم** الانطاکی رضی الله عنه از اعیان قوم بود و سادات ایشان و عالم بعلوم شریعت و اصول و فروع و ص ۱۸۱ معاملات و عمر دراز یافت با قدما صحبت کرده (ص ۱۸۱) و اتباع تابعین را در یافته بود از اقران بشر و سری بود رحمة الله علیه و مرید حارث محاسبی بود رحمة الله علیه و فضیل را رحمة الله علیه دیده بود و با وی صحبت کرده و بهمه زبان ها ستوده بود و وی را کلام عالیست و لطایف شافی اندر فنون علم این قوم و از وی می آید انفع الفقر ما کنت به متجملا و به راضیا نافع ترین فقری آن بود که تو بدان متجمل باشی و بدان راضی یعنی جمال همه خلق اندر اثبات اسباب بود و جمال فقیر اندر نفی اسباب و اثبات مسبّب و رجوع بدو و اثبات به احکام او از آنچه فقر فقد آن بود سبب بود و غنا وجود سبب فقر بی سبب با حق بود

و با سبب با خود بود پس سبب محلّ حجاب آمد و ترک اسباب محل کشف و جمال دو جهان اندر کشف و رضاست و سخط همه عالم اندر حجاب و این بیان واضح ست اندر تفضیل فقر و الله اعلم۔

و منهم سالک طریق ورع و تقوی اندر امت بزهد یحیٰی ابو محمد عبد اللہ بن خُبَیق رضی الله عنه از زهّاد قوم بود و از متورّعان ایشان اندر کلّ احوال و وی را روایات عالی ست اندر حدیث و مذهب ثوری داشت اندر فقه و معاملت و حقیقت و اصحاب وی را دیده بود و با ایشان صحبت کرده و کلام وی اندر مقالت و معاملت این طریق لطیف ست، و از وی می آید که گفت من اراد ان یکون فی حیاته حیًا فلا یسکن الطمع فی قلبه هر که خواهد که اندر زندگانی خود زنده باشد (ص ۱۸۲) گو دل را مسکن طمع مکن تا از کلّ آزاد شوی از انچه طمّاع مرده باشد اندر طمع خود پس طمع اندر دل چون طبع باشد بر دل و لا محاله دل مختوم مرده باشد بخ بخ آن دل که مرده باشد از دون حق زنده بود بحقّ زیرا که خداوند تعالی دل را عزّی و ذلّی آفرید ذکر خود را عزّ دل گردانید و طمع را ذل دل کرد چنانکه هم وی گفت خلق الله تعالی القلوب مساکن الذکر فصارت مساکن الشهوات و لا یمحوا الشهوات من القلوب الا خوف مزعج او شوق مقلق۔ خداوند تعالی دلها را موضع ذکر آفرید و چون با نفس صحبت کردند مساکن شهوات شدند پاک نگرداند شهوات دل را مگر خوفی بی‌قرار کننده یا شوق بی آرام کننده پس خوف و شوق دو قاعدهٔ ایمانند چون دل محلّ ایمان بود قرین وی قناعت و ذکر بود نه طمع و غفلت پس دل مؤمن طمّاع و متابع شهوات نباشد که طمع و شهوت نتیجهٔ وحشتند و دل متوحّش از ایمان خبر ندارد که ایمان را انس با حقّ بود و وحشت از غیر حق چنانکه گفته اند الطمّاع مستوحش منه کلّ واحد

و منهم شیخ مشایخ اندر طریقت و امام ائمه اندر شریعت ابو القاسم جُنَید بن محمّد بن الجنید القواریری رضی الله عنه مقبول اهل ظاهر و ارباب القلوب بود

و اندر فنون علم کامل و در اصول و فروع و معاملات مفتی و امام۔ اصحاب
او ابو ثوری بود و وی را کلام عالی بود و احوال کامل تا جملهٔ اهل طریقت بر امامت
ص ۱۸۳ وی متفق اند و هیچ مدعی (ص ۱۸۳) و متصوف را بر وی اعتراض نیست و خواهرزادهٔ
سری السقطی رحمة الله علیه بود روزی از سری پرسیدند که هیچ مرید را درجهٔ بلند تر
از پیر باشد گفت بلی. برهان این ظاهر ست جنید را رحمة الله علیه درجه فوق درجهٔ
منست و این قول ازان پیر بر تواضع بود و آنچه گفت ببصیرت گفت. اما کس
را فوق خود دیدار نباشد که دیدار بتحت تعلق گیرد و قول وی دلیل واضح ست
که بدید جنید را اندر فوق مرتبت خود چون دید اگرچه فوق دید تحت باشد
و مشهور ست که اندر حال حیات سری رحمة الله علیه مریدان مر جنیدرا رحمة الله علیه گفتند
که شیخ ما را سخنی گو تا دلهای ما را راحتی باشد وی اجابت نکرد و گفت
تا شیخ من بر جای ست من سخن نگویم تا شبی خفته بود پیغمبر را صلی الله علیه وسلم
بخواب دید که گفت یا جنید مر خلق را سخن گوی که کلام ترا خدای تعالی سبب
نجات عالمی گردانیده ست چون بیدار شد اندر دلش صورت گرفت که درجتِ من
از درجهٔ سری در گذشت که مرا از رسول صلی الله علیه وسلم امر دعوت آمد چون
بامداد بود سری مریدی را بفرستاد که چون جنید سلام نماز بدهد او را بگوی که بگفت
مریدان را سخنی نگفتی و شفاعت مشایخ بغداد نیز رد کردی و من پیغام فرستادم
هم سخن نگفتی اکنون باری پیغامبر صلی الله علیه وسلم فرمود فرمان او را اجابت کن
جنید رحمة الله علیه گفت آن پنداشت از سر من بشد و دانستم که سری اندر همه
ص ۱۸۴ احوال مشرف ظاهر و باطن (ص ۱۸۴) منست و درجهٔ وی فوق منست که وی بر
اسرارِ من مطلع است و من از روزگارِ وی بی‌خبر بنزدیک وی آمدم و استغفار کردم
و از وی پرسیدم که تو بچه دانستی که من پیغامبر را صلی الله علیه وسلم به خواب
دیدم گفت من مر خداوند را بخواب دیدم که گفت رسول را فرستادم تا جنید را
بگوید که وعظ کند مر خلق را تا مراد اهل بغداد از وی حاصل شود و اندرین

حکایت دلیل واضح است که پیران بهر صفت که باشند مشرف حال مریدان باشند و وی را کلام عالی ست و رموز لطیف از وی می آید که گفت کلام الانبیاء نبأ عن الحضور و کلام الصدّیقین اشارة عن المشاهدات سخن انبیاء خبر باشد از حضور و کلام صدّیقان اشارت از مشاهدات صحت خبر از نظر بود و ازان مشاهدت از فکر و خبر به جز از عین نتوان داد و اشارت جز بغیر نباشد پس کمال و نهایت صدّیقان ابتدای روزگار انبیاء بود و فرق واضح است میان نبی و ولی و تفضیل انبیا بر اولیا بخلاف دو گروه از ملحده که انبیا را اندر فضل مؤخّر گویند و اولیا را مقدّم و از وی می آید که گفت وقتی آرزوی خواستم که ابلیس را ببینم روزی بر در مسجد استاده بودم پیری آمد از دور روی بمن آورده چون او را بدیدم وحشتی دل من اثر کرد چون نزدیک من آمد گفتم پیر تو کیستی که چشم طاقت روی تو نمیدارد از وحشت و دل طاقت اندیشهٔ تو نمی دارد از هیبت گفت من آنم که ترا آرزوی رؤیت منست گفتم یا ملعون چه چیز (ص ۱۸۵) ترا از سجده کردن باز داشت مر آدم را گفت ای جنید ترا چه صورت بندد که من غیر وی را سجده کنم جنید گفت من متحیّر شدم اندر سخن وی بسرّم ندا آمد قل له کذبت لو کنت عبداً ماموراً ما خرجت عن امره و نهیه فسمع النداء من قلبی خصاح و قال احرقتنی بالله و غاب بگو یا جنید مر او را که دروغ می گوئی که اگر بنده بودی از امر وی بیرون نیامدی و بنهیش تقرب نکردی وی آن ندا از سرّ من بشنید و بانگی بکرد و گفت بسوختی مرا بالله با جنید و ناپدید شد این حکایت دلیل حفظ و عصمت ولیست ازانچه خداوند تعالی اولیای خود را نگاه دارد اندر همه احوال از کیدهای شیطان و از وی مریدی را رنجی بدل آمد و پنداشت که مگر بدرجتی رسیده است که اعراض کرد که روزی بیامد تا وی را تجربه کند و وی بحکم اشراف از مراد وی بدید از وی سوال می کرد جنید رحمة الله علیه گفت جواب عبارتی خواهی یا معنوی ـ گفتا هر دو ـ گفت اگر عبارتی خواهی اگر خود

ص ۱۸۵

را تجربه کرده بودی بتجربه کردن من محتاج نگشتی و این جا بتجربه نیامدی و اگر معنوی خواهی از ولایتت معزول کردم اندر حال آن مرید را روی سیاه شد بانگ بر گرفت که راحت یقین از دلم شد باستغفار مشغول شد و دست از فضول بداشت، آنگاه جنید وی را گفت رضی الله عنه تو ندانستی که اولیای خداوند والیان اسرارند تو طاقت زخم ایشان نداری، نفسی بر وی افگند وی بسر مراد خود رسید و از تصرف کردن اندر مشایخ توبه کرد،

ص ۱۸۶ و منهم شیخ المشایخ اندر طریقت و امام ائمه اندر شریعت (ص ۱۸۶) شاه اهل تصوف و بری از آفت تکلف **ابوالحسن احمد بن محمد النوری** رحمة الله علیه حسن المعاملات و ابین الکلمات و اظرف المجاهدات وی را مذهبی مخصوص ست اندر تصوف و گروهی اند از متصوفه که مر ایشان را نوری گویند که اقتدا و تولی بدو کنند و جمله متصوفه دوازده گروهند دو ازان مردودند و ده ازان گروه مقبول آنچه مقبولند اول ازان محاسبیانند دوم قصاریانند سیوم طیفوریانند چهارم جنیدیانند پنجم نوریانند ششم سهلیانند هفتم حکیمیانند هشتم خرازیانند نهم خفیفیانند دهم سیاریانند و این جمله از محققانند و اهل سنت و جماعت، اما آن دو گروه که مردودند یکی حلولیانند که بحلول و امتزاج منسوبند و سالمیان و مشبه بدیشان متعلق ند و دیگر حلاجیانند که ترک شریعت گفته اند و الحاد گرفته و مردود گشته و اباحتیان و فارسیان بدیشان متعلقند و اندرین کتاب بجای خود بابی اندر فرق فرق ایشان بیارم و اختلاف آن ده گروه و اختلاف این دو گروه را بیان کنم تا فایده تمام شود انشاء الله تعالی اما طریق وی ستوده است اندر ترک مداهنت و دفع مسامحت و دوام مجاهدت از وی می آید که بنزدیک جنید اندر آمد وی را دید مصدر نشسته گفت یا ابا القاسم غششتهم فصدروک و نصحتهم فرمونی بالحجارة حق بر ایشان بپوشیدی تا مصدرت کردند و من مر ایشان را نصیحت ص ۱۸۷ کردم بسنگم براندند ازانچه مداهنت را با هوا (ص ۱۸۷) موافقت است و نصیحت را مخالفت و آدمی دشمن آن باشد که مخالف هوای او بود و دوست آنکه موافق هوای او

بود و ابوالحسن نوری رحمہ اللہ رفیق جنید بود و مرید سری و بسیاری از مشایخ دیده بود و صحبت کرده و احمد بن الحواری را یافته و وی را اندر طریقت و تصوّف اشارات لطیفست و اقاویل جمیل و اندر فنون علم آن نکت عالی، از وی می آید کہ گفت الجمع بالحق تفرقة عن غیره و التفرقة من غیره جمع بحق تفرقہ باشد ازو بجز وی و تفرقہ از جز وی جمع باشد بدو یعنی هر کرا همت بحق تعالیٰ مجتمع است از غیر وی مفترق ست و هر کہ از غیر وی مفترق ست بدو مجتمع است پس جمع همت بحقّ جدائی باشد از اندیشۂ مخلوقات چون از کونات اعراض درست شد اقبال درست شد و چون بحق اقبال درست شد از خلق اعراض درست شد کہ ضدّان لا یجتمعان اندر حکایات یافتم وی سہ شبان روزی خروشید اندر خانہ بر یک جای استاده جنید را رحمۃ اللہ علیہ گفتند برخاست و بنزدیک وی شد گفت یا ابا الحسن اگر دانی کہ با وی خروش سُود دارد بگو تا من نیز فرا خروشیدن آیم و اگر دانی کہ خروش سود ندارد دل بہ رضا تسلیم کن تا دلت خرّم شود نوری از خروش باز ماند و گفت نیکو معلّمی کہ توئی ما را یا اباالقاسم و از وی می آید کہ گفت اعزّ الاشیاء فی زماننا شیئان عالم یعمل بعلمه و عارف ینطق عن حقیقته عزیز ترین چیزهای در زمانۂ ما دو چیز ست یکی عالمی کہ بعلم خود کار کند و دیگر عارفی (ص ۱۸۸) کہ از حقیقت حال خود سخن گوید یعنی اندر زمانۂ ما علم و معرفت هر دو عزیز ست ازانچہ علم بی عمل خود علم نباشد و معرفت بی حقیقت معرفت نہ و آن پیر از زمانۂ خود نشان داده است و اندر همہ اوقات این هر دو خود عزیز بوده است، و امروز هم عزیز است و هر کہ بطلبِ عالم و عارف مشغول گردد روزگارش پراگنده گردد و نیابد، بخود مشغول باید شد تا همہ عالَم عالِم بیند و از خود بخداوند رجوع کند تا همہ عالَم عارف بیند ازانچہ عالم و عارف عزیز باشد و عزیز دشوار یافتہ شود چیزی کہ ادراک وجود آن دشوار بود طلب کردن آن تضییع اوقات باشد، و علم و معرفت از خود طلب باید کرد و عمل و حقیقت از خود اندر خواست، از وی می آید کہ گفت من عقل

ص ۱۸۸

الاشیاء باللّه فرجوعه فی کلّ شیٔ الی اللّه هر که چیزها را بخداوند داند و ازان وی شناسد اندر همه چیزها رجوع او بدو باشد نه بچیزها ازانچه اقامت ملک و بملک بمالک بود پس استراحت اندر رؤیتِ مکوّن بود نه اندر رؤیت کون ازانچه اگر اشیا را علت افعال داند پیوسته رنجور باشد و بهر چیزی رجوع کردن او را شرک باشد چون اشیا را اسباب فعل داند به سبب قایم بود و چون رجوع بر مسبّب الاسباب کند از شغل نجات یابد۔

و منهم متقدّم سلف و از سلف خود خلف ابو عثمان سعید بن اسمعیل الحیری رضی اللّه عنه از قدمای و اجلّهٔ صوفیان بود و اندر زمانهٔ خود فرید بود و قدرش رفیع

ص ۱۸۹ (۱۸۹) اندر همه دلها رفیع ابتداءِ صحبت با یحیی معاذ کرده بود، آنگاه مدّتی اندر صحبت شاه شجاع کرمانی بود و با وی در نیسابور آمد بزیارت ابو حفص بنزدیک وی بالیستاد و عمر اندر صحبت وی گذاشت ازوی روایت و حکایت کنند ثقات که گفت دلم پیوسته طلب حقیقتی می کردی اندر حال طفولیّت و از اہل ظاهر نفرتی می نمودی و دانستمی لا محاله که جزین ظاهر که عامّه بدانند نیز سرّی هست مر شریعت را تا ببلاغت رسیدم، روزی بمجلس یحیی بن معاذ رازی افتادم و آن سرّ را بیافتم و مقصود بر آمد تعلق بصحبت وی کردم تا جماعتی از نزدیک شاه شجاع بیامدند حکایت وی بگفتند دل را بزیارت وی مایل یافتم از ری قصد کرمان کردم و طریق صحبت شاه طلب می کردم وی مرا بار نداد و گفت که طبع تو رجا پرورده ست و صحبت با یحیی کرده و وی را مقام رجا ست و کسی که مشرب رجا یافت از وی سپردن طریقت نیاید ازانچه رجا تقلید کردن کاهلی بار آورد، گفت بسیار تضرّع و زاری نمودم و بیست روز بر درگاه وی مداومت نمودم تا مرا بار داد و اندر پذیرفت و مدّتی اندر صحبت وی بماندم و وی مردی غیور بود تا وی را قصد نیسابور و زیارت بو حفص افتاد من با وی بیامدم آن روز که بنزدیک ابو حفص اندر آمد شاه قبائی

ص ۱۹۰ داشت ابو حفص چون ورا بدید بر پای خاست و پیش وی باز رفت و گفت (ص ۱۹۰)

وجدتُ فی القباء ما طلبتُ فی العباء اندر قبا یافتم آنچه اندر عبا می طلبیدم مدّتی آنجا ببود و همه همتِ من سرّ صحبت بو حفص گرفت و حشمت شاه مرا از آن مداومت خدمت وی باز داشت و ابو حفص رحمة الله علیه آن ارادت اندر من میدید و از خداوند تعالی می خواستم بتضرّع تا سبیل صحبت ابو حفص رحمة الله علیه بر من میسّر کند بی آنکه شاه آزرده گردد تا آن روز که شاه قصد باز گشتن کرد و من بر موافقت وی پای جامه اندر پوشیدم و دل جمله بنزدیک ابو حفص بگذاشتم ابو حفص گفت یا شاه بحکم انبساط صحبت این کودک را بدین جا بگذار که مرا با وی خوش ست شاه روی سوی من کرد و گفت اجب الشیخ وی برفت، من آنجا بماندم تا دیدم آنچه دیدم از عجایب اندر صحبت وی و وی را مقام شفقت بود خداوند عزّ و جلّ مر بو عثمان را بسه پیر از سه مقام بگذرانید و این هر سه که اشارت بدیشان کردی خود وی را بود مقام رجا ش بصحبت یحیی رحمة الله علیه و مقام غیرت بصحبت شاه رحمة الله علیه و مقام شفقت بصحبت ابو حفص رحمة الله علیه و روا باشد که مرید به پنج یا بشش یا بیشتر ازین صحبت بمنزل رسد و از هر پیری و صحبتی وی را کشف مقامی گردد و امّا نیکوتر آن بود که پیران را بمقام خود آلوده نگرداند و نهایت ایشان را اندران مقام نشانه نکند و گوید که نصیب من از صحبت ایشان این بود و ایشان فوق این بودند (ص ۱۹۱) مرا اندر حق ایشان بهره بیش ازین نبود این بادب نزدیک تر بود ازانچه بالغان راه حق را با مقام و احوال هیچ کار نباشد و سبب اظهار تصوّف اندر نیسابور و خراسان وی بود و با جُنید و رُویم و یوسف بن الحسین و محمد بن الفضل البلخی رضی الله عنهم صحبت کرده بود و هیچ کس از مشایخ از دل پیران خود آن بهره نیافته بود که وی و اهل نیسابور وی را منبرها نهادند تا بدیان تصوّف مر ایشان را سخن گفت و وی را کتب عالی است و روایات متقن اندر فنون علم این طریقت و از وی می آید که گفت حقّ لمن اعزّه الله بالمعرفة ان لا یذلّه بالمعصیة واجب ست و سزاوار مر آن را که خداوند بمعرفت

ص ۱۹۱

عزیز کرده که خود را بمعصیت ذلیل نکند و تعلق این بکسب بنده باشد و مجاهدهٔ وی
بر دوام رعایت امور وی و اگر بدانی که سزاوار ست حق تعالی بدان که چون کسی
بمعرفت عزیز کند بمعصیت خوار نکند ازانچه معرفت عطای ویست و معصیت فعل بنده
کسی را که عزّ بعطای حق باشد محال بود که بفعل خود ذلیل گردد چنانکه آدم را صلوات
الله و سلامه علیه بمعرفت عزیز کرد به زلتش ذلیل نکردش،

و منهم سهیل محبت و قطب معرفت **ابو عبد الله احمد بن یحیی** الجلابی رضی
الله عنه از بزرگان قوم بود و سادات وقت خود بود و وی را طریقی نیکو و سیرت ستوده
بود و صاحب جنید بود رضی الله عنهما و ابو الحسن نوری و جماعتی از کبرای بیده بود
وی را کلام عالی و اشارات لطیف ست اندر حقایق و از وی می آید که گفت
همّة العارف الی مولاه فلم یعطف الی شئ سواه (ص۱۹) همت عارف با حق باشد و از وی
بهیچ چیز باز نگردد و بر هیچ چیز فرو نیاید ازانچه عارف را بجز معلوم نباشد
چون سرمایهٔ دلش معرفت بود مقصود همتش رؤیت بود ازانچه پراگندگی هم هموم بار آورد
و هموم را از درگاه حق باز دارد از وی حکایت آرند که گفت روزی جوانی دیدم خوب
روی ترسا اندر جمال وی متحیر شدم و اندر مقابلهٔ وی بایستادم جنید بر من گذر کرد
با وی گفتم ای استاد خدای این چنین روی بآتش دوزخ بخواهد سوخت؟ مرا گفت
ای پسر این بازارچهٔ نفس است که ترا برین می دارد نه نظارهٔ عبرت که اگر بعبرت
می نگری اندر هر ذرهٔ از ذرائر عالم همین اعجوبه موجود ست امّا زود باشد که تو
بدین بی حرمتی معذّب شوی گفت چون جنید روی از من بگردانید اندر حال قرآن
فراموش کردم تا سالها استعانت می خواستم از خدای عز و جل و توبه می کردم تا قرآن
بدست آوردم و اکنون زهرهٔ آن ندارم که بهیچ چیز از موجودات التفات کنم و
یا وقت خود را بنظر عبرت اندر اشیا ضایع کنم و الله اعلم،

و منهم وحید عصر و امام دهر **ابو محمد رُوَیم بن احمد** رضی الله عنه از
جلهٔ اجلّه و سادات مشایخ بود و از صاحب سرّان جنید بود و از اقران وی

بمذهب داود فقیه الفقها بود و اندر علم تفسیر و قرأت حظّی وافر داشت و اندر زمانهٔ خود در فنون علم چون او نبود بعلوّ حال و رفعت مقام و سفرهای نیکوی داشت بتجرید و ریاضت شدید اندر تفرید معروف بود و در آخر عمر خود را اندر درمیان دنیاداران
ص ۱۹۴ پنهان کرد و معتمد خلیفه (ص ۱۹۴) گشت بقضا و درجهٔ وی اکمل ازان بود که بدان محجوب شدی تا جنید گفت ما فارغان مشغولیم و رُوَیم مشغول فارغ ست و وی را تصانیف ست اندرین طریقت فی السماع خاصّهٔ کتابی که آن را "غلط الواجدین" نام کردست که من فتنهٔ آنم ؛ می آید که روزی یکی بنزدیک وی در آمد وی را گفت کیف حالك چگونه است حال تو گفت کیف حال من دینه و همّته دنیاه و لیس هو بصالح لتقیّ و لا بعارف نقیّ چگونه باشد حال آنکه دین وی هوای وی باشد و همت وی دنیای وی نه نیکوکاری بود از خلق رامیده و نه عارفی بود از خلق گزیده و این اشارتی بعیوب نفس کرده است ازانچه دین بنزدیک نفس هوا بود و متابعت نفس هوا را دین نام کرده اند و متابعت آن را ورزش شریعت هر که بر مراد ایشان رود اگرچه بتدع بود بنزدیک ایشان دیندار باشند و هر که بر خلاف ایشان باشد اگرچه متقی باشد بی دین بود و این آفت درزمانهٔ ما شایع ست فنعوذ بالله از صحبت آنکه صفت وی این بود امّا آن پیر از تحقیق روزگار سایل اشارتی کرده است و نیز روا بود که اندران حال او را بدان باز گذاشته باشند تا از وصف وجود خود عبارت کرده است و اتصاف صفت حقیقت خود بداد و الله اعلم۔

و منهم بدیع عصر و رفیع قدر ابو یعقوب یوسف ابن الحسین الرازی

ص ۱۹۴ رضی الله عنه از کبرای ایمهٔ وقت بود و قدمای (ص ۱۹۴) مشایخ زمان بود عمر نیکو یافت مرید ذوالنون مصری بود و بسیاری از مشایخ صحبت کرده و جمله را خدمت کرده از وی می آید که گفت اذل الناس الفقیر الطموع و اعزهم المحب لمحبوبه الصدیق ذلیل ترین همه مردمان آن درویش طمّاع باشد چنان که شریف ترین ایشان درویش صادق بود و طمع مر درویش را در ذلّ دو جهانی افگند ازانکه درویشان خود اندر چشم اهل دنیا حقیر اند چون بدیشان طمع کنند حقیرتر گردند

پس غنا بعزّ بسیاری تمام تر از فقر بذلّ بود و طمع مر درویش را بتکذیب صرف منسوب کند و دیگر محبّ مر محبوب خود را نیز ذلیل ترین جملهٔ خلق باشد که محبّ خود را اندر مقابلهٔ محبوب خود سخت حقیر شناسد و مر وی را تواضع کند و این هم از نتایج طمع بود چون طمع گسسته شد ذلّ بجمله عزّ گردد و تا زلیخا را بیوسف طمعی می بود هر زمان ذلیل تر می‌بود چون طمع بگسست خداوند تعالیٰ جمال و جوانی به وی باز داد و سنّت چنین رفت ست که اقبالِ محبّ اعراضِ محبوب باشد چون محبّ دوستی را در بر گیرد و بصرف دوستی از دوست فارغ شود و با دوستی بیارامد لامحاله دوست بدو اقبال کند و بحقیقت محبّ را عزّ است تا طمع وصلت نبود چون محبّ را طمع وصال باشد و بر نیاید عزّش جمله ذلّ گردد و هر محبّی را که وجود دوستی او از وصال و فراق دوست مشغول نکند آن محبّت معلول باشد و الله اعلم۔

و منهم آفتاب اہل محبّت و قدوهٔ اهل (ص ۱۹۵) معاملت **ابو الحسن سمنون بن عبد الله الخواصّ** رضی الله عنهم اندر زمانهٔ خود بی نظیر بود و اندر محبّت شانی رفیع داشت و جملهٔ مشایخ وی را بزرگ داشتندی وی را سمنون المحب خواندندی و وی خود را سمنون الکذب نام کرده بود و از غلام الخلیل رنجهای بسیار کشیده بود و در پیش خلیفه گواهی های محال داده و مشایخ بدان رنجه دل بودند و این غلام الخلیل مرد مرائی بود و دعوی پارسائی و تصوّف کردی و خود را اندر پیش سلطانیان و خلیفه معروف گردانیده بود و دین را بدنیا فروخته چنانکه اندر زمانهٔ نیز می باشند آن گاه مساوی مشایخ و درویشان بر دست گرفته بودی در پیش سلطانیان و مرادش آن بود تا ایشان مهجور باشند و کس با ایشان تبرّک نکند تا جاه وی بر جای بماند بخ بخ سنون و آن مشایخ که ایشان را یک کس بود بدین صفت، اندرین زمانه هر محقّقی را صد هزار غلام الخلیل هست امّا باک نیست که مردار به کرگسان اولی تر باشد، و چون جاه سمنون اندر بغداد بزرگ شد و هر کسی بدو تقرّب کردند و غلام الخلیل را ازان رنج کرد و صفیها فرا ساختن گرفت تا زنی

را چشم اندر جمال سمنون افتاد و خود را بر وی عرضه کرد وی ابا کرد او نزدیک جنید رحمة الله علیه شد که سمنون را بگوی تا مرا بزنی قبول کند جنید را رحمة الله علیه ازان ناخوش آمد و وی را زجر کرد زن نزدیک غلام الخلیل آمد و تهمتی چنانکه زنان نهند بر وی نهاد و او چنانکه اعدا شنوند بشنید و سعایت بر دست گرفت و خلیفه را بر وی متغیّر کرد تا فرمود که وی را بکشند چون سیاف را بیاوردند و خلیفه (ص ۱۹۶) فرمان خواست داد زبانش بگرفت چون آن شب بخفت بخواب دید که زوالِ ملکِ تو اندر زوالِ جان سمنون بسته است دیگر روز عذر خواست و بخوبی باز گردانیدش، و وی را کلام عالی ست و اشارات دقیق اندر حقیقت محبّت و وی آن بود که از حجاز می آمد اهل فید گفتند ما را سخن گوی بر منبر شد و سخن می گفت مستمع نداشت روی بقنادیل کرد و گفت با شما می گویم آن همه قندیل ها در هم افتاد و خرد بشکست و از وی می آید که گفت لا یعبّر عن شیٔ الّا بما هو ادق منه و لا شیٔ ادقّ من المحبة فبما یعبّر عنها یعنی عبارت از چیزی ادقّ آن چیز بود و چون ادقّ از محبّت هیچیز نیست عبارت ازان چه چیز کنند و مراد ازین آنست که عبارت از محبّت منقطع است ازانچه عبارت صفت معبّر بود و محبّت صفت محبوب بود پس به عبارت مر حقیقت آن را ادراک نتوان کرد و الله اعلم،

و منهم شاه شیوخ و تغیّر از روزگارش فسوخ ابو الفوارس **شاه بن شجاع** الکرمانی رضی الله عنه از ابنای ملوک بود و اندر زمانهٔ خود بی نظیر صحبت ابو تراب نخشبی کرده بود و بسیاری از مشایخ را یافته و اندر ذکر ابو عثمان حیری طرفی از حال وی گفته آمده است و وی را رسالات مشهور ست اندر تصوّف و کتابی کرده است که مر آن را **مرآة الحکما** خوانند و او را کلام عالی ست از وی می آید که گفت لاهل الفضل فضل ما لم یروه فاذا راوه فلا فضل لهم و لاهل الولایة ولایة ما لم یروها فاذا راوها

ص ۱۹۷ فلا ولایة لهم اهل فضل را (ص ۱۹۷) فضل باشد بر همه تا آنگاه که فضل خود نبینند چون فضل خود دیدند نیز شان فضل نباشد و اهل ولایت را ولایتے است تا نبینند چون به بینند نیز شانِ ولایت نیست و مراد ازین آن ست که آنجا که فضل و ولایت بود رؤیت ازان ساقط بود و چون رؤیت حاصل شد معنی ساقط شد زانچه فضل صفتی است که فاضل نه بیند و ولایت صفتی که رؤیت ولایت نبود چون کسی گوید که من فاضلم یا ولی نه فاضل بود نه ولی و اندر آثار وی مکتوب ست که چهل سال نخفت و چون بخفت خداوند تعالی را بخواب دید گفت بار خدایا من ترا بیداری می طلبیدم در خواب یافتم گفت یا شاه اندر خواب بدان بیداری های شب یافتی که اگر آنجا نجستی اینجا نیافتی و الله اعلم۔

و منهم سرور دلها و نور سترها **عمرو بن عثمان** المکی رضی الله عنه از کبرا و سادات اهل طریقت بود و وی را تصانیف مشهور ست اندر حقایق این علوم و نسبت ارادتِ خود بجُنید کردی از بعد آنکه ابو سعید خرّاز را دیده بود و با نبّاجی صحبت کرده و اندر اصول امام وقت بود از وی می آید که گفت لا یقع علی کیفیة الوجد عبارة لانه سر الله عند المؤمنین عبارت بر کیفیت وجد دوشان نیفتد ازانچه آن سرِ حق ست بنزدیک مؤمنان و هر چه عبارت بنده اندران تصرّف تواند کرد آن سرّ حق نباشد ازانچه کلیّتِ تکلف بنده از اسرار ربّانی منقطع بود گویند چون عمرو باصفهان آمد حَدَثی بصحبت وی پیوست و پدر مانع وی بود از صحبت وی تا بیمار شد مدّتی برآمد

ص ۱۹۸ روزی شیخ برخاست (ص ۱۹۸) و با جماعتی و بعیادت وی شدند حَدَث شیخ را اشارت کرد تا قوّال را بگوید تا بیتی چند بر خواند عمرو قوّال را گفت تا بر خواند شعر

مالی مرضت فلم یعدنی عاید

منکم و یمرض عبدکم فاعود

بیمار چون آن بشنید بر خاست و بنشست و لهب و سلطان بیماری وی کمتر شد و گفت زدنی قوال دیگر بر خواند شعر

و اشدّ من مرضی علیّ صدودکم
و صدود عبدکم علیّ شدید

بیمار بر خاست و بیماری از وی بشد و پدر وی را بصحبت عمرو مسلّم کرد و از اندیشه که می بودش اندر دل توبه کرد و آن حدث یکی از بزرگان طریقت شد و الله اعلم بالصواب،

و منهم مالک القلوب و ماحی العیوب **ابو محمد سهل بن عبد الله التستری** رضی الله عنه پیر وقت بود و بهمه زبانها ستوده وی را ریاضات بسیار ست و معاملات نیکو و کلام لطیف است اندر اخلاص و عیوب افعال و علمای ظاهر گویند که هو جمع بین الحقیقة و الشریعة او جمع کرد ست میان شریعت و حقیقت و این از ایشان خطا ست ازانچه کس فرق نکرده است و شریعت جز حقیقت نیست و حقیقت جز شریعت نی و بحکم آنکه عبارات آن پیر اندر ادراک سهل تر ست و طبایع بهتر اندر یابنده این سخن گویند و چون حق تعالی جمع کرده است میان شریعت و حقیقت محال باشد که اولیای او فرق کنند لا محاله چون فرق حاصل آمد ردّ یکی و قبول دیگری بباید و ردّ شریعت الحاد بود و ردّ حقیقت شرک و آن فرقی که کنند مر تفریق معنی را نیست بلکه اثبات حقیقت را ست چنانکه گویند لا اله (ص ۱۹۹) الا الله حقیقت محمد رسول الله شریعت اگر کسی خواهد که اندر حال صحت ایمان یکی را از دیگری جدا کند، نتواند کرد و خواستش باطل بود و در جمله شریعت فرع حقیقت بود چنانکه معرفت حقیقت است و پذیرفت فرمان معروف معنی شریعت پس این ظاهریان را هر چه طبع اندران نه یفتد بدان منکر شوند و انکار اصلی از اصول راه حق با خطر بود و الحمد علی الایمان و از وی می آید که گفت ما طلعت الشمس و لا غربت علی وجه الارض الّا و هم جهّال بالله الّا من یؤثر الله علی نفسه و روحه و دنیاه و اخرته آفتاب بر نیامد و فرو نشد بر هیچ کس از روی زمین که وی نه بخداوند تعالی جاهل بود مگر آنکه حق تعالی را بر گزید

ص ۱۹۹

بر تن و جان و دنیا و آخرت خود یعنی هر که دست اندر آغوش نصیب خود دارد دلیل آن بود که وی جاهل است بخداوند عزّ و جلّ ازانچه معرفت وی ترک تدبیر اقتضا کند و ترک تدبیر تسلیم بود و اثبات تدبیر از جهل باشد به تقدیر و الله اعلم۔

و منهم اختیار اهل حرمین و جملهٔ مشایخ را قرة العین **ابو عبد الله محمد بن الفضل البلخی** رضی الله عنه از جملهٔ مشایخ بود و پسندیدهٔ اهل عراق و اہل خراسان مرید احمد بن خضرویه بود و ابو عثمان حیری را بدو میلی عظیم بود وی را از بلخ بیرون کردند متعصبان از برای عشق مذهب و بسمرقند شد و عمر آن جا گذاشت و از وی می آید که گفت اعرف النّاس بالله اشدّهم مجاهدةً فی اوامرہ و اتبعهم لسنّة نبیّه یعنی بزرگ‌ترین اهل معرفت مجتهدترین ایشان باشد (ص ۲۰۰) اندر ادای شریعت و با رغبت ترین اندر حفظ سنّت و هر که بحق نزدیک تر بود بر امرش حریص تر بود و هر که از وی دور تر بود از متابعت رسولش معرض تر بود و از وی می آید که گفت عجبت ممّن یقطع البوادی و القفار و المفاوز حتی یصل الی بیته و حرمه لانّ فیه آثار انبیائه کیف لا یقطع نفسه و هواه حتی یصل الیٰ قلبه لان فیه آثار مولاه عجب دارم ازانکه بادیها و بیاباتها ببُرد تا بخانۂ وی رسد که اندرو آثارِ انبیای اوست چرا بادیۂ نفس و دریا هوا نبرد تا بدل خود رسد که اندرو آثار مولای ویست یعنی دل محلّ معرفتِ اوست و بزرگوار تر از کعبه که قبلۂ خدمت اوست و بزرگوار تر از کعبه آن است که بپیوسته نظر بنده بدو بود، و دل آنکه بپیوسته نظر حق بدو بود آنجا که دل دوست من آنجا و آنجا که حکم وی مراد من آنجا و آنجا که اثر انبیای من قبلۂ دوستان من آنجا و الله اعلم بالصواب،

و منهم شیخ با خطر و فانی از صفات بشر **ابو عبد الله محمد بن علی الترمذی** رضی الله عنه اندر فنون علم کامل و امام بود و از محتشمان مشایخ بود و وی را تصانیف بسیار ست و نیکو و کرامت ظاهر اندر بیانِ هر کتاب چون

ص ۲۰۰

ختم الولایة و کتاب النهج و نوادر الاصول و جز این بسیار کتب دیگر و
سخت معظّم ست وی بنزدیک من چنانکه جملگی دلم شکار ویست و شیخ من گفت رحمة الله
علیه که محمد دُرِّ یتیم است که اندر همه عالم مثال ندارد و اندر علوم ظاهر وی را
(ص ۲۰۱) نیز کتب است و اندر احادیث اسانید عالی دارد و تفسیری ابتدا کرده بود ص ۲۰۱
عمر تمام کردن آن نیافت و بدان مقدار که کرده ست درمیان اهل عالم منتشر است و
فقه بر یکی خوانده بود از خواصّ یاران ابو حنیفه و وی را اندر ترمذ محمد حکیم خوانند
و حکیمان از متصوّفه اقتدا بدو کنند و وی را مناقب بسیار ست و یکی ازان جمله آنکه
با خضر پیغامبر صلوات الله علی نبینا و علیه صحبت کرده بود و ابو بکر ورّاق که مرید
وی بود روایت کند که هر یک شنبه خضر علیه السلام بنزدیک وی آمدی و واقعها
از یکدیگر بپرسیدندی و از وی می آید که گفت من جهل باوصاف العبودیة فهو
بنعوت الربوبیّة اجهل هر که بعلم شریعت و اوصاف بندگی کردن جاهل بود وی
باوصاف خداوند جاهل تر بود و هر که بظاهر بمعرفت نفس راه نداند بمعرفت حق تعالی
هم راه نداند و هر که آفات صفات بشریّت نبیند لطایف صفات حقّ هم نه
داند که ظاهر بباطن تعلّق دارد و هر که بظاهر تعلّق کند بی باطن محال بود
و هر که بباطن دعوی کند بی ظاهر محال بود پس معرفت اوصاف ربوبیّت اندر
صحت ارکان عبودیّت بسته است و بی آن درست نیاید و این کلمه سخت با اصل
و مفید ست بجایگاه خود تمام کرده آید ان شاء الله تعالی عزّ و جلّ

و منهم شرف زهّاد امّت و مزکّی اهل فقر و صفوت ابو بکر **محمد بن عمر
الورّاق** رضی الله عنه از بزرگان مشایخ بود و زهّاد ایشان و احمد خضرویه را دیده
(ص ۲۰۲) بود و با محمّد بن علی رضی الله عنه صحبت کرده و وی را کتب ست اندر ص ۲۰۲
آداب و معاملات و مشایخ او را مؤدّب اولیا خوانده اند و وی حکایت کند که محمد
بن علی جزوی چند بمن داد که در جیحون انداز مرا دل نداد اندر خانه بنهادم
و بیامدم و گفتم که انداختم گفت چه دیدی گفتم هیچ ندیدم گفت بنینداخته باز گرد

و اندر آب انداز باز گشتم دلم را وسواس آن برهان بگرفت و آن اجزا اندر آب انداختم آب بدو پاره شد و صندوقی پدیدار آمد بسرِ باز چون آن اجزا اندران افتاد در فراهم آورد باز آمدم و حکایت بکردم گفت اکنون انداختی گفتم ایها الشیخ سرّ این حدیث با من بگوی گفت تصنیف کرده بودم اندر اصول و تحقیق که فهم آن بر عقول مشکل بود برادرِ من خضر علیه السلام از من بخواست و این آب را خداوند تعالی فرمان داده بود تا آن بدو رساند و از ابو بکر ورّاق می آید گفت که الناس ثلثة العلماء و الامراء و الفقراء فاذا فسد العلماء فسد الطاعة و اذا فسد الامراء فسد المعاش و اذا فسد الفقراء فسد الاخلاق مردمان سه گروهند یکی علما و دیگر امرا و سیم فقرا چون علما تباه شوند طاعت و ورزش شریعت بر خلق تباه شود و چون امرا تباه شوند معاش خلق تباه شود و چون فقرا تباه شوند خویهای خلق تباه شود پس تباهی امرا و سلاطین بجور باشد و ازان علما بطمع و ازان فقرا بریا و تا ملوک از علما برص (۲۰۳) اعراض نکنند تباه نگردند و تا علما با ملوک صحبت نکنند تباه نشوند و تا فقرا ریاست نطلبند تباه نگردند اندانکه جورِ ملوک از بی علمی بود و طمع علما از بی دیانتی و ریا: فقرا از بی توکّلی بود پس ملک بی علم و عالم بی پرهیز و فقیر بی توکّل قرین شیطان باشد و فساد همه خلق اندر فساد این سه گروه بستداست و الله اعلم بالصواب٬

صفحه ۲۰۳

و منهم سفینهٔ اهل توکّل و رضا و سالک طریق فنا **ابو سعید احمد بن عیسی الخرّاز** رضی الله عنه که لسان احوال مریدان بود و برهان اوقات طالبان بود و نخست کسی که این طریق فنا و بقا عبارت کردی وی بود و وی را مناقب مشهورست و ریاضات و نقطهای مذکور و تصانیف متلالی و کلام و رموز عالی ذو النون مصری را رضی الله عنه یافته بود و با بشر و سری رحمة الله علیهما صحبت کروه بود و از وی می آید که گفت اندر قول پیغامبر صلی الله علیه وسلم جبلت القلوب علی حبّ من احسن الیها وا عجبا من لم یر محسنا غیر الله کیف لا یمیل بکلیّته الی الله

آفرینش دلها بر دوستی آن کس است که بدو نیکوئی کند یعنی هر که بجای کسی نیکوئی کند لا محاله آن کس بدل مر آن کس را دوست دارد ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ گفت ای عجب آنکہ اندر همه عالم جز خداوند عزّ و جلّ محسن داند چگونه دل بکلیّت باو بر سازد زانچه احسان بر حقیقت آن بود که مالک الاعیان کند که احسان نیکوی کردن بود بجای آنکہ بدان نیکوی کردن محتاج بود (ص ۲۰۳) و آنکہ بر وی از غیر احسان باید وی چگونه باکس احسان تواند کرد پس مُلک و مِلک خداوند را است عزّ و جلّ و او آنست که از غیر بی نیاز ست و چون دوستان حق این معنی بدانستند اندر انعام و احسان منعم و محسن دیدند و دل های شان بکلیّت اسیر دوستی وی شد و از غیر وی اعراض کردند

ص ۲۰۴

و منهم معاصد محققان و دلیل مریدان ابو الحسن علی ابن الاصفهانی رضی اللہ عنہ و نیز گویند که علی بن سهل از کبار مشایخ بود و جنید را رحمۃ اللہ علیہ بدو حکایات لطیف ست و عمرو بن عثمان مکّی رحمۃ اللہ علیہ بزیارت او باصفهان شد وی صاحب ابو تراب رحمۃ اللہ علیہ بود و رفیق جنید رحمۃ اللہ علیہ و مخصوص ست وی بطریق ستوده اندر تصوف آراسته برضا و ریاضت و محفوظ از فتن و آفت و زبانی نیکو اندر حقایق و معاملت داشت و بیان لطیف اندر دقایق و اشارات و از وی می آید که گفت الحضور افضل من الیقین لانّ الحضور وطنات و الیقین خطرات حضور بحق فاضل تر است از یقین بحق ازانچه حضور اندر دل متوطّن بود و غفلت بدان روا نباشد و یقین خاطری بود که گاه بیاید و گاه بشود پس حاضران اندر پیشگاه باشند و موقنان بر درگاه و اندر غیبت و حضور بابی مفرد بیابید اندرین کتاب انشاء اللہ و نیز گفت من وقت آدم الی قیام الساعة الناس یقولون القلب القلب و انا احبّ ان اری رجلا یصف ایش القلب و کیف القلب (ص ۲۰۵) خلا اسای از وقت آدم تا بقیامت مردمان می گویند که دل دل من دوست دارم که مردی بینم که مرا صفت کند و بگوید که دل چیست و با چگونه است و نمی بینم

ص ۲۰۶

ص ۲۰۵

و عوام آن گوشت پاره را دل خوانند و آن مر مجانین و مغلوبان و اطفال را باشد امّا بی دل باشند پس دل چه باشد که از دل بجز عبارت می نشنوم یعنی اگر عقل را دل خوانم آن نه دل ست و اگر روح را دل خوانم آن نه دل ست یعنی همه شواهد حق را قیام بدل است، و از وی بجز عبارتی موجود نه،

و منهم پیر اهل تسلیم و اندر طریق محبّت مستقیم **ابو الحسن محمد بن اسمٰعیل** خیر النسّاج رضی الله عنه از بزرگان مشایخ بود اندر وقت خود و اندر معاملات و عبارات بیانی نیکو داشت و عبارت مهذّب و عمری دراز یافته بود، شبلی و ابراهیم خوّاص رحمة الله علیهما هر دو اندر مجلس وی توبه کردند شبلی را رحمة الله علیه بجنید رحمة الله علیه فرستاد مر حفظ حرمت جنید را رحمة الله علیه و وی مرید سری بود رحمة الله علیه و از اقران جنید و ابو الحسن نوری بود رحمة الله علیه و بنزدیک جنید علیه الرحمة محترم بود و ابو حمزهٔ بغدادی رحمة الله علیه وی را ایجاب اتمام کرده بود همی آید که بسبب آنکه وی را خیر النسّاج خوانند آن بود که چون وی از مولد گاه خود بسامره برفت بقصد حج گذرش بر کوفه بود بدروازهٔ کوفه خزّبافی او را بگرفت که تو بندهٔ منی و خیر نامی وی آن از حق دید و آن مرد را خلاف نکرد تا سالهای بسیار کار وی می کرد هر گاه که او را گفتی یا خیر (ص ۲۰۶) شیخ گفت لبّیک تا مرد از کردهٔ خود پشیمان گشت وی را گفت برو که من غلط کرده بودم و تو نه بندهٔ منی، برفت و بمکّه شد و بدان درجه رسید که جنید گفت خیر خیرنا دوستر آن داشتی که وی را خیر خواندندی و گفتی که روا نباشد که چون مرد مسلمان مرا نامی نهاده باشد من آن را بگردانم و گویند که چون وفاتش قریب گشت وقت نماز شام بود بچون از غشیان مرگ اندر آمد چشم باز کرد سوی ملک الموت در نگریست و گفت قف عافاك الله فانّما انت عبد مامور و انا عبد مامور و ما اُمرتَ به لا یفوتك و ما امرتُ به فهو شیٔ یفوتنی فدعنی امضی فیما امرتُ به ثم امض بما امرتَ

بمہ بہ ایست عافاک اللہ کہ تو بندۂ فرمان برداری و من بندۂ فرمان بردارم و آنچہ ترا
فرمودہ اند از تو فوت نگردد یعنی جان ستدن و آنچہ مرا فرمودہ اند از من فوت
می شود یعنی نماز شام مرا بگذار تا نماز شام بگذارم تا فرمان خود بگذارم تا من ترا
بگذارم تا فرمان خود بگذاری آنگاہ آب خواست و طہارت کرد و نماز شام بگذارد و
جان بداد ہمان شب وی را بخواب دیدند کہ خدای تعالی با تو چہ کرد گفت لا
تسألنی عن ھذا و لکن استرحت من دنیاکم مرا ازین مپرس و لیکن از دنیای
شما برستم و از وی می آید کہ گفت اندر مجلس خود شرح اللہ صدور المتقین بنور
الیقین بکشف بصایر المومنین بنور حقایق الایمان متقی را از یقین چارہ نیست کہ
دلش بنور یقین منشرح کردہ است و موقن را از حقایق ایمان چارہ نیست کہ
بصایر عقل وی بنور ایمان است پس ہر جا کہ ایمان بود (ص ۲۰۷) یقین بود و
ہر جا کہ یقین بود تقویٰ بود ازانچہ ایشان قرینۂ یکدیگر اند یکی تابع دیگری بود
و اللہ اعلم بالصواب،

و منہم داعی عصر و یگانۂ دہر **ابو حمزہ الخراسانی** رضی اللہ عنہ از قدمای
مشایخ خراسان بود با ابو تراب صحبت کردہ بود و خرّاز را رحمۃ اللہ علیہ دیدہ بود
و اندر توکّل قدم تمام داشت و اندر حکایت مشہور ست کہ وی روزی می رفت
اندر چاہی افتاد و چون سہ روز اندران بود گروہی از سیّارہ فرا رسیدند با خود
گفت ایشان را آواز دہم باز گفت کہ خوب نباشد کہ از دون حق استعانت خواہم
و این شکایت بود کہ مر ایشان را بگویم کہ خداوند من مرا در چاہ افگندہ است
اکنون شما بر آرید ایشان چاہ را بدیدند درمیان راہ بی ستری و بی حائلی گفتند
بیائید تا ما بجہت ثواب سر چاہ را بپوشیم تا کسی اندرین نیفتد گفت نفس
من باضطراب آمد و از جان خود نومید شدم چون ایشان سر چاہ استوار کردند و باز
گشتند من با حق تعالی مناجاتی کردم و دل بر مرگ بنہادم و از ہمہ خلق نومید
گشتم چون شبانگاہ اندر آمد از سر چاہ جنبشی شنیدم نیک نگاہ کردم کسی بود کہ

ص ۲۰۷

سر چاه را بکشاد و جانوری عظیم دیدم چون اژدها که دم فرو کرد دانستم که نجاتِ من درین ست و آن فرستادهٔ حق ست بدم وی تعلق کردم تا مرا بر کشید هاتفی آواز داد که نیکو نجاتی که نجات تست یا ابا حمزه که با تلفی از تلفی ترا نجات دادیم و از وی پرسیدند که غریب که باشد گفت المستوحش (ص ۲۰۸) من الألف آنکه از الفت مستوحش بود یعنی هر که را همه الفتها وحشت گردد وی غریب باشد از آنچه درویش را اندر دنیا و عقبی وطن نیست و الفت نه اندر وطن وحشت بود و چون الف وی از کون منقطع شود وی از جمله مستوحش گردد آنگاه غریب باشد و این درجه بس رفیع ست و الله اعلم،

ص ۲۰۸

و منهم داعی مریدان بحکم فرمان **ابو العباس احمد بن مسروق** رضی الله عنه از بزرگان و اجلهٔ خراسان بود و باتفاق جمله اولیای خداوند تعالی وی از اوتاد الارض بود وی را با قطب المدار علیه الرحمة صحبت بود از وی پرسیدند که مرا بگوی که قطب کیست ظاهر نکرد امّا بحکم اشارت چنان نمود که جنید ست رحمة الله علیه و او چهل صاحب تمکین را خدمت کرده بود و از ایشان فائده بر گرفته و اندر علوم ظاهر و باطن سواره بود و از وی می آید که گفت من کان سروره بغیر الحق فسروره یورث الهموم و من لم یکن انسه فی خدمت ربه فانسه یورث الوحشة هر که بجز خداوند شاد باشد شادی وی جمله اندوه بود و هر که را به خدمت خداوند انس نباشد انس وی بجمله وحشت باشد یعنی آنچه جز اوست فنار است هر که بفنا شاد باشد چون فنا شود او اندوه گین شود و جز خدمت وی هبا ست و چون حقیری کونات ظاهر شود انس او جمله وحشت گردد پس اندوه و وحشت جمله عالم اندر رؤیت غیر ست و الله اعلم،

و منهم استاد متوکلان و شیخ محققان **ابو عبدالله بن احمد بن سمٰعیل المغربی** (ص ۲۰۹) رضی الله عنه از بزرگان و مقدّمان وقت بود و اندر زمانهٔ خود مقبول استاد و مراعی مریدان خود بود و ابراهیم خوّاص و ابراهیم شیبان رضی الله عنهما هر دو

ص ۲۰۹

مرید او بودند و وی را کلام عالی و براهین واضح و اندر تجرید دنیا قدم تمام داشت و از وی می آید کہ گفت ما رایت انصف من الدنیا ان خدمتها خدمتك فان ترکتها ترکتك هرگز از دنیا منصف تر چیزی ندیدم کہ تا وی را خدمت کنی ترا خدمت کند چونش بگذاری ترا بگذارد یعنی تا طلب وی کنی ترا طلب کند و چون از وی اعراض کنی و طلب خداوند بر دست گیری از تو بگریزد و اندیشهٔ آن بہ دلت نیاویزد پس هر کہ بصدق از دنیا اعراض کند از شرّ وی ایمن گردد و از آفت وی رستہ بود و الله اعلم و بالله التوفیق،

و منهم پیر زمانہ و اندر زمانۂ خود یگانہ **ابو علی الحسن ابن علی الجرجانی** رضی الله عنہ اندر وقت خود بی نظیر بود و وی را تصانیف اظهر ست اندر علم معاملات و رؤیت آفات و مرید محمد بن علی الترمذی بود و از اقران ابوبکر وراق بود رضی الله عنہ و ابراهیم سمرقندی رحمہ الله مرید وی بود و از وی می آید کہ گفت الخلق کلهم فی میادین الغفلة یرکضون و علی الظنون یعتمدون و عندهم انّهم فی الحقیقة ینقلبون و عن المکاشفة ینطقون یعنی قرار گاه جملہ خلق میدان غفلت ست و اعتماد شان بر ظنّ و آفت و نزدیک ایشان چنان ست کہ کردار ایشان بر حقیقت است و نطق ایشان از اسرار مکاشفت و اشارت آن پیر بہ پنداشت طبع و رعونت نفس بوده ست کہ آدمی (ص ۲۱۰) اگرچہ جاهل بود مر جهل خود را معتقد نباشد خاصّہ جهّال متصوّفہ هم چنان کہ علمای ایشان حقیقت اعزّ ما خلق الله اند جهّال ایشان اذلّ ما خلق الله باشند زانچہ علمای ایشان را حقیقت بود و پنداشت نہ جهّال ایشان را پنداشت بود و حقیقت نہ و اندر میدان غفلت می خوند پندارند کہ میدان ولایت ست و بر ظنّ اعتماد کنند پندارند کہ یقین ست و با رسم می روند پندارند کہ آن را حقیقت ست و از هوا می گویند پندارند کہ آن مکاشفت ست ازانچہ پنداشت از سر آدمی بیرون نشود مگر برؤیت جلال حق یا جمال وی کہ اندر اظهار جمال وی همہ ویرا بینند پنداشت شان فانی شود و اندر کشف

ص ۲۱۰

جلالِ خود را نبینند پنداشت شان سر بر نیارد و الله اعلم،

و منهم باسط علوم و واضع رسوم **ابو محمد احمد بن الحسین** الجریری رضی الله عنه از صاحب سرّان جنید رضی الله عنه بود و صحبت سهل بن عبد الله نیز یافته بود و از همه اصناف علوم خبر داشت و اندر فقه امام وقت بود و اصول نیک می دانست و اندر طریقت تصوّف بدرجه بود که جنید وی را گفت که مریدان مرا ادب بیاموز و ریاضت فرمای و از پس جنید ولی عهد وی بود که بجای گاه وی نشست از وی می آید که گفت دوام الایمان و قوام الادیان و صلاح الابدان فی خلال ثلثة الاکتفاء و الاتقاء و الاحتماء فمن اکتفی بالله صلحت سریرته و من اتقی ما نهی الله عنه استقامت سیرته و من احتمی ما لم یوافقه ارتاضت طبیعته فثمرة الاکتفاء صفوة (ص ۲۱۱) المعرفة و عاقبة الاتّقاء حسن الخلیقة و غایة الاحتماء اعتدال الطبیعة دوام ایمان و پای داشِ دین و صلاح تن اندر سه چیز است یکی بسنده کردن و دیگر پرهیز کردن و سوم غذا نگاه داشتن هر که بخدا بسنده کند سرّش بصلاح باشد و هر که از نهی های او بپرهیزد سیرتش نیکو شود و هر که غذای خود نگاه دارد نفسش بریاضت یابد پس پاداش اکتفای صفوة معرفت بود و عاقبت تقوی حسن خلیقه بود و غایت احتما تندرستی و اعتدال طبیعت یعنی هر که بخدای بسنده کار باشد معرفتش مصفّا شود و هر که چنگ اندر معاملت تقوی زند خلقش نیکو گردد اندر دنیا و آخرت چنانکه پیغمبر گفت صلی الله علیه وسلم من کثر صلوته باللیل حسن وجهه بالنهار هر که را نماز شب بسیار بود رویش اندر روز نیکوتر بود و اندر خبر دیگر ست که در قیامت متّقیان می آیند وجوههم نور علی منابر من نور با رویهای منوّر و تختهای از نور و هر که طریق احتما بر دست گیرد تنش از علّت و نفسش از شهوت محفوظ باشد و این سخن جامع است و نیکو و الله اعلم بالصواب

ص ۲۱۱

و منهم شیخ ظرفا و قبلهٔ اهل صفا **ابو العباس احمد بن محمد بن سهل** الآملی رضی الله عنه از بزرگان مشایخ بود و از محتشمان ایشان و پیوسته محترم بود

درمیان اقران خود و عالم بعلم تفسیر و قرأت و زبانی داشت اندر فهم لطایف قرآن که
وی بدان مخصوص بود و از کبار مریدان جنید بود (ص ۲۱۲) رحمة الله علیه ص ۲۱۲
و با ابراهیم مارستانی صحبت کرده بود و ابو سعید خراز رحمة الله علیه وی را حرمت تمام
داشتی و جز وی کسی را بتصوف مسلم نکردی از وی می آید که گفت السکون
الی مالوفات الطبایع یقطع صاحبها عن بلوغ الحقایق آرام گرفتن با چیزی که طبایع را
با آن الفت بود مرد را از درجات حقایق بیفگند یعنی هر که با مالوفات طبع بیارامد
از حقیقت باز ماند ازانچه طبایع ادوات و آلات نفسند و نفس محل مجاهدت و حقیقت
محل کشف است و هرگز مرید محجوب ساکن چون مکاشف نباشد پس ادراک حقایق
محل کشف است و اندر اعراض بسته است از مالوفات طبایع از آنکه الف طبایع
با دو چیز باشد یکی با دنیا و اخوات آن و دیگر با عقبی و اخوان آن با دنیا
الف گیرد بحکم جنسیت و با عقبی الف گیرد بحکم پندار و نا جنس و ناشناخت
پس الفتش با پنداشت عقبی است نه با عین آن که اگر بحقیقت بشناسدی ازین
سرای بگسلیدی و چون ازین سرای بگست ولایت طبع بپری شد آنگاه حقایق بود که
آن سرای بالطبع جز بلقای طبع خویشی ندارد لانّ فیها ما لا خطر علی قلب بشر
خطر عقبی بدانست که راهش پر خطر ست و لبس خطر ندارد از چیزی که اندر
خواطر آید و چون اندر معرفت حقیقت عقبی و هم عاجز بود طبع را با عین
آن چگونه الفت باشد درست شد که الفت طبع با پنداشت عقبی است و الله
اعلم بالصواب،

و منهم مستغرق معنی و مستهلک دعوی ابو المغیث الحسین بن منصور
الحلاج رضی الله عنه از مشتاقان و مستان (ص ۲۱۳) این طریقت بود و حال قوی و ص ۲۱۳
همت عالی داشت و مشایخ این قصه اندر شان وی مختلف اند بنزدیک گروهی
مردود ست و بنزدیک گروهی مقبول چون عمرو بن عثمان المکّی و ابو یعقوب نهرجوری
و ابو ایوب اقطع و علی بن سهل اصفهانی و جز ایشان و گروهی رد کرده اندش

و باز ابن عطا و محمد بن خفیف و ابو القاسم نصرآبادی رضی الله عنهم اجمعین و
جملهٔ متاخران قبول کردند اندرش و باز گروهی اندر امر وی توقف کرده اند چون جنید
و شبلی و جریری و حصری و جز ایشان و گروهی دیگر بسحر و اسباب آن وی را
منسوب کرده اند امّا اندر ایام ما شیخ ابو سعید ابو الخیر و شیخ ابوالقاسم گرگانی و شیخ
ابو العباس شقانی رضی الله عنهم اندر وی سرّی داشتند بنزدیک ایشان بزرگ بود امّا استاد
ابو القاسم قشیری رضی الله عنه گوید که اگر وی یکی بود از ارباب معانی و حقیقت
بهجران خلق مهجور نشود و اگر مهجور طریقت و مردود حق بود مقبول خلق مقبول نگردد
وبحکم تسلیم وی را بدو باز گذاریم و بدان قدر نشانی که با وی یافتیم از حق
وی را بزرگ داریم امّا ازین جمله مشایخ بجز اندکی منکر نبند مر کمال فضل و صفای
حال و کثرت اجتهاد و ریاضت او را و اثبات نا کردن ذکر وی اندرین کتاب
بی امانتی بودی که بعضی از مردمان ظاهر او را تکفیر کنند و بدو منکر باشند و احوال
او را بعذر و حیلت و سحر منسوب کنند و پندارند که حسین بن منصور حسن منصور
حلاج است (ص ۲۱۴/۲) آن ملحد بغدادی که استاد محمد بن زکریا بوده ست و رفیق
ابو سعید قرمطی و این حسین که ما را اندر امر او خلافست فارسی بوده است که از
بیضا بزد و بر هجر مشایخ او را نه بمعنی طعن اندر دین و مذهب ست که اندر
حالِ روزگارِ وی است که وی ابتداءً مرید سهل بن عبد الله بود بی دستوری از نزد
وی برفت و بعمرو بن عثمان بپیوست و از نزد وی بی دستور وی نیز برفت و تعلق
بجنید کرد رحمة الله علیه و جنید رحمة الله علیه وی را قبول نکرد بدین سبب جمله مهجور کردند
او را پس مهجور معاملت نه مهجور اصل باشد ندیدی که شبلی رحمة الله علیه گفت انا و
الحلاج شیٔ واحد فخلصنی جنونی و اهلکه عقله و اگر وی بدین مطعون بودی شبلی
نگفتی که من و حلاج یک چیزیم و محمد بن خفیف گفت هو عالم ربّانی او عالم
ربّانیست و مانندِ این پس تا خوشنودی و عقوق مشایخ اندرین طریقت هجران و
وحشت بار آورد وی را تصانیف اظهر ست و رموز و کلام مهذّب اندر اصول

ص ۲۱۴

و فروع و من کہ علی بن عثمان الجلابی ام پنجاه پاره تصنیف وی بدیدم اندر بغداد و نواحی آن بعضی بخوزستان و فارس و خراسان جملہ سخنان یافتم چنانکہ ابتدای نمودهای مریدان باشد ازان بعضی قوی تر و بعضی ضعیف تر و بعضی سهل تر و بعضی شنیع تر و چون کسی را از حق نمودی باشد بقوت حال عبارت دست دهد و فضل باری کند سخن مغلق شود خاصہ کہ معبر اندر عبارت (ص ۲۱۵) خود تعجب نماید ص ۲۱۵
آنگاه اوهام را از شنیدن آن نفرت افزاید و عقول از ادراک آن باز ماند آن گاه گویند کہ این سخن عالیست گروهی منکر شوند از جهل و گروهی مقر آیند هم بجهل و انکار ایشان چون اقرار ایشان بود اما چون محققان و اهل بصیرت بینند در عبارت بناویزند و بتعجب آن مشغول نگردند از ذم و مدح فارغ شوند و از انکار و اقرار بر آسایند و باز آنان کہ حال آن جوان مرد را بسحر منسوب می کردند آن محال ست ازانچہ سحر اندر اصول سنت و جماعت حق ست چنانکہ کرامت و اما اظهار سحر اندر حال کمال کفر باشد و اظهار کرامت اندر حال کمال معرفت ازانکہ یکی بنتیجۂ سخط خداوند ست و یکی قرینۂ رضای وی و این سخن در باب اثبات کرامت مشرح تر ازین بگویم و باتفاق اهل بصیرت از اهل سنت مسلمان ساحر نباشد و کافر مکرم نہ کہ اضداد مجتمع نشوند و حسین رضی اللہ عنہ تا بود اندر لباس صلاح بود از نمازهای نیکو و ذکر و مناجات های بسیار و روزهای پیوستہ و تحمیدهای مهذب و اندر توحید نکتهای لطیف اگر افعال او سحر بودی این جملہ از وی محال بودی پس درست شد کہ کرامت بود و کرامت جز ولی محقق را نبود و بعضی از اهل اصول وی را رد کنند و بر وی اعتراض کنند اندر کلمات وی بمعنی امتزاج و اتحاد و آن تشنیع اندر عبارت ست نہ اندر معنی کہ مغلوب را امکان عبارت نباشد تا اندر غلبۂ حال عبارتش صحیح آید و نیز روا بود کہ معنی عبارت مشکل تر بود کہ در نیابند مقصود معبر را وهم ایشان مر ایشان را ازان صورتی (ص ۲۱۶) کند ص ۲۱۶
کہ ایشان مر آن را انکار کنند آن انکار ایشان بدیشان باز گردد نہ بدان معنی

اما من گروهی را دیدم از ملاحدهٔ بغداد و نواحی آن که دعوی تولی بدو داشتند و کلام وی را
حجت زندقهٔ خود گردانیده بودند و اسم حلاجی بر خود نهاده بودند و اندر امر وی غلو می کردند
چون روافضه اندر تولی علی رضی الله عنه و اندر رد کلمات ایشان بابی اندر فرق فرقِ
ایشان بیارم ان شاء الله تعالی عزّ و جلّ و در جمله بدانکه کلام وی اقتدا را نشاید زیرا که
مغلوب بوده است اندر حال خود نه متمکّن و کلام متمکّن باید تا بوی اقتدا توان
کرد پس عزیز ست وی بحمد الله تعالی بر دل من اما بر هیچ اصل طریقش مستقیم نیست و بر
هیچ محلّ حالش مقرّر نه و اندر احوالش فتنهٔ بسیار ست و مرا اندر ابتدا نمودهای خود از وی
قوت ها بسیار بوده ست یعنی براهین و پیش ازین اندر شرح کلام وی کتابی ساخته ام
بدلایل و حجج علوّ کلام و صحت حالش ثابت کرده و اندر کتابی ذکر کرده ام بجز آن منهاج
نام ابتدا و انتهاش یاد کرده ام این جا نیز این مقدار بیاوردم پس طریقی را که چندین
احتراز اصل آن ثابت باید کرد چرا بدان تعلق و اقتدا کنند اما هوا را هرگز با راستی
موافقت نباشد پیوسته چیزی می جوید از طریقت اعوجاج تا اندران آویزد و از وی می
آید که گفت الالسنة مستنطقات تحت نطقها مستهلکات یعنی زبان های گویا
هلاک دلهای خاموش ست این عبارات جمله آفت ست و اندر معنی حقیقت عبارت
هدر باشد چون معنی حاصل بود بعبارت مفقود نگردد و چون معنی مفقود بود بعبارت
موجود نگردد سوای آنکه (ص ۲۱۷) اندران پنداشتی پدیدار آید و طالب را هلاک کند ص ۲۱۷
تا وی عبارت را پندارد که معنی ست و الله اعلم،

و منهم سرهنگ متوکّلان و سالار مستسلمان **ابو اسحاق ابراهیم بن احمد**
الخوّاص رضی الله عنه اندر توکّل شانی عظیم داشت و منزلتی رفیع و مشایخ بسیار را یافته
بود و وی را آیات و کرامت بسیار ست و تصانیف نیکو اندر معاملات این طریقت
و از وی می آید که گفت العلم کله فی کلمتین لا تتکلّف فی ما کُفیتَ و لا تضیّع
ما استُکفیتَ علم بجمله اندر دو کلمه مجتمع است یکی آنکه خدای تعالی اندیشهٔ آن از
دل تو برداشته است اندران تکلّف نکنی و دیگر آنکه آنچه ترا می بباید کرد و بر تو

فریضه است ضایع نکنی تا در دنیا و آخرت موفّق باشی مراد ازین سخن آنست که اندر قسمت سخن
تکلّف مکن که قسمت ازلی بتکلّف تو متغیّر نمی شود و اندر امر تقصیر مکن که ترک فرمان
ترا عقوبت بار آرد و از وی پرسیدند که از عجایب ها چه دیدی گفت عجایب ها بسیار
دیدم امّا هیچ عجب‌تر ازان نبود که خضر پیغامبر صلوات الله علی نبیّنا و علیه از من
خواست تا با من صحبت کند من اجابت نکردم گفتند چرا گفت نه ازانکه رفیقِ بهتر از
وی طلب می کردم و لیکن نرسیدم که بدون حقّ بر وی اعتماد کنم و صحبت وی توکّل
مرا زیان دارد و بنافله از فریضه باز مانم و این درجات کمال باشد و الله اعلم،

و منهم سراپردهٔ تمکین و اسایرِ اهل یقین **ابو حمزهٔ البغدادی البزّاز** رضی الله
عنه از کبرای متکلّمان مشایخ بود و مرید حارث محاسبی بود رضی الله عنه و با سری رحمة
الله علیه صحبت کرده بود از اقران نوری و خیر النسّاج (ص ۲۱۸) رحمة الله علیهما بود  ص ۲۱۸
و با محتشمان مشایخ صحبت کرده بود و اندر مسجد رصافهٔ بغداد عظه کردی و عالم بود
بتفسیر و قرأت و روایاتش عالی بود اندر حدیث پیغمبر صلی الله علیه وسلم و وی آن بود
که اندر واقعهٔ نوری و بلای وی با وی بود که خداوند جمله را خلاص کرد حکایت آن
در شرح مذهب نوری بیارم انشاء الله عزّ و جلّ از وی می آید که گفت اذا سلمت
منك نفسك فقد ادّيت حقها و اذا سلم منك الخلق قضيت حقوقهم چون تن تو از
تو سلامت یافت حقّ وی بگذاردی و چون خلق از تو سلامت یافتند حقوق ایشان
بگذاردی یعنی حقوق دو‌ستی دو است یکی حقّ نفس تو بر تو و یکی حقّ خلق بر تو چون
نفس را از معصیت منع کنی و طریق سلامت آن جهانی وی طلب کنی حقّ وی
گزارده باشی و چون خلق را از بد خود ایمن گردانی و بدیشان بد نخواهی حقّ ایشان
گذارده باشی بکوش تا ترا و خلق را از تو بد نیفتد آنگاه بحق گذاردن خداوند مشغول شود
و الله اعلم،

و منهم اندر فن خود امام و عالی حال و لطیف کلام **ابو بکر محمد بن موسیٰ
الواسطی** رحمة الله علیه از محقّقان مشایخ بود و اندر حقایق شان عظیم داشت و درجه

بلند و بنزدیک جملهٔ مشایخ ستوده بود و از قدمای اصحاب جنید رحمة الله علیه بود عبارت غامض داشت و ظاهریان را چشم اندران بیفتادی و اندر هیچ شهر آرام نیافت چون بمرو آمد اهل مرو بحکم لطافت طبع که نیکو سیرت بود وی را قبول کردند و سخن وی بشنیدند و عمر (ص ۲۱۹) آنجا بگذاشت و از وی می آید که گفت الذاکرون فی ذکره اکثر غفلة من الناسین لذکره یاد کننده را اندر یاد کردن وی غفلت زیادت بود از فراموش کنندهٔ ذکر وی از انچه چون او را یاد دارد اگر ذکرش را فراموش کند زیان ندارد و زیان آن دارد که ذکرش را یاد کنند و وی را فراموش کند که ذکر غیر مذکور باشد پس اعراض از مذکور با پنداشت ذکر بغفلت نزدیک تر بود از اعراض ذکر مذکور بی پنداشت و ناسی را اندر نسیان و غیبت پنداشت حضور نیست و ذاکر را اندر ذکر و غیبت از مذکور پنداشت حضور است پس پنداشت حضور بی حضور بغفلت نزدیک تر ست از غیبت بی پنداشت از انچه هلاک طلاب حق اندر پنداشت ایشان است و آنجا که پنداشت بیشتر معنی کمتر و آنجا که معنی کمتر پنداشت بیشتر و حقیقت پنداشت ایشان از تهمت عقل بود و عقل را از تهمت تهمت حاصل آید و همت را با تهمت و نهمت هیچ مقارنت نباشد و اصل ذکر یا در غیبت بود یا در حضور چون غایب را از خود غیبت بود و بحق حضور آن نه ذکر بود که آن مشاهدهٔ بود و چون از حق غیبت بود و بخود حضور آن نه ذکر بود که غیبت بود و غیبت از غفلت بود و الله اعلم بالصواب

و منهم سکینهٔ احوال و سفینهٔ مقال **ابوبکر دُلف بن جحدر الشبلی** رضی الله عنه از بزرگان و مذکوران مشایخ بود روزگاری مهذب و وقتی میطیب داشت با حق و وی را اشارات لطیف ست و ستوده چنانکه یکی از متاخران می گوید ثلثة من عجایب الدنیا اشارات الشبلی و نکت المرتعش (ص ۲۲۰) و حکایات جعفر وی از کبار قوم اهل و سادات طریقت بود ابتداءً حاجب الحجاب خلیفه بود اندر مجلس خیر نساج توبه کرد و تعلق ارادت بجنید کرد و بسیاری از مشایخ را دریافت از وی می آید که گفت اندر

معنی قول خدای عزّ و جلّ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ ای ابصار الرؤس عَن المحارم و ابصار القلوب عمّا سوی الله بگو مر مؤمنان را تا چشم سر نگاه دارند از نظر بشهوت و چشم دل نگاه دارند از انواع فکرت بجز اندیشهٔ رؤیت پس متابعت شهوت و ملاحظهٔ محارم از غفلت است و مصیبت مهین مر اهل غفلت را آن ست که از عیوب خود جاهل باشند و آنکه این جا جاهل بود آنجا هم جاهل بود وَمَنْ کَانَ فِیْ هٰذِهٖ اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی و بحقیقت تا حق تعالی ارادت. شهوت از دل کسی پاک نکند چشم سر از نظاره بغیر محفوظ نـ گردد و از وی می آید که روزی ببازار اندر آمد قومی گفتند که هذا مجنون گفت انا عندکم مجنون و انتم عندی اصحّاء فزادنی الله جنونی و زادنی صحّتکم من بنزدیک شما دیوانه ام و شما بنزدیک من هشیار جنون من از شدّت محبّت ست و صحت شما از قوت غفلت پس خدای تعالی اندر دیوانگی من زیادت کند تا قربتم بر قربت زیادت شود و در هشیاری شما زیادت کند تا بُعد بر بعد زیادت شود و این قول از غیرت بود تا خود کسی چرا اندران درجه غیرت باشد که دوستی را از دیوانگی فرق نکند و تمیز آن نداندش اندر دو جهان و الله اعلم۔

و منهم حاکی احوال اولیا بالطف اقوال و ادا **ابو محمد بن** (ص ۲۲۱) **جعفر بن نصر** الخالدی رضی الله عنه از کبار اصحاب جنید بود و قدمای ایشان و اندر فنون این علم متبحّر بود و حافظ انفاس مشایخ و راعی حقوق ایشان بود وی را کلام بسیار ست اندر هر فن و مر ترک رعونت را اندر هر مسئله حکایات باز بسته و حوالهٔ آن بکسی کرده و از وی می آید که گفت التوکّل استواء القلب عند الوجود و العدم توکل آن بود وجود و عدم رزق تو بنزدیک دل یکسان بود بوجود رزق خرّم نشوی و بعدم آن اندوه گین نگردی زانچه تن ملک مالکست و بپرورش و هلاک وی حق تعالی اولی تر از تو چنانکه خواهد می دارد تو اندر میان دخل مکن و ملک بمالک بپار و تصرّف خود منقطع کن ابو محمد جعفر روایت

کند کہ نبزدیک جنید رحمۃ اللہ علیہ اندر آمدم او را یافتم اندر تب گفتم ای استاد با حق بگو تات عافیت دھد گفت دوش می گفتم بسرم ندا آمد کہ تنت ملکِ ماست خواھیم تن درست داریم و خواھیم بیمار تو کیستی کہ میانِ ما و ملکِ ما دخل کنی تصرّفِ خود منقطع کن تا بندہ باشی و اللہ اعلم بالصواب

و منھم شیخ محمود و معدن جود ابو علی بن محمد القاسم الرودباری رضی اللہ عنہ از بزرگان و جوانمردان متصوّفہ بود و سرھنگان ایشان و از ابنای ملوک بود و اندر فنون معاملت نشانی عظیم داشت و وی را آیات و مناقب بسیار ست و کلام لطیف اندر دقایق طریقت و از وی می آید کہ گفت المرید لا یرید لنفسہ الّا ما اراد اللہ لہ و المراد لا یرید من الکونین (ص ۲۲۲) شیئا غیرہ و مرید آن بود کہ ھیچیز نخواھد مر خود را جز آنکہ حق تعالی او را خواستہ باشد و مراد آن بود کہ ھیچیز نخواھد از کونین بجز تبارک و تعالی پس راضی بارادت حق تبارک ارادت باید تا وی مرید باشد و محبّ را خود ارادت نباشد تا وی را مراد باشد آنکہ حقّ را خواھد جز آن نخواھد کہ او خواھد و آنکہ حق اورا خواھد وی جز حقّ را نخواھد پس رضا از مقامات ابتدا بود و محبّت از احوال انتھا بہ نسبت مقامات بتحقیق عبودیّت ست و مشرب درجات بتائید ربوبیّت و چون چنین باشد مرید بخود قایم بود و مراد بحق قایم بود،

و منھم خزینہ دار توحید و سمسار تفرید ابو العبّاس قاسم بن المھدی السیّاری رضی اللہ عنہ از ائمۂ وقت بود و عالم بعلوم ظاھر و حقایق صحبت ابو بکر واسطی کردہ بود و از مشایخ بسیار ادب گرفتہ اظرفِ قوم بود اندر صحبت و ازھد ایشان اندر الفت وی را کلام عالی ست و تصانیف ستودہ از وی می آید کہ گفت التوحید ان لا یخطر بقلبک ما دونہ توحید آن بود کہ دون حقّ را نبزدیک دلت خطر نبود و خاطر مخلوقات را بر سرّت گذر نباشد و مر صفوت معاملت ترا کدر نباشد از انچہ اندیشۂ غیر از اثبات ایشان بود

و چون غیر ثابت شد حکم توحید ساقط گشت و اندر ابتدای وی از خاندان علم و ریاست بود و از اهل مرو اندر جاه کس را بر اهل بیت وی تقدم نبود از پدر میراث بسیار یافت جملهٔ آن را بداد و دو تار موی پیغامبر صلی الله علیه وسلم بستد خداوند (ص ۲۲۳) تعالی وی را ببرکت آن توبه داد و به ابو بکر واسطی افتاد و بدرجتی رسید که امام صنفی شد از متصوفه و چون از دنیا می رفت وصیت کرد تا آن مویها را اندر دهان وی نهادند و امروز گور وی بمرو ظاهر ست و مردمان بحاجت خواستن آنجا روند و مهمات ازانجا طلبند و بیابند و مجرب ست و الله اعلم

و منهم ملک وقت خود اندر تصوف و خالی طبعش از تکلف و تصرف **ابو عبد الله محمد بن خفیف** رحمة الله علیه امام زمانهٔ خود بود اندر انواع علوم و وی را اندر مجاهدات شانی عظیم است و اندر حقایق بیانی شافی و روزگارش معنا و هویدا ست اندر تصانیف ابن عطا و شبلی و حسین بن منصور و جریر را رضی الله عنهم یافته بود و بمکه با یعقوب نهرجوری رحمة الله علیه صحبت کرده بود و اسفار نیکو کرده بتجرید و از ابنای ملوک بود خداوند تعالی وی را توبه داد ازان اعراض کرد و خطر وی بر خواطر اهل معانی بزرگ ست از وی می آید که گفت التوحید الاعراض عن الطبیعة توحید اعراض کردن است از طبیعت ازانچه طبایع همه محجوب اند از آلای حق و تا بینا بنعمای او تا از طبع اعراض نباشند بحق اقبال نباشد و صاحب طبع محجوب باشد از حقیقت توحید و چون آفت طبع دیدی بحقیقت توحید رسیدی و وی را آیات و براهین بسیار ست و الله اعلم بالصواب

و منهم سیف ریاست و آفتاب سعادت **ابو عثمان سعید بن سلام** (ص ۲۲۴) المغربی رضی الله عنه از بزرگان اهل تمکین بود و اندر فنون علم حظ وافر داشت و صاحب ریاضت و ثبات بود و اندر رؤیت آفات وی را آیات بسیار ست و براهین نیکو و از وی می آید که گفت من آثر صحبة الاغنیاء علی مجالسة

ص ۲۲۳
ص ۲۲۴

الفقراء ابتلاه الله بموت القلب هر که صحبت توانگران بر گزیند بر مجالست درویشان مبتلا کند خدای عزّ و جلّ او را بمرگ دل که با توانگران صحبت کند و با درویشان مجالست ازانچه از فقرا کسی اعراض کند که با ایشان مجالست کرده باشد نه کسی که صحبت کرده باشد ازانچه اندر صحبت اعراض نباشد و چون از مجالست ایشان بصحبت اغنیا شود دلش بمرگ نیاز بمیرد و تنش بپندار گرفتار شود چون اعراض از مجالست را ثمره مرگ دل بود اعراض از صحبت چگونه باشد و اندرین کلمات فرق ظاهر شد میان صحبت و مجالست و الله اعلم،

و منهم مبارز صفّ صوفیان معبّر احوال عرفان **ابوالقاسم بن ابراهیم بن محمد بن محمود** النصرآبادی رضی الله عنه وی اندر نیشا بود چون شاه بود اندر نشا بود و شاه اندر نیسابور بعلو حال و مرتبه بجز آنکه عزّ ایشان اندر دنیا بود و ازان وی اندر آخرت و وی را کلام بدیع و آیات رفیع ست مرید شبلی بود و استاد متاخران اهل خراسان و اندر عصر وی چون او نبود و اعلم و اورع اهل زمانه بود اندر فنون و از وی می آید که گفت انت بین نسبتین نسبة الی آدم و نسبة الی الحقّ فاذا انتسبت الی آدم دخلت فی میادین الشهوات و مواضع الآفات و الزّلات (ص ۲۲۵) وهی نسبة تحقق البشریّة قال الله تعالی اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا فاذا انتسبت الی الحقّ دخلت فی مقامات الکشف و البراهین و العصمة و الولایة و هی نسبة تحقّق العبودیّة قال الله تعالی وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا تو اندر میان دو نسبتی نسبت آدم و نسبت حقّ چون با آدم نسبت کردی اندر میادین شهوتها و مواضع آفتها و زلّتها افتادی که نسبت طبیعت بی قیمت بود و چون بحقّ نسبت کردی اندر مقامات کشف و برهان و عصمت و ولایت افتادی آن که یک نسبت یافت بشریّت بود و این دیگر به تحقیق عبودیّت نسبت

ص ۲۲۵

آدم در قیامت منقطع شود و نسبت عبودیت همیشه قایم بود تغیر آن روا نبود چون بنده خود را بخود نسبت کند و یا با آدم کمال آن بود که گوید انّی ظلمتُ نفسی و چون بحق نسبت کند آدمی محل آن بود که حق گوید یٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ و الله اعلم بالصواب،

و منهم سرور سرّ سالکان طریق حق و جمال جان های اهل تحقیق حق ابو الحسن علی بن ابراهیم الحُصری رضی الله عنه از محتشمانِ احرارِ درگاه حق بود و از کبرای ائمهٔ متصوّفه اندر زمانهٔ خود بی نظیر بود و وی را کلام عالی و عباراتی خوش ست اندر کلّ معانی و از وی می آید که گفت دعونی فی بلائی ها ما لکم الستم من اولاد آدم الّذی خلقه الله تعالی بیده و نفخ فیه من روحه و اسجد له الملٓئکته ثمّ امره بامر فخالف اذا کان اوّل الدّن دردیا کیف یکون آخره بگذارید مرا ببلای من نه شما از فرزندان آدمید آنکه حق تعالی او را بیافرید (ص ۲۲۷) تخصیص خلقت و بجان بی واسطهٔ غیر ورا زنده کرد و ملایکه را فرمود تا وی را سجده کند پس فرمانی که وی را فرمود وزان مخالف شد چون اوّل خم دُردی بود آخرش چگونه باشد یعنی چون آدمی را بدو باز گذارند همه مخالفت بود چون عنایتِ خود را بخدمت وی فرستد همه محبّت باشد اکنون حسن عنایت حق بر شر و قبح معاملت خود را با آن مقابله کن و پیوسته عمر اندرین گذار و بالله التوفیق الیست ذکر بعضی از متقدمان متصوفه و قدوهٔ ایشان و اگر جمله را اندرین کتاب یاد کردمی و یا روزگار این گروه را شرح دادمی و حکایاتِ ایشان بیاوردمی از مقصود باز ماندمی و کتاب مطوّل شدی اکنون گروهی را از متاخران بدیشان بپیوندیم و بالله التوفیق۔

ص ۲۲۷

۹۷۰

# باب فی ذکر أئمتهم من المتاخرین

بدان عزک الله که اندر زمانهٔ ما گروهی اند که طاقت حمل ریاضت ندارند بی ریاضت ریاست را طلب کنند و همه اهل این قصه را چون خود پندارند و چون سخن گذشتگان بشنوند و شرف ایشان ببینند و معاملات ایشان بر خوانند اندر خود بنگاه کنند خود را ازان دور یابند ترک آن بگیرند شان که گویند نه آنیم و گویند اندر زمانهٔ ما این چنین کسان نمانده اند و این قول ازیشان محال باشد ازانچه حق تعالی هرگز زمین را بی حجت نگذارد و هرگز این امت را بی ولی ندارد چنانکه پیغمبر صلی الله علیه وسلم گفت لا یزال طائفة من امتی علی الخیر و الحق حتی تقوم الساعة و نیز فرمود پیغمبر صلی الله علیه وسلم لا یزال فی امتی اربعون علی خلق ابراهیم (ص ۲۲۷) هرگز امت من خالی نباشد از طائفه که ایشان بر خیر و حق باشند تا قیامت آید و همیشه در امت من چهل تن بر خوی ابراهیم پیغامبر علیه السلام بر باشند و گروهی که ذکر ایشان اندرین باب بیاریم که گذشته اند و بروح براحت و روح بپرده و گروهی زنده اند رضی الله عنهم و عنا و عن جمیع المسلمین و المسلمات،

و منهم طراز طریقت ولایت و جمال جمیع اهل هدایت **ابو العباس احمد بن محمد** القصاب رضی الله عنه متقدمان ماوراء النهر را یافته بود و با ایشان صحبت کرده و وی معروف و مشهور بود بعلو حال و صدق فراست و

ص ۲۷

کثرت برهان و کرامت و ابو عبد الله خیاطی که امام طبرستان بود گوید که از افضال خدای عزّ و جلّ یکی آنست که کسی را بی تعلّم چنان گرداند که چون ما را اندر اصولِ دین و دقائق توحید چیزی مشکل شود از وی بپرسیم و آن ابو العبّاس قصّاب ست و وی رضی الله عنه امّی بود امّا کلام و نکتش عالی بود اندر علم تصوف و اصول و اندر ابتدا و انتها عالی حال و نیکو سیرت بود و از وی مرا حکایات بسیار سماعست امّا مذهب ما اندرین کتاب اختصار ست گویند کودکی اشتری را زمام گرفته بود با باری گران اندر بازار آمل می رفت و پیوسته آنجا وحل بودی پای اشتر از جای بشد و بیفتاد و جزو بشکست مردمان قصد آن کردند تا بار از پشت او بگیرند و کودک دست بستغاث بوده و نوحه می کرد شیخ آنجا بر گذشت گفتا چه بوده ست گفتند پای شتر بشکست وی زمام اشتر بگرفت و روی بآسمان کرد و گفت (ص ۲۲۸) بار خدایا این اشتر مرا درست کن و اگر درست نخواهی کرد دل قصّابی بگریستن کودکی چرا سوختی اندر حال اشتر بر خاست و فرا رفتن آمد از وی می آید که گفت همه عالم را اگر خواهند یا نه با خداوند خوئی می باید کرد و الّا در رنج باشند زانچ چون خوئی با وی کنی اندر حال بلا میلی را بینی بلا ببلا نیاید و اگر خو نکنی بلا بیاید و رنجۀ دل کردی خداوند تعالی برضا و سخط ما که تقدیر کرده است تقدیر خود را متغیّر نکند پس رضای ما بحکم وی نصیب راحت ما ست هرکه با وی خوی کند دلش براحت شود و هر که از وی اعراض کند بورود قضا رنجه گردد و الله اعلم بالصواب

ص ۲۲۸

و منهم بیان مریدان و برهان محققان ابو علی بن حسین بن محمّد الدّقاق رضی الله عنه امام فن خود بود و اندر زمانه بی نظیر بیان صریح و زبانی فصیح داشت اندر کشف راه خداوند و مشایخ بسیار را دیده بود و با ایشان صحبت کرده و مرید نصرآبادی بود و تذکیر کردی از وی می آید که گفت من آنس

بغیره ضعف فی حاله و من نطق من غیره کذب فی مقاله هر که را بدون حق اُنسی باشد اندر حال خود ضعیف باشد و آنکه جز از وی گوید اندر مقالات خود کاذب باشد از انچه اُنس با غیر از قلت معرفت بود و انس با وی از غیر وحشت بود و مستوحش از غیر ناطق نبود از غیر و از پیری شنیدم که وی گفت روزی بمجلس وی اندر آمدم بنیّت آن که بپرسم از حال متوکّلان و وی دستار نیکوی طبری بر سر داشت دلم بدان میل کرد و گفتم ایّها الاستاد ما التوکّل توکّل چه باشد گفت آنکه طمع از دستار مردمان کوتاه کنی این بگفت و دستار اندر پیش من (ص ۲۲۹) انداخت و الله اعلم بالصواب،

ص ۲۲۹

و منهم شوق اهل زمانه و اندر زمانهٔ خود یگانه **ابو الحسن علی بن احمد الخرقانی** رضی الله عنه از اجلّهٔ مشایخ بود و فدای ایشان و اندر وقت خود ممدوح همه اولیای بود شیخ ابو سعید قصد زیارت او کرد و با وی او را محاورات لطیف بود از هر فن و چون باز می گشت گفت من ترا بولایت عهد خود بر گزیدم و از حسن مودّب شنیدم که وی خادم شیخ ابو سعید بود که چون شیخ بحضرت وی رسید نیز هیچ سخن نگفت و مستمع بود و بجز جواب سخن وی هیچ چیزی نمی گفت من او را گفتم ایّها الشیخ از برای چه چنین خاموش گشتی گفت از یک سخن یک عبارت کننده بس بود و از استاد ابو القاسم قشیری شنیدم رضی الله عنه که چون من بولایت خرقان اندر آمدم فصاحتم برسید و عبارتم نماند از حشمت آن پیر و پنداشتم که از ولایت خود معزول شدم از وی می آید که گفت راه دو است یکی راه ضلالت و دیگر راه هدایت آنچه راه ضلالت است آن راه بنده است بخداوند و دیگر آنچه راه هدایت است آن راه خداوند ست به بنده پس هر که گوید که بدو رسانیدم نه رسید هر که گوید بدو رسانیدند بدانکه رسید ازانکه کار در رسید و نا رسید و رستن و نارستن نه بسته است بلکه در رسانیدن و نا رسیدن و رهانیدن و نا رهانیدن بسته است و الله اعلم،

و منهم پادشاه وقت و زمان خود و مفرد اندر عبارت و بیان خود **ابو عبد الله محمد بن علی** المعروف بالداستانی مقیم ببسطام رضی الله عنه عالم بود بانواع علوم و
از محتشمان درگاه حق بود و وی را کلام مهذّب ست (ص ۲۳۰) و اشارات لطیف ص ۲۳۰
و شیخ سهلکی که امام آن دیار بود وی را خلقی نیکو بود و من جزوی از انفاس
وی از سهلکی شنیدم و آن سخت عالی و خوش ست ازان جمله گوید که التوحید عنك
موجود و انت فی التوحید مفقود یعنی توحید از تو درست ست امّا تو اندر توحید
نا درستی که بر مقتضای حق وی قیام نکنی و کمترین درجه اندر توحید نفی تصرّف
تو باشد از ملک و اثباتِ تسلیم تو اندر امور خود مر حق را جلّ و عزّ
و شیخ سهلکی گفت وقتی اندر بسطام ملخ آمده بود و همه درختان و کشت ها
از کثرت ایشان سیاه شد و مردمان دست بخروش بردند شیخ مرا گفت
این چه مشغله است گفتم ملخ آمده است و مردمان بدان رنجه دل می باشند
شیخ بر خاست و بر بام آمد و روی بآسمان کرد در حال آن همه برخاستند و
نماز دیگر را یکی نمانده بود و کسی را یک برگ زیان نشد و الله اعلم بالصواب،

و منهم شاهنشاه محبّان و ملک ملوک صوفیان **ابو سعید فضل الله بن محمد المیهنی** رضی الله عنه سلطان وقت و جمال طریقت بود و جمله اهل زمانه را
مسخّر بودند گروهی بدیدار درست و گروهی باعتقاد نیکو و گروهی بقوّت حال و
وی عالم بود بفنون علم، روزگاری عجب داشت و شان عظیم اندر درجت اشراف
بر اسرار و وی را بجز این آیات و آثار و براهین بسیار بود چنانکه آثار
وی ظاهر ست تا امروز اندر عالم و اندر ابتدای حال وی بطلب علم از میهنه
بسرخس آمد و بر بوعلی رایض تعلّق کرد و یک روز سبق سه روزه بگرفتی و آن
سه روز اندر عبادت بگذاشتی تا آن امام آن رشد در وی (ص ۲۳۱) بدید و ص ۲۳۱
تعظیم وی زیادت کرد و دران وقت والی سرخس شیخ ابو الفضل حسن بود روزی
بر جوی بار سرخس می رفت ابو الفضل حسن او را پیش آمد و گفت یا با سعید

راه تو نه اینست که می روی راه خویش رو شیخ تعلّق بدو نه کرد و ازان جای باز بجای خویش آمد و بریاضت و مجاهدت مشغول شد تا حق تعالی در هدایت بر وی بگشاد و بدرجهٔ اعلاش رسانید و از شیخ ابو مسلم فارسی شنیدم که گفت مرا پیوسته با وی خصومتی می بود وقتی قصد بزیارت وی کردم و مرقعهٔ داشتم از وسخ چون دوال گشته چون بنزدیک وی اندر آمدم وی را یافتم بر سریر نشسته و دقّ مصری پوشیده با خود گفتم این مرد دعوی فقر کند با این همه علایق و من دعوی فقر کنم با این همه تجرید مرا چگونه موافقت باشد با این مرد وی برآن اندیشهٔ من مشرف شد سر بر آورد و مرا گفت یا ابا مسلم فی ای دیوان وجدت من کان قلبه قایمًا فی مشاهدة الحق یقع علیه اسم الفقر اندر کدام دیوان یافتی که چون کسی را اندر دل مشاهدت حق قایم بود بر وی نام فقر بود یعنی اصحاب مشاهده اغنیا اند بحق و فقرا ارباب مجاهدت اند گفت من اندر پنداشت خود پشیمان شدم و از اندیشهٔ نا خوب استغفار کردم از وی می آید که گفت التصوّف قیام القلب مع الله بلا واسطة تصوّف قیام دل بود با حق بی واسطه و این اشارت هم بمشاهده باشد و مشاهده غلبهٔ دوستی بود و استغراق صفت اندر تحقیق شوق و رؤیت و فنای صفت ببقای حق و اندر کتابُ المحبّ اندر مشاهده و وجود آن باقی بیارم انشاء الله تعالی وقتی از نشابور قصد طوس داشت و اندران عقبه سرد بود و پایش اندر موزه سردی می یافت درویشی گفت من اندیشه کردم (ص ۲۳۲) که این فوطهٔ خود بدو نیم کنم و اندر پایهای وی پیچم دلم نداد که فوطهٔ سخت نیکو بود چون بطوس آمدیم اندر مجلس از وی سوال کردم که شیخ ما را فرق کند میان وسواس شیطان و الهام حق گفت الهام حق آن بود که ترا گفتند که فوطه بدو پاره کن تا پای بو سعید سردی نیابد وسواس آنکه ترا منع کرد از آن و از این جنس از وی متواتر ست و مراد ما نه اینست و الله اعلم٭

ص ۲۳۲

و منهم زین اوتاد و شیخ عباد ابو الفضل محمّد بن الحسن الختّلی رضی الله عنه
اقتدای من اندر طریقت بدوست عالم بود بعلم تفسیر و روایات و اندر تصوّف مذهب
جنید داشت و مرید حُصری بود و صاحب سرّ وی بود و از اقران ابو عمرو
قزوینی و ابو الحسن بن سالبه بود است و شصت سال بحکم عزلتی صادق بگوشها اندر
می گریخت و نام خود از میان خلق گم کرده بود و بیشتر به جبل لکام بودی عمر
نیکو یافت و وی را آیات بسیار بود و روایات و براهین بسیار داشت امّا لباس و رسوم متصوّفه
نداشتی و با اهل رسم شدید بود و من هرگز از وی مهیب تر مرد ندیده بودم
و از وی شنیدم که گفت الدنیا یوم و لنا فیها صوم دنیا یک روز ست و ما اندران
روز بروزه ایم یعنی ازان هیچ نصیب نمی گیریم و اندر بند وی می نمائیم زانچه آفت
آن بدیده ایم و به حجت آن واقف شده و ازان اعراض کرده وقتی من بر دست
وی آب می ریختم بر طهارت وی مرا اندر خاطرم بگذشت که چون کار ها بتقدیر
و قسمت ست چرا آزادان خود را بندهٔ پیران کنند بر امید کرامتی را گفت ای
پسر دانستم آنچه اندیشیدی بدانکه هر حکمی را سببی است چون حق تعالی خواهد تا
عوان بچهٔ را تاج کرامت دهد وی را توبه دهد و بخدمت دوستی مشغول کند
تا این خدمت مر کرامت وی را سبب گردد و مانند این بسیار لطایف هر
(ص ۲۳۳) روزی از وی بر ما ظاهر شدی و آن روز که وی را وفات
آمد به بیت الجن بود و آن دهی ست بر سر عقبهٔ میان بانیا رود دمشق
سر به کنار من داشت و مرا رنجی می بود اندر دل از یکی از یاران خود
چنانکه عادت آدمیان بود مرا گفت ای پسر مسئله از اعتقاد با تو بگویم اگر
خود را بران درست کنی از همه رنج ها باز رهی بدانکه اندر همه محلّ ها
و حال ها خدای می آفریند از نیک و بد باید که بر فعل وی خصومت نکنی
و رنجی بدل نگیری و بجز این وصیتی دراز نکرد و جان بداد و الله اعلم
بالصواب،

ص ۲۳۳

و منهم استاد و امام و زین الاسلام ابو القاسم عبدالکریم بن هوازن القشیری رضی الله عنه اندر زمانهٔ خود بدیع بود و قدرش رفیع بود و منزلتش بزرگ بود و معلوم ست اهل زمانه را روزگار وی و انواع فضلش و اندر هر فن او را لطایف بسیار است و تصانیف نفیس جمله با تحقیق و خداوند تعالی حال و زبان وی را از حشو محفوظ گردانیده بود و از وی شنیدم که گفت مثل الصوفی کعلة البرسام اوله هذیان و آخره سکوت فاذا تمکنت خرست مانند کرد صوفی را بعلت برسام که ابتدای آن هذیان گفتن بود و انتهاش بسکوت اندران پس صفوت را دو طرف ست یکی وجد و دیگری نمود و نمود مر مبتدیان را بود و عبارت از نمود هذیان بود و وجد منتهیان را بود و اندر وجد عبارت از وجد محال باشد پس تا طالبند بعلو همت ناطق اند، اندر همت و نطق مر اهل همت را هذیان نماید و چون رسیدند بریدند و نیز نشان عبارت و اشارت نماند و مثال این آنست که چون موسی صلوات الله و سلامه علیه مبتدی بود همه (ص ۲۳۴) همتش رؤیت بود از همت عبارت کرد گفت رَبِّ اَرِنِی اَنْظُرْ اِلَیْکَ این عبارت از نایافت مقصود بی فایده نمود و رسول ما صلی الله علیه وسلم منتهی بود و متمکن چون شخصش بمقام همت رسید همتش فانی شد گفت لا احصی ثناء علیک و این منزلت رفیع و مقام عالی است و الله اعلم بالصواب.

و منهم شیخ امام اوحد و اندر طریق مفرد ابو العباس احمد بن محمد الاشقانی رضی الله عنه اندر فنون علم اصول و فروع امام بود و اندر همه معانی برسیده و مشایخ را بسیار دیده و از کبرا و اجلهٔ اهل تصوف بود راه خود را بفنا عبارت کردی بعبارت مغلق و وی بدان عبارت مخصوص بود و دیدم گروهی از جهله که بدان عبارت وی تقلید کرده بودند و شطحهای وی بر دست گرفته و تقلید بمعنی نا ستوده بود بنگر تا بعبارت

ص ۲۳۴

چگونه باشد مرا با وی انسی عظیم بود و وی را بر من شفقتی صادق و اندر بعضی علوم استاد من بود و هرگز تا من بودم از هیچ صنف کسی ندیدم که شرع را بنزدیک وی تعظیم بیشتر ازان بود که بنزدیک وی و از کلّ موجودات گسته بود و بجز امام محقق را از وی فایده نبودی اندر وقت عبارتش اندر علم اصول و پیوسته طبعش از دنیا و عقبی نفور بودی و پیوسته می خروشیدی که اَشْتَهِو عَدَمًا لا عود له و بپارسی گفتی هر آدمی را بایستن محال باشد و مرا نیز بایست محال ست که بیقین دانم که آن نباشد و آن آنست که می بایدم که خداوند تعالی مرا بعدم برد که هرگز آن عدم را وجود نباشد ازانچه هر چه هست از مقامات و کرامات جمله محلّ حجاب (ص ۲۳۵) و بلابند و آدمی عاشق حجاب خود شده نیستی اندر دیدار بهتر از آرام با حجاب و چون حق جلّ و علا هستی است که عدم بر وی جائز نباشد چه زیان اندر ملک وی اگر من نیست گردم که هرگز مر آن نیستی را هستی نباشد و این اصلی قویست اندر صحت فنا و الله اعلم؛

ص ۲۳۵

و منهم قطب زمانه و اندر زمانهٔ خود یگانه ابو القاسم بن علی بن عبد الله الگرگانی رضی الله عنه و ارضاه و متعنا و المسلمین ببقائه اندر وقت خود بی نظیر بود و اندر زمانه بی بدیل وی را ابتدای سخت نیکو و قوی بوده است و اسفاری سخت بشرط و اندر آن وقت روی دل همه اهل درگاه بدو بود و اعتماد جمله طالبان بد. و اندر کشف واقعهٔ مریدان آیتی بوده است ظاهر و بفنون علم عالم و از مریدان وی هر یکی عالمی را زینتی اند و از پس او مر او را خلفی نیکو ماند ان شاء الله تعالی که مقتدای قوم باشد و آن لسان الوقت بود ابو علی ابو الفضل بن محمد الفارمدی ابقاه الله که نصیب خود اندر حق آن بزرگ نه گذاشته بود و از کلّ اعراض کرده و حق مر او را ببرکات آن زبانِ حال آن سیّد گردانیده است

روزی اندر پیش شیخ نشسته بودم و احوال و نمودهای خود را بوی می شمردم بحکم آنکه روزگار خود بر وی سره کنم که ناقد وقت ست و وی رضی الله عنه آن بحرمت از من می شنید و مرا نخوت کودکی و آتش جوانی بر گفتار آن حریص می کرد و خاطر صورت می بست که مگر این پیر را در ابتدا بدین کوی گذری نبوده است که چندین خضوع می کند اندر حق من و نیاز (ص ۲۳۶) می نماید اندر باطن من آن بدید و گفت ای دوست پدر این خضوع نه مر ترا است و یا حال ترا ست که محول احوال بر محل محال آید که این خضوع من محول احوال را می کنم و این عام باشد مر همه طلّاب را نه خاص مر ترا چون این بشنیدم از دست بیفتادم و وی اندر من بدید و گفت ای پسر آدمی را بدین طریقت نسبت بیش ازان نبود که چون وی را بطریقت باز بندند پندار یافت آن بگردانندش و چون ازان معزول کنندش بعبارت پندارش برسد پس نفی و اثبات و فقد و وجود وی هر دو پندار باشد و آدمی هرگز از بند پندار نرهد وی را باید که درگاه بندگی گیرد و جمله نسبت ها از خود دفع کند بجز نسبت مردی و فرمان برداری و از بعد آن مرا با وی اسرار بسیار بود و اگر باظهار آیات مشغول کردم از مقصود بمانم،

ص ۲۳۶

و منهم رئیس اولیا و تاج اهل صفا ابو احمد المظفر بن احمد بن حمران رضی الله عنه اندر بالش ریاست خداوند عزّ و جلّ در این قصه بر وی بگشاد و تاج کرامت بر سر وی نهاد و وی را بیان نیکو داد و عبارتی عالی اندر فنا و بقا و شیخ المشایخ ابو سعید رضی الله عنه گفت که ما را بدرگاه از راه بندگی آورده اند و خواجه مظفر را از راه خداوندی یعنی ما بمجاهدت مشاهدت یافتیم وی از مشاهدت بمجاهدت آمد و من از وی شنیدم که گفت آنچه بزرگان را بقطع بوادی و مفازات

روی نمود. است من اندر میان بالش و صدر یافتم و آنان که اصحاب رعونت اند این قول را
ازان پیر بدعوی بر دارند و آن از نقص ایشان بود و بهیچ حال عبارت از
(ص ۲۳۷) صدق حال خود دعوی نبود خاصه از اهل معنی و امروز ورا خلقی نیکو ص ۲۳۷
ماند ست و بزرگوار خواجه احمد سلمه الله تعالی گفت روزی من بنزدیک وی بودم
. یکی از مدعیان نیسابور بنزدیک وی بود می گفت اندر میان عبارتش که فانی
شود آنگاه که باقی شود خواجه مظفر گفت رحمة الله علیه که بر فنا چگونه بقا
صورت گیرد که فنا عبارت از نیستی بود و بقا اشارت بهستی و هر یکی
ازین نفی کنندهٔ صاحب خود بود پس فنا معلوم ست امّا چون این نیست بود
اگر هست شود آن نه آن عین بود که آن خود چیز دیگر بود و روا
نبود که ذوات فانی شود امّا فنای صفت روا بود و فنای سبب پس
چون صفت و سبب فانی شود موصوف و مسبّب بماند و فنا بر ذات وی
درست نباشد و علی ابن عثمان الجلّابی الهجویری گوید رضی الله عنه که من عبارتِ
آن خواجه بعین یاد نداشتم امّاآن معنی این بود که من بدین عبارت یاد کردم
و مراد عبارت ظاهر تر کنم تا عامّ تر شود پسِ مراد ازین آنست که اختیار
بنده صفت وی بود و باختیار خود بنده محجوب ست از اختیار حق پس صفت
بنده حجاب وی آمد از حق و لامحالة اختیار حق ازلی بود و ازان بنده محدث
و بر ازلی فنا روا نباشد و چون اختیار حق اندر حق بنده بقا یابد لامحالة
اختیار وی فانی شود و تصرّف وی منقطع و الله اعلم' روزی من اندر گرمای
بنزدیک وی اندر آمدم با جامه راه و بشولیده وی مرا گفت یا ابا الحسن ارادت
حالی مرا بگوی تا چیست گفتم مرا سماع می باید اندر حال کس فرستاد
تا قوّالی را بیاوردند و جماعتی از اهل عشرت و آتش کودکی و
قوّت ارادت و حرقت ابتدا مرا اندر سماع کلمات (ص ۲۳۸) مضطرب کرد چون ص ۲۳۸
زمانی بر آمد و سلطان و غلیان آن آفت اندر من کمتر شد مرا گفت چگونه

بود مر ترا با این سماع گفتم یا ایها الشیخ سخت خوش بودم گفت وقتی بباید کہ
این و بانگ کلاغ هر دو مر ترا یکسان شودکہ قوت سمع تا آنگاہ بود کہ مشاهدت
نباشد چون مشاهدت حاصل آمد ولایت سمع نا چیز شد و نگر تا این را عادت
نکنی تا طبیعت نشود و بدان باز نمانی و اللہ اعلم بالصواب۔

---

# باب فی ذکر رجال الصوفیة من المتأخرین علی الاختصار من اہل البلدان

و اگر اکنون ما ذکر و شرح حال جمله بیاریم اندرین کتاب دراز گردد و اگر بعضی را فرو گذاریم مقصود از کتاب بر نیاید اکنون اسامی آنچه بوده اند اندر عهد ما و هستند از مشایخ و از احاد قوم ایشان از ارباب معانی دون اصحاب رسوم اندرین کتاب بیاریم تا بحصول مراد خود قریب تر باشیم انشاء الله تعالیٰ،

آنچه بودند اندر شام و عراق **شیخ زکی ابن علا** از بزرگان مشایخ بود و از سادات زمانهٔ وی را یافتم چون شعلهٔ از شعله های محبت با آیات و براهین ظاهر، و شیخ بزرگوار **ابو جعفر محمد** المصباح الصیدلانی از رؤسای متصوّف بود و زبانی نیکو داشت اندر تحقیق و میل عظیم بحسین بن منصور و بعضی از تصانیف وی برو خواندم، و **ابو القاسم** سُدسی پیری با مجاهدت و نیکو حال بود و راعی و معتقد درویشان با اعتقادی نیکو،

و امّا از اهل فارس شیخ الشیوخ **ابوالحسن بن سالبه** افصح اللسان بود اندر تصوّف و اوضح البیان اندر توحید و وی را کلمات معروف ست، و شیخ مرشد **ابو اسحٰق** بن شهریار از محتشمان قوم بود و سیاستی عام داشت، و (ص ۲۳۹) شیخ طریقت ابو الحسن **علی** بن بکران از بزرگان متصوّف بود، و شیخ **ابو مسلم** مردی عزیز وقت بود و نیکو روزگار، و شیخ **ابو الفتح** سالبه مر پدر را خلفی نیکو و امید وار ست، و شیخ **ابو طالب** مردی گرفتار کلمات حق بود و ازین جمله من شیخ الشیوخ شیخ

ص ۲۳۹

ابو اسحاق را ندیده ام،

امّا از اهل قهستان و آذربایگان و طبرستان و کُمش شیخ شفیق فرج معروف باخی زنجانی مرد نیکو سیرت و ستوده طریقت بوده و شیخ اندرین از بزرگان این طایفه است و از وی خیرات بسیار ست، و پادشاه نائب مرد عیّار بود اندر راه حق، و شیخ ابو عبدالله جُنیدی رفیق و محترم بود، و شیخ ابو طاهر مکشوف از اجلۀ آن وقت بود، و خواجه حسن سمنان مرد گرفتار ست و امیدوار، و شیخ سهلکی از فحول و صعالیک متصوّفه بود، و احمد بسر شیخ خرقانی مر پدر را خلفی نیکو بود، و ادیب کُمندی از سادات زمانه بود،

امّا از اهل کرمان خواجه علی بن الحسین السیرکانی سیّاح وقت بود و اسفار نیکو داشت، و بسرش حکیم مردی عزیز است، و شیخ محمّد بن سلمه از بزرگان وقت بوده ست، پیش از وی مکتومان بوده اند از اولیای خداوند عزّ و جلّ و جوانان و احداث امیدوار هستند،

امّا از اهل خراسان که امروز سایۀ اقبال حق آنجاست و شیخ مجتهد ابو العبّاس سُره مغانی بود زندگانی خوب داشت و وقتی خوش، و خواجه ابو جعفر محمّد بن علی الجواری است که از بزرگان و محققان این طایفه است و خواجه ابو جعفر ترشیزی از عزیزان وقت بود، و خواجه محمود نیشابوری مقتدای وقت بود و زبانی نیکو داشت (ص ۲۴۰)، و شیخ محمد معشوق زندگانی نیکو و خوب داشت وقتی خوش و جمرة الحب بود پیری نیکو باطن و خرّم بود، و خواجه رشید مظفّر پسر شیخ ابو سعید امیدوار ست که مقتدای قوم و قبلۀ دلها شود، و خواجه احمد حمّادی سرخسی مبارز وقت بود و مدّتی رفیق من بود و از کار وی عجایب بسیار دیدم وی از جوانمردان متصوّفه بود، و شیخ احمد نجّار سمرقندی که مقیم مرو بود سلطان زمانه خود بود، و شیخ ابو الحسن علی بن ابی طالب علی الاسود مر پدر خود را خلفی نیکو بود و اندر

ص ۲۴۰

روزگار خود یگانه بود و بعلوّ همّت و صدق فراست و اگر جمله بر شمرم
از اهل خراسان کتاب دراز گردد و من سی صد کس دیدم اندر خراسان تنها
که هر یکی شربی داشتند که ازان جمله یکی اندر همه عالم بس بود و این
جمله ازان ست که آفتاب محبّت و اقبال طریقت اندر طالع خراسان ست،

و امّا از اهل ماوراء النهر خواجه امام مقبول خاصّ و عامّ ابو جعفر محمد بن
الحسین الحرمی مرد مستمع و گرفتار ست و همّتی عالی دارد و روزگاری صافی و
شفقتی تمام بر طلّاب درگاه حقّ، و خواجه فقیه اندر میان اصحاب خود وجیه
ابو محمد بالغزی روزگار نیکو داشت و معاملت قوی، و احمد ایلاقی شیخ
وقت و بزرگ زمانه بود و تارک رسوم و عادات و خواجه عارف فرید
وقت و بدیع عصر، و علی ابن اسحٰق خواجهٔ روزگار مرد محتشم بود و
زبانی نیکو داشت و این اسامی آن گروه ست که مجمله را بدیده ام و مقام
هر یک را معلوم کرده و جمله از اهل تحقیق بوده اند،

امّا از اهل غزنین و سکّان آن شیخ عارف و اندر زمانه خود منصف
ابو الفضل بن الاسدی پیر بزرگوار بود و وی را براهین ظاهر و (ص ۲۴۱) (ص ۲۴۱)
کرامات ظاهر بود و چون شعلهٔ بود از آتش محبّت و روزگارش مبنی بر
تلبیس بود، و شیخ مجرّد از علایق مفرد اسمٰعیل الشاشی پیر محتشم بود و
بر طریقت ملامت رفتی، و شیخ سالار طبری از علمای متصوّفه بود و روزگاری
نیکو داشت، و شیخ عیّار و معدن اسرار ابو عبد اللّه محمد بن الحکیم المعروف
بمرید رحمة الله علیه از متنان حضرت حقّ بود و اندر زمانه در فنّ خود
ثانی نداشت و روزگارش بر خلق پوشیده بود و وی را براهین ظاهر
ست و آیات ظاهر و بصحبت روزگارش بهتر بود از انچه بدیدار و شیخ
محترم و از جملهٔ مقدّم سعید بن ابی سعید العیار رضی الله عنه
حافظ حدیث پیغمبر بود و عمر نیکو یافت و مشایخ بسیار را دیده بود

و قوی حال بود و با خبر امّا پوشیده رفتی و معنیٔ خود بکس ننمودی، خواجۂ بزرگوار و قاعدۂ حرمت و وقار ابو العلا عبد الرحیم ابن احمد السعدی عزیز قوم است و سیّد وقت و مرا دل با وی نیکو باشد و روزگار مهذّب داشتی و حال نیکو و از فنون علم آگاه ست، و شیخ اوحد قسورة بن محمد الجردیزی با اهل طریقت شفقت تمام دارد و هر یک را بنزدیک وی حرمتی هست و مشایخ را دیده است و بحکم اعتقادات عوام و علمای آن شهر امید بهتر دارم که از پس این کسان پدیدار آیند که ما را بدیشان اعتقاد باشد و این گروه پراگندگان که اندران شهر راه یافته اند و صورت این طریق قبیح گردانیده اند ازان شهر پاک گردند و آن نیز قدم گاه اولیا و بزرگان شود کنون باز گردیم بفرق فرق ایشان اندر مذاهب و اللّٰه اعلم بالصواب۔

## باب (ص ۲۴۲) فی فرق فرقهم فی مذاهبهم

ص ۲۴۲

و پیش ازین در ذکر ابو الحسن نوری رحمة الله علیه گفته بودم که ایشان دوازده گروه اند دو گروه از آن مردود و ده گروه مقبول ده صنف را ازین ده گروه معاملتی و طریقی نیکو ست اندر مجاهدات و آداب لطیف اندر مشاهدات و هر چند که اندر معاملات و مجاهدات و ریاضات ایشان مختلفند اندر اصول و فروع شرع و توحید موافق اند و ابو یزید گفت رضی الله عنه اختلاف العلماء رحمة الّا فی تجرید التوحید و موافق این خبری مشهور و حقیقت تصوّف بمیان اخبار مشایخ ست از روی حقیقت و مقسوم از روی مجاز و رسوم پس من بر سبیل اختصار و ایجاز سخن ایشان اندر بیان آن مقسوم گردانم و اندر اصل مذاهب هر یکی را بساطی بگسترانم تا طالب را علم این حاصل شود و علما را سلاح بود و مریدان را صلاح و محبّان را فلاح و عقلا و خداوندان مروّت را تنبیه و مرا ثواب دو جهانی و بالله التوفیق.

امّا المحاسبیه تولی محاسبیان بابی عبد الله الحارث بن اسد المحاسبی است رضی الله عنه و وی باتّفاق همه اهل زمانهٔ خود مقبول النفس و مقتول النفس بود و عالم بعلوم اصول و فروع و حقایق و سخن وی اندر تجرید توحید بود بصحت معاملت ظاهری و باطنی و نادرهٔ مذهب وی آنست که رضا را از جملهٔ مقامات نگوید و گوید که آن از جملهٔ احوال ست و این خلاف ابتدا

وی کرد آن گاه اهل خراسان این قول گرفتند و عراقیان گفتند که رضا از
جملهٔ مقاماتست و این نهایت توکّلست و تا امروز میانِ این دو قوم این
اختلاف مانده است (ص ۲۴۳) و اکنون ما برین قول را بیان کنیم انشاء الله
عزّ و جلّ،

ص ۲۴۳

ص ۲۴۴

## الکلام فی حقیقة الرضا

و در بیان این مذهب آنست که نخست حقیقت رضا اثبات کنیم و اقسام
آن فرو نهیم آن گاه حقیقت حال و مقام و فرق میانِ آن بیاریم انشاء
الله عزّ و جلّ امّا بدانکه کتاب و سنّت برضا ناطق ست و امّت بران
مجتمع چنانکه خدای گفت عزّ و جلّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ و نیز
گفت لَقَدْ رَضِیَ اللهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ و پیغامبر صلی
الله علیه وسلم گفت ذاق طعم الایمان من رضی بالله ربًّا و رضا بر دو گونه
است یکی رضا خداوند از بنده و دیگر رضای بنده از خداوند امّا حقیقت
رضای خداوند تعالی ارادت ثواب و نعمت و کرامت بنده باشد و حقیقت
رضای بنده اقامت بر فرمان وی و گردن نهادن مر حکم وی را پس رضای
خداوند تعالی مقدّم ست بر رضای بنده که تا توفیق وی نباشد بنده مر
حکم وی را گردن ننهد و بر امر وی اقامت نکند ازانچه رضای بنده
مقرون برضای خداوند ست و قیامش بدانست و در جمله رضای بنده
استوای دل وی باشد بر دو طرف قضا امّا منع و امّا عطا و استقامت
سرّش بر نظارهٔ احوال امّا جلال و امّا جمال چنانکه اگر بمنع واقف شود
و یا بعطا سابق شود بنزدیک رضای وی متساوی بود و اگر بآتش
هیبت و جلالِ حق بسوزد و یا بنور لطف و جمالِ وی بفروزد سوختن
و فروختن بنزدیک دلش یکسان بود زانکه او را شاهد حقست و آنچه از وی

بود او را هم نیکو بود و از امیر المؤمنین حسین بن علی کرم الله وجهه پرسیدند
از قول بوذر غفاری کی گفت الفقر احب الیّ من (ص ۲۲۴) الغنی و السقم احبّ
الیّ من الصحة فقال رحم الله ابا ذرّ اما انا فاقول من اشرف علی حسن
اختیار الله له لم یتمنّ غیر ما اختار الله له درویشی نزدیک من دوستتر
از توانگری و بیماری دوستتر از تندرستی حسین رضی الله عنه گفت رحمت خدای بر
بو ذر باد امّا من گویم هر کرا بر حُسن اختیارِ حق اشراف افتد هیچ تمنّی
نکند بجز آنکه حقّ تعالی وی را اختیار کرده باشد و چون بنده اختیار حق
بدید از اختیار خود اعراض کرد از هم اندوه برست و این اندر غیبت
درست نیاید کی این را حضور باید لان الرّضا للاحزان نافیة و للغفلة
معالجة شافیة رضا مرد را از اندهان برهاند و از چنگ غفلت برهاند
و اندیشهٔ غیر از دلش بزداید و از بند مشقّت ها آزاد کند کی رضا
را صفت رهانیدن ست و امّا حقیقتِ معاملات رضا پسند کاری بنده باشد
بعلم خداوند تعالی و اعتقاد وی کی خداوند اندر همه احوال بدو بینا ست
و اهل این معنی بر چهار قسم اند گروهی آنانکه از حقّ راضی اند
بعطا دادن و آن معرفت ست و گروهی آنانکه راضی اند بنعما و آن
دنیا ست و گروهی آنان کی راضی اند ببلا و آن محن گوناگونست گروهی
آنانکه راضی اند باصطفا و آن محبّت ست پس آنکه از معطی بعطا نگرد
آن را بجان قبول کند و چون بجان قبول کرد کلفت و مشقّت از دلش
زایل گردد و آنکه از عطا بمعطی نگرد بعطا باز ماند و بتکلّف راه رضا
رود و اندر تکلّف جمله رنج و مشقّت بود و معرفت آنگاه حقیقت بود
کی بنده مکاشف بود اندر حقّ معرفت و چون معرفتِ وی را حبس و
حجاب باشد آن معرفت نکرت بود و آن نعمت نقمت بود و آن عطا
(ص ۲۲۵) غطا و باز آنکه بدنیا از وی راضی شود وی اندر هلاک

و خسران بود و آن رضای وی بجملہ نیران بود ازانچہ دنیا باسرها بدان نیرزد کہ دوستی خاطر بدان گمارد و یا بہ ہیچ گونہ اندوہ آن بر ضمیرش گذر کند و نعمت آن گاہ نعمت بود کہ بمنعم دلیل بود و چون از منعم حجاب باشد آن نعمت بلا بود و باز آنکہ ببلا از وی راضی باشد آن بود کہ اندر بلا مبلی را بیند و مشقت آن بمشاہدت مبلی تواند کشید و برنج آن بمسرت مشاہدت دوست برنج ندارد و باز آنکہ باصطفای از وی راضی باشد آن محبان وی اند کہ اندر رضا و سخط ہستی ایشان عاریت بود و منازل دل ہای ایشان بجز حضرت تنزیہہ نباشد و سرا پردۂ اسرار ایشان جز اندر روضۂ انس نہ حاضرانی باشند غایب، و فرشیان عرشی جسمانیان روحانی موحدانِ ربانی دل از خلق گسستہ و از بندِ مقامات و احوال جستہ و سر از مکوّنات گستہ و مر دوستی حق را میان اندر بستہ و منتظرِ لطفِ دوست نشستہ قال اللہ تعالیٰ لَا یَمْلِکُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعاً وَّ لَا یَمْلِکُوْنَ مَوْتاً وَّ لَا حَیٰوةً وَّ لَا نُشُوْراً پس رضا بغیر خسران بود و رضا بدو رضوان زانچہ رضا بدو ملکی صریح است و بدایت عافیت بود و رسول صلی اللہ علیہ وسلم گفت من لم یرض باللہ و بقضائہ شغل قلبہ و تعب بدنہ آنکہ بدو و بہ قضای او راضی نباشد دلش مشغول بود باسباب نصیب خود و تنش رنجہ بطلب آن۔

## فصل

و اندر آثار ست کہ موسیٰ گفت علیہ السلام الہی دُلّنی علی عمل اذا عملتہ رضیتَ عنّی فقال اللہ تعالیٰ انّک لا تُطیق ذلک یا موسی فخرّ موسیٰ علیہ السلام (ص ۲۲۶) ساجداً متضرعا فاوحی اللہ الیہ یا ابن عمران انّ رضائی فی رضاک بقضائی بار خدایا مرا راہ نمای بکرداری کہ چون آن بکنم تو از من راضی شوی خداوند تعالیٰ گفت یا موسیٰ تو آن نتوانی کرد موسیٰ

ص ۲۳۶

سجده کرد و تضرع نمود) خداوند عزّ و جلّ بدو وحی فرستاد که یا پسر عمران رضا و خوشنودی من از تو اندران است که تو بقضای من راضی باشی یعنی چون بنده بقضاهای حق تعالی راضی باشد علامت آن بود که خداوند تعالی از وی راضی است، بشر حافی از فضیل بن عیاض رحمهما الله پرسید که زهد فاضل تر یا رضا فضیل رضی الله عنه گفت الرضا افضل من الزهد لانّ الراضی لا یتمنّی فوق منزلته رضا فاضل تر از زهد ازانچه راضی را تمنّی نباشد و زاهد صاحب تمنّی باشد یعنی فوق منزلت زهد منزلتی دیگر است که زاهد را بدان منزلت تمنّی بود و فوق رضا هیچ منزلتی نیست تا راضی را بدان تمنّی افتد، پس پیشگاه فاضل تر از پایگاه و این حکایت دلیل ست بر صحت قول محاسبی رحمة الله علیه که رضا از جملهٔ احوال ست و از مواهب است نه از مکاسب و منازل و نیز احتمال کند که راضی را هم تمنّی باشد و از پیغمبر صلی الله علیه وسلم آمده است که اندر دعواتش گفتی اسألك الرضا بعد القضاء بار خدایا از تو می خواهم که مرا راضی داری از پس آنکه قضا می بیاید بمن مرا بصفتی داری که چون قضا از تو بیاید مقدّر مرا بورود خود ترا یابد این جا درست شد که رضا قبل ورود القضا درست نیاید ازانچه آن عزم باشد بر رضا و عزم رضا عین رضا نباشد و ابو العباس بن عطا رضی الله (ص ۲۴۷) عنه گوید الرضا نظر القلب الی قدیم اختیار الله للعبد رضا نظر دل بود باختیار قدیم خدای مر بنده را یعنی هر چه بوی رسد داند که این را ارادتی قدیم و حکمی سابق بوده است بر من مضطرب گردد و خرّم دل باشد و حارث محاسبی صاحب مذهب گوید رضی الله عنه الرضا سکون القلب تحت مجاری الاحکام رضا سکون دل بود اندر تحت مجاری احکام بدانچه باشد و اندرین مذهب وی قوی ست ازانچه سکون و طمانینت

ص ۲۴۷

و سکون دل از مکاسب بنده نیست که از مواهب حق است و دلیل کند
که رضا از احوال بود نه از مقام، گویند که عتبة الغلام شبی نخفت و
تا روز می گفت ان تعذبنی فانا لک محبّ و ان ترحمنی فانا لک محبّ
اگر مرا بدوزخ عذاب کنی دوست تو ام و اگر بر من رحمت کنی دوست
تو ام یعنی الم عذاب و لذّت نعمت بر تن بود و قلق دوستی اندر
دل و این مر آن را معترت نکند و این تاکید قول محاسبی است که
رضا نتیجهٔ محبّت بود که محبّ راضی بود بدانچه محبوب کند اگر در عذاب
دارد بدان بینی محجوب نگردد و خرم بود و اگر در نعمت دارد از دوستی
محجوب نگردد و اختیار خود فرو نهد اندر مقابلهٔ اختیار حق و ابو عثمان
حیری گوید رضی الله عنه منذ اربعین سنة ما اقامنی الله فی حال فکرهته
و ما نقلنی الی غیره فسخطته چهل سال ست که خداوند مرا اندر هر
حال که داشته است کاره نبوده ام و از هیچ حال بحال دیگر مرا نقل
نکرده ست که من اندران حال ساخط بوده ام و این اشارت است
بدوام رضا و کمال محبّت و اندر حکایت (ص ۲۴۸) مشهور ست که درویشی ص ۲۴۸
اندر دجله گرفتار شد و سباحت ندانست یکی گفت از کنارهٔ که خواهی
تا کسی را بیاگاهانم که بیرون آردت گفت نه گفت پس خواهی تا غرقه
شوی گفتا نه گفت پس چه خواهی گفت آنچه حق خواهد مرا با خواست
چه کار و مشایخ را اندر رضا سخنی بسیار ست باختلاف عبارات امّا
قاعده این دو اصل است که یاد کردم و ترک تطویل را برین اختصار
کردم امّا اینجا باید که فرق میان احوال و مقام بگویم و حدود آن
بیارم تا بر تو و بر خوانندگان ادراک این معانی آسان تر شود و
این حدّ را بدانند انشاء الله عزّ و جلّ۔

## الفرق بین الحال والمقام

بدانکه این دو لفظ مستعمل ست اندر میان این طایفه و جاری اندر
عبارات شان و متداول اندر علوم و بیان محققان و طالبان این علم را
ازین چاره نیست امّا این باب نه جای اثبات این حدها بود امّا چاره
نبود از معلوم گردانیدن این اندرین محل و بالله التوفیق و العون و
العصمة، بدانکه مُقام برفع میم اقامت بنده بود و بنصب میم محلّ
اقامت بنده این تفصیل و معنی در لفظ مقام سهو ست و غلط در
عربیّت مُقام بضمّ میم اقامت باشد و جای اقامت و مقام بفتح
میم قیام باشد و جای قیام نه جای اقامت بنده باشد اندر راه حق و حق
گزاردن و رعایت کردن وی مر آن مقام را تا کمال آن را ادراک کند
چندانکه صورت بندد بر آدمی و روا نباشد که از مقام خود اندر گذرد بی
ازانکه حق آن بگذارد چنانکه ابتدای مقامات توبه باشد آنگاه انابت آنگاه
زهد آنگاه توکل و مانند این روا نباشد که بی توبه (ص ۲۲۹) ص ۲۲۹
دعوی انابت کند و بی انابت دعوی زهد کند و بی زهد دعوی توکّل کند
و خدای عزّ و جلّ ما را خبر داد از جبرئیل علیه السلام که وی گفت
وَ مَا مِنَّآ اِلاَّ لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ هیچ کس نیست از ما الّا که اُو را
مقامی معلوم ست و باز حال معنی باشد که از حق بدل پیوندد بی
آنکه از خود آن را بکسب دفع توان کرد چون بیاید و یا بتکلف
جلب توان کرد چون برود پس مقام عبارت بود از راه طالب و
قدم گاه وی اندر محلّ اجتهاد و درجت وی بمقدار اکتسابش اندر حضرت
حقّ تعالی و حال عبارت بود از فضل خداوند و لطف وی بدل
بنده بی تعلق مجاهدت وی بدان، ازانچه مقام از جملهٔ اعمال بود و

حال از جملهٔ افضال و مقام از جملهٔ مکاسب بود و حال از جملهٔ مواهب پس
صاحب مقام بمجاهدت خود قایم بود و صاحب حال از خود فانی بود قیام
وی بحالی بود که حق تعالی اندر وی آفریند و مشایخ رحمهم الله اینجا
مختلفند گروهی دوام حال روا دارند و گروهی روا ندارند و حارث محاسبی رضی
الله عنه دوام حال روا دارد و گوید محبت و شوق و قبض و بسط جمله
احوالند و اگر دوام آن روا نباشدی نه محب محب باشدی و نه مشتاق
مشتاق و تا این حال بنده ر صفت نگردد اسم آن بر وی واقع نشود
و ازانست که وی رضا را از جملهٔ احوال گوید و اشارت آنچه ابو عثمان
گفته است بدیست منذ اربعین سنة ما اقامنی الله علی حال فکرهته و گروه
دیگر حال را بقا و دوام روا ندارند چنانکه جنید گوید رضی الله عنه الاحوال
کالبروق بقی فحدیث النفس احوال چون برق ها (ص ۲۵۰) باشد که

ص ۲۵۰

بنماید و نپاید و آنچه باقی شود نه حال بود که آن حدیث نفس و
هوس طبع بود و گروهی گفتند اندرین معنی الاحوال کاسمها یعنی انها
کما تحل بالقلب نزول حال چون نام ویست یعنی اندر حال حلول یدل
متصل بود و اندر ثانی حال زایل گردد و هر چه باقی شود صفت
گردد و قیام صفت بر موصوف باشد و باید که موصوف کامل تر از صفت
وی باشد و این همه محال باشد و این فرق بدان آوردم تا اندر عبارات
این طایفه و اندرین کتاب هر جا که حال و مقام بینی بدانی که مراد
بدان چه چیز ست و در جمله بدانکه رضا نهایات مقامانست و بدایت احوال
و این محلی ست که یک طرفش در کسب و اجتهاد ست و یکی در
محبت و غلیان آن و فوق آن مقام نیست و انقطاع مجاهدات ازان
ست پس ابتدای آن از مکاسب بود و انتها از مواهب اکنون اجتهاد
کند که آنکه اندر ابتداء رضای خود بخود دید گفت مقام ست و آنکه اندر

انتهای رضای خود بحق دید گفت حال ست انیست حکم مذهب محاسبی اندر اصل تصوف رضی الله عنه امّا اندر معاملات خلافی نکرده است بجز آنکه مریدان را زجر کردی از عبارات و معاملات که موهوم و خطا بودی هرچند اصل آن درست بودی چنانکه روزی ابو حمزه بغدادی که مرید وی بود بنزدیک وی اندر آمد و مرد ممتحن و صاحب حال بود حارث شاه مرغی داشت که بانگ کردی اندران ساعت بانگی بکرد حمزه نعرهٔ بزد حارث بر خاست و کاردی بر گرفت و گفت کفرت قصد کشتن وی کرد مریدان در پای شیخ افتادند و او را ازو جدا کردند (ص ۲۵۱) بو حمزه را گفت اسلم یا مطرود گفتند ایّها الشیخ ما جمله وی را از جملهٔ خواص اولیا و موحدان دانیم شیخ را ازین تردد یاری از کجا پدیدار آمد حارث گفت مرا با وی تردد نیست و اندر وی بجز خوبی ویدار نه و باطن وی را بجز مستغرق توحید می ندانم امّا چرا وی را چیزی باید کرد مانندهٔ باشد بافعال حلولیان تا از مقامات ایشان اندر معاملت وی نشانی باشد مرغی که عقل ندارد و بر مجاری عادت و هوای خود بانگی می کند چرا وی را با حق سماع افتد و حق عزّ و جلّ متجزی نه و دوستان وی را جز به کلام وی آرام نه و جز باسلام وی وقت و حال نه وی را بچیزها حلول و نزول نه و اتّحاد و امتزاج بر قدیم روا نه چون بو حمزه آن دقّتِ نظرِ شیخ بدید گفت ایّها الشیخ هرچند که من در اصل درست بودم امّا چون فعلم مانندهٔ بود بفعل قومی توبه کردم و باز گشتم و ازین جنس وی را طُرق بسیار ست و من مختصر کردم و این طریق سخت ستوده است راه سلامت را بی تکبیر اندر صحو بر کمال و پیغامبر گفت صلی الله علیه وسلم من کان منکم یؤمن باللّٰه و الیوم الآخر فلا یقفنّ مواقف التهم هر که بخدای ایمان دارد و بروز قیامت ایمان دارد بر مواقف تهمت نایستد و من که علی بن عثمان الجلّابی ام رضی الله عنه

ص ۲۵۱

پیوسته از خداوند تعالی بخواهم تا مرا چنین معاملتی دهد و این با صحبت منزّهان زمانه راست نیاید اگر در معصیت و ریا با ایشان موافقت نکنی دشمن تو گردند فنعوذ بالله من الجهل و الله اعلم،

ص ۲۵۲ اما القصاریه تولّی قصّاریان (ص ۲۵۲) بابی صالح حمدون بن احمد بن عمارة القصّار بود رضی الله عنه و وی از علمای بزرگ بود و سادات این طریقت و طریق وی اظهار و نشر ملامت بود و اندر فنون معاملات وی را کلام عالیست وی گفتی که باید که علم حق تعالی بتو نیکوتر ازان باشد که علم خلق یعنی باید اندر خلا با حق معاملت نیکوتر ازان کنی که اندر ملا با خلق که حجاب اعظم از حق شغل دل تست با خلق و بباب الملامة اندر ابتدای کتاب احوال و حکایات او بیاورده ام بدان اختصار کردم مر ترک تطویل را و از نوادر حکایات وی یکی آنست که گوید روزی اندر جویبار حیره نیسابور می‌رفتم نوح نام عیّاری بود بفتوّت معروف و جمله عیّاران نیسابور اندر حکم وی بودند و وی را اندر راه بدیده ام گفتم یا نوح جوانمردی چه چیز ست گفت جوانمردی من خواهی یا ازان تو گفتم هر دو بگوی گفت جوانمردی من آنست که من قبا بیرون کنم و مرقعه بپوشم و معاملت آن بورزم تا صوفی شوم و از شرم خلق حق اندران جامه از معصیت بپرهیزم و جوانمردی تو آنکه آن مرقعه بیرون کنی تا تو بخلق و خلق بتو فتنه نکردند پس جوانمردی من حفظ شریعت بود بر اظهار و ازان تو حفظ حقیقت بود بر اسرار و این اصلی سخت قویست،

اما الطیفوریه این گروه تولّی بابی یزید طیفور بن عیسی بن سروشان البسطامی کنند رحمة الله علیه و وی از رؤسای متصوّفه بود و از کبرای ایشان و طریق وی غلبه و سکر بود و غلبهٔ حق عزّ و جلّ و سکر و دوستی از جنس

ص ۲۵۳ کسب آدمی نباشد و (ص ۲۵۳) هر چه از دایرهٔ اکتساب خارج بود بدان دعوی

کردن باطل بود و تقلید بدان محال و لا محالهٔ صاحی را سکر صفت نباشد و آدمی را بدان جاذب جذب سکر بجود سلطان نه و سکران خود مغلوب باشد وی را بخلق التفات نبود تا بصفتی از اوصاف متکلف پدیدار آید و مشایخ این طریق برآنند که اقتدا جز بمستقیمی که از دور احوال رسته باشد درست نیاید و باز گروهی روا نه دارند که کسی بتکلف راه غلبه و سکر سپرد از انچه پیغامبر گفت صلی الله علیه وسلم ابکوا فان لم تبکوا فتباکوا یا بگریید یا خود را به گریه کنندگان مانند کنید و این را دو وجهی باشد یکی مانند کردن خود را بگروهی مر ریا را و این شرک صریح باشد و دیگر خود را مانند کردن تا حق تعالی مکرِ وی را بدان درجت رساند که خود را مانند آن قوم کرده است تا موافق باشد مر آن را که پیغامبر گفت صلی الله علیه وسلم من تشبّه بقوم فهو منهم پس هر چه از انواع مجاهدات آید اندر راه بیارد و در درگاه امیدوار می باشد تا خداوند تعالی در تحقیق و معانی آن بر وی کشاده گرداند که یکی از مشایخ گفت المشاهدات مواریث المجاهدات گوئیم مجاهدات اندر همه معانی نیکو باشد امّا سکر و غلبه اندر تحت کسب نیاید تا بمجاهدات مر آن را جلب توان کرد و عین مجاهدات مر حصول سکر را علّت نگردد و مجاهدات اندر حال صحو توان کرد و صاحب صحو را قبله بقبول سکر نباشد و این محال باشد و الکنون من حقیقت سکر و صحو را باختلاف مشایخ بیان کنیم تا اشکال برخیزد انشاء (ص ۲۵۴) الله تعالی

ص ۲۵۴

## الکلام فی السکر و الصحو

بدان اسعدک الله تعالی که سکر و غلبه عبارتی ست که ارباب معانی کرده اند از غلبهٔ محبّت حق تعالی و صحو عبارتی از حصول مراد و اهل معانی را اندرین معنی سخن بسیار ست گروهی این را بران فضل نهند و گروهی

آن را بدین آنان که سکر را فضل نهند بر صحو آن ابو یزید ست و متابعان وی که گویند صحو بر تمکین و اعتدال صفت آدمیّت صورت گیرد و آن حجاب اعظم بود از حقّ و سکر بر زوال آفت و نقص صفات بشریّت و ذهاب تدبیر و اختیار وی و فنای تصرّفش اندر خود ببقای معانی و قوای که اندرو موجود ست بخلاف جنس وی و آن را ابلغ و اتمّ و اکمل آن بود چنانکه داود صلوات الله علیه اندر حال صحو بود فعلی از وی بوجود آمد خداوند تعالی فعل وی را بدو اضافت کرد و گفت وَ قَتَلَ دَاوُدُ جَالُوتَ و پیغمبر ما صلی الله علیه وسلم اندر حال سکر بود فعلی از وی بوجود آمد خداوند عزّ و جلّ فعل او را بخود اضافت کرد و گفت وَ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَ لٰکِنَّ اللّٰهَ رَمٰی فشتان ما بین عبد و عبد آنکه بخود قایم بود و بصفات خود ثابت گفتند تو کردی بر وجه کرامت و آنکه بحق قایم بود و از صفات خود فانی گفتند ما کردیم آنچه کردیم پس اضافت فعل بنده بحقّ نیکوتر از اضافت فعل حق ببنده که چون فعل حق ببنده مضاف بود بنده بخود قایم بود و چون فعل بنده بحقّ مضاف بود بحقّ قایم بود که چون بنده بخود قایم بود چنان بود که داود را علیه السلام (ص ۲۵۵) یک نظر بجای افتاد که می نبایست یعنی بر زن اوریا دید آنچه دید و چون بنده بحق قایم بود چنان بود که پیغامبر را علیه الصلوٰة و السلام یک نظر افتاد هم ازان جنس زن زید بر زید حرام شد زانچه آن در نظر محلّ صحو بود و این نظر در محلّ سکر بود و باز آنان که صحو را فضل نهند بر سکر و آن جُنید است رضی الله عنه و متابعان وی گویند که سکر محلّ آفت ست ازانچه تشویش احوال ست و ذهاب صحت و گم کردن سر رشتهٔ خویش و چون قاعدهٔ همه معانی طلب طالب باشند یا از روی فنای وی یا از روی بقای وی یا از روی محوش یا از

ص ۲۵۵

روی اثباتش چون صحیح الحال نباشد فایده تحقیق حاصل نشود ازانچه دل اهل
حق مجرّد می باید از کل مثبتات و بنابینائی هرگز از بند اشیا راحت
نباشد و از آفت آن رنگاری نه و ماندن خلق اندر چیز ها بدون حق
بدانست که چیز ها را چنانکه هست می نبینندی و اگر بینندی برهندی
و دیدار درست بر دو گونه باشد یکی آنان که ناظر اندر شی بچشم
بقای آن نگرد دیگر آنکه بچشم بقا نگرد مر کلّ را
اندر بقای خود ناقص یابد که بخود باقی نبیند اندر حال بقای شان و
اگر بچشم فنا نگرد کلّ موجودات اندر جنب بقای حق فانی اند و این
هر دو صفت مر او را از موجودات اعراض فرماید و از آن بود که
پیغامبر صلی الله علیه وسلم گفت اندر حال دعا که اللهم ارنا الاشیاء کما
هی ازانچه هر که دید آسود و این معنی قول خدای ست عزّ و جلّ که
گفت فَاعْتَبِرُوْا یَآ اُولِی الْاَبْصَارِ تا نه بینند اعتبار نگیرند (ص ۲۵۶) پس این
جمله جز اندر احوال صحو درست نیاید و مر اهل سکر را ازین معنی هیچ
آگاهی نه چنانکه موسیٰ علیه السلام اندر حال سکر بود طاقت اظهار یک تجلّی
نداشت و از هوش بشد وَخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا و رسول ما صلی الله
علیه وسلم اندر حال صحو بود از مکّہ تا بقاب قوسین در عین تجلّی
بود و هر زمان هشیار تر و بیدار تر بود و الله اعلم، شعر

شربتُ الراح کاسًا بعد کاسٍ
فما نفد الشراب و ما رَوِیتُ

و شیخ من گفتی و وی جنیدی مذهب بود که سکر بازی گاه کودکان ست
و صحو فناگاه مردان ست و من می گویم که علی بن عثمان الجلّابی ام
رضی الله عنه بر موافقت شیخم که کمال حال صاحب سکر صحو باشد و
کمترین درجه اندر صحو از رؤیت باز ماندگی بشریّت بود پس صحوی که آفت

نماید بهتر از سکری که بعین آن آفت بود و از ابو عثمان مغربی رحمة الله علیه حکایت می آرند که اندر ابتدای حالش بیست سال عزلت کرد اندر بیابانها چنانکه حس آدمی نه شنید تا از مشقت تن وی بگداخت و چشم هایش بمقدار سوفار جوال دوزی ماند و از صورت آدمی بگشت از بعد بیست سال فرمان صحبت آمد و گفت با خلق صحبت کن با خود گفت ابتدای حال صحبت با اهل خدای و مجاوران خانه وی کنم تا مبارک تر بود قصد مکه کرد و مشایخ را بدل آمدن وی آگاهی بود باستقبال وی بیرون شدند او را یافتند بصورت مبدل شده و بحالی که بجز رمق خلقت بر وی چیزی نا مانده گفتند یا با عثمان بیست سال برین صفت زیستی که آدم و ذریاتش اندر روزگار (ص ۲۵۷) تو عاجز شدند ما را بگوی تا چرا رفتی و چه دیدی و چه یافتی و چرا باز آمدی گفت بسکر رفتم و آفت سکر دیدم و نومیدی یافتم و بعجز باز آمدم جمله مشایخ گفتند یا با عثمان حرام ست از پس تو بر معبران که عبارتِ صحو و سکر کنند که تو انصاف جمله بدادی و آفت سکر باز نمودی پس سُکر جمله پنداشت فنا ست در عین بقای صفت و این حجاب باشد و صحو جمله دیدار بقا است در فنای صفت و این عین کشف باشد و در جمله اگر کسی را صورت بندد که سکر بفنا نزدیک تر از صحو است محال باشد از انچه سکر صفتی است زیادت بر صحو و تا اوصاف بنده روی بزیادتی دارد بی خبر بود و چون روی بنقصان صورت نهد آنگاه طلاب را بدو امیدی باشند و این غایت حال ایشان ست اندر صحو و سکر و از ابو یزید رضی الله عنه حکایتی آرند که مغلوب بود و آن آنست که یحیی بن معاذ رضی الله عنه بدو نامهٔ نوشت که چه گوئی اندر کسی که یک قطره از بحر محبت بخورد مست گردد بایزید

ص ۲۵۷

جواب باز نوشت که چگوئی اندر کسی که همه دریاهای عالم شراب محبّت گردد و
وی جمله را بخورد و هنوز از تشنگی می خروشد و مردمان را صورت بندد که یحیی
از سکر عبارت کردست و بایزید از صحو بر خلاف اینست که صاحب سهو آن
باشد که طاقت قطرهٔ ندارد و صاحب سکر آنکه بستی همه را بخورد و نیز
دیگر بایدش از انچه شراب آلت سکر باشد جنس بجنس اولی تر و صحو بضدّ آن
بود با مشرب نیارامد ، اما سکر بر دو گونه باشد یکی بشراب مودّت و دیگر بکاس
محبّت و سکر (ص ۲۵۸) مودّتی معلول باشد که تولّد آن از رؤیت نعمت بود و ص ۲۵۸
سکر محبّتی بی علّت بود که تولّد آن از رؤیت منعم بود و پس هر که نعمت
بیند بر خود بیند خود را دیده باشد و هر که منعم بیند چون بوی بیند خود
را ندیده باشد اگرچه اندر سکر بود و سکرش صحو باشد و صحو نیز بر دوگونه
باشد یکی صحو بر غفلت و دیگر بر محبّت و صحوی که غفلتی بود آن
حجاب اعظم بود و صحوی که محبّتی بود آن کشف ابین باشد پس آنکه
مقرون بغفلت بود اگرچه صحو باشد سکر بود و آنکه موصول بمحبّت بود اگرچه
سکر بود صحو بود چون اصل مستحکم بود صحو چون سکر باشد و سکر
چون صحو و چون بی اصل باشد هر دو بی فایده بود و فی الجمله صحو
و سکر اندر قدمگاه مردان بعلّت اختلاف معلول باشد و چون سلطان حقیقت
جمال خود بنماید صحو و سکر هر دو طفیلی نماید از انچه اطراف این هر دو
معانی بیکدیگر موصول ست و به نهایت یکی بدایت دیگری باشد و بدایت
و نهایت جز اندر تفاریق صورت نگیرد و آنچه نسبت آن بتفرقه باشد
اندر حکم متساوی باشد و جمع نفی تفاریق بود و اندرین معنی گوید که

**شعر**

اذا طلع الصباح بنجم راح
تساوی فیه سکران و صاح

و اندر سرخس دو پیر بودند یکی لقمان و دیگر ابو الفضل حسن رضی الله عنهما
روزی لقمان بنزدیک ابو الفضل اندر آمد وی را یافت جزو اندر دست گرفته
گفت یا ابا الفضل اندر جزو چه می جوئی گفت همان که تو اندر ترک اوئی
گفت پس این خلاف چرا گفت خلاف تو می بینی که از من می پرسی که
چه می جوئی از مستی هشیار شو و از هشیاری بیدار گرد تا خلاف (ص ۲۵۹) ص ۲۵۹
بر خیزدت بدانی که من و تو چه می طلبیم پس طیفوریان را با جنیدیان این
مقدار خلاف رود که یاد کردیم و اندر معاملت مطلق مذهب وی ترک صحبت
و اختیار عزلت بود و مریدان را جمله چنین فرماید و این طریق محمود و
سیرتی ستوده است اگر میسر شود،

و امّا الجنیدیّة تولّی جنیدیان به ابی القاسم الجنید بن محمد کنند رحمة الله
علیه و اندر وقت وی مر او را طاؤس العلماء گفتندی و سید این طایفه و
امام الایمه ایشان وی بود طریق وی مبنی بر صحو ست بر عکس طیفوریان و
اختلاف وی گفته آمد و معروف ترین مذاهب و مشهور ترین این مذهب ولیست
و مشایخ جمله جنیدی بوده اند و جز این اندر کلمات شان اختلاف بسیار ست
اندر معاملت این طریقت امّا من مخافت تطویل را برین اختصار کردم و
با لله التوفیق و اگر کسی را باید که بیشتر ازین بداند از جای دیگر باید خواند
تا بهتر ازین معلوم شود که مذهب من اندرین کتاب اختصار ست و ترک
تطویل و اندر حکایات یافتم که چون حسین بن منصور اندر غلبهٔ خود از عمرو
بن عثمان تبرّا کرد و نبزدیک جنید آمد جنید وی را گفت بچه آمدی
گفت تا با شیخ صحبت کنم گفت ما را با مجانین صحبت نیست که صحبت
را صحت بباید که چون یافت صحت کنی چنان باشد که با سهل بن
عبد الله تستری و با عمرو کردی گفت ایها الشیخ الصحو و السکر صفتان
للعبد و مادام العبد محجوبا عن ربّه حتّی فنی اوصافه صحو و سکر دو صفت

اند مر بنده را و پیوسته بنده از خداوند خود محجوب ست تا اوصاف وی
فانی شود جنید گفت یا ابن منصور اخطات فی الصحو و (ص ۲۶۰) السکر خطا ص ۲۶۰
کردی در صحو و سکر ازانچه نیست خلاف کر صحو عبارت از صحت حال
ست با حق و سکر عبارت است از فرط شوق و غایت محبت و
این هر دو معنی در تحت صفت و اکتساب خلق اندر نیاید و من
یا پسر منصور اندر کلام تو فضول بسیار می بینم و عبارات بی معنی و
الله اعلم،
و اما النوریّة تولّی نوریان بابی الحسن احمد بن محمد النوری رحمة الله علیه
کنند و وی یکی از صدور علمای متصوّفه بود و مشهور و مذکور اندر میان
ایشان بمناقب لامع و حجج قاطع و وی را اندر تصوّف مذهبی پسندیده است
و قاعدهٔ مذهبش تفضیل تصوّف باشد بر فقر و معاملاتش موافق جنید باشد
و از نوادر طریقت وی یکی آنست کر اندر صحبت ایثار حق صاحب
فرماید بر حق خود و صحبت بی ایثار حرام دارد و گوید کر صحبت مر
درویشان را فریضه است و عزلت نا ستوده و ایثار صاحب بر صاحب
هم فریضه و از وی می آید کر گفت ایاکم و العزلة فان العزلة
مقارنة الشیطان و علیکم بالصحبة فان فی الصحبة رضاء الرحمن بپرهیزید
از عزلت کر آن مقارنت شیطان ست و بر شما بادا بصحبت کر اندر
صحبت خوشنودی خداوند است عزّ و جلّ و اکنون من حقیقت ایثار را
بیان کنم و چون بباب صحبت و عزلت برسم آنجا رموز آن را شرح دهم
تا فواید عام تر شود انشاء الله تعالی عزّ و جلّ،

## واما الکلام فی الایثار

قوله تعالی وَ یُؤْثِرُوْنَ عَلَىٓ اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ایثار کنند

اگرچه بدان حاجت مند باشند و نزول این آیت اندر شان فقرای صحابه بوده است
بر خصوص و حقیقت ایثار آن بود که اندر صحبت حق صاحب (ص ۲۶۱) ص ۲۶۱
خود نگاه دارد و نصیب خود اندر نصیب وی فرو نهد و رنج بر
خود نهد از برای راحت صاحب خود لانّ الایثار القیام بمعاونة الاغیار
مع استعمال ما امر الجبّار لرسوله المختار صلی الله علیه وسلم قال الله
تعالی خُذِ الْعَفْوَ وَ أْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ أَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِیْنَ و این مشرح تر
اندر باب آداب الصحبت بیاید امّا مراد این جا ایثار ست و این بر دو
گونه باشد یکی اندر صحبت چنین که ذکرش گذشت و دیگر اندر محبّت و اندر
ایثار حقّ صاحب نوعی از رنج و کلفت ست امّا اندر ایثار حق دوست همه
روح و راحت است و اندر حکایات مشهور ست که چون غلام الخلیل با
این طایفه عداوت خود ظاهر کرد و با هر یک دیگر گونه خصومت پدیدار آورد
نوری و رقّام و بو حمزه را بگرفتند و بدار الخلافه بردند و غلام الخلیل گفت
این قومی اند از زنادقه اگر امیر المومنین فرمانی بدهد بکشتن ایشان اصل زنادقه
متلاشی شود که سر همه این گروهند و هر کس را این خیر بر دست
او بر آید من او را ضامنم بمزدی بزرگ خلیفه در وقت بفرمود که گردنهای
ایشان بزنند سیّاف آمد و آن هر سه را دست بر بستند سیّاف قصد
قتل رقّام کرد نوری بر خاست و بجای رقّام بنشست بر دست گاه سیّاف
بطربی و طوعی تمام ازین عجب داشتند مردمان سیّاف گفت ای جوان مرد این
شمشیر چنان چیز . نیست که بدین رغبت فرا پیش آن آیند که تو
آمدی و هنوز نوبت بتو نارسیده گفت آری طریقت من مبنی بر ایثار
ست و عزیز ترین چیزهای دنیا زندگانی است می خواهم تا این نفسی
چند اندر کار این برادران کنم که یک نفس دنیا نزدیک (ص ۲۶۲) من ص ۲۶۲
دوستر از هزار سال آخرت است از انچه این سرای خدمت ست و

آن سرای قربت ست و قربت بخدمت یابند برید این خبر بخلیفه بر گفت خلیفه
از رقّت طبع و دقت سخن وی اندر چنان حال متعجب شد و کس فرستاد
که اندر امر ایشان توقف کنید و قاضی القضاة ابو العباس بن علی بود حوالت
حال ایشان بدو کرد و وی هر سه را بگرفت و بخانه برد و آنچه پرسید
از ایشان احکام شریعت و حقیقت مر ایشان را اندران تمام یافت و از غفلت
خود از حال ایشان تشویر خورد آنگاه نوری گفت ایها القاضی این همه
که پرسیدی هنوز هیچ چیز نپرسیدی فان لله عبادا یاکلون بالله و یشربون
بالله و یجلسون بالله و یتقولون بالله که خداوند را مردانند که قیام شان بدوست
و قعود و نطق و حرکت و سکون جمله بر وی و زنده بدو اند و
پاینده بمشاهدت او اگر یک لحظه مشاهدت حق از روزگار ایشان گسسته
شود خروش از ایشان بر آید قاضی متعجب شد اندر دقت کلام و صحت حال
وی بخلیفه نوشت که اگر این طایفه ملاحده اند فمن الموحد فی العالم من
گواهی دهم و حکم کنم که اندر روی زمین موحدی نیست خلیفه مر ایشان
را بخواند و گفت حاجت خواهید گفت ما را حاجت بتو آنست که
ما را فراموش کنی نه بقبول خود ما را متقرب گردانی و نه بهجر خود مطرود
کر هجر تو ما را چون قبول تست و قبول تو چون هجر تو خلیفه
بگریست و بکرامت مر ایشان را باز گردانید و از نافع روایت کند که
گفت ابن عمر را ماهی آرزو کرد و اندر همه شهر طلب کردند بنیافتند
و من از پس چندین روز بیافتم بفرمودم (ص ۲۶۳) تا بریان کردند و بر
کردهٔ پیش وی آوردم اثر شادی اندر سیمای وی پادردن آن ماهی دیدم در
حال سایلی بر در سرای وی آمد بفرمود که این بدان سایل دهید
غلام گفت ای سید چندین روز این می خواستی اکنون چرا می دهی
ما بجای این مر سایل را چیزی دیگر بر دهیم گفت ای غلام خوردن

ص ۲۶۳

این بر من حرام ست که این را از دل بیرون کرده ام بدان خبر که از رسول صلی الله علیه وسلم شنیده ام که ایّما امرئ یشتهی شهوة فردّ شهوته و اثر علی نفسه غفر له آنکه آرزو کند وی را چیزی از شهوات آنگاه که بیابد دست ازان باز دارد و دیگری را بدان از خود اولی تر دارد لا محاله خداوند او را بیامرزد و در حکایات یافتم که ده کس از درویشان ببادیه فرو شدند و اندر راه منقطع گشتند و تشنگی مر ایشان را در یافت و با ایشان یک قدح شربت آب بود بر یکدیگر ایثار می کردند و کس نخورد تا همه از دنیا بتشنگی بشدند بجز یک کس وی گفت چون دیدم که همه بمردند من آب بخوردم و بقوت آن براه باز آمدم یکی گفت او را اگر نمی خوردی بهتر بودی گفت یا هذا شریعت چنین دانسته ام که اگر نخوردمی قاتل نفس بودمی و ماخوذ بدان گفت پس ایشان قاتل نفس بوده اند گفت نه ازانکه ازیشان یکی نخورد تا دیگری خورد چون جمله اندر موافقت فرو شدند من بماندم و آب لا محاله بر من واجب شد شرعًا که آن باید خورد و چون امیر المؤمنین علی کرّم الله وجهه بر بستر پیغامبر صلی الله علیه وسلم بخفت و وی با ابو بکر صدیق رضی الله عنه از مکّه بیرون آمد و بغار (ص ۲۶۳) اندر آمدند و آن شب کفّار قصد کشتن پیغامبر علیه السلام کرده بودند خداوند تعالی جبرئیل و میکائیل را گفت که من میان شما برادری دادم و یکی را زندگانی دراز تر از دیگری گردانیدم کیست از میان شما دو که ایثار کند برادر خود را بر خود بزندگانی و مرگ مر خود را اختیار کند هر دو خود را زندگانی اختیار کردند خداوند تعالی عزّ و جل با جبرئیل و میکائیل گفت شرف علی بر بینید و فضلش بر خود که من میان وی و میان رسول خود برادری دادم وی قتل و مرگ خود اختیار کرد و بر جای پیغمبر بخفت و

ص ۲۶۳

جان فدای وی کرد و زندگانی بر وی ایثار کرد بهلاک خود اکنون هر دو بزمین شوید و وی را از دشمنان نگاه دارید آنگاه جبرئیل و میکائیل آمدند و یکی بر سرگاه وی نشست و یکی بر پایگاه وی جبرئیل گفت بخ بخ من مثلك یا ابن ابی طالب ان الله تعالی یباهی بك علی ملایکته کیست چون تو ای پسر ابو طالب که خداوند تعالی بتو مباهات می کند بر همه ملایکه و تو اندر خواب خوش خفته آنگاه آیت آمد اندر شان وی وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْرِیْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ و چون بمحنت حرب احد خداوند تعالی مر مومنان را آزموده گردانید زنی گوید از صالحات انصار که من بیرون آمدم با شربت آب تا بکسی از ان خود برم اندر حرب گاه یکی را دیدم از کرام صحابه مجروح افگنده و نفس می شمرد بمن اشارت کرد که آن آب بمن ده من آن آب بدو دادم مجروح دیگر آواز داد آن آب بمن ده وی آن آب نخورد و مرا گفت بدو بر چون بدو آوردم دیگری آواز داد که آن آب بمن و او هم نخورد مرا گفت بدو بر همچنین تا هفت کس (ص ۲۶۵) چون هفتم بخواست که آن شربت از من بستاند جان بداد باز گشتم تا دیگری را بدهم هر شش بر فرمان حق رسیده بودند آنگاه این آیت آمد وَ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ و اندر بنی اسرائیل عابدی بود که چهار صد سال عبادت کرده بود روزی گفت بار خدایا اگر این کوه ها نیافریده بودی رفتن و سیاحت کردن بر بندگان آسان تر بودی بر پیغامبر آن وقت صلوات الله علیه فرمان آمد که مر آن عابد را بگوی که ترا بر تصرف کردن بر ملک ما چه کار ست اکنون که تصرف کردی نامت را از دیوان سعیدان پاک کردم و اندر دیوان اشقیا نبشتم - عابد را طربی اندر دل پیدا آمد و سجدهٔ شکر کرد مر خداوند را پیغامبر آن وقت گفت

ص ۲۶۵

ای هذا بر شقاوت شکر واجب نشود گفت شکر من نه بر شقاوت ست بر
آنست که نام من باری اندر دیوان ست از دواوین وی امّا حاجتی دارم ای
پیغمبر خدای گفت بگو تا باز گویم گفتا بگوی مر خداوند را که اکنون که مرا
بدوزخ می فرستی چندانی گردان مرا که همه جای موحدان عاصی بگیرم تا
ایشان جمله ببهشت روند فرمان آمد بگو مر آن بنده را که این امتحان
بود نه اهانت تو بود که این جلوه کردن تو بود بر سر خلایق و بقیامت
تو و آنکه شفاعت کنی وی را اندر بهشت باشند و من از احمد حمّاد
سرخسی پرسیدم که ابتدای توبهٔ تو چگونه بود گفت که وقتی من از سرخس برفتم
به بیابان فرو شدم بر سر اشتران خود مدتی آنجا بودم و پیوسته من دوست
داشتمی که گرسنه بودمی و نصیب خود با دیگری دادمی و قول خدای عزّ و
جلّ که گفت وَ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ کَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ اندر پیش
دل من تازه بودی و بدین طایفه اعتقادی داشتم روزی شیری (ص ۲۶۶) از
بیابان گرسنه در آمد و اشتری ازان من بکشت و بر سر بالائی شد و
بانگی بکرد هر چه اندران نزدیک سباعی بود بانگ وی بشنیدند بر وی
مجتمع شدند وی بیامد و اشتر را برهم درید و هیچ خود نخورد و باز
بر آن سر بالا شد آن سباع از روباه و شغال و گرگ و آنچه بدین
مانند همه ازان خوردن گرفتند و وی می بود تا همه باز گشتند آن گاه
قصد کرد تا لختی از آن بخورد روباهی لنگ از دور پدیدار آمد شیر
باز گشت تا آن روباه چندانکه توان ست از آن بخورد و باز گشت
آن گاه شیر بیامد و لختی ازان بخورد و من از دور نگاه می کردم
چون باز گشت بزبان فصیح مرا گفت یا احمد ایثار بر لقمه کار سگان
بود و مردان جان و زندگانی ایثار کنند چون این برهان بدیدم دست از
آن اشغال بداشتم و ابتدای توبهٔ من آن بود، ابو جعفر ملکی گوید رضی الله

ص ۲۶۶

عنه که روزی ابو الحسن نوری رحمة الله علیه اندر خلوت مناجات می کرد من برفتم تا مناجات وی را گوش دارم چنانکه وی نداند که سخت فصیح بودمی گفت بار خدایا اهل دوزخ را عذاب کنی و جمله آفریدگان تو اند بعلم و قدرت و ارادت قدیم و اگر ناچار دوزخ را از مردم پر خواهی کرد قادری بدان که بمن آن دوزخ و طبقات آن پر کنی و مر ایشان را ببهشت فرستی جعفر گفت من اندر امر وی متحیر شدم دیدم بخواب که آینده بیامدی و گفتی خداوند گفت که ابو الحسن را بگوی ما ترا بدان شفقت و تعظیم تو بخشیدم که بما و بندگان ما ست و وی را نوری بدان خواندندی که اندر خانهٔ تاریک چون سخن گفتی بنور باطنش خانه روشن گشتی و بنور حق اسرار مریدان بدانستی تا جنید گفت وی را که ابو الحسن جاسوس القلوب ست این ست تخصیص مذهب وی (ص ۲۶۷) و این اصلی قوی و امری معظم است ص ۲۶۷

بنزدیک اهل بصیرت و بر آدمی هیچ چیز سخت تر از بذل روح نیست و دست بداشتن از محبوب خود و خداوند عزّ و جلّ کلید همه نیکوئیها مر باذل محبوب خود را بذل گردانیده است چنانکه گفت لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّوْنَ و چون روح کسی را مبذول باشد مال و حال و خرقه و لقمه را چه خطر باشد و اصل این طریقت اینست چنانکه یکی بنزدیک رویم رحمة الله علیه آمد که مرا وصیتی کن گفت یا بنیّ لیس الامر غیر بذل الروح ان قدرت علی ذالك و الّا فلا تشتغل بترهات الصوفیة و این امر بجز بذل جان نیست اگر توانی و الا بترهات صوفیان مشغول مگرد و هر چه بجز اینست همه ترهاتست و خداوند گفت تبارک و تعالی وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ و نیز گفت وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ پس حیات ابدی اندر قرب سرمدی ببذل روح یابند و ترک نصیب خود اندر فرمان وی و متابعت

دوستانش اما ایثار و اختیار جمله اندر رؤیت مفرقت تفرقه باشد و اندر عین جمع عین بتدا ایثار است که ترک نصیب خود اصل نصیب بود و تا روش طالب متعلق بکسب وی بود همه هلاک وی بود و چون جذب خود ولایت خود ظاهر کرد احوال و افعال وی جمله بر هم بشولید و وی را عبارت نماند و روزگارش را نه اسم تا کسی وی را نامی نهد و یا از وی عبارتی کند و یا چیزی برا بدو حوالتی کند و اندرین معنی شبلی گوید رحمة الله علیه شعر

غبتُ عنّی فما اُحسُّ بنفسی
و تلاشت صفاتی الموصوفه
فانا الیوم غائب عن جمیع
لیس الّا العبارة الملهوفة

ص ۲۶۸ و امّا السهلیّة (ص ۲۶۸) تولّی سهلیان بسهل ابن عبد الله التستری گفت رحمة الله علیه و وی از محتشمان اهل تصوّف بود و کبرای ایشان چنانکه ذکر وی گذشت و در جمله اندر وقت خود سلطان وقت بود و از اهل حلّ و عقد بود اندرین طریقت وی را براهین ظاهر بسیار بود که اندر ادراک حکایات آن عقل عاجز شود و طریقت وی اجتهاد و مجاهدت نفس و ریاضت ست و مریدان را بمجاهدت بدرجه کمال رسانیدی و اندر حکایات معروف ست که مریدی را گفت جهد کن تا یک روز همه روز می گوئی که الله الله الله و دیگر روز و سوم روز همچنان تا بدان خوی کرد و گفت اکنون شبها بدان پیوند چنان کرد تا چنان شد که اگر خود را جای بخواب دیدی همان می گفتی اندر خواب تا آن عادت طبع وی شد آنگاه گفت اکنون ازین باز گرد و بیادداشت دوست مشغول شو تا چنان شد که همه روزگارش مستغرق

آن گشت وقتی . اندر خانه بود چوبی از هوا اندر افتاد و بر سر وی آمد و بشکست و قطرهای خون که از سرش بر زمین می آمد می نبشت که الله الله الله و پرورش مریدان از روی مجاهدات و ریاضات طریق سهلیان بود و خدمت درویشان و حرمت طریقت حمدونیان و مراقبهٔ باطن طریق جنیدیان امّا ریاضت و مجاهدت جمله خلاف کردن نفس بود و تا کسی مر نفس را نشناخت ریاضت و مجاهدت وی را سود ندارد و اکنون من اندر معرفت نفس و حقیقت آن بیان کنم تا معلوم شود آنگاه بیان مذاهب اندر مجاهدات و احکام آن فرو نهم تا بر طالب معرفت این هر دو هویدا شود و با لله التوفیق،

## الکلام فی (ص ۲۶۹) حقیقة النفس و معنی الهوی

بدانکه نفس از روی لغت وجود شیٔ التوفیق باشد و حقیقته و ذاته و اندر جریان عادات و عبارات مردمان محتمل ست و معانی بسیار را بر خلاف یکدیگر استعمال کنند بمعانی متضادّه بر نزدیک گروهی نفس بمعنی روح است و نزدیک گروهی بمعنی مروّت و بنزدیک گروهی بمعنی جسد و بنزدیک گروهی بمعنی خون امّا محقّقان این طایفه را مراد ازین لفظ جمله هیچ چیز نباشد و اندر حقیقت آن موافقند که منبع شرّ ست و قاعدهٔ سوء امّا گروهی گویند که عینی است مُودَع است اندر قالب چنانکه روح و گروهی گویند صفتی است مر قالب را چنانکه حیات و متفق اند که اظهار اخلاق دنی و افعال مذموم را سبب آنست و این بر دو قسم است یکی معاصی و دیگر اخلاق دنی چون کبر و حسد و بخل و خشم و حقد و آنچه بدین ماند از معانی نا ستوده اندر شرع و عقل پس بریاضت مر این اوصاف را از خود دفع توان کرد چنانکه بتوبه مر معصیت

را و معاصی از اوصاف ظاهر بود و این اخلاق از اوصاف باطن و ریاضت از افعال باطن پدیدار آید از اوصاف دنی یاوصاف سنی ظاهر پاک شود و آنچه بر ظاهر پدیدار آید باوصاف ستوده باطن پاک شود و نفس و روح هر دو از لطایفند اندر قالب چنانکه اندر عالم شیاطین و ملایکه و بهشت و دوزخ اما یکی محل خیرست و یکی محل شر چنانکه چشم محل نظرست گوش محل سمع و کام محلّ ذوق و مانند این از اعیان و اوصافی که اندر قالب آدمی مُوْدَع پس مخالفت نفس سر همه عبادت ها ست و کمال همه مجاهدتها (ص ۲۷۰) و بنده جز بدان بحق راه نیابد از انچه موافقت وی هلاک بنده است و مخالفت وی نجات بنده و خداوند تعالی امر کرد بخلاف کردن آن و مدح کرد مر آن کسان را که بخلاف نفس کوشیدند و ذمّ کرد مر آنان را که بر موافقت نفس رفتند چنانکه گفت خدای عزّ و جلّ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى و نیز گفت اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَهْوٰى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ و از یوسف صدیق علیه السلام ما را خبر داد که گفت وَ مَا اُبَرِّئُ نَفْسِيْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ و پیغامبر گفت صلی الله علیه وسلم اذا اراد الله بعبد خیرا بصّره بعیوب نفسه و در آثار مورود ست که خدای عزّ و جلّ بداوُد علیه السلام وحی فرستاد و گفت یا داود عاد نفسك فان ودیّ بعداوتها پس این جمله که یاد کردیم اوصافند و لا محاله صفت را موصوفی باید تا بدان قایم بود از انچه صفت بخود قایم نباشد و معرفت آن صفت جز بشناختن جملهٔ قالب معلوم نگردد و طریق شناختن آن بیان اوصاف انسانیت ست و سرّ آن و اندر حقیقت انسانیّت مردمان سخن گفته اند که تا این اسم مر چه چیز را سزاوار ست و علم این بر همه طلّاب حق فریضه است از انچه هر که بخود جاهل بود

ص ۲۷۰

بغیر جاهل تر بود و چون بنده مکلّف باشد بمعرفت خداوند معرفت خود
وی را باید تا بصحت حدوث خود قدم خداوند بشناسد و بفنای خود
بقای حق را معلوم کند و نصّ کتاب باین ناطق ست که خداوند عزّ
و جلّ مر کفّار را بجهل بخود صفت کرد و گفت وَ مَنْ يَرْغَبُ عَنْ
مِلَّةِ اِبْرٰهِيمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ای جهل بنفسه و یکی گفته است
از (ص ۲۷۱) مشایخ من جهل نفسه فهو بالغیر اجهل و رسول گفت ص ۲۷۱
صلی اللّه علیه وسلم من عرف نفسه فقد عرف ربّه ای من عرف نفسه
بالفناء فقد عرف ربه بالبقاء و یقال من عرف نفسه بالذلّ فقد عرف
ربّه بالعزّ و یقال من عرف نفسه بالعبودیّة فقد عرف ربّه بالربوبیّة
پس هر که خود را نشناسد از معرفت کلّ محجوب باشد و مراد ازین جمله
اینجا انسانیّت است و اختلاف مردمان اندران از اهل قبله گروهی
گویند انسان جز روح نیست این جسد جوشن و هیکل آنست و
موضع و مأوی گاه وی است تا از خلل طبایع محفوظ باشد و حسّ
و عقل صفت آن و این باطل ست ازانچه جان چون ازین بنیّت
جدا می شود وی را انسان خوانند و این نام ازین شخص مرده بر
نخیزد چون جان با وی بود انسانی بود زنده و چون بے جان باشد
انسانی بود مرده دیگر آنکه جان اندر قالب ستور نیز موجود ست او
را انسان نخوانند و اگر علّت انسانیّت روح بودی بایستی که هر
جا که جان بودی حکم انسانیّت موجود بودی پس دلیل قایم شد
بر بطلان قول ایشان و گروهی دیگر گفتند که این اسم واقع ست
بر روح و جسد بیک جای و چون یکی از دیگری مفارق شود این
اسم ساقط شود چنانکه بر اسپی چون دو رنگ مجتمع شود یکی سیاه
و دیگر سپید آن را ابلق خوانند و چون از یکدیگر جدا شوند آن رنگها

یکی را سیاه خوانند و یکی را سپید و این نیز باطل ست بقول خدای عزّ و جلّ گفت هَلْ اَتیٰ عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَکُنْ شَیْئاً مَذْکُوراً آدم خاک آدم را بی جان انسان خواند و هنوز جان بدان قالب پیوسته نبود و گروهی دیگر (ص ۲۷۲) گویند که انسان جزویست تا متجزّی و محلّ آن دلست که قاعدهٔ همه اوصاف آدمی آنست و این هم محال ست که اگر یکی را بکشند و دل از وی بیرون کنند هم اسم انسانیّت از وی نیفتد و پیش از جان باتّفاق در قالب آدم دل نبود و گروهی از مدّعیان متصوّفه را اندرین معنی غلطی افتاده ست و گویند که انسان آکل و شارب و محلّ تغیّر نیست و آن سرّ الهی است و این جسد تلبیس آنست و آن مودع است اندر امتزاج طبع و اتّحاد جسد و روح گوئیم باتّفاق جملهٔ عقلا و مجانین و کفّار و فسّاق و جهّال را اسم انسانیّت است و اندر ایشان هیچ معنی نیست ازین اسرار جمله متغیّر و آکل و شارب اند و در قالب و وجود شخص هیچ معنی نیست که آن را انسان خوانند و از بعد عدمش نیز نه و خداوند عزّ و جلّ جملهٔ مابها را که اندر ما مرکّب گردانید ست انسان خوانده است بدون معنی ها که آن در بعضی آدمیان نیست که خدای عزّ و جلّ گفت وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ طِیْنٍ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِیْ قَرَارٍ مَکِیْنٍ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَاماً فَکَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْماً ثُمَّ اَنْشَاْنَاهُ خَلْقاً اٰخَرَ فَتَبَارَکَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ پس قول خدای عزّ و جلّ که وی اصدق الصادقین است از خاک تا خاک این صورت مخصوص با همه تعبیه و تبعیر آنش انسان ست چنانکه گروهی گفته اند از اهل سنّت که انسان حیّ است که صورتش بدین صفت معهود ست که موت این اسم را از وی نفی نکند تا صورت معهود و آلت مرسوم بر ظاهر و باطن و مراد از صورت معهود

ص ۲۷۳
تندرست و بیمار (ص ۲۷۳) بود و آلت موسوم مجنون و عاقل و باتفاق هر چه
صحیح تر بود کامل تر باشد اندر خلقت پس بدانکه ترکیب انسان آنکه کامل تر بود
بنزدیک محققان از سه معنی باشد یکی روح و دیگر نفس و سیوم جسد و هر
عینی را ازین سه صفتی بود که بدان قایم بود روح را عقل و نفس
را هوا و جسد را حس و مردم نمونه است از کل عالم و عالم نام دو
جهان ست و از هر دو جهان در انسان نشان ست نشان این جهان آب
خاک و باد و آتش ترکیب وی از بلغم و خون و صفرا و سودا و نشان
آن جهان بهشت و دوزخ و عرصات باز جان بجای بهشت از لطافت
و نفس بجای دوزخ از آفت و وحشت و جسد بجای عرصات جمال این
هر دو معنی بقهر و موانست است پس بهشت تاثیر رضای وی و دوزخ
نتیجهٔ سخطش همچنین روح مؤمن از روح معرفت و نفس وی از حجاب
و ضلالت و تا اندر قیامت مؤمن از دوزخ خلاص نیابد ببهشت نرسد
حقیقت رؤیت نیابد و بصفای محبت نرسد همچنین تا بنده اندر دنیا از
نفس نجات نیابد و بتحقیق ارادت نرسد که قاعدهٔ آن روح است بحقیقت
قربت و معرفت نرسد پس هر که اندر دنیا او را بشناسد و از دیگران اعراض
کند و بر صراط شریعت قیام کند بقیامت دوزخ و صراط نبیند و در جمله روح
مؤمن داعی وی بود ببهشت که اندر دنیا نمونهٔ آن ولیست و نفس داعی
وی بدوزخ که اندر دنیا نمونهٔ (ص ۲۷۴) آن ولیست آن یکی را مدبّر عقل
ص ۲۷۴
تمام و آن دیگر را قاید هوا ناقص تدبیر آن یکی صواب و ازان آن دیگر
خطاش بر طلاب این درگاه واجب بود که پیوسته طریق مخالفت وی سپرند
تا بخلاف وی مر روح و عقل را مدد کرده باشند که آن موضع ستر
خدای ست،

## فصل

اما آنچه مشایخ گفته اند اندر نفس ذو النون مصری گوید قدس الله سره اشد
الحجاب رؤیة النفس و تدبیرها صعب ترین حجاب بنده را رؤیت نفس است و
متابعت تدبیر آن ازانچه متابعت وی مخالفت حق عزّ و جل بود و مخالفت حق
سرّ همه حجابها بود ابو یزید بسطامی رحمة الله علیه گوید النفس صفة لا
تسکن الّا بالباطل نفس صفتی است که سکونت آن بباطل بود و هرگز
وی راه حق سپری نکند و محمد بن علی الترمذی گوید قدس الله سره
تريد ان تعرف الحق مع بقاء نفسك فیك و نفسك لا تعرف نفسها فكیف
تعرف غیرها خواهی تا حق را بشناسی با بقای نفس تو اندر تو و نفس
تو خود با بقای خود مر خود را نمی شناسد چگونه غیر خود را بشناسد
یعنی نفس خود اندر حال بقای خود بخود محجوب ست چون بخود
محجوب بود بحق چگونه مکاشف گردد و جنید گوید رحمه الله که اساس
الكفر قیامك علی مراد نفسك بنای کفر قیام بنده باشد بر مراد تن خود
ازانچه نفس را با لطیفهٔ اسلام مقارنت نیست لا محاله پیوسته در اعراض
کوشد و معرض منکر بود و منکر بی گانه بود و ابو سلیمان دارانی گوید
رحمة الله علیه (ص ۲۷۵) که النفس خائنة مانعة و افضل الاعمال خلافها ص ۲۷۵
نفس خاین ست اندر امانت و مانع ست از طلب رضا بهترین اعمال
خلاف ویست ازانچه خیانت اندر امانت بیگانگی بود و ترک رضا گم شدگی
انفاس ایشان اندرین معنی بیش ازانست که حصر توان کرد با سر مقصود
و اثبات مذهب سهل اندر صحت مجاهدت نفس و ریاضت آن و طریق
بیان اندر حقیقت آن،

# الکلام فی مجاهدة النفس

قال الله تعالیٰ وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا و قال النبی علیه السلام المجاهد من جاهد نفسه فی الله و نیز گفت رجعنا من الجهاد الاصغر الی الجهاد الاکبر قیل یا رسول الله و ما الجهاد الاکبر قال الا و هی مجاهدة النفس باز گشتیم از جهاد خورد تر بسوی جهاد اکبر گفتند یا رسول الله جهادِ اکبر چیست گفت مجاهدت نفس و رسول صلی الله علیه وسلم مجاهدت نفس را بر جهاد تفضیل نهاد ازانچه رنج آن زیادت بود که آن جهاد راندنِ هوا بود و مجاهده قهر کردن آن نفس بدان اکرمک الله که طریق مجاهده نفس و ریاست آن واضح و پیدا و ستوده است بیان همه اهل ادیان و ملل و مختص اند اهل این طریقت برعایت آن و مستعمل و جاری ست این عبارت اندر میان خواص و عوام ایشان و مشایخ را رضی الله عنهم اندرین معنی رموز و کلمات بسیار ست و سهل بن عبدالله تستری رضی الله عنه اندر اهل این غلو بیشتر کند و وی را اندر مجاهده براهین بسیار ست و گویند که وی خود را (ص ۲۷۶) بران داشته بود که هر پانزده روز یک بار طعام خوردی و عمر دراز بگذشت بغذای اندک و جملهٔ محققان مجاهده اثبات کرده اند و مر آن را اسباب مشاهده گفته اند و پیری بوده است که مجاهدت را علّت مشاهدت گفته است و مر طلب را اندر حق یافت تاثیر عظیم نهاده است و وی زندگانی دنیا را در طلب فضل نهد بر حیات عقبیٰ در حصول مراد ازانچه گوید آن ثمرهٔ اینست که چون در دنیا خدمت کنی آنجا قربت یابی بی خدمت آن قربت نباشد باید تا علّت وصول حق مجاهده بنده باشد که بکند هم بتوفیق وی المشاهدات مواریث المجاهدات و دیگران گویند که وصول حقّ را علت نباشد که هر که بحق رسد

بفضل رسد فضل را بافعال چکار بود پس مجاهده تهذیب نفس را ست نه حقیقت قرب را ازانچه رجوع به مجاهده با بنده باشد و حوالهٔ مشاهده بحق محال بود که این علت آن گردد یا آن آلت این و حجت سهل رضی الله عنه اندرین قول خدای عزّ و جلّ که گفت وَ الَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا آنکه مجاهده کند مشاهده یابد و نیز جملهٔ ورود انبیا و اثبات شریعت و نزول کتب جملهٔ احکام تکلیف مجاهده است اگر مجاهده علت مشاهده نبودی حکم این جمله باطل شدی و نیز جملهٔ احوال دنیا و عقبی تعلق بحکم و علل دارد و هر که علل از حکم نفی کند شرع و رسم جمله بر خیزد نه اندر اصل اثبات تکلیف درست آید و نه اندر فرع (ص ۲۷۷) طعام مر سیری را و یا جامه مر دفع سرما را علت شود و این تعطیل کلّ معانی بود پس رؤیت اسباب اندر افعال توحید بود و دفع آن تعطیل و این را اندر مشاهده دلایل ست و انکار این انکار مشاهدت و مکابرهٔ عیان بود نه بینی که اسب توسن را بریاضت از صفت ستوری بصفت مردمی آرند و اوصاف ستوری اندر وی مبدّل کنند تا تازیانه از زمین بر گیرد و بخداوند دهد و گوی بدست بگرداند و مانند و کودک بی عقل عجمی را بریاضت عربی زبان می کنند و خلق طبیعی وی را اندر وی مبدّل می گردانند و باز وحشی را بریاضت بدان درجه رسانند که چون بگذارندش بشود و چون بخوانند باز آید و رنج بند وی دوستر از آزادی و گذاشتگی بود و سگ پلید را بمجاهدة بدان محل رسانند که کشتهٔ وی حلال گردد و ازان آدمی بی مجاهده و ریاضت نا یافته حرام و مانند این پس مدار جملهٔ شرع و رسم بر مجاهده است و رسول صلی الله علیه وسلم اندر حال قرب حق و یافتن کام و امن عاقبت و تحقیق عصمت چندان مجاهدت

ص ۲۷۷

کرد از گرسنگی های دراز و روزهای وصال و بیداری های شب که فرمان
آمد یا محمد طٰهٰ مَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰى. قرآن بتو بدان نفرستادیم
تا تو خود را هلاک کنی، و از ابو هریره رضی الله عنه روایت آرند
که رسول صلی الله علیه وسلم اندر حال عمارت مسجد خشت می کشید و
من می دیدم که وی را رنج می رسید گفتم یا رسول الله (ص ۲۷۸) ص ۲۷۸
آن خشت فرا من ده که من بجای تو این کار بکنم، گفت یا
ابا هریره خذ غیر ها فانه لا عیش الا عیش الآخرة یا ابا هریره تو
خشت دیگر گیر که سرای عیش آخرت ست و دنیا سرای رنج
و مشقت ست و حیان بن حارثه روایت کند که از عبد الله بن
عمر رضی الله عنه پرسیدم که اندر غزو چگوئی گفت ابداء بنفسك فجاهدها و
ابداء بنفسك فاغزها فانك ان قتلت فاراً بعثك الله فاراً و ان قتلت
مرائیا بعثك الله مرائیاً و ان قتلت صابرا محتسباً بعثك الله صابرًا محتسبًا
پس هر چند آنکه تالیف و ترکیب عبارت را اندر حق بیان معانی اثر
ست تالیف و ترکیب مجاهدت را اندر وصول معانی اثر ست چون بیان
بی عبارت و تالیف آن درست نیاید وصول بی مجاهدت درست نیاید
و آنکه دعوی کند مخطی بود. از آنچه عالم و اثبات حدوث آن دلیل معرفت
آفریدگار ست و معرفت نفس و مجاهدت آن دلیل وصلت وی و حجت
گروه دیگر آن است که گویند این آیت اندر تفسیر مقدم و موخر
ست وَ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ای و الذین هدیناهم
جاهدوا فینا و رسول صلی الله علیه وسلم گفت لن ینجوا احدکم بعمله قیل
و لا انت یا رسول الله قال و لا انا الا ان یتغمدنی الله برحمته
زهد یکی از شما بعمل خود گفتند تو هم زهی یا رسول الله گفت من
هم نرهم بجز آنکه خداوند تعالی بر من رحمت کند پس مجاهده فعل بنده

باشد و محال باشد که فعل وی علت نجات وی گردد پس خلاص و نجات بنده متعلق بمشیت است نه بمجاهده ازان جا که خداوند تعالیٰ (ص ۲۷۹) گفت عزّ و جلّ فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ یَّهْدِیَهٗ یَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ وَ مَنْ یُّرِدْ اَنْ یُّضِلَّهٗ یَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَیِّقًا حَرَجًا و نیز گفت تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ تکلیف همه عالمیان اندر اثبات مشیت خود نفی کرد و اگر مجاهده علت وصول بودی ابلیس مردود نبودی و اگر ترک آن علت طرد و ردّ بودی آدم هرگز مقبول و مصفی نبودی پس کار بسبقت عنایت دارد نه بکثرت مجاهدت نه هر که مجتهد تر ایمن تر بلکه هر که عنایت بدو بیشتر بحق نزدیک تر یکی اندر صومعه مقرون طاعت از حق دور یکی اندر خرابات موصول معصیت بحق نزدیک و اشرف همه معانی ایمان ست کودکی را که مکلف نیست حکمش حکم ایمان بود و مجانین را حکم همچنان پس اشرف مواهب را مجاهده علت نباشد آنچه کم ازان بود هم بعلت محتاج نبود و من که علی بن عثمان الجلابی ام رضی الله عنه می گویم که این خلافی است اندر عبارات بدون معنی ازانچه یکی می گوید من طلب وجد و دیگری می گوید من وجد طلب و سبب یافتن طلب بود و سبب طلبیدن یافت آن مجاهده می کند تا مشاهده کند و این مشاهدت یابد تا مجاهدت باید و حقیقت این آن بود که مجاهدهٔ اندر مشاهده بجای توفیق است اندر طاعت و آن عطا ست از حق عزّ و جلّ پس چون حصول طاعت بی توفیق محال بود حصول توفیق نیز بی طاعت محال بود و چون توفیق بی مشاهدهٔ مجاهدهٔ موجود نباشد بی مجاهدت نیز محال بود پس لمعه از جمال خداوندی می بباید تا بنده را (ص ۲۸۰) بمجاهده دلالت کند و چون علت وجود مجاهده آن لمعه باشد هدایت سابق بود بر مجاهدت اما آنچه

ص ۲۷۹

ص ۲۸۰

آن قوم یعنی سهل و اصحاب او حجت کنند هر که مجاهدت اثبات کند به ورود جملهٔ انبیا و کتب و شرایع منکر بود که مدار تکلیف بر مجاهدت ست آن بهتر ازین می باید که مدار تکلیف بر هدایت حق است مجاهدت اثبات حجت را ست نه حقیقت وصلت را و خداوند گفت جلّ جلاله که وَ لَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَا اِلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِکَةَ وَ کَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰی وَ حَشَرْنَا عَلَیْهِمْ کُلَّ شَیْءٍ قُبُلًا مَّا کَانُوْا لِیُؤْمِنُوْآ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ وَ لٰکِنَّ اَکْثَرَهُمْ یَجْهَلُوْنَ و اگر ما فرشتگان را بدیشان فرستیم و مردگان را با ایشان بسخن آریم و بر انگیزیم بر ایشان هم چیز ها را ایشان ایمان نیارند تا ما نخواهیم ازانچه علت ایمان مشیت ما ست نه رؤیت دلایل و مجاهدت ایشان و نیز گفت که اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَ اَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ آنان که کافراند متساوی ست نزدیک ایشان اظهار حجت و ورود دلایل اندر اهوال قیامت و ترک آن ایشان ایمان نیارند که ما ایشان را از اهل ایمان نگردانیده ایم و دل های ایشان بحکم شقاوت مختوم ست پس ورود انبیا و نزول کتب و ثبوت شرایع اسباب وصولند نه علت آن ازانچه ابو بکر اندر حکم تکلیف همان بود که ابوجهل اما ابو بکر بعدل و فضل برسید و ابو جهل بعدل بے فضل باز ماند پس علت وصول بو جهل بعدل از فضل باز ماندن عین وصول ست نه طلب وصول که اگر طالب و مطلوب هر دو یکی بودی طالب واجد بودی و چون واجد بودی (ص ۲۸۱) طالب نبودی. ازانچه رسیده آسوده باشد و بر طالب آسایش درست نباید و پیغامبر صلی الله علیه وسلم گفت من استوی یوماه فهو مغبون هر کرا دو روز چون هم بود یعنی از طالبان وی اندر غبنی ظاهر بود باید که هر روز بهتر باشد و این درجه طالبان ست و باز گفت استقیموا و لن تحصوا استقامت گیرید و بر حال باشید پس مجاهده را سبب گفت و سبب اثبات کرد مر اثبات حجت وصول را از سبب نفی کرد

ص ۲۸۱

تحقیق الطبیعت را و آنچه گوید که اسب را بمجاهدت بصفت دیگر گردانند بدانکه اندر
اسب صفتی است مکتوم که اظهار آن را مجاهدت سبب است که تا ریاضت
نباید بدان معنی ظاهر نشود و اندر خر که آن معنی نیست هرگز اسب نگردد
نه اسب را بمجاهدت خر توان کرد و نه خر را بریاضت اسب توان
گردانید ازانچه این قلب عین باشد پس چون عینی را قلب نتواند کرد اثبات
آن اندر حقّ محال بود بدان پیر رضی الله عنه یعنی سهل تستری مجاهدتی
می رفت که وی ازان آزاد بود و در عین آن عبارت او ازان منقطع
بود نه چون گروهی که عبارت آن را بی معاملت مذهب گردانیده اند
و محال باشد که آنچه همه معاملت می باید همه عبارت گردد و در
جمله مر اهل این قصه را مجاهدت و ریاضت موجود ست باتّفاق اما
رؤیت آن اندران آفت ست پس اگر مجاهدت نفی می کند نه مرادش عین
مجاهدت ست که مراد از رؤیت مجاهدت ست و معجب تا شدن
بافعال خود اندر محل قدس ازانچه مجاهدت فعل (ص ۲۸۲) بنده بود و
مشاهدت داشت حقّ تا داشت حقّ نباشد فعل بنده قیمت نگیرد بعمری
از خودت دل نگرفت که چندین مشاطگی خود کنی و فضل حق نمی بینی
که چندین سخن فعل خود گوئی پس مجاهدت دوستان فعل حق باشد اندر
ایشان بی اختیار ایشان که آن قهر و گدازش بود جمله نوازش بود
و مجاهدت غافلان فعل ایشان باشد اندر ایشان باشد باختیار ایشان
و آن تشویش بود و پراگندگی و دل پراگنده از آفت پراگنده بود
پس تا توانی از فعل خود عبارت مکن و اندر هیچ صفت نفس را
متابعت مکن که وجود هستی تو حجاب تست اگر بفعلی محجوب بودی بفعلی
دیگر به خاستی چون کلیّت تو حجاب ست تا بکلیّت فنا نگردی شایسته روا نگردی لانّ النفس
کلب باغ و جلد الکلب لا یطهر الّا بالدّباغ و اندر حکایات معروفست

ص ۲۸۲

که حسین بن منصور رحمة الله علیه بکوفه اندر خانهٔ محمد بن الحسین العلوی نزدل کرده بود که ابراهیم خوّاص رضی الله عنه بکوفه اندر آمد چون خبر وی شنید بنزدیکِ وی شد حسین گفت یا ابراهیم اندرین چهل سال که تعلّق بدین طریقت داری ازین معنی ترا چه چیز مسلّم شده ست گفت طریق توکل مرا مسلّم شده ست حسین گفت ضیّعت عمرك فی عمران باطنك فاین الفناء فی التوحید عمر اندر عمران باطن ضایع کردی فنا کجا ست اندر توحید یعنی توکّل عبارت ست از معاملت تو با خداوند و درستی باطن اعتماد کردن با وی و چون کسی عمری اندر معالجت باطن کند عمری دیگر باید تا اندر معالجت ظاهر کند دو عمر ضایع کند (ص ۲۸۲) و هنوز از حق بوی اثری نیافته باشد از شیخ ابو علی سیاه مروزی رحمة الله علیه حکایت کنند که گفت من نفس را بدیدم بصورتی مانند صورت من که یکی موی وی را گرفته بود و وی را بمن داد من وی را بر درختی بستم و قصد هلاک وی کردم مرا گفت یا ابا علی مرنج که من بشکر خدایم تو مرا کم توانی کرد و از محمد علیان نسوی روایت می آرند و وی از کبار اصحاب جنید بود که من اندر ابتدای حال که بآفتهای نفس بینا گشته بودم و کمین گاه های وی بدانسته از وی پیوسته حقدی اندر دل من بود روزی چیزی چون روباه بچه از گلوی من بر آمد و حق تعالی مرا شناسا گردانید دانستم که آن نفس ست وی را بزیر پای اندر آوردم هر لکدی که بر وی می زدم او بزرگ تر می شد گفتم ای هذا همه چیز ها بزخم و رنج هلاک شوند تو چرا زیادت می گردی گفت از آنچه آفرینش من برباد گونگی است و آنچه رنج چیز ها بود راحت من بود و آنچه راحت چیز ها بود رنج من بود و شیخ ابو العباس اشقانی که امام وقت بود رضی الله عنه گفت من روزی بخانه

ص ۲۸۲

اندر آمدم سگی زرد دیدم بجای خود خفته پنداشتم از محلّه اندر آمدست
قصد راندن وی کردم و وی بزیر دامن من در آمد و ناپدید شد و شیخ
ابو القاسم گرگانی که امروز قطب و مدار علیه ولیست ابقاه الله وی از
ابتدای حال خود نشان داد که من او را بصورت ماری دیدم و درویشی
گفت که من او را بصورت موشی دیدم گفتم تو کیستی گفت من هلاک
(ص ۲۸۴) غافلانم که داعی شرّ و سوی ایشانم و نجات دوستان اگر من
با ایشان نباشمی که وجود من آفت ست ایشان بپاکی خود مغرور شوندی و
با افعال خود متکبّر که چون اندر طهارت دل و صفای سرّ و نور
ولایت و استقامت بر طاعت خود نگرند کبری از هوا اندر ایشان پدیدار
آید و باز چون مرا ببینند اندر میان دو پهلوی خود جمله عیب از ایشان
پاک شود و این جمله حکایات دلیل ست که نفس عینی است نه
صفتی و وی را صفت ست و ما اوصافِ وی ظاهر می بنیم و پیغامبر
صلی الله علیه وسلم گفت اعدا عدوّك نفسك التی بین جنبیك دشمن ترین
دشمنان تو نفس تو است اندر میان دو پهلوی تو پس چون معرفتِ نفس
حاصل آمد دانستی که خود آن را بریاضت بدست توان آورد امّا اصل
و مایهٔ وی نیست نگردد و چون شناخت وی درست شد طالب اگر مالک
باشد باک نبود از بقای او اندر وی لانّ النفس کلب نبّاح و امساك
الکلب بعد الریاضة مباح پس مجاهدات نفس مر فنای اوصاف نفس را
بود نه فنای عین او را و مشایخ را رضی الله عنهم اندرین معنی سخن
بسیار ست امّا مر خوف تطویل کتاب را بدین مقدار کفایت کردم اکنون
سخن اندر حقیقت هوی و ترک شهوت گویم ان شاء الله تعالی عزّ
و جلّ ٬

ص ۲۸۴

## الکلام فی حقیقة الهوی

بدان اعزک الله که هوا عبارت ست از اوصاف نفس و بنزدیک گروهی دیگر عبارت ست از ارادت طبع که متصرّف و مدبّر نفس است چنانکه عقل از روح و هر (ص ۲۸۵) روحی را که اندر بنیت خود از عقل قوتی نباشد ناقص بود و هر نفس را که از هوا قوتی نباشد ناقص بود پس نقص روح نقص قربت بود و نقص نفس عین قربت و پیوسته مر بنده را دعوتی می باشد از عقل و یکی از هوا الّا آنکه متابع دعوت عقل باشد بایمان رسد و آنکه متابع دعوت هوای بود بضلالت و کفران رسد پس هوا حجاب و اضلال باشد و رغبت گاه مریدان و محلّ اعراض طالبان و مامور ست بنده بخلاف آن و منهی از ارتکاب آن لانّ من رکبها هلك و من خالفها ملك چنانکه خدای عزّ و جلّ گفت وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَی النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰی و پیغامبر گفت صلی الله علیه وسلم اخوف ما اخاف علی امّتی اتباع الهوی و طول الامل و از ابن عباس رضی الله عنه می آرند اندر تفسیر قول خدای تعالی اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ ای الهوی اله معبود ویل بران که بدل حق هوای وی معبود وی ست و همه همت وی روز و شب طلب رضای هوای ویست و هواها جمله بر دو قسم ست یکی هوای لذّت و شهوت و دیگر هوای جاه خلق و ریاست آنکه متابع هوای لذّت باشد اندر خرابات بود و خلق از فتنهٔ وی ایمن باشند امّا آنکه متابع هوای جاه و ریاست بود اندر صوامع و دوایر باشد و فتنهٔ خلق باشد که خود از راه افتاده باشد و خلق را نیز بضلالت داعی بود نعوذ بالله من متابعة الهوی پس آن را که کلّ حرکت هوا باشد (ص ۲۸۶) بمتابعت آن وی را رضا باشد دور باشد از حق اگرچه بر سما باشد و باز آنکه

ص ۲۸۵
ص ۲۸۶

از هوا برخیزد بود و از متابعت وی گریزش بود نزدیک باشد بحق اگرچه
اندر کنشت ابراهیم خواص گوید رضی الله عنه که وقتی شنیدم که اندر روم
راهبی هفتاد سال است تا بر در دیر نشسته است بحکم رهبانیت گفتم
ای عجب شرط رهبانیت چهل سال بود و این مرد بچه مشرب هفتاد سال
بران دیر بیارامیده ست قصد وی کردم چون نزدیک دیر وی برسیدم دریچه
باز کرد و مرا گفت یا ابراهیم دانستم که بچه کار آمدی من اینجا نه براهبی
نشسته ام اندرین هفتاد سال که من سگی دارم با هوا شوریده و اندرین دیرجا
نشسته ام تا سگ بانی کنم و شر وی از خلق باز دارم و الّا من نه
آنم چون این سخن را از وی بشنیدم گفتم بار خدایا قادری که اندر عین ضلالت
بندهٔ را طریق صواب دهی و راه راست کرامت کنی مرا گفت یا ابراهیم
چند مردمان را طلب کنی برو خود را طلب چون یافتی پاسبانی خود پیش
گیر که هر روز این هوا سی صد و شصت گونه لباس الهیت پوشد و بنده
را بضلالت دعوت کند و در جمله شیطان را اندر دل و باطن مجال نباشد
تا وی را هوای معصیتی پدیدار نیاید و چون مایهٔ از هوا پدیدار آید
آن گاه شیطان آن را بگیرد و می آراید و بر دل وی جلوه می کند
و این معنی را وسواس (ص ۲۸۷) خوانند پس ابتدا از هوای وی بوده
باشد و البادی اظلم و این معنی قول خدا ست عزّ و جلّ که گفت مر ابلیس
را در جواب ابلیس که گفت که من جملهٔ آدمیان را از راه ببرم إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ
لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ ترا بر بندگان من هیچ سلطانی نیست پس شیطان
بر حقیقت نفس و هوای بنده باشد و ازان بود که پیغامبر صلی الله
علیه وسلم گفت ما من احد الا و قد غلبه شیطانه الّا عمر فانه
غلبه شیطانه هیچ کس نیست که نه شیطان وی را غلبه کرده است یعنی
هوای هر کسی او را غلبه کرده است الّا عمر که وی مر هوای خود

ص ۲۸۷

را غلبه کرده است پس. هواء ترکیب طینت آدم و ریحان جان فرزندان ویست که پیغامبر صلی الله علیه وسلم گفت الهوی و الشهوة معجونة بطینة ابن آدم ترک هوا بنده را امیر کند و ارتکاب آن امیر را اسیر کند چنانکه زلیخا هوا را ارتکاب کرد امیر بود اسیر شد و یوسف علیه السلام ترک هوا کرد اسیر بود امیر شد و از جنید رضی الله عنه پرسیدند ما الوصل قال ترك ارتکاب الهوی آنکه خواهد تا بوصلت حق کرم شود گو هوای تن را خلاف کن که بنده به هیچ عبادت تقرب نکند بزرگتر ازانکه مر هوا را خلاف کند ازانکه کوه را بناخن کندن بر آدمی آسان تر ازان بود که هوا را خلاف کردن و اندر حکایات یافتم از ذو النون مصری رحمة الله علیه که گفت یکی را دیدم که اندر هوا می پرید گفتم این درجه بچه یافتی گفت قدم بر هوا نهادم تا در هوا (ص ۲۸۸) شدم و از محمد بن الفضل البلخی می آید که گفت عجب دارم ازانکه بهوای خود بخانهٔ وی شود و زیارت کند چرا قدم بر هوا ننهد تا بدو برسد و با وی دیدار کند امّا ظاهر ترین صفتی مر نفس را شهوت ست و شهوت معنی است پراگنده اندر اجزای آدمی و جملهٔ حواس در کار های وی اند و بنده بحفظ جمله مکلّف است و از فعل هر یک مسئول شهوت ازان چشم دیدار و دیدن ازان گوش شنیدن و ازان بینی بوییدن و ازان زبان گفتن و ازان کام چشیدن و ازان جسد لمس و بسودن و ازان صدر اندیشیدن پس باید که طالب راعی و حاکم خود باشد و روز و شب روزگار خود اندران گذارد تا این دواعیِ هوا را که اندر حواس پیدا می آیند از خود منقطع گرداند و از خدای تعالی اندر خواهد تا وی را بدان صفت گرداند که این ارادت از باطن وی مرفوع گرداند که هر آنکه بجز شهوت مبتلا شود از کلّ معانی محجوب شود پس بنده اگر بتکلّف این را از خود دفع کند

ص ۲۸۸

رنج وی دراز گردد و وجود اجناس آن متواتر شود و طریق این تسلیم است تا
مراد حاصل گردد و از ابو علی سیاه مروزی رضی اللہ عنہ حکایت کنند کہ
من بگرمابہ رفتہ بودم و بر موافقت سنّت استرہ را مراعات می کردم با خود
گفتم ای علی این عضو را کہ منبع شهوات ست کہ ترا بچندین آفت مبتلا
دارد از خود جدا کن تا از شهوت باز رهی بسرّم ندا کردند کہ یا با علی اندر
ملک ما تصرّف می کنی مر تعبیۂ (ص ۲۸۹) ما را عضوی از عضوی دیگر اولیتر
نیست بعزّت ما اگر آن را از خود جدا کنی ما در هر موی ازان صد
شهوت و هوا بنهیم اندران محل و اندرین معنی گوید

منیّتی الاحسان دع احسانك
اُترك بخشوا اللّٰه باذنجانك

بندہ را در خرابی بنیت هیچ تصرّف نیست امّا اندر تبدیل صفت بتوفیق حق
و تسلیم امر و تبرّی از حول و قوت کسبی هست و بحقیقت چون تسلیم
آمد عصمت آمد و بعصمت حق بندہ بحفظ و فنای آفت نزدیک تر
بود کہ بمجاهدت لانّ نفی الذباب بالمکنسة الیسر من نفیها بالمذبّة پس
حفظ حق زایل گردانندۂ جملہ آفتها ست و بر دارندۂ جملگی علتها و بهیچ
صفت بندہ را با وی مشارکت نیست جز آنکہ وی فرمودہ است اندر ملک
وی تصرّف نہ و تا تقدیر عصمت حق نباشد بجد بندہ از هیچ چیز
باز تواند بود کہ جد بجُود جد باشد کہ چون از حق بندہ جَد نباشد جد
وی را سود نباشد و قوّت طاعت بجد ساقط شود و جملہ جد ها اندر
دو جایگاہ صورت بندد یا جهد کند تا تقدیر حق بگرداند از خود یا خود
بخلاف تقدیر چیزی خود را کسب کند و این هر دوا روا نباشد کہ تقدیر
بجهد متغیّر نشود و هیچ کاری بی تقدیر نیست و همی آید کہ شبلی رضی اللہ
عنہ بیمار شد طبیبی بنزدیک وی آمد گفت پرهیز کن گفت از چہ چیز پرهیز

ص ۲۸۹

ص ۲۹۰

کنم از چیزی کہ روزی منست (ص ۲۹۰) یا ازان چہ روزی من نیست اگر پرہیز از روزی می باید کرد توان و اگر از روزی دیگر آن خود بمن نرسد لانّ المشاهد لا یجاهد و این مسئلہ باحتیاط بجای دیگر بیارم انشاء اللہ عزّ و جلّ،

امّا الحکیمیّۃ حکیمیان تولّی بابی عبد اللہ محمد بن علی حکیم الترمذی کنند رضی اللہ عنہ و وی یکی از ائمہ وقت بود اندر جملۂ علوم ظاهری و باطنی و وی را تصانیف بسیارست و قاعدۂ سخن و طریقش بر ولایت بود و عبارت از حقیقت آن کردی و از درجات اولیا و مراعات ترتیب آن خود ملیحدہ بحری ست بی کرانہ و با اعجب بسیار و ابتدای کشف مذهب وی آنست کہ بدانی کہ خداوند عزّ و جلّ را اولیاست کہ ایشان را از خلق برگزیدہ است و همت ایشان از متعلقات بریدہ دعاوی نفس و هوا شان وا خریدہ و هر کسی را بر درجتی نیام دادہ و در این معانی بر ایشان کشادہ و اندرین معنی سخن درازست و چند اصل او را شرح باید داد تا معلوم گردد اکنون من بر سبیل اختصار تحقیق این ظاهر کنم و اسباب و اوصاف سخن مردمان را اندران بیارم انشاء اللہ تعالیٰ،

## الکلام فی اثبات الولایۃ

بدانکہ قاعدہ و اساس طریقت تصوّف و معرفت جملہ بر ولایت و اثبات آنست و جملۂ مشایخ رضی اللہ عنهم اندر حکم اثبات این موافقند امّا هر کسی بعبارت دیگر گون بیان این ظاهر کردہ اند و محمد بن علی (ص ۲۹۱) رضی اللہ عنہ مخصوص ست باطلاق این عبارت بر حقیقت طریقت را امّا ولایت بفتح واو تصرف بود اندر حق لغۃً و ولایت بکسر واو امارت بود و نیز هر دو مصدر فعل ولیت باشند و چون چنین بود باید کہ تا دو لغت

ص ۲۹۱

بود چون دَلالت و دِلالت و نیز ولایت ربوبیّت بود و ازان ست که خدای گفت جلّ جلاله هنالك الولایة للّه الحق که کفّار تولّی به وی کنند و بدو بگروند و از معبودان خود تبرّا کنند و نیز ولایت بمعنی محبّت بود امّا ولی روا باشد که فعیل باشد بمعنی مفعول چنانکه خداوند تعالی گفت وَ هُوَ یَتَوَلَّی الصَّالِحِیْنَ که خداوند تعالی بندهٔ خود را بافعال و اوصاف وی نگذارد و اندر کنف حفظ خودش بدارد و روا باشد که فعیل باشد بمعنی مبالغت اندر فاعل که بنده تولّی بطاعت وی کند و برعایات حقوق وی مداومت کند و از غیر وی اعراض کند این یکی مرید باشد و آن دیگری مراد و این جمله معانی از حق ببنده و از بنده بحق روا بود ازانچه روا باشد که وی تعالی ناصر دوستان خود باشد و آنچه وعده کرد خداوند تعالی مر دوستان خود را از اصحاب پیغامبر بنصرت و گفت اَلَا اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ و نیز گفت وَ اِنَّ اَلْکَافِرِیْنَ لَا مَوْلیٰ لَهُمْ ای لا ناصر لهم چون کفّار را ناصر نبود لا محاله مومنان را ناصر بود که نصرت کند عقول ایشان را اندر استدلال آیات و بیان معانی بر دل های (ص ۲۹۲) ایشان و کشف براهین بر اسرار ایشان و نصرت کند ایشان را بر مخالفت نفس و شیطان و موافقت امور خود و نیز روا باشد که بدوستی مخصوص گرداند شان و از محلّ عداوت نگاه دارد چنانکه گفت یُحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗ تا وی را بدوستی وی دوست دارند و روی از خلق بر تابند تا هم وی ولی ایشان باشد و هم ایشان اولیای وی و روا باشد که یکی را ولایتی دهد باقامت کردن بر طاعت وی و وی را اندر حفظ و طاعت نگاه دارد تا وی بر طاعت وی اقامت کند و از مخالفتش بپرهیزد و شیطان از حس وی بگریزد و روا بود که یکی را ولایتی دهد تا حلّش اندر ملک حل بود و عقدش عقد دعواتش مستجاب و انفاسش

ص ۲۹۲

منقول چنانکه پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم گفت رب اشعث اغبر ذی طمرین
لا یؤبہ بہ لو اقسم علی اللّٰہ لأبرّہ و معروف ست اندر خلافت عمر بن
الخطاب رضی اللہ عنہ رود نیل بر عادت خود بایستاد ازانچہ اندر جاهلیت
بہ هر سال کنیزکی آراستہ اندر وی انداختندی تا روان شدی عمر رضی
اللہ عنہ بر کاغذ پارهٔ نوشت کہ ای آب اگر بخود ایستادهٔ روا نباشد
و اگر بفرمان خدای تعالی ایستاده ای عمر می گوید برو چون رقعہ اندر
آب انداختند آب برفت و این امارت بر حقیقت بود پس
مراد من اندر ولایت و اثبات آن آنست کہ تا بدانی کہ اسم ولی مر
آن کس را روا باشد کہ این معانی مذکور اندر وی موجود باشد چنانکہ
وی را حال این بود کہ گفتیم (ص ۲۹۳) نہ قال و پیش ازین ص ۲۹۳
مشایخ اندرین کتب ساختہ اند و آن عبارت عزیز نزود نیست کنون من
عبارت پیر بزرگ را کہ صاحب مذهب ست جمال دهم چنانکہ اعتقاد
من بدان مهتر ست رضی اللہ عنہ تا ترا فواید بسیار بحاصل شود و بجز
تو آن را کہ سعادت خواندن این کتاب باشد از طلاب این طریقت
انشاء اللہ تعالی

## فصل

بدان قوّاک اللہ کہ این لفظ متداول ست میان خلق و کتاب و سنّت
بدین ناطق چنانکہ خدای عزّ و جلّ گفت اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ
عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ و نیز گفت نَحْنُ اَوْلِيَآؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
وَ فِي الْاٰخِرَةِ و جای دیگر گفت اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا و پیغامبر گفت
صلی اللہ علیہ وسلم انّ من عباد اللّٰہ لعبادًا یغبطهم الانبیاء و الشهداء
قیل من هم یا رسول اللّٰہ صفهم لنا لعلّنا نحبّهم قال قوم تحابّوا بروح

الله من غیر اموال و لا اکتساب وجوههم نور علی منابر من نور لا یخافون اذا خاف الناس و لا یحزنون اذا حزن الناس ثم تلا اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ و نیز گفت پیغمبر صلی الله علیه وسلم که خدای تعالی گفت که من آذی لی ولیًّا فقد استحلّ محاربتی مراد ازین آنست که خداوند تعالی را اولیا ست که ایشان را بدوستی و ولایت مخصوص گردانیده است و والیانِ ملک وینید که بر گویدشان و نشانهٔ اظهار و فعل خود گردانیده است و بانواع کرامات مخصوص گردانیده (ص ۲۹۴) و آفات طبع از ایشان پاک گرداند و از متابعت نفس شان برهانیده تا همت ایشان بر جز وی نیست و انس شان بجز با وی نه پیش از ما بوده اند اندر قرون ماضیه و اکنون هستند و از پس این الی یوم القیامة خواهند بود و ازانچه خداوند تعالی مر این امت را شرف گردانیده است بر جملهٔ امم و ضمان کرده که من شریعت محمد را صلی الله علیه وسلم نگاه دارم چون برهان خبری و حجج عقلی امروز موجود ست اندر میان علما باید تا براهین عینی نیز موجود باشد اندر میان اولیا و خواصّ خداوند و این خلاف ما را بر دو گروه باشد یکی معتزله و دیگر عامهٔ حشویان معتزله که تخصیص یکی را بر یکی انکار کنند از گزیدگان و نفی تخصیص ولی نفی تخصیص نبی باشد و این کفر باشد و عوامّ حشویان روا دارند امّا گویند که بوده اند و امروز نمانده اند و انکار ماضی و مستقبل هر دو یکی بود ازانچه طرفی از انکار اولی تر نباشد از طرفی دیگر پس خداوند تعالی عزّ و جلّ برهان نبوی را باامروز باقی گردانیده است و اولیا را سبب اظهار آن کرده تا پیوسته آیات و حجّت و صدق محمد علیه الصلوٰة و السلام ظاهر می باشد و مر ایشان را والیان عالم

ص ۲۹۴

ص ۲۹۶

گردانیده تا مجرّد حدیث وی را گشته اند و راه متابعت نفس را اندر نوشته
تا از آسمان باران ببرکت اقدام ایشان آید و از زمین نباتات بصفای
احوال ایشان روید و بر کافران مسلمانان نصرت بهمّت شان یابند و از
ایشان چهار هزارند که مکتومانند (ص ۲۹۵) و مر یکدیگر را نشناسند و جمال ص ۲۹۵
حال خود ندانند و اندر کلّ احوال از خود مستور باشند و اخبار بدین
مورود ست و سخن اولیا بدین ناطق و مرا اندرین معنی بحمد الله
خبر عیان گشته است امّا آنچه اهل حل و عقدند و سرهنگان درگاه
حقّ سی صد تن اند که مر ایشان را اخیار خوانند و چهل دیگر که
مر ایشان را ابدال خوانند و هفت دیگر که مر ایشان را ابرار و
چهار دیگر که مر ایشان را اوتاد خوانند و سه دیگر که مر ایشان
را نقیب خوانند و یکی دیگر که وی را قطب خوانند و غوث نیز
خوانند و این جمله مر یک دیگر را بشناسند و اندر امور باذن
یکدیگر محتاج باشند و دیگر اخبار مروی ناطق ست و اهل حقیقت بر صحت
این مجتمع و مراد اندرین موضع شرح و بسط این نیست اینجا عام اعتراض
کنند ازانچه گفتیم ایشان مر یکدیگر را بشناسند که هر یک ازیشان ولی
اند پس باید که با عاقبت خود ایمن باشند و این محال ست که
معرفت ولایت امن تقاضا کند چون روا باشد که مومن بایمان خو عارف
باشد و ایمن نباشد روا باشد که ولی بولایت خود عارف باشد و
ایمن نباشد و امّا روا باشد که بر وجه کرامت حقّ عزّ و جلّ
ولی را بامن عاقبت او عارف گرداند اندر صحّت حال بر وی و حفظ
وی از مخالفت و این جا مشایخ را اختلاف ست و من علّت خلاف
پیدا کرده ام که هر که ازان چهار هزار که مکتومانند معرفت وی مر
خود را به ولایت روا ندارند و آنکه ازان گروه دیگرند روا دارند بسیاری

ص ۲۹۷ از فقها نیز موافق آن گروهند و بسیاری موافق این گروه و از متکلمان (ص ۲۹۷)
همچنان استاد ابو اسحٰق اسفراینی و جماعتی از متقدمان برانند که ولی خود را
نشناسد که ولی ست و استاد ابو بکر بن فورک و جماعتی دیگر از متقدمان
برانند که شناسد ولی مر خود را که ولی است گوئیم مر آن گروه را
که اندر معرفت او مر خود را چه زیان دارد و آفت ست گویند معجب
شود بخود چون بداند که من ولی ام گوئیم شرط ولایت حفظ حق بود
و آنکه از آفت محفوظ بود این بر وی روا نباشد و این سخنی سخت
عامیانه است که کسی که ولی باشد و بر وی کرامات ناقضِ عادات می
گذرد و وی نداند که من ولی ام و این کرامت ست و گروهی از
عوام این گروه را تقلید کرده اند و گروهی مر آن گروه دیگر را و
حدیث ایشان معتبر نیست امّا معتزله کلّیت تخصیص کرامات را منکر شوند
و حقیقت ولایت کرامات تخصیص بود و گویند که همه مسلمانان اولیای خدایند
چون مطیع باشند و هر که باحکام ایمان قیام کرد و صفات خدای و
رؤیت را منکر شد و مومن را خلود دوزخ روا داشت و بجواز
تکلیف بر مجرد عقل بی ورود رسل و تنزل کتب مُقر آمد وی ولی
بود نیزدیک همه مسلمانان این ولی بود امّا ولی شیطان و گویند اگر
ولایت کرامت واجب کردی بایستی تا همه مومنان را کرامت بودی از آنچه
اندر ایمان مشترکند و چون اندر اصل مشترک باشند باید تا اندر فرع نیز
ص ۲۹۷ مشترک باشند و آنگاه گویند که روا باشد که مومن را و کافر را (ص ۲۹۷)
کرامت بود و آن چون گرسنگی باشد اندر سفری که میزبانی پدید آید و
یا ماندگی تا کسی وی را بر ستوری نشاند و مانند این و گویند که
اگر روا بودی که کسی مسافتی بیک شب قطع کردی بایستی پیغامبر را
بودی که چون وی قصد مکّه کرد خداوند تبارک و تعالی گفت وَ تَحْمِلُ

اَثْقَالَکُمْ اِلٰی بَلَدٍ لَمْ تَکُوْنُوْا بٰلِغِیْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ گوئیم قول شما باطل ست بدانچه خدای تعالیٰ گفت سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ الآیۃ اما معنی حمل اثقال و اجماع صحابہ برفتن از مکہ آن بود کہ کرامات خاص است نہ عام و اگر ایشان جملہ بہ کرامات بمکہ رفتندی عام گشتی و ایمان غیبی عینی گشتی و کل احکام ایمان غیبی برخاستی ازانچہ ایمان اندر محل عموم ست و اندرو مطیع و عاصی اند و ولایت اندر محل خصوص پس خداوند تعالیٰ آنچہ حکم آن اندر محل عموم نهاد مر پیغامبر را صلی اللہ علیہ وسلم بر موافقت ایشان حمل اثقال فرمود و آنچہ حکم آن اندر محل خصوص نهاد یک شب مر پیغامبر خود را از مکہ بہ بیت المقدس ربابند و ازان جا بقاب قوسین و زوایا و خبایای عالم بدو نمود و چون باز آمد هنوز از شب بسیاری ماندہ بود و فی الجملہ در حکم ایمان عام با عام و در حکم کرامت خاص بود با خاص و نفی تخصیص مکابرۂ عیان بود چنانکہ بر درگاہ ملک دربان و حاجب و ستوربان و وزیر بود هر چند کہ اندر حکم (ص ۲۹۸) چاکری یکسان باشند اما هر یکی را مرتبۂ دیگر بود پس هرچند کہ اندر حقیقت ایمان یکسان باشند مؤمنان اما یکی عاصی بود و یکی مطیع بود و یکی عالم و یکی عابد و یکی جاهل پس درست شد کہ انکار تخصیص انکار کل معانی بود و اللہ اعلم بالصواب،

ص ۲۹۸

## فصل

و مشایخ را هر یک اندر تحقیق عبارت ولایت رموز است آنچہ ممکن شود از مختارات شان بیارم تا فایدہ تمام تر شود انشاء اللہ تعالیٰ ابو علی جرجانی گوید رحمۃ اللہ علیہ الولیّ هو الفانی فی حاله و الباقی فی مشاهدة الحق لم یکن له عن نفسه اخبار و لا مع غیر الله قرار ولی آن بود کہ فانی

بود از حال خود و باقی بمشاهده حق ممکن نگردد مر او را که از خود
خبر دهد و یا جز بخداوند بیارامد زیرا که خبر بنده از حال خود باشد چون
احوال فانی شد وی را از خود خبر دادن درست نیاید و با غیر حق آرام
نیابد که از حال خود خبر دهد ازانچه خبر کردن از حال حبیب کشف سرّ
حبیب باشد و کشف سرّ حبیب بر غیر حبیب محال باشد و نیز چون اندر
مشاهده باشد در مشاهدت رؤیت غیر محال باشد و چون رؤیت غیر نباشد قرار با خلق
چگونه ممکن باشد و جنید گفت رضی الله عنه الولیّ ان لا یکون له خوف
لانّ الخوف ترقّب مکروه یحلّ فی المستقبل و انتظار محبوب یفوت فی المستأنف
و الولی ابن وقته لیس له وقت مستقبل فیخاف شیئا کما لا خوف له لا
رجاء له (ص ۲۹۹) لانّ الرجاء انتظار محبوب یحصل او مکروه یکشف و
ذلك فی الثانی من الوقت و کذلك لا یحزن لانّ الحزن من حزونة الوقت
من کان فی ضیاء الرضا و روضة الموافقة فان یکون له حزن قال الله تعالی
اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ و مراد ازین قول
آن ست که گفت ولی را ترس نباشد ازانچه ترس از هوس چیزی
باشد که از آمدن آن بر دل کراهیت بود و یا بر تن بلائی و یا
بر محبوبی می ترسد که از وی فوت شود که اندر حال با ولیست
و ولی را هر وقت بود ورا خوف نباشد که ازان بترسد و
چنانکه ورا خوف نبود رجا هم نبود ازانکه رجا امید محبوبی باشد
که بدو برسد اندر ثانی حال و یا مکروهی از وی دفع شود
و اندوه نباشدش ازانچه اندوه از کدورت وقت بود پس آنکه
اندر حظیره رضا بود و روضه موافقت اندوه او را کجا باشد
عوام را چنین صورت بندد اندرین قول که چون خوف و رجا
نباشد و حزن نه بجای آن امن باشد و امن هم نباشد که

ص ۲۹۹

امن از نا دیدن غیب بود و اعراض کردن از وقت و این صفت آنان باشد که رؤیت بشریت شان نباشد و آرام با صفت نه و خوف و رجا و امن و حزن جمله بنصیب های نفس باز گردد چون آن فانی شد رضا بنده را صفت گشت و چون رضا آمد احوال مستقیم شد اندر رؤیت محوّل و از احوال اعراض پدید آمد آنگاه (ص ۳۰۰) ص ۳۰۰ ولایت بر دل کشف گشت و معنی آن بر سر ظاهر شد و ابو عثمان مغربی گوید رحمة الله علیه الولیّ قد یکون مشهوراً و لا یکون مفتوناً ولی مشهور باشد اندر میان خلق امّا مفتون نباشد و دیگری گوید قد یکون مستوراً و لا یکون مشهوراً ولی مستور باشد و مشهور نباشد و این که احتراز کرده از شهرگی ولی بدان بود که اندر شهرگی وی فتنه بود پس ابو عثمان گفت روا بود که وی شهره باشد امّا شهرگی وی بی فتنه باشد ازانچه فتنه اندر کذب بود چون ولی اندر ولایت خود صادق بود و بر کاذب اسم ولایت واقع نشود و اظهار کرامت بر دست کاذب محال باشد باید که فتنه از روزگار وی ساقط بود و این دو قول بدان اختلاف باز گردد تا ولی خود را نشناسد که ولی ست اگر بشناسد مشهور بود و اگر نشناسد مفتون و الشرح لذلک لا نطوّل و اندر حکایات یافتم که ابراهیم ادهم رضی الله عنه مردی را گفت خواهی تا تو ولی باشی از اولیای خدای گفت بلی خواهم گفت لا ترغب فی شیٔ من الدنیا و الآخرة و فرّغ نفسك لله و اقبل بوجهك علیه بدنیا و عقبی رغبت مکن بدنیا اعراض کردن بود از حق بچیزی فانی و رغبت کردن بعقبی اعراض کردن بود از مولی بچیزی باقی و چون اعراض بچیزی فانی بود فانی فنا شود و اعراض نیست گردد و اعراض بچیزی باقی بود بر بقا فنا

ص ۳۰۱ روا نباشد پس بر اعراض وی هم روا نباشد و گفت فارغ کن (ص ۳۰۲) مر خود را از برای دوستی خداوند دنیا و عقبی را در دلِ خود راه مده و روی دل بحق آر و چون این اوصاف اندر تو موجود باشد ولی باشی ، و ابو یزید بسطامی را رضی الله عنه پرسیدند که ولی که باشد گفت الولیّ هو الصابر تحت الامر و النهی ولی آن باشد که اندر تحت امر و نهی خداوند صبر کند ازانچه هر کرا دوستی حق اندر دل وی زیاده تر امر وی بر دلش معظم تر و از نهی وی تنش دور تر و هم از ابو یزید حکایت کنند که گفت وقتی مرا گفتند که فلان شهر ولی است از اولیای خدای عزّ و جلّ بر خواستم و قصد زیارت وی کردم چون بمسجد وی رسیدم وی از خانه بیرون آمد و اندر مسجد آب از دهان بر زمین جانب قبله افگند من ازانجا برگشتم وی را سلام نا گفته گفتم که ولی را باید که شریعت بر خود نگاه دارد تا حق تعالی حال بر وی نگاه دارد و اگر این مرد ولی بودی آب دهن را بر زمین جانب قبله نیفگندی حفظ حرمت را و یا حق او را نگاه داشتی مر صحت کرامت را گفت آن شب پیغامبر را صلی الله علیه وسلم بخواب دیدم که مرا گفت یا با یزید برکات آنچه کردی اندر تو رسید دیگر روز بدین درجه رسیدم که شما همی بینید ، و شنیدم که یکی نزد شیخ ابو سعید در آمد و نخست پای چپ در مسجد نهاد و گفت او را باز گردانید که هر که اندر خانهٔ دوست اندر نداند آمد ما را نشاید و گروهی از ملاحده لعنهم الله تعلق بدین طریقت خطیر کروند و گفتند خدمت چندان ص ۳۰۲ باید کرد (ص ۳۰۲) که بنده ولی شود چون ولی شد خدمت بر خاست و این ضلالت ست پیدا و هیچ مقام نیست اندر راه حق که هیچ رکن از ارکان خدمت بر خیزد و بجای گاه شرح این بتمامی بگوییم انشاء الله

تعالیٰ و السلام

## الکلام فی اثبات الکرامات

بدانکه ظهور کرامات جایز ست بر ولی اندر حال صحّت تکلیف بر وی و فریقین از اهل سنت و جماعت برین متفقند و اندر عقل نیز مستحیل نیست ازانچه این نوع مقدور خداوند ست و اظهار آن منافی هیچ اصلی نیست از اصول شرع و ارادت جنس آن از اوهام گسسته نیست و کرامت علامت صدق ولی بود و ظهور این بر کاذب روا نباشد بجز علامت کذب دعوی وی و آن فعلی بود ناقض عادت اندر حال بقای تکلیف و آنکه بتعریف حق بر وجه استدلال صدق را از کذب بداند وی نیز ولی باشد و گروهی از اهل سنت و جماعت گویند که کرامت درست است امّا نه تا حدّ معجزه امّا چون استجابت دعوت و حصول مراد اذان و آنچه بدین ماند که علوت آن را نقض کند گوئیم شما را از ظهور فعل ناقض عادت بر دست ولی صادق اندر زمان تکلیف چه صورت می بندد از فساد اگر می گویند که نوع مقدور خداوند تعالیٰ نیست این خود ضلالت ست و اگر گویند که نوع مقدور ست امّا اندر اظهار آن بر دست ولی صادق ابطال نبوت بود و نفی تخصیص انبیاء این هم محال است ازانچه ولی (ص ۳۰۳) مخصوص ست بکرامت و نبی بمعجزات و المعجزة لم تکن معجزة بعینها انّما کانت معجزة لحصولها و من شرطها اقتران دعوی النبوّة بها فالمعجزات تختص للانبیاء و الکرامات تکون للاولیاء و چون ولی ولی باشد و نبی نبی میان ایشان هیچ شبهت نباشد تا ازین احتراز باید کرد که شرف و مراتب پیغامبران علیهم السلام بعلوّ رتبت و صفای عصمت است نه بمجرد معجزه یا کرامت یا باظهار بر ایشان فعل ناقض عادت و

ص ۳۰۳

باتفاق همه مر انبیا را جمله معجزات ست ناقض عادت و اندر اصل اعجاز
جمله تساوی اند اما اندر درجات تفضیل یکی را بر یکی هست و چون روا
باشد تسویهٔ افعال ناقض عادات مر ایشان را بر یکدیگر فضل بود چرا
روا نباشد که این را نیز کرامت بود فعلی ناقض عادت و انبیا از
ایشان فاضل تر باشند چون آنجا فعلی ناقض عادت علت تفضیل و تخصیص
ایشان نگردد با یکدیگر اینجا نیز فعل ناقض عادت علت تخصیص ولی
نگردد بر نبی یعنی همسان نگردد با ایشان و آنکه این دلیل خود را
معلوم کند از عقلا این شبهت از دلش بر خیزد و اگر یکی را
صورت چنین بندد که اگر ولی را کرامت ناقض عادت بود ولی دعوی
نبوت کند این محال باشد از آنچه شرط ولایت صدق قول باشد و دعوی
بخلاف معنی کذب باشد و کاذب ولی نباشد و اگر ولی دعوی
نبوت کند آن قدح باشد اندر معجزه و این کفر بود و کرامت جز
ص ۳۰۴ مومن مطیع را (ص ۳۰۴) نباشد و کذب معصیت بود نه طاعت و چون
چنین باشد که کرامت ولی موافق اثبات حجت نبی باشد و بطعن کردن
هیچ شبهت نیفتد میان کرامت و معجزه زیراکه پیغمبر صلی الله علیه
وسلم باثبات معجزه نبوت خود اثبات می کند و ولی بکرامت هم نبوت
وی اثبات می کند و هم ولایت خود پس این صادق اندر ولایت همان
گوید که آن صادق اندر نبوت و کرامت ولی عین اعجاز نبی باشد
و مومن را رؤیت کرامت ولی زیادت یقین باشد بصدق نبی نه
شبه اندرو از آنچه در دعوت ایشان متضاد نیفتد تا یکی مر یکی را نفی
کند که دعوی یکی بعین برهان دعوی دیگر ست چنانکه اندر شریعت چون
گروهی از ورثه اندر دعوی متفق باشند چون حجت یکی ثابت شود
حجت وی حجت دیگران باشد بحکم اتفاق شان در دعوی و چون دعوی

متضاد بود آنگاه حجت یکی حجت دیگران نباشد پس نبی چون مدعی بود بصحت نبوت بدلالت معجزه و ولی وی را مصدق دارد اندر دعوی وی اثبات شبهت اندرین محل محال باشد و الله اعلم بالصواب'

## الکلام فی الفرق بین المعجزة والکرامة

و چون درست شد که بر دست کاذب معجزه و کرامت محال بود لا محاله فرقی ظاهر تر بباید تا ترا معلوم و روشن شود بدانکه شرط معجزات اظهار ست و ازان کرامات کتمان ازانچه ثمرهٔ معجزه بغیر باز گردد و کرامت خاص مر صاحب کرامت را بود و نیز صاحب معجزه قطع کند که این عین اعجاز است و ولی قطع تواند کرد که این کرامات ست یا استدراج (ص ۳۰۵) و نیز صاحب معجزه اندر شرع تصرف کند و اندر ترتیب آن نفی و اثبات استدراج کند بفرمان خدای تعالی صاحب کرامت را اندرین بجز تسلیم و قبول احکام روی نیست ازانچه بهیچ وجه کرامت ولی مر حکم شرع نبی را منافات نکند و اگر کسی گوید که چون گفتی که معجزه ناقض عادت ست و دلیل صدق نبی و چون جنس آن بجز به نبی روا داری این معتاد گردد و عین حجت ترا بر اثبات معجزه اثبات کرامت باطل کند گوئیم این امر بر خلاف صورت تست که مر ترا اعتقاد گشت ست ازانچه اعجاز عادات خلق را ناقض است چون کرامت ولی عین معجزه نبی بود و همان برهان نماید که معجزه نبی نمود پس اعجاز مر اعجاز را نقض نکند ندیدی که چون خبیب را بمکه کافران بر دار کروند رسول صلی الله علیه وسلم بمدینه بود اندر مسجد نشسته وی را همی دیده و با صحابه می گفت آنچه با وی کردند خدای عز و جل حجاب از چشم وی نیز بر داشت تا وی پیغمبر را صلی الله علیه وسلم دید و بر وی سلام گفت و خداوند تعالی سلام وی بگوش پیغامبر رسانید و جواب پیغمبر

ص ۳۰۵

وی ما بشنوانید و دعا کرد تا روی وی بقبله گشت پس آنکه پیغمبر ملک را بدید از مدینه و وی بمکّہ بود فعلی بود ناقض عادت و معجزه بود آنچه وی پیغامبر صلی الله علیه وسلم را بدید از مکّہ و کرامت وی بود ازانچه رؤیت غایب باتفاق ناقض عادت بود پس هیچ فرق نبود میان غیبت زمان و غیبت (ص ۳۰۶) مکان چه کرامت غیب اندر حال غیبت مکان از پیغمبر صلی الله علیه وسلم وجه کرامت متاخران اندر حال غیبتِ زمان از وی و این فرق مبین ست و برهان واضح بر استحالت مضادّه کرامت مر اعجاز را ازانچه کرامت جز اندر حال تصدیق صاحب معجزه ثابت نشود و جز بر دست مومن مصدق مطیع پیدا نیاید ازانچه کرامات ست امّت معجزه پیغمبران است ازانچه شریعت وی باقی است باید تا حجّت وی نیز باقی بود پس اولیا گواهانند بر صدق رسالت رُسل و روا نباشد که بر دست بیگانه کرامتی ظاهر شود و اندرین معنی حکایتی آرند از ابراهیم خواص رحمة الله علیه و آن سخن اندر خور بود این جا ابراهیم گفت من ببادیه فرو رفتم بر تجرید بر حکم عادت خود چون لختی بشدم یکی از گوشه بر خاست و از من صحبت خواست اندر وی نگاه کردم از دیدن وی زجری بر دل من باز آمد گفتم این چه شاید بود مرا گفت یا ابراهیم رنجه دل مشو که من یکی از نصاری ام و رهابیان ایشان که از اقصی بلاد روم آمده ام بامید صحبت تو گفتا چون دانستم که بیگانه است دلم بر آسود و طریق صحبت و گذاردن حق وی بر من آسان تر گشت گفتم یا راهب النصاریٰ با من طعام و شراب نیست و ترسم که ترا اندرین بادیه رنج رسد گفت یا ابراهیم چندین بانگ تو اندر عالم و تو هنوز اندوهِ طعام می خوری گفتا که عجب داشتم ازان انبساط وی بصحبتش قبول کردم مر تجربت را اندر دعوی خود

ص ۳۰۶

(ص ۳۰۷) بچه جا ست چون هفت شبانه روز برفتیم تشنگی ما را دریافت ص ۳۰۷
وی بایستاد و گفت یا ابراهیم چندین طبل تو اندر گرد جهان می زنند بیار
تا چه داری از گستاخی ها برین درگاه که مرا طاقت نماند از تشنگی
گفتا من سر به زمین نهادم و گفتم بار خدایا مرا در پیش این کافر رسوا
مگردان که وی را اندر بین بی گانگی بمن ظنّ نیکو ست چه باشد که ظنّ
کافری بر من وفا کنی گفتا چون سر بر آوردم طبقی دیدم دو قرص و
دو کاسهٔ شربت آب بران نهاده آن بخوردیم و ازانجا برفتیم چون هفت روز
دیگر بر آمد با خود گفتم که من این ترسا را تجربه کنم تا ذلّ خود
ببیند پیش ازانکه وی بچیزی دیگر مرا امتحان کند و با من معارضه کند
گفتم یا راهب النصاری بیار که امروز نوبت تست تا چه داری از ثمرهٔ
مجاهده وی نیز سر بر زمین نهاد و چیزی بگفت طبقی پدیدار آمد و
چهار قرص و چهار کاسهٔ شربت آب بر وی نهاده من ازان سخت
عجب داشتم و رنجه دل شدم و از روزگار خود نومید شدم و با
خود گفتم که من ازین نخورم که این از برای کافری پدیدار آمده است
و معونت وی باشد من این کی خورم با من گفت یا ابراهیم بخور
گفتم نخورم گفتا بچه علت گفتم ازانچه تو از اهل نیستی و این
از جنس حال تو نیست و من اندر کار تو متحیّرم اگر این
را بر کرامت حمل کنم بر کافر کرامت روا نباشد و اگر گویم
معونتست و تو مدّعی مرا تهمت افتد با من گفت یا ابراهیم
بخور (ص ۳۰۸) بشارت مر ترا بدو چیز یکی باسلام من اشهد ان ص ۳۰۸
لا اله الا الله و اشهد انّ محمدًا عبده و رسوله و دیگر آنکه ترا
بنزدیک حق عزّ و جلّ خطری بزرگ ست گفتم چرا گفت ازانکه ما
را ازین جنس هیچ چیز نباشد من از شرم تو سر بر زمین

نهادم گفتم بار خدایا اگر دین محمد حق است و پسندیده است تو مرا دو قرص و دو کاسهٔ شربت آب ده و اگر ابراهیم خواص ولی تست مرا دو قرص و دو کاسهٔ شربت آب ده چون سر بر آوردم این طبقی حاضر کرده بودند ابراهیم انسان بخورد و آن جوانمرد راهب یکی از بزرگان دین شد و این معنی عین معجزه نبی باشد موصول بکرامت ولی و این سخت نا درست است که اندر غیبت نبی غیر او برهان نماید و اندر حضور ولی مر غیر ولی را از کرامت ولی نصیبی بود و بحقیقت منتهی ولایت بجز مبتدای نبوت نباشد و آن راهب از مکتومان بود چون سحرهٔ فرعون پس ابراهیم هم صدق نبی اثبات کرد و آن دیگر هم صدق نبوت می طلبید و هم عز ولایت خداوند تعالی بحسن عنایت ازلی مقصود وی حاصل کرد و این فرقی ظاهر ست میان کرامات و اعجاز و اندرین معنی سخن بسیار است و این کتاب بیش ازین حمل نکند و اظهار کرامات بر اولیا کرامت دیگر بود و شرط آن کتمان ست نه اظهار بتکلف و شیخ می گفت که اگر ولی ولایت ظاهر کند و بدان دعوی کند مر صحت حالش را زیان ندارد (ص ۳۰۹) اما بتکلف وی باظهار آن رعونت باشد و الله اعلم بالصواب.

ص ۳۰۹

## الکلام فی اظهار جنس المعجزة علی ید من یدعی الالهیة

اتفاق کرده اند مشایخ این طایفه و جملهٔ اهل سنت و جماعت برانکه روا باشد فعلی ناقض عادت مانند معجزه و کرامت پیدا آید بر دست کافری که اسباب شبهت بظهور آن منقطع باشد و کس را اندر کذب وی شک نباشد و ظهور آن فعل بکذب وی ناطق بود و این چنان باشد که فرعون چهار صد سال عمر یافت که او را اندران میان هیچ بیماری نبود و آب

از پس وی ببالا بر شدی و چون بالیستادی آب بالیستادی و چون برفتی آب برفتی اما برین جمله اندر دعوی وی مر عاقلان را شبهت نیفتادی که وی دعوی خدائی کردی و مضطر اند مر عقلا که خداوند عزّ اسمه مجسّم و مرکّب نیست و اگر چنین افعال و مانند این بسیار دیگر بودی که بر وی پدیدار آمدی عاقل را بر کذب دعوی وی شک نبودی و آنچه از شدّاد وصاحب ارم و از نمرود روایت آرند ازین جنس هم برین قیاس کند و مانند این مخبر صادق ما را خبر داده است که اندر آخر الزمان دجّال بیرون خواهد آمد و دعوی خدائی خواهد کرد و دو کوه یکی بر راست و یکی بر چپ وی می رود این که بر راست بود جای گاه نعیم باشد و آنگاه بر چپ بود جایگاه عقوبت و عذاب و خلق را بخود دعوت کند و آنکه بدو نگرود او را عقوبت کند و خداوند بسبب ضلالت وی خلق را می راند (ص ۳۱۰) و زنده می کند و اندر عالم اوامر مطلق گسترانیده باشد و اگر بجای آن صد چندان از افعال ناقض عادات بر وی پدیدار آید عاقل را در کذب وی هیچ شبهت نیفتد که عاقل را بضرورت معلوم بود که خدای بر خر نه نشیند و متغیّر و متلوّن و کور نباشد و این معانی را حکم استدراج باشد و نیز روا باشد که بر دست مدّعی رسالت که کاذب بود فعلی پدیدار آید ناقض عادت که آن دلیل کذب وی بود چنانکه بر دست صادق علامت صدق وی بود امّا روا نباشد که فعلی پدیدار آید که اندران کسی را شبهت افتد و چون اثبات شبهت جایز باشد کاذب را از صادق و صادق را از کاذب باز نتوان شناخت آنگاه طالب نداند که کرا تصدیق باید کرد و کرا تکذیب باید کرد و آنگاه حکم نبوّت بدین سبب بکلیّت باطل شود و روا باشد که بر دست مدّعی ولایت چیزی از جنس کرامت پدیدار آید که وی اندر دین

درست باشد اگرچه معاملاتش خوب نباشد از آنکه بدان صدق رسول اثبات می کند
و فضل حق ظاهر می کند بر خود نه نسبت آن فعل بحول و قوت خود
می کند و آنکه اندر اصل ایمان راست گوی بود بی برهان اندر همه احوال
باعتقاد اندر ولایت راست گوی بود ببرهان از آنچه اعتقاد وی در کل احوال
بوصف اعتقاد ولی باشد اگرچه اعمالش موافقت اعتقادش نباشد دعوی ولایت
از وی بترک معاملات دلیل (ص ۳۱۱) منافات نکند چنانکه دعوی ایمان و ص ۳۱۱
بحقیقت کرامت و ولایت از مواهب حق ست نه از مکاسب بنده پس
کسب مر حقیقت هدایت را علت نگردد و پیش ازین گفته ام که اولیا
معصوم نباشند که عصمت شرط نبوت است امّا محفوظ باشند از آفتی که
وجود آن نفی ولایت اقتضا کند و نفی ولایت از بعد وجود آن اندر
چیزی بستہ است که نفی ایمان ست و آن ردّت بود نه معصیت
و این مذهب محمد بن علی ترمذی است رضی الله عنه و ازان جنید و
ابو الحسن نوری و حارث محاسبی و جز ایشان بسیاری از اهل حقایق رضی
الله عنهم امّا اهل معاملات چون سهل بن عبد الله تستری و ابو سلیمان
دارانی و ابو حمدون قصّار و جز ایشان را رضی الله عنهم مذهب آن
ست که شرط ولایت مداومت کردن بر طاعات است چون کبیره بر دل
ولی گذر کند وی از ولایت معزول شود و پیش ازین گفتیم که بنده
بکبیره از ایمان بیرون نیاید پس ولایتی از ولایت دیگر اولی نیست چون
ولایت معرفت که اصل همه کرامت ها ست بمعصیت ساقط نشود محال
باشد که آنچه کمتر ازان ست اندر شرف و کرامت بمعصیت زایل شود
و این اختلاف اندر مشایخ دراز شده است و این جا مراد من اثبات
آن جمله نیست امّا مهمّ ترین چیز ها اندر معرفت این باب آنست
که بدانی بعلم یقینی که این کرامت بر ولی اندر چه حال واقع شود

اندر حال صحو یا اندر حال سکر و اندر غلبه یا تمکین و شرح صحو و سکر
اندر ذکر (ص ۲۱۲) مذهب ابو یزید تمام بیاوردہ ام و ابو یزید رضی ص ۲۱۲
الله عنه و ذو النون مصری و محمد بن خفیف و حسین بن منصور و
یحیی بن معاذ الرازی رضی الله عنهم و جماعتی برانند که اظهار کرامت بر
ولی بجز اندر حال سکر وی نباشد و آنچه اندر حال صحو باشد آن
معجزه انبیا بود و این فرقی واضح است میان معجزه و کرامات اندر
مذهب ایشان که اظهار کرامات بر ولی اندر حال سکر وی باشد که
وی مغلوب باشد که وی را دعوت نبود و اظهار معجزه بر نبی
اندر حال صحو وی باشد که وی تحدّی کند و خلق را بمعارضهٔ آن
خواند و صاحب معجزه مخیّر بود میان دو طرف حکم یکی اظهار وی
آنجا که خواهد اعجاز را و دیگر کتمان آن و باز اولیا را این
نباشد که ایشان را در کرامت اختیار نباشد گاهی که کرامت نخواهند
نباشد و گاهی نخواهند بباشد از آنچه ولی داعی نباشد تا حالش بتقاضای
اوصاف منسوب باشد که وی مکتوم باشد و حالش بفنا صفت موصوف
باشد پس یکی صاحب شرع بود و دیگری صاحب سرّ پس باید که
کرامت بجز در حال غیبت و دهشت ظاهر نگردد و جمله تصرّف
وی بتصرّف حق باشد و آنکه وقت وی این چنین بود جمله نطقش
بتالیف حق بود از آنچه صحت صفت بشریّت یا لاهی را بود و یا
ساهی را و یا مطلق الهی را پس انبیا لاهی و ساهی نباشند و
بجز انبیا مطلق الهی نباشند و بجز اولیا لاهی نباشند مانند این جا اولیا
تا باقامت حال بشریت با خود باشند محجوب باشند چون مکاشف شوند
مدهوش و متحیّر گردند (ص ۲۱۳) اندر حقیقت الطاف حق تعالی و اظهار ص ۲۱۳
کرامت بجز اندر حال کشف درست نباید که آن درجهٔ قرب باشد و آن

دقتی بود که حجر و ذهب بنزدیک دلش یکسان شود و بهیچ حال بنی آدمی
را بجز انبیا صفت نگردد الا که اندر وی عاریت باشد و آن بجز (ص ۲۱۶)
حال سکر نباشد چنانکه حارثه یک روز از دنیا گسسته شد و اندر دنیا
بعقبی مکاشف گشت گفت عزفت نفسی عن الدنیا فاستوی عندی حجرها
و ذهبها و فضتها و مدرها و روزی دیگر وی را بر خرابی دیدند کار
می کرد گفتند چه می کنی یا حارثه گفت طلب قوتی می کنم که ازان
چاره نیست پس آن ساعت چنان بود و این ساعت چنین پس مقام صحو
اولیا را درجهٔ عوام بود و مقام سکر شان درجهٔ انبیا هر گاه کی باخود
باز آیند خود را یکی از احاد مردمان دانند و چون از خود غایب شوند
بحق راجع شوند سکر شان مهذب شود و مر حق را مهذب شوند
و کل عالم اندر حق ایشان چون ذهب شود و شبلی گوید رحمه الله
ذهب اینما ذهبنا و دُرّ حیث دُرنا و فضة فی الفضا و از استاد ابوالقاسم
قشیری رضی الله عنه شنیدم کی دقتی از طایرانی پرسیدم از ابتدای حالش
گفت وقتی مرا سنگی می بایست از رود خانهٔ سرخس هر سنگ که بر می
گرفتم جوهری می شد و باز می انداختم و این ازان بود که هر دو بنزدیک
وی یکسان بود لا بلکه هنوز جوهر خوار تر که او را ارادتِ آن نبود و
آن سنگ بود و از خواجه امام خورزمی (ص ۳۱۴) شنیدم بسرخس که گفت (ص ۳۱۴)
کودک بودم و بمحلتی رفته بودم از محتوای بطلب برگ توت از برای مایهٔ
قزاز و بر درختی شدم کرم گاه روز و شاخِ آن می زدم شیخ ابو الفضل بن حسن
رضی الله عنه بدان کوی بر گذشت و من بر درخت بودم مرا ندید من
هیچ شک نکردم که از خود غایب است و بدل با حق است به حکم
انبساط بس سر بر آورد و گفت بار خدایا یک سال بیشتر ست تا تو
ما را دانگی نداده که موی سر باز کنم با دوستان چنین کنند گفت اندر

حال همه اندرق و انفصال و وصول درخشان تر بین دیدم آنگاه گفت عجب کاری
هم تعریض با اعراض ست مر گشایش دل را با تو سخنی توان گفت و از
شبلی می آید که چهار هزار دینار بجمله اندر دجله انداخت گفتند چه می کنی گفت
سنگ بآب اولی تر گفتند چرا بخلق ندهی گفت سبحان الله من بخدای چه حجت
آرم که حجاب از دل بر گیرم و بر دل برادران مسلمان نهم و شرط دین
نباشد که برادر مسلمان را بد تر از خود خواهی و این جمله حالت سکر ست
و شرح این گفته ام امّا مراد این جا اثبات کرامات ست و باز جنید
و ابو العباس سیاری و ابو بکر واسطی و محمد بن علی ترمذی که صاحب مذهب
رضی الله عنهم برانند که کرامت اندر حال صحو و تمکین ظاهر شود بدون
سکر از آنچه اولیای خداوند تعالی مدبران ملک اند و مشرفان عالم و خداوند
تعالی مر ایشان را والیان عالم گردانیده است و حل و عقد آن بدیشان
باز بسته و احکام عالم را موصول همّت ایشان گردانیده پس می باید (ص ۳۱۵)
که صحیح ترین رایها رای ایشان باشد و شفیق ترین همه دل ها دل
ایشان بر خلق خدای از آنچه ایشان رسیدگان باشند تلوین و سکر اندر ابتدای
حال باشد چون بلوغ حاصل آمد تلوین با تمکین بدل گردد آن گاه وی
ولی بر حقیقت باشد و کرامات وی صحیح بود و اندر میان اهل این قصه
معروف ست که مر اوتاد را باید تا هر شب بگرد همه عالم بر آیند
و اگر هیچ جای باشد که چشم ایشان بر آن نیفتاده باشد دیگر روز
خللی اندر آن محل پدیدار آید آنگاه ایشان بقطب انها کنند تا وی همت
بر گمارد آن خلل از عالم ببرکات وی زایل کند و آنان که گویند
که زر و کلوخ بنزدیک وی یکسان شده است این همه علامت سکر
است و نا درستی دیدار و این را بس شرفی نباشد شرف در آن
بود که زر نزدیک وی زر بود و کلوخ کلوخ تا آفت آن بینا بود

ص ۳۱۵

تا گوید یا صفراء و یا بیضاء غرّی غیری یا زر زرد و یا سیم سپید بجز
مرا فریبید که من بشما مغرور نگردم ازانچه من آفت شما بدیده ام پس آنکه
آفت وی ببیند مر آن را محلّ حجاب باید چون تبرک آن بگوید ثواب
آن باید و باز آن را که زر چون کلوخ بود تبرک کلوخ گفتن درست
نیاید ندیدی که چون حارثه صاحب سکر بود گفت زر و سنگ و کلوخ
و نقره بنزدیک من همه یکی است و ابو بکر صدیق رضی الله عنه صاحب
صحو بود آفت قبض دنیا بدید و ثواب روش (ص ۳۱۷) ورا معلوم
شد است ازان بداشت تا پیغمبر صلی الله علیه وسلم گفت عیال را چه
باز گذاشتی گفت خدا و رسول خدا ، و ابو بکر وراق ترمذی رحمۃ الله
علیه روایت کند که روزی محمد بن علی رحمۃ الله علیه مرا گفت یا ابا
بکر وراق امروز ترا بجای خواهم برد گفتم فرمان شیخ را باشد با وی
برفتم دیر بر نیامد که بیابانی دیدم سخت صعب و تخت زرین اندر میان
آن بیابان نهاده در زیر درختی سبز و چشمهٔ آب روان و یکی
بران تخت نشسته و لباس خوب پوشیده چون محمد بن علی بنزدیک
وی شد وی برا خاست و وی را بر آن تخت بنشاند چون زمانی
بر آمد از هر سوی گروهی می آمدند تا چهل کس را آن جا مجتمع
شدند وی اشارتی کرد بآسمان از آسمان چیزی خوردنی پدیدار آمد بخوردیم و
محمد بن علی سوالی بکرد مرد اندران سخن بسیار بگفت چنانکه من یک کلمه
ازان فهم نکردم چون زمانی بر آمد دستوری خواست و باز گشت و
مرا گفت رو که سعید گشتی چون زمانی بود که بترمذ باز آمدیم
من او را گفتم ایها الشیخ آن چه جای بود و آن مرد که
بود گفت آن تیه بنی اسرائیل بود و آن مرد قطب المدار علیه
گفتم ایها الشیخ اندرین ساعت چگونه از ترمذ بتیه بنی اسرائیل رسیدیم

ص ۲۱۷

گفت یا ابا بکر ترا کار بریدن بود نه با پریدن و با چگونگی و
این علامات صحت حال باشد نه ازان سکر اکنون این را مختصر کردیم
که اگر بتفصیل این مشغول شوم و اخوات این را شرح دهم کتاب
(ص ۳۱۷) مطوّل شود و از مقصود باز مانم پس بعضی از دلایل
که تحقق آن بکتاب ست بذکر کرامات و حکایات ایشان موصول گردانم
تا بخواندن این مریدان را تنبیه باشد و علما را تزویج و محققان
را مذاکرات و عوام را زیادت یقین و رفع شبهت گردد ان شاء
الله تعالی،

## الکلام فی ذکر کراماتهم

بدانکه حجّت عقل ثابت شد بر صحت کرامات و دلیل بر ثبوت
آن قایم شد باید که تا دلایل کتابی نیز ترا معلوم شود و آنچه
آمده است اخبار صحاح که کتاب و سنّت بر صحت کرامات و
افعال ناقض عادات بر دست اهل ولایت ناطق ست و انکار آن
جمله انکار حکم نصوص باشد ازان جمله یکی آنکه خداوند عزّ و جلّ
اندر نصّ کتاب ما را خبر داد وَ ظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ
الْمَنَّ وَ السَّلْوىٰ ابر پیوسته بر سر ایشان سایه داشتی و منّ و سلوی
هر شبی تازه پدیدار آمدی اگر کسی گوید از منکران که این معجزهٔ
موسی علیه السلام بود ما نیز گوئیم که روا بود ازانچه کرامات اولیای
همه معجزهٔ محمد ست صلی الله علیه وسلم و اگر گوید که این کرامات
در غیبت ست واجب نکند که معجزهٔ وی باشد و آن اندر وقت
موسی بود گوئیم که چون موسی علیه السلام ازیشان غایب شد و بطور
رفت همان حکم باقی می بود پس چه غیبت زمان و چه غیبت مکان

و چون آنجا معجزه اندر غیبت مکان روا بود اینجا اندر غیبت
زمان هم روا بود و دیگر ما را خبر داد از کرامت آصف برخیا که
ص ۳۱۸ چون سلیمان پیغمبر (ص ۳۱۸) علیه السلام را بایست که تخت بلقیس پیش از
آمدن وی آنجا حاضر کنند و خداوند تعالی می خواست تا شرف آصف بخلق
نماید و کرامات وی ظاهر کند و باهل زمانه نماید که کرامات اولیا جایز
بود و سلیمان علیه السلام گفت کیست آنکه تخت بلقیس را پیش از
آمدن وی اینجا حاضر کند و خدای عزّ و جلّ ما را خبر داد که گفت قَالَ
عِفْرِيتٌ مِنَ الْجِنِّ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ تَقُومَ مِنْ مَقَامِكَ آن عفریت گفت
من بیارم بنزدیک تو مر تخت وی را پیش ازانکه تو ازین جایگاه بر خیزی
سلیمان علیه السلام گفت زود تر ازین باید آصف گفت أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ
أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَآهُ الآيَة من پیش ازانکه تو چشم برهم
زنی آن تخت این جا حاضر کنم بدین گفتار سلیمان علیه السلام بر وی متغیر
نشد و انکار نکرد و وی را مستحیل نیامد و این هیچ حال معجزه نبود
ازانچه آصف پیغمبر نبود لا محاله باید تا کرامت بود و اگر معجزه بودی
اظهار آن بر دست سلیمان علیه السلام بایستی و دیگر ما را خبر داد
اندر قصهٔ مریم که چون زکریا علیه السلام بنزدیک وی اندر آمدی بتابستان
میوهٔ زمستانی دیدی و بزمستان میوهٔ تابستانی گفتی أَنَّى لَكِ هَٰذَا مریم گفتی
هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ باتفاق مریم پیغمبر نبود و نیز خدای عزّ و جلّ ما را
بیان صریح از حال وی خبر داد که وَ هُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ
عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا و نیز احوال اصحاب الکهف و سخن گفتن سگ با
ص ۳۱۹ ایشان و خواب ایشان و تقلب ایشان اندر کهف (ص ۳۱۹) بر یمین و شمال
وَ نُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَ ذَاتَ الشِّمَالِ وَ كَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ الآيَة این
جمله افعال ناقض عادت ست و معلوم ست که معجزه نیست باید که کرامت

باشند و روا بود که این کرامات معنی استجابت دعوات بود بحصول امور
موهوم اندر زمان تکلیف و روا باشد که قطع بسیاری از مسافت بود
در ساعتی و روا بود که پدیدار آمدن طعامی بود از جای گاهی
نا معهود و روا بود که اشراف باشد بر اندیشهای خلق و مانند
این، و اندر احادیث صحیح از پیغمبر صلی الله علیه وسلم حدیث الغار
آمده است و آن چنان بود که روزی صحابه پیغمبر را صلی الله علیه
وسلم گفتند یا رسول الله ما را از عجایب افعال امم ماضیه چیزی بگوی
وی گفت صلی الله علیه وسلم که پیش از شما سه کس بجای می رفتند
چون شبان گاهی بود قصد غاری کردند و اندرانجای بخفتند چون پارهٔ از
شب بگذشت سنگی از کوه اندر افتاد و در آن غار استوار گشت
ایشان متحیر شدند با یکدیگر گفتند رهاند ما را از این جا هیچ
چیزی جز آنکه کردار های بی ریای خود را به خداوند شفیع کنیم یکی
گفت مرا مادری و پدری بود و از مال دنیای چیزی نداشتم بجز بزکی
که شیر آن به ایشان دادمی و من هر روز یک بند حزمه هیزم بیاوردمی
و بهای آن اندر وجه طعام خود خرج کردمی و از ایشان شبی
من بی گاه تر آمدم و تا آن که بزک را بدوشیدم و طعام ایشان
اندر شیر آن آغشتم ایشان خفته بودند آن قدح در دست (ص ۳۲۰) ص ۳۲۰
من بماند و من بر پای ایستاده و چیزی نا خورده انتظار بیداری
ایشان می کردم تا صبح بر آمد و ایشان بیدار شدند و طعام بخوردند
من آن گاه بنشستم و گفتم ای بار خدایا اگر من اندرین راست گویم
ما را فرجی فرست و فریادرس پیغامبر گفت صلی الله علیه وسلم آن گاه
آن سنگ یک جنبید می کرد و شگافی پدیدار آمد و دیگری گفت مرا
دختر عمی بود با جمال و دلم پیوسته بدو مشغول بودی و وی را

بجود می خواندمی اجابت نکردی تا وقتی بحیل صد و بیست دینار بدو فرستادم تا
یک شب با من خلوت کند چون بنزدیک من آمد ترسی اندر دلم پدیدار آمد
از خدای تعالی و دست از وی بداشتم و زر بدو بگذاشتم بار خدایا
اگر من اندرین سخن راست گویم ما را فرجی فرست پیغامبر گفت صلی الله علیه
وسلم که آن سنگ یک جنبیدنی دیگر کرد و آن‌گاه شگاف زیاده شد امّا هنوز
ازان بیرون نمی توانستند شدن و دیگری گفت مرا گروهی مزدوران بودند کاری می
کردند چون تمام شد همه مزد خود بستدند یکی ازیشان ناپدید شد من از مزد
وی گوسفندی خریدم سال دیگر دو شد و دیگر سال چهار شد هر سال همچنین
زیاده می شد چون سالی چند بر آمد مالِ عظیم وی را فراهم آمد آن مرد
مزدور بیامد که وقتی برای تو کاری کرده ام یاد داری اکنون مرا بدان
مر حاجت ست گفتم ورا برو آن همه گوسفندان مال تست گفت مرا فسوس می
داری گفتم نه راست می گویم آن همه مال فرا وی دادم تا ببرد و گفت
(ص ۳۲۱) بار خدایا اگر من اندرین راست گویم مرا فرجی فرست پیغامبر
گفت صلی الله علیه وسلم آن گاه سنگ از در غار فرا تر شد تا هر سه
تن بیرون آمدند و این فعل هم ناقض عادت بود و معروف ست از
پیغمبر صلی الله علیه وسلم حدیث جریج راهب و ابو هریره راوی آنست
که پیغامبر گفت صلی الله علیه وسلم که بخوردگی اندر گاهواره کس سخن نگفت
الّا سه کس یکی عیسی علیه السلام و شما همه خود می دانید و دیگر اندر
بنی اسرائیل راهبی بود جریج نام مرد مجتهد بود و مادر مستوره داشت
روزی بدیدن پسر بیامد وی اندر نماز بود در صومعه نگشاد و دیگر روز بیامد
همچنان و سوم روز دیگر و چهارم همچنان مادرش گفت یا رب رسوا
گردان پسر مرا و بحقّ من بگیرش و اندران زمانه وی زنی فاحشه بود
گفت مر گروهی را که من جریج را از راه ببرم بصومعه وی شد جریج

ص ۳۲۱

بدو التفات نکرد تا شبانی اندر راه صحبت کرد و حامله شد چون بشهر آمد گفت
این از جریج است و چون بار بنهاد مردمان قصد صومعهٔ جریج کردند و وی
را بدر سرای سلطان آوردند جریج گفت ای غلام پدر تو کیست گفت یا جریج
مادرم بر تو دروغ می گوید پدرم من شبانی ست دیگر زنی کودکی داشت و بر
در سرای خود نشسته بود سواری نیکو روی و نیکو جامه بر گذشت زن گفت
یا ربّ تو این پسر مرا چون این سوار گردان کودک گفت یا رب مرا
چنان مگردان چون زمانی بر آید زنی بدنام بر گذشت زن گفت یا ربّ
تو این پسر مرا چون این زن مگردان این کودک گفت یا ربّ مرا چون این
زن گردان (ص ۳۲۲) مادر متعجّب شد و گفت این چرا می گوئی ای پسر گفت
از انچه این سوار جبّاری ست از جبابره و این زن زنی مصلحه امّا خلق مر اُو
را بد می گویند و اُو را ندانند و من خواهم که از جبّاران باشیم و خواهم
که از مصلحان باشم و دیگر معروف ست حدیث زایده کنیزک عمر خطاب رضی
الله عنه که روزی بنزدیک پیغمبر صلی الله علیه وسلم اندر آمد و بر وی
سلام گفت پیغمبر گفت صلی الله علیه وسلم یا زایده چرا بنزدیک من دیر
دیر می آئی تو موفقهٔ و من ترا دوست می دارم گفت یا رسول الله
امروز با عجایبی آمده ام گفت آن چه چیز ست گفت بامداد من بطلب
هیزم رفتم چون حزمه بند بستم بر سنگی بنهادم تا بر گیرم سواری دیدم
که از آسمان بر زمین آمد و بر من سلام گفت و گفت محمّد را
از من سلام گوی که رضوان خازن بهشت گفت که بشارت مر ترا که
بهشت را بر امّتان تو سه قسمت کردند گروهی بی حساب بدو اندر شوند
و گروهی را با حساب آسان کنند و گروهی را بشفاعت تو بخشند این
بگفت و قصد آسمان کرد و از میان آسمان و زمین بمن التفات کرد و
مرا یافت که آن حزمه را بر نمی توانستم داشتن گفت یا زایده حزمه

ص ۳۲۲

بر سنگ بگذار و مر سنگ را گفت یا سنگ این حزمه با زایده بدر خانهٔ عمر
بر آن سنگ آن حزمه هیزم را همی آورد تا بدر خانه عمر آمدند با پیغمبر علیه السلام تا برخاست و با صحابه
بدر خانهٔ عمر آمدند تا اثر آمد و شد سنگ بدیدند گفت الحمد لله که خدای مرا از دنیا بیرون نبرد تا
رضوان مرا بامّت من بشارت نداد تا خدای تعالی از امت من زنی را
بدرجهٔ مریم نه رسانید و معروف ست (ص ۳۲۳) که پیغامبر صلی الله علیه وسلم
مر علاو بن الحضرمی را بغزوی فرستاد و بر راه پارهٔ آب از دریا فرا
پیش آمد قدم بران نهادند و بجمله بگذشتند که قدم ایشان تر نشد و از
عبد الله بن عمر معروف ست که براهی می رفت گروهی دید بر قارعهٔ
طریق ایستاده شیری راه ایشان گرفت عبد الله بن عمر گفت ای سگ
از خدای اگر فرمان داری بران و گرنی ما را راه ده تا بگذریم
شیر برخاست و مر او را تواضع کرد و اندر گذشت و از ابراهیم
پیغمبر علیه السلام اثری معروف ست که مردی را دید اندر هوا نشسته گفت
ای بندهٔ خدای این درجه بچه یافتی گفت بچیزی اندک گفت این چه بود
گفت روی از دنیا بگردانیدم و بفرمان خدای آوردم مرا گفتند اکنون چه خواهی
گفتم مرا اندر هوا مسکنی باشد تا دلم از خلق گسسته شود و چون آن
جوان مرد عجمی بمدینه آمد و قصد عمر کرد گفتند امیر المؤمنین اندرین خرابها
جای خفته باشد رفت او را یافت بر خاک خفته و درّه زیر سر
نهاده با خود گفت ای عجمی این همه فتنهٔ اندرین جهان ازین ست
و کشتن این بنزدیک من سخت آسان شمشیر بر کشید دو شیر پدیدار
آمدند و قصد وی کردند وی فریاد بر آورد عمر بیدار شد قصه با
وی گفت و اسلام آورد و اندر خلافت ابو بکر صدیق رضی الله عنه
خالد بن ولید را رضی الله عنه بسواد عراق اندر میان هدیها حقّهٔ
آوردند که اندرین زهر قاتل ست و اندر خزینهٔ هیچ ملکی ازین جنس

نیست خالد آن حقه را بگشاد و آن زهر را بر کفِ دست خود گرفت
و بسم الله بگفت و اندر دهان افگند هیچ زیانش (ص ۳۲۴) نداشت مردمان ص ۳۲۴
متعجب شدند و بسیاری از ایشان براه آمدند، و حسن بصری رضی الله عنہ روایت
کند کہ بعبادان سیاهی بود کہ اندر خراب ها بودی روزی من از بازار چیزی
بخریدم و بدو بردم مرا گفت این چہ چیز ست گفتم طعام است کہ آورده
ام بدانکہ مگر تو بدین محتاج باشی گفت بدست اشارتی بکرد و در من
بخندید من از سنگ و کلوخ آن دیوار ها را دیدم کہ همہ زر گشتہ از
کردهٔ خود تشویر خوردم و آنچہ برده بودم بگذاشتم و بگریختم از هیبتِ
او ، و ابراهیم بن ادهم روایت کند کہ گفت بر راعی بر گذشتم
و ازو آب خواستم گفت شیر دارم و آب کدام خواهی من گفتم آب
خواهم برخاست و عصا بر سنگ زد و آب خوش و پاکیزه ازان
سنگ بیرون آمد و من بدان متعجب شدم مرا تعجب مکن کہ چون
بنده حق را مطیع باشد همہ عالم مطیع وی باشد ، و ابو الدردا و
سلمان رضی الله عنهما بهم نشستہ بودند طعام می خوردند و تسبیح کاسہ می
شنودند و از ابو سعید خزاز رضی الله عنہ روایت آرند کہ گفت یک چند
گاه هر سہ روز یک بار طعام خوردمی اندر بادیہ می رفتم روز بیوم
ضعفی اندر من آمد و طعام نیافتم طبع عادت خود طلب کرد بر جای
فرو نشستم هاتفی آواز داد کہ یا ابو سعید اختیار کن تا سببی خواهی
مر دفع سستی را بی طعام و یا طعامی و یا قوتی گفتم الهی قوتی بر
خاستم اندر من آمد دوازدهٔ منزل دیگر برفتم بی طعام و شراب و معروف
ست کہ امروز اندر تستر خانهٔ سهل بن عبد الله را بیت السباع خوانند
و متفقند اهل تستر بدانکہ سباع و شیر آن بسیار (ص ۳۲۵) بنزدیک وی ص ۳۲۵
می آمدند و وی مر ایشان را طعام دادی و مراعات کردی و اهل

. تستر خلق بسیارند و ابو القاسم مروزی گوید من با بو سعید خرّاز می رفتم بر
کنارهٔ بحر جوانی دیدم مرقّعه دار و محبره اندر رکوهٔ آویخته گفت ابو سعید که سیمای
آن جوان جهادتی ست و معاملتش چیزی ست چون در وی نگرم گویم از
رسیدگان ست و چون در محبره نگرم گویم از طالبان ست بیا تا از وی
بپرسیم تا چیست خرّاز گفت ای جوان راه بخدای چیست گفت راه بخدای
دو است یکی راه عوامّ و دیگری راه خواصّ و ترا از راه خواص هیچ
خبر نیست امّا راه عوامّ این ست که تو می سپری و معاملت خود را
علّت وصول بحق نهی و محبره را آن حجاب می دانی، ذو النون مصری رضی
الله عنه گوید که من وقتی با جماعتی اندر کشتی نشستم تا از مصر بجدّه
رویم جوانی مرقّعه دار با ما اندر کشتی بود و مرا از وی التماس صحبت
می بود امّا هیبت وی مرا باز می داشت از سخن گفتن با وی
که بس سخت عزیز روزگار بود و هیچ از عبادت خالی نبودی تا روزی
صرّهٔ جواهر از آن مردی گم شد و خداوند صرّه مرین جوان را بدان تهمت
کرد خواستند که با وی جفای کنند من گفتم که با وی بدین گونه سخن
مگوئید تا من از وی بخوبی پرسم نزدیک وی آمدم و با وی بتلطّف
گفتم که این مردمان را صورت بسته است بتو و من ایشان را از
درشتی و جفا باز داشتم اکنون چه باید کرد روی با آسمان کرد و چیزی
بگفت ماهیان ، دریا دیدم که بر روی آب آمدند و هر یکی جوهری اندر
دهان گرفته یکی جوهر بستد و بدان مرد داد و چون مردم کشتی آن
بدیدند وی (ص ۳۲۶) پای بر روی آب نهاد و برفت پس آنکه صرّه
برده بود از اهل کشتی بود مر آن را بیفگند و اهل کشتی ندامت خوردند،
و از ابراهیم رقّی روایت کنند که گفت من در ابتدای امر خود قصد زیارت
مسلم مغربی کردم چون بمسجد وی اندر آمدم امامت می کرد الحمد خطا

ص ۳۲۶

بر خواند با خود گفتم رنج من ضایع شد آن شب آن جا بودم روز
دیگر بقصد طهارت خواستم تا بر کنارهٔ فرات شوم شیری بر راه خفته بود
باز گشتم دیگر بر اثر من می آمد بانگ بر گرفتم مسلم از صومعه بیرون
آمد چون شیران او را بدیدند تواضع کردند و وی گوش هر یک بگرفت
و بمالید و گفت ای سگان خدای نه گفته ام شما را که با مهمانان
ما کار مگیرید آن گاه گفت یا ابا اسحاق شما براست کردن ظاهر مشغول
شدید مر خلق را تا از خلق می ترسید و ما براست کردن باطن مر
حق را تا خلق از من می ترسند روزی شیخ رضی الله عنه از بیت الجن
قصد دمشق داشت بارانی آمده بود و ما اندر گل بدشواری می رفتیم
شیخ را نگاه کردم نعلین پای و جامهٔ وی خشک بود با وی بگفتم
گفت آری تا من تهمت از راه توکل بر داشته ام و مر دل را
از وحشت حرص نگاه داشته خداوند عز و جل قدم مرا از وحل نگاه
داشته است وقتی مرا واقعهٔ افتاد و طریق حل آن بر من دشوار شد
قصد شیخ ابو القاسم گرگانی کردم بطوس وی را اندر مسجد در سرای
خود یافتم تنها و بعینه آن واقعهٔ من بود که می گفت با ستونی و تا
پرسیده جواب خود بیافتم من گفتم ای شیخ این با که می گوئی گفت (ص ۳۲۷) ص ۳۲۷
ای پسر این استون را حق تعالیٰ اندرین ساعت ناطق گردانید تا این از من
این سوال بکرد بفرغانه بدهی که بود مر آن را شلاتک گویند پیری بود از
اوتاد الارض که وی را باب عمرو گفتندی و همه درویشان آن دیار و مشایخ
بزرگ را باب خوانند و مر او را عجوزهٔ بود فاطمه نام قصد زیارت وی
کردم از اوزجند چون نزدیک وی آمدم گفت بچه آمده گفتم تا شیخ
را به بینم بصورت و وی بمن نظر کند بشفقت گفت ای پسر من
خود ترا از فلان روز باز می بینم تا از منت غایب نگردانند من می

خواهمت دید چون روز و سال حساب کردم آن روز ابتدای توبهٔ من بود گفت ای پسر سپردن مسافت کار کودکان ست از پس این زیارت بهمّت کن که شخص کرای آن نکند که آن را زیادت کنند که در حضور اشباح هیچ چیز نه بسته است پس گفت ای فاطمه آنچه داری بیار تا این درویش بخورد طبقی انگور تازه بیاوردند و وقت آن نبود و بران رطبی چند بود و بفرغانه رطب ممکن نشدی وقتی بمیهنه بر سر تربت شیخ ابو سعید رضی الله عنه نشسته بودم تنها بر حکم عادت کبوتری دیدم سپید که بیامد و اندر زیر فوطه شد که بکوتر افگنده بود گفتم مگر از کسی جسته ست و چون بر خاستم و نگاه کردم در زیر فوطه هیچ چیز نبود و دیگر روز بدیدم و اندران تعجّب فرو مانده تا وی را شبی در خواب دیدم و از وی واقعه آن بپرسیدم گفت آن کبوتر صفای معاملت منست که هر روز اندر گور بمنادمت من آید و ابو بکر (ص ۳۲۸) ورّاق روایت کند که روزی محمد بن حکیم ترمذی لختی از اجزای تصنیف خود فرا من داد و گفت این اندر جیحون افگن چون بیرون آمدم نگاه کردم همه ظُرف و لطایف بود دلم نداد اندر خانه بنهادم و باز گشتم و گفتم که افگندم گفتا که چه دیدی گفتم هیچ چیز ندیدم گفتا نیفگندی برو و بیفگن گفتم خشکلم دو شد یکی آنکه چرا می گوید که اندر آب افگن و دیگر آنکه چه برهان ست که پدیدار خواهد آمد باز گشتم و اجزا بر داشتم و بدرد دل بکرانهٔ جیحون آمدم و اجزا از دست بینداختم آب دیدم که از هم باز شد و صندوقی پدیدار آمد سر کشاده این اجزا اندرون افتاد و سر صندوق استوار شد و آب بحال خود باز آمد باز گشتم و با وی بگفتم وی گفت که اکنون انداختی گفتم ایها الشیخ بعزت خداوند که این سرّ با من بگوی گفت بدانکه کتابی تصنیف کرده بودم اندر علم این طایفه که تحقیق آن بر همه عقول مشکل بود و برادر من خضر پیغمبر

ص ۳۲۸

علیه السلام آن از من خواسته بود و آن صندوق ماهی بفرمان وی آورده بود و خداوند تعالی این آب را فرمان داده است تا آن بدو باز رساند و اگر بسیاری ازین حکایات بیارم هنوز سیری نگردد و مراد من ازین کتاب اثبات اصول این طریقت است اندر فروع و معاملات نقالان خود کتب ساخته اند و بسیار جمع کرده و مذاکران بر سر منابر نشر می کنند اکنون فصولی که بدین پیوسته است اندرین کتاب مشبع بیارم تا بجای (ص ۳۲۹) دیگر بسر این معانی باز نباید شد

ص ۳۲۹

## الکلام فی تفضیل الانبیا علی الاولیا

بدانکه اندر همه اوقات و احوال باتفاق جملهٔ مشایخ این طریقت اولیا متابعان پیغمبراند و مصدّقان دعوات ایشان و انبیا فاضل تر ند از اولیا ازانچه نهایت ولایت بدایت نبوت باشد و جمله انبیا ولی باشند امّا از اولیا کسی نبی نباشد و انبیاء متمکّن‌اند اندر نفی صفات بشریّت و اولیا عاریت اند اندران آنچه این گروه را حال ست طاری آن گروه را مقام ست و آنچه اولیا را مقام باشد مر ایشان را حجاب باشد و هیچ کس از علمای اهل سنّت و محققان این طریقت اندرین معنی خلاف نکنند بجز گروهی از حشویان که مجسّمهٔ اهل خراسانند و متکلّم بکلام متناقض اندر اصول توحید که اهل این طریقت را نشناسند و خود را ولی خوانند و شک را نیست ولی اند امّا ولی شیطان و ایشان گویند که اولیا فاضلتر از انبیا اند و این ضلالت مر ایشان را کفایت بود که جاهلی را فاضلتر از محمد مصطفی صلی الله علیه وسلم می گویند. و گروهی دیگر را مشبّهه گویند که تولّی بدین طریقت کنند و حلول و نزول حق بمعنی انتقال روا دارند و بجواز تجزیت گویند بر ذات خدای عزّ و جلّ و اندران دو مذهب

مذہبم که وعده کرده ام بیارم اندرین کتاب بتمامی انشاء الله تعالیٰ و در
جمله این هر دو گروه که مدعی اسلام موافق اند اندر نفی تخصیص انبیا
این گروه با براهمه و هر که مر نفی تخصیص انبیا را اعتقاد کند کافر شود
ص ۳۳۰ (ص ۳۳۰) پس انبیا صلوات الله و سلامه علیهم داعیانند و ائمه و اولیا متابعان
ایشان باحسان و محال بود که ماموم از امام فاضل تر بود و در جمله بدانکه اگر
احوال و انفاس تلاشی نماید روزگار جمله اولیا را اندر جنب یک قدم صدق
نبی داری و مقابله کنی آن همه احوال و انفاس تلاشی نماید ازانچه اولیا می
طلبند و می روند و ایشان رسیده اند و یافته و بفرمان دعوت باز آمده و قومی
را می برند و اگر کسی گوید ازین ملاحدهٔ مذکور لعنهم الله که اندر عادت
چنین رفته است که چون رسولی بکسی آید از ملکی باید که مبعوث الیه فاضل
تر از وی باشد چنانکه پیغمبران صلوات الله علیهم از جبرئیل فاضل تر اند و این
صورت ست مر ایشان را خطاست گوئیم اگر ملکی رسولی فرستد بیک کس باید
تا مرسل الیه از وی فاضل تر باشد چنانکه جبرئیل بنزدیک یکان یکان از
رسل فرستاد و ایشان هر یک از وی فاضل تر بوده اند فامّا چون رسول
بجماعتی و قومی باشد لا محاله رسول فاضل تر ازان قوم باشد چنانکه
پیغمبران از امم و اندرین هیچ عاقل را بحکم حادثه اشکال نیفتد پس
یک نفس انبیا فاضل تر از همه روزگار اولیا ازانچه چون اولیا از
عادت و عرف بنهایت رسند از مشاهدت خبر دهند و از حجاب بشریّت
خلاص نشوند هر چند که عین بشر باشند و باز رسول را اوّل قدم
اندر مشاهدت باشد چون بدایت رسول نهایت ولایت ولی بود این را با
آن قیاس نتوان کرد نه بینی که همه طلّاب حق از اولیا متفق اند که مقام
ص ۳۳۱ (ص ۳۳۱) جمع اندر تفاریق کمال ولایت بود و صورت این چنان بود که بنده
بدرجتی رسد از غلبهٔ دوستی که عقلش اندر نظر فعل مغلوب گردد و بشوق

فاعل کلّ عالم را همان او دانند و آن بینند چنانکه ابو علی رودباری
رحمة الله علیه گوید لو نالت عنّا رؤیته ما عبدناه و اگر دیدار از ما زایل
شود اسم عبودیت از ما ساقط شود که ما شرف عبادت جز بدیدار او نیابیم
و این معانی مر انبیا را بدایت حال باشد که اندر روزگار ایشان تفرقه
صورت نگیرد و نفی و اثبات و مسلک و مقطع و اقبال و اعراض و
بدایت و نهایت ایشان همه اندر عین جمع باشد چنانکه اندر بدایت حال ابراهیم
صلوات الله و سلامه علیه که چون آفتاب را دید گفت هٰذَا رَبِّی و ماه و ستاره
را دید گفت هٰذَا رَبِّی اندر غلبهٔ حق بر دلش و اجتماع وی اندر عین جمع
پس غیر می ندید چون همه بدید جمع دیدار عین دیدار از دیدار خود تبرّا کرد
و گفت که لَا اُحِبُّ الْآفِلِیْنَ ابتدا بجمع و انتها بجمع تا لاجرم ولایت را
بدایت و نهایت است و نبوت را نیست تا بودند نبی بودند و تا باشند
نبی باشند و پیش ازانکه موجود نبوده اند اندر معلوم و مراد حق تعالی
همان بود و از ابو یزید رضی الله عنه پرسیدند که چگوئی اندر حال انبیا
گفت هیهات ما را اندر ایشان هیچ تصرّف نیست هر چه اندر ایشان صورت
کنیم آن همه ما باشیم و حق تبارک و تعالی اثبات و نفی ایشان
اندر درجتی نهاده است که دیدهٔ خلق بدان نرسد پس چنانکه مرتبت اولیا
از ادراک خلق نهان ست (ص ۳۳۲) مرتبت انبیا از تصرّف اولیا نهان ص ۳۳۲
است و ابو یزید رضی الله عنه بحجت روزگار بوده است وی گوید ما
صرت الی الوحدانیة فصرت طیرا جسمه من الاحدیة و جناحه من الدیمومیة
فلم ازل اطیر فی هواء الهویة حتّی الی هواء التنزیة ثم اشرفت علی میدان
الازلیة و رایت شجر الاحدیة فنظرت فعلمت ان هذا کله حد غیره که سرّ ما
را بآسمان ها بردند و بهیچ چیز نگاه نکرد و بهشت و دوزخ وی را نمودند بهیچ چیز التفات
نکرد و از مکوّنات و حجب برگذاشتند فصرتُ طیراً مرغی گشتم جسم آن از احدیت بود و بال و بالش،

از دیومیت همی بپریدم پیوسته در هواء هویت تا بر هوا نیز گذر کرد تا بر بمیدان ازلیت مشرف شدم و درخت احدیّت را اندران بدیدم چون نگاه کردم آن همه من بودم گفتم بار خدایا با منی مرا بتو راه نیست و از خودی خود ما را گذر نه ما را چه باید کردن فرمان آمد که یا با یزید خلاص تو از توئی تو اندر متابعت دوست ما بسته است دیده را بخاک قدم وی اکتحال کن و بر متابعت وی مداومت کن و این حکایت دراز ست و این را اهل طریقت معراج با یزید خوانند و معراج عبارت بود از قرب پس معراج انبیا از روی اظهار بود بشخص و جسد و ازان اولیا از روی همت و اسرار و تن پیغمبران بلطفا و پاکیزگی و قربت چون دل اولیا باشند و سرّ ایشان بود و این فضلی ظاهر ست و آن چنان بود که ولی را اندر حال خود مغلوب گردانند (ص ۳۳۳) تا مست گردد آن گاه بدرجات سرّ وی را از وی غایب می گردانند و بقرب حق می آرایند و چون بحال صحو باز آید از جمله براهین در دلش صورت گشته بود علم آن مر ورا حاصل گشته آمد پس فرق بسیار بود میان کسی که شخص وی را آنجا برند که فکرت دیگری را و الله اعلم بالصواب،

ص ۳۳۳

## الکلام فی تفضیل الانبیا والاولیا علی الملائکه

بدانکه اتفاق اهل سنّت و جماعت و جمهور مشایخ طریقت انبیا و آنان که محفوظند از اولیا فاضل تر اند از فرشتگان بخلاف معتزله که ایشان ملایکه را فاضل تر از انبیا گویند و گویند که ایشان برتبت رفیع ترند و بخلقت لطیف ترند و مر حق تعالی را مطیع ترند باید تا فاضل تر باشند گوئیم که حقیقت این خلاف صورت شما ست که تن مطیع و رتبت رفیع و خلقت لطیف مر فضل حق را علت نباشد فضل آن را باشد که حق تعالی

نهاده باشند و این جمله که می گویند مر ابلیس را بود امّا باتّفاق ملعون و
مخذول گشت پس فضل مر آن را بود که خداوند عزّ و جلّ وی را فضل
نهد و از خلق بر گزیند و دلیل بر فضل انبیا آنکه خداوند تعالی ملائکه را
بفرمود تا آدم را سجده کردند و این مقرر است که حال مسجود له عالی تر
از حال ساجد بود و اگر گویند که خانهٔ کعبه سنگی و جمادی است و مؤمن
از وی فاضل‌ترست و او را سجده می کنند پس روا باشد که ملائکه
فاضل‌تر از آدم باشند اگرچه وی را سجده کردند گوئیم هیچ کس نگوید که
مومن خانه یا محراب یا دیوار را سجده می کند الّا همه گویند الّا
(ص ۳۳۴) که خدای را سجده می کنند و همه گویند که ملائکه آدم را
سجده کردند بر موافقت کلام خداوند که چون ذکر سجده ملائکه کرد گفت اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ
ما فرمودیم مر ملائکه را و گفتیم تا آدم را سجده کنند و چون ذکر سجدهٔ مومنان
کرد و گفت وَ اسْجُدُوْا وَ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَ افْعَلُوا الْخَيْرَ الآية خداوند را سجده
کنید و بندگی وی را بپایان اندر بندید پس خانه نه چون آدم بوده باشد که
مسافر چون خواهد که بر پشت ستور خداوند را پرستد اگر روی وی
بخانه نباشد معذور باشد و مغمی علیه اگر دلایل قبله اندر بیابانی گم
کند روی بهر سوی که کند فرمان گذارده باشند و ملائکه را اندر سجدهٔ
آدم هیچ عذری نبود آن یکی از خود عذری نهاد ملعون و خاکسار شد و
این ادلّه واضح است آن را که بصیرت بود و نیز بدانکه ملائکه چگونه
مستوی باشند در درجه اگرچه مستوی اند در حق معرفت ازان که مر
ایشان را اندر خلقت شهوت نیست و اندر دل حرص و آفت نه و اندر
طبع زرق و حیلت نه غذای شان طاعت است و مشرب ایشان بر فرمان
حق اقامت کردن باز اندر طینت طبیعت آدمی شهوت مرکب است و ارتکاب
معاصی از وی محتمل و زینت دنیا اندر دلش و حرص و حیلت اندر طبعش

ص ۳۳۴

منتشر شیطان را اندر شخص او چندان سلطانی که اندر عروق وی با خون همی گردد اندر آن مجاری آن و نفس بدو مقرون که داعی همه شرها آن ست پس کسی که این جمله وصف وجود وی بود با غلبهٔ شهوت (ص ۳۳۵) از فسق و فجور پرهیز کند و با عین حرص از دنیا اعراض نماید و با بقای وسواس شیطان اندر دل وی از معاصی رجوع کند و از آفت نفسانی روی بگرداند تا باقامت بر عبادت و مداومت بر طاعت و مجاهدت با نفس و مجاهدت با شیطان مشغول گردد بحقیقت این انسان فاضل تر بود که اندر صفتش معرکه گاه شهوت نباشد و اندر طبعش ارادت غذا و لذت نه و اندوه زن و فرزند نه مشغولی خویش و پیوند نه محتاج سبب و آلت نه مستغرق امل و آفت نه لعمری عجب دارم ازانکه فضل اندر افعال بیند و یا عزّ اندر جمال بیند و یا بزرگی در یافت منال بیند زود آن نعمت بزرگی بر خود زوال بیند چرا از بهر آنکه فضل نه از افضال مالک الاعیان بیند و عزّ اندر رضای سبحان بیند و بزرگی از معرفت و ایمان بیند تا این نعمت بر خود جاودان بیند و اندر دو جهان دل خود را بدو شادمان بیند جبرئیل که چندین هزار سال بانتظار خلعت عبادت کند خلعتش غاشیه داری محمد بود صلی الله علیه وسلم تا شب معراج مثور او را خدمت کند چگونه فاضل تر بود ازانکه اندر دنیا نفس را ریاضت کند و روز و شب مجاهدت کند حقّ با وی عنایت کند و دیدار خودش کرامت کند و از جملهٔ خطراتش با سلامت کند چون نخوت ملائکه از حدّ اندر گذشت و هر یک صفای معاملات خود را حجّت خود گردانیدند و زبان (ص ۳۳۶) اندر آدمیان دراز کردند حق تعالی خواست تا حال ایشان بدیشان باز نماید گفت سه کس را از میان خود اختیار کنید که برایشان اعتماد دارید تا بر زمین شوند و خلفای زمین باشند و خلق را بصلاح آرند و میان آدمیان داد و عدل کنند سه فرشته را اختیار کردند

ص ۳۳۵

ص ۳۳۶

پیش از آنکه بر زمین آیند یکی از ایشان آفت آن بدید از خداوند تعالی اندر خواست
تا باز گردد و دیگر اندر زمین آمدند خدای تعالی خلقت ایشان را
مبتدل گردانید تا آرزو مند طعام و شراب شدند و بشهوت میل کردند
تا مر ایشان را بدان عقوبت کرد تفضیل آدمیان را ملائکه بر خود بعیان بدانستند
و در جمله خواص مؤمنان از خواص ملائکه فاضلترند و عوام مؤمنان از
عوام ملائکه فاضل‌ترند پس آنچه معصوم و محفوظ‌ترند از آدمیان افضل از
جبرئیل و میکائیل اند و آنچه معصوم نبند افضل از حفظه و کرام الکاتبین
اند و الله اعلم بالصواب و اندرین معنی سخن بسیار گفته اند و هر
یک چیزی گفته اند از مشایخ و خداوند عزّ و جلّ فضل نهد آن را
که خواهد بدانکه خواهد و بالله التوفیق این ست متعلقات مذهب حکیمیان
اندر تصوّف و اختلاف متصوّفه با یکدیگر که یاد کردیم بر سبیل اختصار و
بحقیقت بدانکه ولایت سرّیست از اسرار حق سبحانه و جز بروش هویدا نگردد
و ولی بجز ولی نشناسد و اگر اظهار این حدیث بر جملهٔ عقلا جایز بودی
دوست از دشمن پدیدار نیامدی (ص ۳۳۷) و واصل از غافل ممیّز نبودی ص ۳۳۷
پس خداوند تعالی چنان خواست تا جوهر دوستی را اندر صدف خوار داشت
خلق نهد و بدریای بلا اندر اندازد تا طالب آن بحکم عزیزی آن
جان در خطر کند و ازان دریای جان ستان نثار کند و بقعر دریا فرو
شود تا مرادش بر آید یا حال دنیا بر وی بسر آید بخواستم که این
اصل را مطوّل کنم امّا از خوف ملال تو و نفرت طبع مانع من بود
و هر مدخلی را اندرین طریقت باین مقدار پسندیده بود و الله اعلم بالصواب
و امّا **الخرّازیة** تولّی خرّازیان بابی سعید خرّاز کنند رضی الله عنه و وی را
اندر طریقت تصانیف ازهر ست و اندر تجرید و انقطاع شانی عظیم داشت و
ابتدا عبارت از حال فنا و بقا او کرد و طریقت خود را جمله اندرین دو

عبارت مضمر گردانید اکنون من معنی آن بگویم و غلط های آن گروه اندرین بیارم تا بدانی که مذهب وی چیست، و مقصود این طایفه ازین دو عبارت متداول چیست،

## الکلام فی الفناء والبقاء

خدای عزّ و جلّ گفت مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ و جای دیگر گوید كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَ يَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَ الْإِكْرَامِ بدانکه فنا و بقا بزبان علم بمعنی دیگر بود و بزبان حال بمعنی دیگر و ظاهر است که این طایفه اندر هیچ عبارت از عبارات این طایفه متحیر تر ازان نیند که اندرین عبارت پس بقا بر زبان علم و مقتضای لغت بر سه گونه است یکی بقائی که طرف اوّل وی اندر فنا ست و طرف آخر وی هم اندر فنا است چون این جهان که او را ابتدا نبود و انتها نباشد و اندر وقت باقی است و دیگر (ص ۳۳۸) بقائی که هرگز نبود و بوده گشت و هرگز فانی نشود و آن بهشت است و دوزخ و آن جهان و اهل آن جهان و دیگر بقائی که هرگز نبود و هرگز نباشد و آن بقای حق است و صفات وی که لم یزل و لا یزال وی با صفاتش قدیم است و مراد از بقای وی دوام وجود وی است و کس را اندر اوصاف وی با وی مشارکت نیست پس علم فنا آن بود که بدانی که دنیا فانی است و علم بقا آن بود که بدانی که عقبی باقی ست چنانکه خدای عزّ و جلّ گفت وَ الْآخِرَةُ خَيْرٌ وَ أَبْقَىٰ و این جا ابقی بر وجه مبالغت گفته ازانچه پیغامبر صلی اللّٰه علیه وسلم بقای عمر آن جهان را فنا نباشد امّا بقا و فنای حال آن بود که چون جهل فانی شود لا محاله علم باقی شود و چون معصیت فانی شود طاعت باقی شود چون بنده علم و طاعت خود را حاصل کند غفلت فانی شود ببقای ذکر یعنی چون بنده بحق عالم شود و

ص ۳۳۸

بعلم وی باقی شود از جهل بوی فانی شود و چون از غفلت فانی شود بذکر وی باقی شود و این اسقاط اوصاف مذموم باشد بقیام اوصاف محمود اما خواص اهل این قصه را بدین عبارت بباقی باید کہ یاد کردیم و اشارت ایشان اندرین بعلم و حال نیست و ایشان فنا و بقا را بجز اندر درجۂ کمال اهل ولایت استعمال نکنند آناکہ از رنج مجاهده رستہ باشند و از بند مقامات و تغیّر احوال جستہ و طلب اندر یافت بریده و همہ دیدنیها دیده و همہ شنیدنیها شنیده و همہ دانستنیها دل بدانستہ (ص ۳۳۹) و همہ یافتنیها سر یافتہ اندر یافت آن آفت یافت خود بدیده و روی از جملہ بگردانیده قصد اندر مراد فانی شده و راه بریده از دعوی بیزار شده از معنی منقطع گشتہ و کرامات حجاب گشتہ مقامات معاینہ شده احوال چون آفت پوشیده در عین مراد از مراد بی مراد گشتہ مشرب از کل ساقط شده انس با موانسات هدر شده کہ گفت لِيَهْلِكَ من هلك عن بيّنة و يحيى من حيّ عن بيّنة و اندرین معنی من می گویم

فنیت فنائی بفقد هوائی

فصار هوائی فی الامور هواک

فاذا فنی العبد عن اوصافه ادرک البقاء بتمامه چون بنده اندر حالت وجود اوصاف از آفت اوصاف فانی شده باشد ببقای مراد اندر فنای مراد باقی شود تا قرب و بعدش نباشد و وحشت و انس نہ و صحو و سکر نہ فراق و وصل نہ طمس و اصطلام نہ اسما و اعلام نہ سمات و ارقام نہ و اندرین معنی یکی از مشایخ گوید رحمه الله شعر

و طاح مقامی و الرسوم کلها فلست اری فی الوقت قربا و لا بعدا

فنیت بہ عنّی فبان الی الهدی فهذا ظهور الحق عند الفناء قصدا

و در جملہ فنا از چیزی جز برؤیت آفت آن و نفی ارادت آن درست

ص ۳۳۹

نباید که هر کرا صورت بسته است که فنا از چیزی جز بحجاب آن درست آید بر خطا است نه چنانکه چون آدمی چیزی را دوست دارد گوید که من
ص ۳۴۰ بدان باقی ام و یا چیزی را دشمن دارد گوید که من ازان فانی ام (ص ۳۴۰)
کہ آن هر دو صفت طالب است و اندر فنا محبّت و عداوت نیست و اندر بقا رؤیت تفرقہ نہ و گروهی را اندرین معنی غلطی افتاده است و پندارند کہ این فنا بمعنی فقد ذات نیست گشتن شخص است و این بقا آنکہ بقای حق ببنده پیوندد و این هر دو محال ست و اندر هندوستان مردی دیدم کہ مدعی بود بتفسیر و تذکیر و علم با من اندرین مناظره کرد چون نگاه کردم وی خود فنا را نمی شناخت و بقا را می ندانست و قدیم را از محدث فرق نمی توانست کردن و از جهال این طایفہ بسیارند کہ فنای کلیّت روا می دارند و این مکابرهٔ عیان بود کہ هرگز فنای اجزای طینتی و انقطاع آن روا نباشد مر این مُخطیان جهلہ را گوئیم کہ بدین فنا چہ می خواهید اگر گویند فنای عین محال بود و اگر گویند فنای وصف روا داریم فنا صفتی ببقای صفتی دیگر کہ حوالہ هر دو صفت ببنده باشد و محال باشد کہ کسی بصفت غیری قایم باشد و مذهب نسطوریان از رومیان و نصارىٰ آنست کہ گویند مریم رضی الله عنها بمجاهدة از کلّ اوصاف ناسوت فانی شد و بقای لاهوتی بدو پیوست و وی بدان بقا یافت تا باقی شد ببقای اله و عیسی نتیجهٔ آن بود و اصل ترکیب عیسی صلوات الله علیہ از میانهٔ انسانیت بود کہ بقای وی تحقیق بقای الهیت بود پس وی و مادرش و خداوند هر سہ باقیات اند بیک بقا کہ آن قدیم است و صفت حق است و این جملہ موافق
ص ۳۴۱ است مر قول (ص ۳۴۱) حشویان را از مجسّمہ و مشبّهہ کہ ذات خداوند را محلّ حوادث گویند و مر قدیم را صفت محدث روا دارند

گوئیم با این جمله که چه محدث محلّ قدیم بود و چه قدیم محلّ محدث و چه قدیم را وصف محدث بود و چه محدث را وصف قدیم و جواز این مذهب دهر باشد و دلیل حدث عالم را باطل کند و صنع مصنوع و صانع قدیم باید گفت و یا هر دو را محدث بامتزاج مخلوق با نا مخلوق و حلول نا مخلوق بمخلوق و این خسران مر ایشان را پسنده است که چون قدیم را محلّ حوادث گویند و یا حوادث را محلّ قدیم تا صنع و صانع را قدیم باید گفت چون به برهان ضرورت گردد محدث صنع پس صانع را نیز محدثی باید گفت که محلّ چیزی چون عین چیز بود چون محلّ محدث بود باید که حال هم محدث بود پس بدین جمله لازم آید که محدث را قدیم باید گفت و یا قدیم را محدث و این هر دو ضلالت بود و در جمله هر چیزی که بچیزی موصول و مقرون و متحد و ممتزج بود حکم هر دو چیز چون یکی بود پس بقای ما صفت ما ست و فنای ما صفت ما و اندر تخصیص اوصاف ما بقای ما چون فنای ما بود و فنای ما چون بقای ما پس فنا وصفی بود ببقا و صفتی دیگر و باز اگر کسی عبارت از فنا کند که بقا را بدو تعلق نباشد روا بود و اگر از بقائی که فنا را بدو تعلق نه باشد هم روا بود که مراد ازان فنا فنای ذکر غیر بود و بقای ذکر حق من فنی من المراد بقی با لمراد هر که از مراد خود فانی شود (ص ۲۴۲ س ۳) بمراد حقّ باقی شود از انچه مراد تو فانی است و مراد حقّ باقی است چون قایم بمراد خود باشی مراد تو فانی شود و قیامت بفنا بود و باز چون متصرّف مراد حقّ باشی مراد حق باقی بود قیامت ببقا بود و مثال این چنان بود که هر چه اندر سلطان آتش افتد بقهر وی بصفت وی گردد پس چون سلطان آتش وصف شی را اندر شی مبدّل کند سلطان ارادت حقّ از سلطان آتش اولی تر امّا این تصرّف آتش اندر وصف آهن ست و لیکن عین

ص ۲۴۲ س ۳

حالست کہ ہرگز آہن آتش نگردد و اللہ اعلم

## فصل

و مشایخ رضی اللہ عنہم ہر یکی را اندرین معنی رمزیست لطیف ابو سعید خرّاز رضی اللہ عنہ کہ صاحب مذہب است گوید کہ الفناء فناء العبد عن رؤیۃ العبودیّۃ و البقاء بقاء العبد بشاھد الالھیّۃ فنا فنای بندہ باشد از رؤیت و بقا بقای بندہ باشد بشاھد الٰہی یعنی اندر کردار دید بندگی آفت بود و بندہ بحقیقت بندگی آنگاہ رسد کہ او را بکردار خود دیدار نباشد و از دیدن فعل خود فانی گردد و بدیدن فعل خداوند تعالی باقی تا نسبت معاملتش جملہ بحق تعالی باشد نہ بخود کہ آنچہ ببندہ مقرون بود از افعال وی بجملہ ناقص بود و آنچہ از حق تعالی موصول بود بدو جملہ کامل بود پس چون بندہ از متعلقات خود فانی شود بجمال الٰہیّت حق باقی شود و ابو اسحٰق نہرجوری رحمۃ اللہ علیہ گوید کہ صحۃ العبودیّۃ فی الفناء و البقاء صحت (ص ۳۴۳) بندگی کردن اندر فنا و بقا ست ازانچہ تا بندہ از کلّ نصیب خود تبرّا نکند شایستہ خدمت باخلاص نگردد پس تبرّا از نصیب آدمیّت فنا بود و اخلاص اندر عبودیّت بقا و ابراہیم بن شیبان گوید رضی اللہ عنہم الفناء و البقاء یدور علی الاخلاص و الوحدانیّۃ و صحّۃ العبودیّۃ و ما کان غیر ھذا فھو المغالیط و الزندقۃ قاعدۂ علم فنا و بقا بر اخلاص و وحدانیت یعنی چون بندہ بوحدانیّت حق مقرّ آید خود را مغلوب و مقصور حکم حق بیند و مغلوب فانی بود اندر غلبۂ غالب و چون فنای وی درست گردد بعجز خود اقرار کند بجز بندگی چارۂ نبیند و چنگ اندر حلقۂ درگاہ رضا زند و ہر کہ فنا را و بقا را بجز این عبارتی کند یعنی عبارتی فنا را فنای عین داند و بقا

ص ۳۴۳

را بقای حق زندقه باشد و مذهب نصاری چنانکه پیش ازین رفت و من
می گویم که علی بن عثمان الجلابی میگویم رضی الله عنه که این جمله اقاویل از
روی معنی بیکدیگر نزدیک ست اگرچه بقا بعبارت مخالف ست و حقیقت این جمله
آن بود که فنا مر بنده را از رؤیت جلال حق بود و کشف عظمت وی بر دل
تا اندر غلبه جلال او دنیا و عقبی بر دلش فراموش گردد و احوال و مقام اندر
نظر همتش حقیر نماید و نمودار کرامت و اندر روزگارش متلاشی شود از عقل و نفس
فانی شود و از فنا نیز فانی شود اندر عین آن فنا فنای زبانش بحق ناطق
گردد و دل وتن خاشع و خاضع گردد چنانکه اندر ابتدای اخراج ذریّت از پشت
آدم علیه السلام بی ترکیب آفات اندر حال عهد بعبودیّت (ص ۳۲۲) و یکی گوید
ص ۳۲۲
از مشایخ اندرین معنی رضی الله شعر

الّا کنتُ اذ کنتُ ادری کیف السبیل الیکا
افنیتنی عن جمیعی فصرت ابکی علیکا

و دیگر گوید شعر

ففی فنائی فنا فنائی و فی فنائی وُجِدت انت
مَحَوتُ اسمی و رسم جسمی سُئلتُ عنّی فقلتُ انت

اینست احکام فنا و بقا اندر باب فقر و باب تصوّف طرفی بیاورده ام و
هر جا که اندرین کتاب از فنا و بقا عبارت کنم مراد این باشد اینست
اصل مذهب خرّازیان و هم اصل روزگار آن بهن و این نیکو اصلی است
فصلی که دلیل وصل باشد نه بی اصل باشد و اندر جریان کلام این
طایفه این عبارت مشهور ست و الله اعلم،

و امّا الخفیفیّة خفیفیان تولّی بابی عبد الله محمد بن خفیف الشیرازی کنند رحمة
الله علیه و وی از کبرای سادات این طایفه بود و عزیز وقت خویش و
عالم بعلوم ظاهر و باطن و وی را تصانیف بسیار معروف و مشهور است اندر

فنون این علم طریقت و مناقب اشهر ازان ست که کلیّت آن را احصا توان کرد و در جمله مردی عزیز روزگار و عفیف نفس بوده است و معرض از متابعت شهوات نفسانی و شنیدم که چهار صد نکاح کرده بود و آن اندان بود که وی از ابنای ملوک بوده و چون توبه کرد مردم شیراز بدو تقرب عظیم کردند و چون حالش بزرگ شد بنات ملوک و روسا به تبرک ورا خواستند که با وی عقد کنند و وی آن نه کردی و قبل الدخول طلاق دادی اما چهل زن پراگنده اندر عمر وی دوگان و سه‌گان خادمان فراش وی بودند (ص ۳۲۵) و یکی را از ایشان با وی چهل سال صحبت بود و آن دختر وزیری بود و شنیدم از شیخ ابو الحسن علی بکران الشیرازی رضی الله عنه روزی از زنانی که بحکم وی بودند گروهی مجتمع بودند و هر یک از وی حکایتی می کردند جمله بر آن متّفق شدند که ایشان شیخ را اندر خلوت بحکم اسباب شهوت هرگز ندیده بودند و وسواسی اندر دل هر یک پدیدار آمد و متعجب شدند و پیش ازان هر یک پنداشته بودند که او بدان مخصوص است گفتند از سرّ صحبت وی بجز دختر وزیر خبر ندارد که سالها ست تا اندر صحبت ویست و دوسترین زنان بر وی اوست دو کس را از میان خود ازان مجلس اختیار کردند و بدو فرستادند که شیخ را با تو انبساط بیشتر بود ست باید تا ما را از سرّ صحبت وی آگاه کنی وی گفت که چون شیخ مرا اندر حکم خود آورد کسی بیامد که وی امشب بخانهٔ تو خواهد آمد من خوردنی های خوب ساختم و مر زینت و زیب خود را تکلّف کردم چون بیامد طعام بیاوردند و مرا بخواند زمانی اندر من می نگریست و زمانی اندران طعام آنگاه دست من بگرفت و بآستین خود اندر آورد و از سینهٔ وی تا ناف آن اندرون شکم پانزده عقده افتاده بود گفت ای

ص ۳۲۵

دختر وزیر بپرس که این چه عقد ها ست گفتا بپرسیدمش گفت این همه تعب و شدّت صبر ست که گره بسته است که از چنین روی و چنین طعام صبر کرده ام این بگفت و برخاست و بیشترین گستاخی های وی با من این بود ست و طراز مذهب اُو اندر مذهب تصوّف غیبت و حضور ست و عبارت ازان کند و من بمقدار امکان (ص ۳۲۶) مر آن را بیان کنم انشاء الله تعالیٰ

ص ۳۲۶

## الکلام فی الغیبۃ والحضور

و این عبارتهای ست که طرد شان چون عکس بود اندر عین بمعنی مقصود آنگاه متضاد نماید و مشتمل است و متداول اندر میان ارباب اللسان و اهل معنی پس مراد از حضور حضور دل بود بدلالت یعنی تا حکم غیبی وی را چون حکم عینی گردد و مراد از غیبت غیبت دل بود از دون حق تا حدی که از خود غایب شود و از غیبت خود غایب شود تا بغیبت خود از خود بخود نظاره نکند و علامت این اعراض بود از حکم رسوم چنانکه از حرام نبی معصوم باشد پس غیبت از خود حضور بحق بود و حضور بحق غیبت از خود چنانکه هر که از خود غایب بود بحق حاضر بود و هر که بحق حاضر از خود غایب بود پس مالک دل خداوند ست چون جذبتی از جذبات حق جل و عزّ مر دل طالب را مقهور گرداند غیبت دل نبزدیک وی چون حضور گشت و شرکت و قسمت برخاست و اضافت بخود منقطع شد چنانکه یکی گوید از مشایخ رضی الله عنهم، شعر

دلی فؤادٌ و انت مالکه    بلا شریك فکیف ینقسم

چون دل مرا جز او مالک نباشد اگر غایب دارد یا حاضر دارد اندر تصرف وی باشد و اندر حکم نظر ببین جمع جمله برهان روشن احباب انیست امّا

چون فرق افتند مشایخ را رضی الله عنهم اندرین سخن است گروهی حضور را
مقدّم دارند بر غیبت و گروهی غیبت را بر حضور چنانکه اندر صحو و سکر
بیان کردیم اما صحو و سکر بر بقای اوصاف نشان کند و غیبت و
حضور بر فنای اوصاف پس این اعزّ آن بود اندر تحقیق و آنانکه غیبت
را (ص ۳۴۷) مقدم دارند بر حضور آن ابن عطا ست و حسین بن ص ۳۴۷
منصور و ابو بکر شبلی و بندار بن الحسین و ابو حمزهٔ بغدادی و سمنون
محبّ و جماعتی از عراقیان گویند که حجاب اعظم اندر راه حق توی بچون
تو از تو غایب شدی آفات مثبتات هستیِ تو اندر تو فانی شود و قاعدهٔ
روزگار بگشت مقامات مریدان جمله حجاب تو شد و احوال طالبان جمله آفتگاه
تو گشت اسرار زبان دثار شد مثبتات اندر همّت خوار شد چشم از
تود و از غیر خود فرو دوخته شد اوصاف بشریّت اندر مقرّ خود بشعلهٔ
قربت سوخته شد و صورت این چنان شد که خداوند اندر حال غیبت
تو مر ترا از پشت آدم بیرون آورد و کلام عزیز خود مر ترا
بشنوانید و بخلعت توحید و لباس مشاهدت مخصوص گردانید تا از خود
غایب بودی بحق حاضر بودی بی حجاب چون بصفت خود حاضر شدی
از قربت غایب شدی پس هلاک تو اندر حضور تست و این
است معنی قول خدای عزّ و جلّ وَ لَقَدْ جِئْتُمُونَا فُرَادَی كَمَا خَلَقْنَاكُمْ
اَوَّلَ مَرَّةٍ و باز حارث محاسبی و جنید و سهل ابن عبدالله و ابو
حفص حدّاد و حمدون قصّار و ابو محمد جریری و حصری و صاحب مذهب
محمد بن خفیف رضی الله عنهم با جماعت دیگر برانند که حضور را مقدّم از
غیبت گویند ازانچه همه جمالها اندر حضور بسته است و غیبت از خود
راهی باشد بحضور حق چون پیشگاه رسیدی راه آفت گردد پس هر
که از خود غایب بود لا محاله بحق حاضر بود و فائده غیبت حضور ست

(ص ۳۴۸) و در غیبت بی حضور چه نور بود و باید تا ترک غفلت باشند مقصود این غیبت حضور باشد و چون مقصود موجود شد علّت ساقط شد شعر ص ۳۴۸

لیس الغائب من غاب من البلاد — انّما الغائب من غاب من المراد

ولیس الحاضر من لیس له مراد — انّما الحاضر من لیس له فواد

حتّی استقر فیه المراد

نه غایب آن بود که از شهر و ولایت غایب بود غایب آن بود که از کل ارادت غایب بود تا ارادت حق ارادت وی آید و نه حاضر آن بود که او را ارادت اشیاء نبود بلکه حاضر آن بود که او را دل رعنا نبود تا اندران فکرت دنیا و عقبی نبود و آرایش با هوا نه و اندرین معنی دو بیت: یکی را از مشایخ رضی الله عنهم شعر

من لم یکن بک فانیا عن نفسه — عن الهوی بالانس و الاجناب

فکانه بین المراتب واقف — لمنال حظّ او لحسن مآب

و مشهور ست که یکی از مریدان ذو النون قصد زیارت بو یزید کرد چون بدر صومعه وی آمد و در بزد بایزید گفت کیستی و کرا خواهی گفت بو یزید را گفت بو یزید که باشد و کجا ست و چه چیز ست و من مدّتی است که تا بو یزید را جستم و نیافتم چون آن کس باز گشت و حال با ذو النون بگفت وی گفت اخی بو یزید ذهب فی الذاهبین الی الله یکی نیزدیک آمد و گفت یک زمانکی بمن حاضر شو تا سخنی چند با تو بگویم جنید گفت ای جوانمرد تو از من چیزی می طلبی که دیر گاه است که من همان می طلبم سالها ست تا می خواهم که یک نفس بحق حاضر باشم می نتوانم اندرین (ص ۳۴۹) ساعت بتو چون حاضر توانم شد پس اندر غیبت ص ۳۴۹

وحشت حجاب باشد و اندر حضور راحت کشف و اندر احوال کشف نه چون حجاب باشد و اندرین معنی شیخ ابو سعید رحمة الله علیه گوید شعر

تقشّع غیم الهجر عن قمر الحبّ

و اسفر نور الصبح عن ظلمة الغیب

و اندر فرق این مشایخ را لطیفه است خالی و از روی ظاهر تعالی این عبارات بهم نزدیک نمایند یعنی چه حضور بحقّ و چه غیبت از خود که مراد از غیبت حضور است و آنکه از خود غایب نیست بحق حاضر نیست و آنکه حاضر ست غایب ست چنانکه چون جزع ایّوب صلوات الله علیه اندر حال ورود بلا نه بخود بود بلکه اندران حال از خود غایب بود لاجرم حق تعالی عین آن جزع را از صبر جدا نکرد چون بگفت مَسَّنِیَ الضُّرُّ و خداوند گفت اِنَّهٗ کَانَ صَابِرًا و این حکم بعین اندرین قصه عیان ست نیک تامّل کن تا بدانی و از جنید می آرند رحمة الله علیه که گفت روزگاری چنان بود که اهل آسمان و زمین بر حیرت من می گریستند باز چنان شد که من بر غیبت ایشان می گریستم کنون باز چنان ست که نه از ایشان خبر دارم و نه از خود و این اشارتی نیکو ست بحضور اینست معنی غیبت و حضور که مختصر بیاوردم تا هم مسلک خفیفیان دانسته باشی و هم بدانی که مراد این قوم از غیبت و حضور چه باشد که شرح و بسط این مر کتاب را مطوّل گرداند و مذهب من اندرین کتاب اختصار ست و بالله التوفیق،

ص ۳۵۰ و امّا السیّاریّة (ص ۳۵۰) بدانکه سیّاریان تولّی بابی العبّاس سیّاری کنند و وی امام مرو بود اندر همه علوم و صاحب ابو بکر واسطی بود و امروز اندر نسا و مرو از اصحاب وی طبقه وی بسیارند و هیچ مذهب اندر تصوّف بر حال خود نمانده است الّا مذهب وی که هیچ وقت مرو و یا نسا از مقتدائی خالی نمانده است که اصحاب وی را بر اقامت مذهب وی رعایت می کرده

الی یومنا هذا و مر اهل نسا را از اصحاب وی با اهل مرو رسایل
لطیف ست و سخن ایشان میان یکدیگر بنامه بوده است و من بعضی
ازان نامها دیده ام بمرو و سخت خوش است و عبارات ایشان بنا بر
جمع و تفرقه باشد و این لفظی است مشترک میان جملهٔ اهل علوم
و هر گروه اندر صنعت خود مرین لفظ را کار بندند مر تفهیم عبارات
خود را امّا مراد هر یک ازان چیزی دیگر ست چنانکه محاسبیان از
جمع و تفرقه اجتماع و افتراق اعداد خواهند و نحویان اتّفاق اسامی لغوی
و افتراق معانی آن و فقها جمع قیاس و تفرقهٔ صفاتِ نصّ و یا جمع
نص و تفرقهٔ قیاس و اصولیان جمع صفات ذات و تفرقهٔ صفات فعل امّا
مراد این طائفه بدین نه جمله بود که یاد کردم امّا من اکنون مقصود
این طایفه را بدین عبارات و اختلافِ مشایخ ایشان اندرین بیارم تا
حقیقت این ترا معلوم شود و مقصود هر گروهی از مشایخ بجمع و
تفرقه ترا معلوم گردد و الله اعلم با لصواب،

## الکلام فی الجمع و التفرقة

جمع کرد خدای عزّ و جلّ (ص ۳۵۱) خلق را اندر دعوت خود چنانکه ص ۳۵۱
یاد کرد کہ وَ اللّٰهُ یَدْعُوْا اِلٰی دَارِ السَّلَامِ آن گاه بیانِ فرق کرد اندر
حقِّ هدایت و گفت یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ جمله را بخواند
از روی دعوت و گروهی را اند بحکم اظهار مشیّت و جمع کرد و
جمله را فرمان فرمود و فرق کرد گروهی را بخذلان مطرود کرد و بعضی را
را بتوفیق مقبول گردانید و نیز جمع کرد و فرق کرد و گروهی را عصمت
داد و گروهی را میل آفت پس بدین معنی حقیقت سرّ جمع معلوم و مراد
حق باشد و تفرقه اظهار امر و نهی چنانکه ابراهیم را صلوات الله علیه فرمود

که سر اسماعیل را ببُر و خواست که نبود و ابلیس را گفت که آدم را سجده کن و خواست که نکند و آدم را گفت که گندم مخور و خواست که بخورد و مانند این بسیار است الجمع ما جمع باوصافه و التفرقة ما فرّق بافعاله و این جمله را انقطاع ارادت باشد و ترک تصرّف خلق اندر اثبات ارادت حق و اندرین مقدار که یاد کردیم اندر جمع و تفرق اجماع است مر جملهٔ اهل سنت بدون معتزله با مشایخ این طریقت و از بعد این اندر استعمال این عبارت مختلفند گروهی بر توحید رانند گروهی بر اوصاف و گروهی بر افعال آنانکه بر توحید رانند گویند که جمع را دو درجه است یکی اندر اوصاف حق و دیگر اندر اوصاف بنده آنچه اندر اوصاف حق است آن سرّ توحید ست کسب بنده ازان منقطع و آنچه اندر اوصاف بنده است آن عبارت از توحید ست (ص ۳۵۲) بصدق عقیده و صحت عزیمت و این قول ابو علی رودباری است رحمة الله علیه و گروهی دیگر گویند آنانکه بر اوصاف رانند که جمع صفت حقّ است و تفرق فعل وی و کسب بنده ازان منقطع ازانچه اندر الهیت وی را منازع نیست پس جمع ذات و صفات وی را ست ازانچه الجمع التسویة فی الاصل بود و جز ذات و صفات وی بقدم مساوی نیند و اندر افتراق شان بعبارت و تفضیل خلق مجتمع نه و معنی این آن بود که وی را تعالی صفاتی قدیم است و وی بدان مخصوص ست و قیام آن بدوست و اختصاص وجود شان بدو و وی و صفات وی دو نباشد که اندر وحدانیت وی فرق و عدد روا نیست و بدین حکم جمع جز بدین معنی روا نباشد،

اما التفرقة فی الحکم و این افعال خداوند است تعالی که جمله اندر حکم متفرق اند یکی را حکم وجود است و یکی را حکم عدم اما عدمی که ممکن الوجود باشد یکی را حکم فنا و یکی را حکم بقا باز گروهی دیگر که بر علم رانند گویند الجمع علم التوحید و التفرقة علم الاحکام پس علم اصول جمع باشد و

ازان فروع تفرقه و مانند این نیز گفت است یکی از مشایخ رحمة الله علیه الجمع ما اجتمع علیه اهل العلم و التفرقة ما اختلفوا فیه و باز جمهور محققان تصوف را نصر الله وجوههم اندر مجاری عبارات و رموز شان مراد بلفظ تفرقه مکاسب است و بجمع مواهب یعنی مجاهدت و مشاهدت پس آنچه بنده از راه مجاهدت بدان راه یابد جمله تفرقه باشد و آنچه صرف عنایت و هدایت حق (ص ۳۵۲) تعالی به بنده جمع بود و عز بنده اندران بود ص ۳۵۲ که اندر وجود افعال خود و امکان مجاهدت بجمال حق از آفت فعل خود رسته گردد و افعال خود را اندر افضال حق مستغرق یابد و مجاهدت را در جنب هدایت منفی پس کل قیام وی بحق باشد و وی تعالی نائب اوصاف او یعنی وکیل اوصاف او و فعلش را جمله اضافت بحق بود تا از نسبت کسب خود رسته گردد چنانکه پیغمبر صلی الله علیه وسلم ما را خبر داد از جبرئیل و جبرئیل از خداوند تعالی چنانکه لا یزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل حتّٰی احبّه فاذا احببته کنت له سمعاً و بصراً و یداً و فواداً و لساناً فبی یسمع و بی یبصر و بی ینطق و بی یبطش چون بندهٔ ما بما تقرب کند بنوافل ما وی را بدوستی خود رسانیم و هستی وی را اندر وی فانی کنیم و نسبت وی از افعال برداریم تا بما بشنود آنچه بشنود و بما گوید آنچه گوید و بما بیند آنچه بیند و بما گیرد آنچه گیرد یعنی اندر ذکر ما مغلوب ذکر ما شود کسب وی از ذکر وی فنا شود ذکر ما سلطان ذکر وی شود نسبت آدمیت از ذکر وی منقطع شود پس ذکر وی ذکر ما باشد تا اندر حال غلبه بدان صفت گردد که ابو یزید گفت سبحانی سبحانی ما اعظم شانی و آنکه گفت نشانهٔ گفتار وی و گوینده حق و رسول گفت صلی الله علیه وسلم الحق ینطق علی لسان عمر حقیقت این چنان بود که چون قهربت

ص ۳۵۴ از حقّ بر آدمی سلطانیت (ص ۳۵۴) خود ظاهر کند آن هستی وی ویرا
از وی بستاند تا نطق این جمله وی گردد باستحالت آنکه حق را
تعالی امتزاج باشد با مخلوقات و یا اتّحاد با مصنوعات و یا وی حال باشد
اندر چیزها تعالی الله عن ذالک و عمّا یصفه الملاحدة علواً کبیراً پس روا
باشد که دوستی خدای تعالی بر دل بنده سلطان گیرد و بغلبه و افراد آن
عقل و طبایع از حمل آن عاجز گردند و امر وی از کسب وی ساقط
گردد آن گاه این درجه را جمع خوانند چنانکه رسول صلی الله علیه وسلم مستغرق
و مغلوب بود فعلی از وی حاصل آمد خداوند تعالی نسبت آن از وی
دفع کرد و گفت آن فعل من بود نه فعل تو هر چند که نشانهٔ فعل
تو بودی وَ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَ لٰکِنَّ اللّٰهَ رَمٰی یا محمد آن مشتی خاک
اندر روی دشمن نه تو انداختی ما انداختیم چنانکه هم ازان جنس فعلی از
داود علیه السلام حاصل آمد او را گفت وَ قَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ یا
داود جالوت را تو کشتی و این اندر تفرقهٔ حال بود و فرق باشد
میان آنکه فعل وی را بدو اضافت کند و او محلّ آفت و
حوادث و میان آنکه فعل وی را بخود اضافت کند و وی قدیم و
بی آفت پس چون فعلِ وی ظاهر گردد بر آدمی نه از جنس
افعال آدمیان لا محاله فاعل آن افعال حقّ بود جلّ جلاله و اعجاز
و کرامات جمله بدین مقرون بود پس افعال معتاد جمله تفرقه باشد و
ناقض عادات جمله جمع ازانچه یک شب بقاب قوسین شدن معتاد نیست
و این جز فعل حق نباشد و از غائب سخن گفتن بصواب معتاد نیست

ص ۳۵۵ (ص ۳۵۵) این جز فعل حقّ نباشد و از آتش تا سوختن معتاد نیست
و این جز فعل حق نباشد پس حق تعالی انبیاء و اولیا خود را این
کرامت بداد و فعل خود را بدیشان اضافت کرد و ازان ایشان را

بجود و فعل دوستان فعل وی بود و بیعت ایشان بیعتِ وی و طاعت ایشان طاعت وی گفت اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ و نیز گفت وَ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ پس مجتمع باشند اولیای وی باسرار و متفرق باشند بمعاملت و اظهار تا باجتماع اسرار دوستی محکم بود و بافتراق اظهار اقامت عبودیت صحیح چنانکه یکی گوید از مشایخِ کبار رضی اللّٰہ تعالی عنهم اندر حال جمع شعر

قد تحققتُ بسری فناجاك لسانی ۔۔۔ فاجتمعنا لمعانٍ و افترقنا لمعان

فلیس غیّبك التعظیم عن لحظ عیان ۔۔۔ فلقد صیّرك الوجد من الاحشاء امانی

اجتماع اسرار را جمع گفته است و مناجات لسان را تفرقه آنگاه جمع و تفرقه هر دو اندر خود نشان کرده است و قاعدهٔ آن خود را نهاده است و این سخن لطیف ست و باللّٰہ التوفیق

## فصل

ماند اینجا خلافی که هست میان ما و ازان گروهی که گویند اظهار جمع نفی تفرقه باشد ازانچه متضادند که چون سلطان هدایت مستولی شد ولایت کسب و مجاهدات ساقط شود و این تعطیل محض باشد ازانچه تا امکان و توانائی کسب و مجاهدت بود هرگز آن از بنده ساقط نشود ازانچه جمع از تفرقه جدا نیست چون نور از آفتاب و عرض از جوهر و صفت (ص ۳۵۶) از موصوف پس مجاهدت از هدایت و شریعت از حقیقت و یافت از طلب هم جدا نباشد امّا باشدت که مجاهدت مقدّم بود و باشد که مؤخر امّا آن را که مجاهدت مقدّم بود بر وی مشقت زیادت بود ازانچه اندر غیبت بود و آن را که مجاهدت مؤخر بود بر وی رنج و کلفت نباشد ازانچه اندر حضرت باشد و کرا

که نفیِ مشربِ اعمال بود نفیِ عین عمل نماید و بر غلطی عظیم باشد و روا باشد که بنده بدرجتی رسد که کل اوصاف خود را معیوب و معلول داند چون اوصاف محمود خود را بچشم عیب نگرد و ناقص بیند باید تا اوصاف مذموم معیوب نز نماید و این معنی بدان آوردیم که قومی را از جهّال اندرین معنی غلطی افتاده است که آن مفتون بیگانگی باشدی که از یافت هیچ چیز اندر جهد ما نبسته است و افعال و طاعت ما معیوب ست و مجاهدت ناقص تا کرده اولی تر از کرده گوئیم با ایشان که کردار ما را از فعل می نهید باتّفاق و افعال را محلّ علّت و منبع آفت لا محاله تا کرده را هم فعل باید نهاد چون هر دو فعل آمد و فعل محلّ علت آمد پس چرا ناکرده از کرده اولی تر دانند و این خسران ظاهر ست و غبنی واضح بود پس این فرقی آمد نیکو میان کفر و ایمان ازانچه مؤمن و کافر متّفقند که افعال ایشان محلّ علت پس مؤمن بحکم فرمان کرده از نا کرده اولی تر داند و کافر بحکم تعطیل نا کرده از کرده اولی تر پس جمع آن بود که اندر رؤیت (ص ۳۵۷) آفت تفرقه حکم تفرقه از وی ساقط نگردد و تفرقه آنکه اندر حجاب جمع تفرقه را جمع داند و اندرین معنی مزیّن کبیر گوید الجمع الخصوصیّة و التفرقة العبودیّة موصول احدهما بالاخر غیر مفصول عنه خصوصیّت حق تعالی بنده را جمع باشد و عبودیّت و بنده او را تفرقه باشد و این ازان جدا نیست ازانچه خصوصیّتِ خود حفظِ عبودیّت ست و چون مدّعی اندر معاملت بمعاملت قایم نباشد اندر دعوی خود کاذب باشد پس روا بود که ثقل مجاهدة و رنج کلفت اندر گزاردنِ حق مجاهدت و تکلیف آن از بنده بر خیزد امّا روا نباشد که عین مجاهدت و تکلیف بر خیزد اندر عین جمع جز بعذری واضح که آن اندر حکم شریعت عام باشد و من این

ص ۳۵۷

ص ۳۵۶

را بیان کنم تا ترا بهتر معلوم گردد، بدانکه جمع بر دو گونه باشد یکی جمع سلامت و یکی جمع تکسیر جمع سلامت آن بود که حق تعالی اندر غلبهٔ حال و قوّت وجد و قلق شوق در بنده پدیدار آید حق تعالی حافظ بنده باشد و امر بر ظاهر وی می راند و وی را بر گزاردن آن نگاه می دارد و وی را بر مجاهدت می آراید چنانکه سهل بن عبد الله و ابو حفص حداد و ابو العبّاس سیاری امروز امام مرو و صاحب مذهب بود و ابو یزید بسطامی و ابو بکر شبلی و ابو الحسن حصری و جماعتی از کبار مشایخ قدس الله تعالی ارواحهم پیوسته مغلوب بودندی تا وقت نماز اندر آمدی آنگاه بحال خود باز آمدندی و چون نماز (ص ۳۵۸) بکردندی باز مغلوب گشتندی ازانچه تا در محل تفرقه باشی تو تو باشی امر می گذاری چون وی ترا جذب کند وی بامر خود اولی تر کہ بر تو نگاه دارد جهت دو معنی را یکی آنکه تا نشان بندگی از تو بر نخیزد و دیگر آنکه بحکم وعده قیام کند که من هرگز شریعت محمد را منسوخ نخواهم گردانید و جمع تکسیر آن بود که بنده اندر حکم واله و مدهوش شود و حکمش چون حکم مجانین باشد پس یکی ازین معذور بود و یکی مشکور بود و آنکه مشکور بود روزگارش قوی تر ازان بود که معذور باشد و در جمله بدانکه جمع را مقام مخصوص نیست و حال مقرون نه که جمع جمع همت است اندر معنی مطلوب خود و گروهی را اندر احوال و اندر هر دو وقت مراد صاحب جمع بنفی مراد محصول باشد لانّ التفرقة فصل و الجمع وصل و این اندر جملهٔ چیز ها درست آید چنانکه جمع همت یعقوب بیوسف کی جز همّت وی وی را به همت نمانده و جمع همت مجنون اندر لیلی که جز وی را می ندید اندر جملهٔ عالم رنگ کل موجودات اندر حق وی صورت لیلی بود و مانند این بسیار ست چنانکه بو یزید رضی الله عنه روزی اندر صومعه بود یکی بیامد و گفت

ص ۳۵۸

هل ابو یزید فی البیت فقال ابو یزید هل فی البیت الا الله بو یزید اندر خانه هست وی گفت اندرین خانه بجز حق هیچ دیگر نیست و یکی از مشایخ گوید رضی الله عنه که درویشی بمکه اندر آمد و اندر مشاهده خانه یک سال بنشست که نه طعام خورد و نه شراب و نه خفت و نه بطهارت شد از اجتماع همتش کرپود ص ۳۵۹ برؤیت خانه که آن را بخود اضافت کرده است غذای تن و مشرب جان وی گشته بود و اصل این جمله آنست که خداوند تعالیٰ محبت خود را که از یک جوهری بود متجزی و منقسم گردانید و هر یکی را از دوستان بمقدار گرفتاری وی بدان جزو از اجزای آن کل مخصوص کرد آن گاه جوش انسانیت و لباس طبیعت و غاشیهٔ مزاج و حجاب روح بدان فرو گذاشت تا آن جزو بقوت خود مر اجزای آن را که بدو موصول بود بصفت خود می گرداند تا کل محب جملهٔ محبت شد و همه حرکات و لحظاتش شرایط آن گشت و ازان بود که ارباب معانی و اصحاب اللسان مر آن را جمع نام کردند و اندرین معنی حسین بن منصور گوید رحمة الله علیه شعر

لبیك لبیك یا سیدی و مولائی لبیك لبیك یا مقصودی و معنائی

یا عین عینی وجودی یا منتهی همی یا منطقی و اشاراتی و ایمائی

و یا کل کلی و یا سمعی و یابصری

یا جملتی و یا عنصری و اجزائی

پس آنکه اندر اوصاف خود مستعار بود اثبات هستی وی مر وی را عار بود و التفاتش بکونین زنار بود و موجودات اندر همتش خوار بود و باز گروهی از ارباب اللسان مر وقت کلام و تعجب عبارت را گویند که جمع الجمع و این کلمه از طریق عبارت نیکو ست اما بمعنی بهتر آن باشد که جمع را جمع نگوئی ازانچه تفرقه باید تا جمع بر وی درست آید چگونه جمع

جمع شود که خود جمع بوده باشد و جمع از حال بگرد و این عبارت (ص ۳۶۰ ص ۳۶۰
محل تهمت ست ازانچه مجتمع را بفرق و تهمت بیرون از خود بناشد ندیدی که
کونین و عالمین اندر شب معراج مر پیغمبر را صلی الله علیه وسلم بنمودند و وی
بهیچ چیز التفات نه کرد ازانچه وی بجمع جمع بوده و مجتمع را تفرقه مشاهد
نگردد تا خداوند تعالی گفت مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰی و من اندرین معنی در
حال بدایت کتابی ساختیم و آن را کتاب البیان لاهل العیان نام کرده و
اندر بحر القلوب اندر باب جمع فصول مشبع بگفته اکنون مر خفت را
بدین مقدار پسنده کردم اینست طرق مذهب سیاریان از متصوف که بپرداختیم
از فرق متصوفه تا آنان که مقبول و محقق اند اکنون باز گردم و بقول
آن گروه که خود را بدیشان باز بسته اند از ملاحده و عبارات ایشان را
آلت اظهار الحاد خود ساخته و ذل خود را اندر عز ایشان نهان کرده
تا غلط گاه های ایشان ظاهر شود و مریدان از مکر و دعوی های ایشان
بپرهیزند و خود را رعایت کنند انشاء الله عزّ و جلّ و الامر کله بیده،

اما الحلولیة لعنهم الله قال الله تعالی فَمَا ذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلَالُ
ازان دو گروه مطرود که تولی بدین طایفه کنند و ایشان را بضلالت خود
با خود یار دارند یکی تولی. ابی حلمان دمشقی کنند و از وی روایات
آرند بخلاف آنکه اندر کتب مشایخ از وی مسطور ست و اهل این قصه
مر آن پیر را از آن باب دارند اما آن ملاحده وی را بحلول
و امتزاج و نسخ (ص ۳۶۱) ارواح منسوب کنند و دیدم اندر کتاب ص ۳۶۱
مقدسی که اندر وی طعن کرده است و علمای اصول را نیز از وی
صورتی بسته است و خدای عزّ و جلّ بهتر داند با وی و گروه
دیگر نسبت مقالت خود بفارس کنند و وی دعوی کند که این مذهب
حسین بن منصور ست و بجز وی اصحاب حسین کسی را این مذهب

نیست و من ابو جعفر صیدلانی را دیدم با چهار هزار مرد اندر عراق پراگنده که حلاجیان بودند جمله بر فارس بدین مقالت لعنت می کردند و اندر کتب وی که مصنفات ویست بجز تحقیق نیست و من که علی بن عثمان الجلابی ام می گویم که من ندانم که فارس و ابو حلمان که بودند و چگفتند اما هر که قایل باشد بمقالتی که خلاف توحید و تحقیق بود وی را اندر دین هیچ نصیب نباشد و چون دین که اصل ست مستحکم نبود تصرف که فرع و نتیجه آن است اولی تر که با خلل باشد اندرانچه اظهار کرامات و کشف آیات بجز بر اهل دین و توحید صورت نه بندند و کسانی را که غلطها اندر روح افتاده است و من اکنون جملهٔ احکام آن را بیان کنم بر قانون سنت و مقالات و مغالیط و شبهات ملاحده اندران بیارم تا ترا قوّاک الله بدین قوّت باشد که اندرین فساد بسیار ست و بالله التوفیق،

## الکلام فی الروح

بدانکه اندر هستی روح علم ضرورت است و اندر چگونگی او عقل عاجز و هر کسی از علما و حکما و حکمای امت (ص ۳۶۲) بر حسب قیاس خود اندران چیزی گفته اند و اصناف کفره را نیز اندران سخن ست و چون کفار قریش بتعلیم جهودان مر نضر بن الحارث را بفرستادند تا از رسول صلی الله علیه وسلم کیفیّت روح را بپرسید و ماهیتِ آن خداوند تعالی نخست جبن آن را اثبات کرد و گفت وَ یَسْأَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ آنگاه قدم آن را از وی نفی کرد و گفت قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ و رسول صلی الله علیه وسلم گفت الارواح جنود مجنّدة فما تعارف منها ائتلف و ما تناکر منها اختلف و مانند این دلایل بسیار ست بر هستی آن

بی تصرّف اندر چگونگی آن پس گروهی گفتند کہ الروح هو الحیوة الّتی یحیی
بها الجسد روح آن زنده گی است کہ تن بدان زنده بود و گروهی
از متکلمان نیز برین اند و بدین معنی روح عرضی بود کہ حیوان بدان باشد
بفرمان خدای عزّ و جلّ و جنسِ تالیف و حرکتِ اجتماع جملہ از وی است
و مانند این از اعراض کہ بدان شخص از حال بحال می گردد و گروهی
دیگر گفتہ اند کہ هو غیر الحیوة و لا یوجد الحیوة الّا معها کما لا
یوجد الروح الّا مع البنیة و ان لا یوجد احدهما دون الاخر کالالم و
العلم بها لانهما شیان لا یفترقان روح معنی است بجز حیوة کہ وجود آن
بی حیوة روا نباشد چنانکہ بی شخص معتدل و یکی ازین دو بی دیگری نباشد
چنانکہ درد و علم و بدین معنی هم عرض بود چنانکہ حیوة و باز جمهور
مشایخ و بیشتر از اهل سنت و جماعت (ص ۳۶۳) برانند کہ روح
عینی است نہ وصفی کہ تا وی بقالب موصول ست بر مجری عادت
خدای تعالی اندران قالب حیوة می آفریند و حیوة آدمی صفت است
و حیّ بدان ست امّا روح مودع است اندر جسد وی و روا
باشد کہ وی از آدمی جدا شود و وی زنده ماند بحیوة چنانکہ اندر حال
خواب وی برود و حیوة بماند امّا روا نباشد کہ اندر حال رفتن وی
علم و عقل بماند ازانچہ پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم گفتہ است کہ ارواح
شهیدان اندر حواصل طیور باشند و لا محالة باید تا این عینی باشد و
پیغامبر گفت صلی اللہ علیہ وسلم الارواح جنود لا محالہ جنود باقی باشد و
بر عرض بقا روا نباشد و عرض بخود قایم نباشد پس آن جسمی بود
لطیف کہ بیاید بفرمان خدای عزّ و جلّ و برود بفرمان وی و پیغامبر
گفت صلی اللہ علیہ وسلم اندر شب معراج آدم و یوسف و موسی
و هارون و عیسی و ابراهیم را صلوات اللہ علی نبیّنا و علیهم اجمعین

ص ۳۶۳

اندر آسمان ها دیدم لا محاله آن ارواح ایشان بود و اگر روح عرضی بودی بخود قایم نبودی تا اندر حال هستی مر آن را نتوانستی دید که وجود آن را محلّی باید که وی عارض آن محلّ بود و محل آن جواهر بود و جواهر مؤلّف و کثیف پس معلوم شد که لطیف جسم باشد و چون جسم بود جایز الرؤیة بود امّا بچشم دل و سزا باشد که در حواصل طیور باشد و روا باشد که لشکری باشند و مر ایشان را آمد و شد باشد چنانکه اخبار بدان ناطق ست و آمد و شد (ص ۳۶۴) ایشان بامر خدای عزّ و جلّ باشد چنانکه گفت قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي ماند این جا اختلاف ملحده که ایشان روح را قدیم گویند و مر آن را بپرستند و فاعل اشیا و مدبّر آن بجز وی را ندانند و آن را روح الاله خوانند و لم یزل او را مدبّر خوانند و منقلب از شخص بشخصی دیگر و به هیچ شبهت که خلق را افتاده است چندان اجتماع نیست که بدین شبهت ازان جمله نصاری برین اند هرچند که بعبارت خلاف این کنند و جمله هند و تبّت و چین و ماچین برین اند و اجتماع شیعیان و قرامطه و باطنیان برین است و آن دو گروه مبطل نیز بدین مقالت قایلند و هر گروهی ازین جمله که یاد کردیم مرین قول را مقدّمات دارند و براهین دعوی کنند گوئیم با این جمله که بدین لفظ قدم چه می خواهید محدث متقدم اندر وجود و یا قدیمی همیشه اگر گونید که بدین قول مراد محدثی است متقدم از وجود پس در اصل اختلاف برخاست که ما هم روح را محدث می گوئیم با تقدّم وجودش بر وجود شخص که پیغامبر گفت صلی الله علیه وسلم انّ الله تعالی خلق الارواح قبل الاجساد و چون محدثی آن درست شد لا محاله مُحدَث بمحدث مُحدَث بود و این یک جنس بود از خلق خدای عزّ و جلّ که بجنسی دیگر می پیوندد و اندر پیوستن

ص ۳۶۴

ایشان بیکدیگر خداوند تعالی حیاتی حاصل می آرد بر تقدیر خود یعنی ارواح جنسی
از خلقند و اجساد جنسی دیگر چون تقدیر حیات حیوانی (ص ۲۶۵) کند فرمان   ص ۲۶۵
دهد تا روح بجسد پیوندد زندگانی اندرو حاصل آید امّا کشتن وی از شخص
بشخص روا نبود انانچه چه یک شخص را دو حیات روا نباشد یک روح را
هم دو شخص روا نباشد و اگر اخبار بدان ناطق نبودی و رسول اندر اخبار
صادق نبودی مقتول روح بجز حیات نبودی و آن صفتی بودی نه عینی
و اگر گویند که مراد ما بدین قول قدیم همیشه است گوئیم بخود قایم ست
یا بغیر اگر گویند قدیم قایم بنفسه است گوئیم خداوند عالم اوست یا نه
اگر گویند که خداوند عالم وی نیست اثبات قدیم دیگر باشد و این قول معقول
نیست که قدیم محدود باشد و وجود و ذات یکی حدّ دیگری باشد و این
محال بود و اگر گویند که خداوند عالم ست گوئیم پس وی قدیم ست و
خلق محدَث محال باشد که محدث را با قدیم امتزاج باشد یا اتّحاد و
یا حلول و یا محدث مکان قدیم آید و یا قدیم حامل او باشد که هرچه
بچیزی پیوندد همچون وی بود و وصل و فصل جز بر محدثات روا نبود
که اجناس یکدیگرند تعالی الله عن ذلك علوا کبیرا و اگر گویند که بخود قایم
نیست و قیام آن بغیر ست از دو بیرون نیست یا صفتی باشد یا عرضی
اگر عرضی گوید لا محاله اندر محلّی باید گفت یا اندر لا محال اگر اندر محلّی
گوید محلّ آن چون وی بود و اسم قدم از هر یک باطل شود و اگر اندر
لا محلّ گوید محال باشد که چون عرض بخود قایم نبود اندر لا محل معقول
نباشد و اگر گوید صفتی است قدیم چنانکه حلولیان و تناسخیه گویند و آن
صفت را صفت حق خوانند محال باشد (ص ۲۶۶) که صفت قدیم حق مر   ص ۲۶۶
خلق را صفت گردد و اگر روا باشد که حیات وی صفات خلق گردد هم
روا باشد که قدرتش قدرت خلق گردد آنگاه صفت بموصوف قایم بود پس چگونه

صفت قدیم را موصوف محدث پس لا محاله قدیم را با محدث هیچ تعلق نباشد
و قول ملحده اندرین باطل ست و روح مخلوق ست و بفرمان حق تعالی است
و هر که جز این گوید مکابرهٔ عیان بود و محدث را از قدیم فرق نداند کرد
و روا نباشد که ولی اندر صحت ولایت خود باوصاف حق جاهل بود و
بحمد الله که خدای تعالی ما را از بدع و خطر محفوظ گردانیده است و عقل
داده که بدان نظر و استدلال کردیم و ایمان داد تا وی را بشناختیم
حدی که آن بغایتی موصول نباشد که حد متناهی اندر برابر نعیم نامتناهی
مقبول نباشد و چون ظاهریان این حکایت از اهل اصول بشنیدند پنداشتند
که جملهٔ متصوّفه را اعتقاد اینست تا بغلط بزرگ و خسران واضح از
جمال این اخبار محجوب گشتند و لطیفهٔ ولایت حق و لوامع و لوائح ربّانی بر
ایشان پوشیده شد از بهر آنکه بزرگان و سادات را ردّ خلق چون قبول
ایشان بود و قبول ایشان چون ردّ ایشان و الله اعلم بالصواب،

## فصل

یکی گوید از مشایخ رضی الله عنهم الروح فی الجسد کالنار فی الفحم فالنار مخلوقة
و الفحم مصنوعة جان اندر تن چون آتش ست اندر انگشت و آتش
مخلوق و انگشت مصنوع و قدم جز بر ذات و صفات خداوند روا نیست
و از مشایخ رضی الله عنهم (ص ۳۶۷) ابو بکر واسطی بوده است که اندر ص ۳۶۷
روح بیشتر سخن گفته است و از وی می آید که گفت الارواح علی عشرة
مقامات جانها بر ده مقام قایم اند نخست جان مخلصان که محبوسند اندر
ظلمتی و ندانند که با ایشان چه خواهند کرد و دیگر جان پارسا مردان
که اندر آسمانها دنیا بموازیث اعمال شادمانه می باشند و بطاعتها خوش
گشته و بقوّت آن می روند و سیوم جانها مریدان که اندر آسمان چهارم

اند اندر لذّت صدق و ظلّ اعمال خود با ملایکه می باشند چهارم جان ها اهل
امن که اندر قنادیل نور از عرش آویخته اند که اغذیهٔ ایشان رحمت ست و اشربهٔ
ایشان لطف و قربت پنجم جان های اهل وفا اند که اندر حجاب صفا و مقام
اصطفا طرب می کنند ششم جان های شهیدانند اندر حواصل مرغان اندر بهشت
که اندر ریاض آن آنجا که خواهند می روند گاه و بی گاه هفتم جان های
مشتاقان که اندر حجب انوار صفات بر بساط ادب قیام کرده اند هشتم جان های
عارفانند که اندر حظایر قدس که بامداد و شبانگاه سخن خداوند می شنوند و اماکن
خود اندر بهشت و دنیا می بینند نهم جان های دوستانند که اندر مشاهده
جمال و مقام کشف مستغرق شده اند و جز وی را ندانند و با هیچ چیز
نیارامند دهم جان های درویشان اند که اندر محلّ فنا متقرّر شده اند و اوصاف
شان مبدّل شده و احوال متغیّر شده و از مشایخ می آرند که ایشان آن
را دیده اند هر کسی بصورتی (ص ۳۶۸) و این روا باشند ازانچه گفتیم که آن ص ۳۶۸
موجود ست و جسم لطیف باید تا مرئی بود و چون حق تعالی خواهد بنماید
بنده را چنانکه خواهد و من همی گویم که علی ابن عثمان الجلابی ام که جملهٔ
زندگی ما بخداوند ست و پایندگی بدو زنده داشتن ما فعل حق ست و ما
زنده بخلق وی ایم نه بذات وی و صفات وی و قول روحیان جمله
باطل ست و از ضلالت عظیم اندر میان خلق یکی آنست که روح را
قدیم گویند هر چند که عبارت بدل کرده اند گروهی نفس و هیولی می گویند و
گروهی نور و ظلمت مبطلان این طریقت فنا و بقا گویند و یا جمع و تفرقه
و مانند این عبارتی مزخرف ساخته اند و کفر خود را بدان تحسین می کنند
و متصوّفه ازین گروه بیزارند که اثبات ولایت و حقیقت محبّت خداوند جز
بمعرفت وی درست نیاید و چون کسی قدیم را از محدث باز نشناسد
آنچه گوید اندر گفت خود جاهل باشد و عقلا بسخن جهّال نگرایند اکنون

آنچه مقصود این دو گروه مبطل بود اندرین دو باب بیامد اگر بیش ازین باید اندر کتبِ دیگر ازانِ من بباید طلبید که اینجا مراد تطویل نیست اکنون من کشف حجب و ابواب معاملات و حقایق اهل تصوف با براهین ظاهر اندر کتاب بیان کنم تا طریق دانستن مقصود بر تو آسان تر گردد و از منکران آن که او را بصیرتی بود بدین راه باز آید و مرا بدین دعا و ثواب باشد ان شاء الله تعالی،

## کشف الحجاب الاوّل فی معرفة الله تعالی

ص ۳۶۹ خداوند (ص ۳۶۹) عزّ و جل گفت. مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ و رسول گفت صلی الله علیه وسلم لو عرفتم الله حق معرفته لمشیتم علی البحور و لزالت بدعائکم الجبال پس معرفت خدای عزّ و جلّ بر دو گونه است یکی علمی و دیگر حالی و معرفت علمی قاعدهٔ همه خیرات دنیا و آخرت ست و مهمّ ترین چیز ها مر بنده را اندر همه اوقات و احوال و خداوند عزّ و جلّ گفت وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ای لیعرفون نیافریدم پریان و آدمیان مگر از برای آنکه تا مرا بشناسند پس بیشترین خلق مُعرضند سوای آنکه خداوند شان برگزیده است و از ظلمات دنیا باز رهانیده و دل شان را بخود زنده گردانیده چنانکه خداوند تعالی از حال عمر بن الخطاب رضی الله عنه ما را خبر داد و گفت وَ جَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا یَّمْشِیْ بِهٖ فِی النَّاسِ یعنی عمر رضی الله عنه کَمَنْ مَّثَلُهٗ فِی الظُّلُمٰتِ یعنی ابا جهل لعنه الله پس معرفت حیات دل بود بحق و اعراض سرّ از دون حق و قیمت هر کسی بمعرفت بود و هر کرا معرفت نباشد وی بی قیمت بود پس مردمان از علما و فقها و غیر آن صحت علم را بخداوند معرفت خوانند و مشایخ این طایفه صحّت حال را بخداوند معرفت خوانند و ازان بود که معرفت را فاضلتر

از علم گفتند که صحت حال به جز صحت علم نباشد اما صحّت علم صحت حال نباشد یعنی عارف نبود که بحق عالم نباشد اما عالم بود که عارف نباشد و آنان که بدین معنی جاهل بودند از هر دو طایفه اندرین مناظرها بی فایده کردند و آن جانبین مریکدیگر را درین مسئله انکار کرده اکنون من (ص ۳۷۰) ستر این مسئله را کشف کنم تا فایده هر دو گروه را ظاهر گردد انشاء الله،

ص ۳۷۰

## فصل

بدان اسعدک الله که مردمان را اندر معرفت خداوند و صحت علم بدو اختلاف بسیار ست معتزله گویند که معرفت وی بعقل است و بجز عاقل را معرفت بدو روا نباشد و این قول باطلست بدیوانگان که اندر دارالسلام اند که حکم شان حکم معرفت بود و دیگر بکودکانی که عاقل نباشند و حکم شان حکم ایمان بود که اگر معرفت شان بعقل بودی ایشان را که عقل نیست حکم معرفت، نبودی و کافران را که عقل است حکم کفر نبودی و اگر عقل معرفت را علت بودی بایستی تا هر که عاقل بودی عارف بودی و همه بی عقلان جاهل و این مکابرهٔ عیان ست و گروهی گویند که علت معرفت حق تعالی استدلال است و بجز مستدل را معرفت روا نبود و این قول باطل است بابلیس که وی آیات بسیار دید چون بهشت و دوزخ و عرش و کرسی و رؤیت آن همه وی را علت معرفت نیامد و خداوند عزّ و جلّ گفت وَ لَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَا اِلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِکَةَ وَ کَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰی وَ حَشَرْنَا عَلَیْهِمْ کُلَّ شَیْءٍ قُبُلًا مَّا کَانُوْا لِیُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ و اگر فرشتگان را بکفّار فرستیم تا با ایشان سخن گویند و مردگان را ناطق گردانیم ایشان ایمان نیارند تا خداوند عزّ و جلّ نخواهد و اگر رویت آن و استدلال آن علت معرفت بودی خداوند تعالی

علت معرفت آن را گردانیدی نه مشیت خود را و بنزدیک اهل سنت و
ص ۳۷۱ جماعت صحت عقل و رؤیت (ص ۳۷۱) آیت بسبب معرفت است نه علت معرفت
بدانکه علت آن جز عنایت و مشیت خداوند نیست که بی عنایت وی عقل نا
بینا بود ازانچه عقل بخود جاهل است و از عقلا کس حقیقت آن را ندانسته
است و چون وی بخود جاهل بود غیر خود را چگونه شناسد و بی عنایت
او استدلال و فکرت اندر رؤیت آن خطا بود که اهل هوا و طوائف
الحاد جمله مستدل اند اما بیشتری عارف نیند و باز آنکه از اهل عنایت
ست همه حرکات وی علامت معرفت ست و استدلالش طلب و ترک استدلال
تسلیم و اندر صحت معرفت تسلیم از طلب اولی تر نباشد که طلب اصلیست
که ترک آن روی نه و تسلیم اصلی که اندران اضطراب را روی نه و
حقیقت این هر دو معرفت نه و بحقیقت بدانکه راه نمای و دل کشای
بنده بجز خداوند نیست و وجود عقل و دلایل را امکان هدایت نباشد
و دلیل ازین واضح تر نباشد که خداوند تعالی گفت وَ لَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا
لِمَا نُهُوْا عَنْهُ الآیة اگر کفار باز به دنیا آیند بدان کفر خود باز گردند
و چون امیر المؤمنین علی را رضی الله عنه بپرسیدند از معرفت گفت
عرفت الله با لله و عرفت ما دون الله بنور الله خداوند را بدو
شناختم پس خداوند تعالی تن را بیافرید و حوالهٔ زندگانی اُو بجان کرد و
دل را بیافرید و حوالت زندگانی آن بخود کرد پس چون عقل و آیت را
قدرت زنده کردن تن نباشد محال بود که دل را زنده کند چنانکه گفت
اَوَ مَنْ کَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنَاهُ و حوالهٔ حیاتِ جمله بخود کرد آنگاه گفت وَ
ص ۳۷۲ جَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا یَّمْشِیْ بِهٖ فِی (ص ۳۷۲) النَّاسِ آفرندگار نوری که روشنائی
مومنان اندر آن ست منم و نیز گفت اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ
فَهُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ کشادن دل را بخود حوالت کرد و بستن آن را

هم بفعل خود باز بست و گفت خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ وَ عَلٰی سَمْعِهِمْ وَ
عَلٰی اَبْصَارِهِمْ و نیز گفت وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِکْرِنَا
پس چون قبض و بسط و شرح و ختم دل بدو بود محال باشد کہ
راه نمائی جز وی را داند کہ هر چه دون اوست جمله علت و سبب
است و هرگز علت و سبب بی عنایت مسبّب راه نتواند نمود کہ حجاب
راه بُر باشد نہ راه بر و نیز خدای تعالی گفت وَ لٰکِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَیْکُمُ
الْاِیْمَانَ وَ زَیَّنَهٗ فِیْ قُلُوْبِکُمْ الآیة و تزیین و تحبیب را بخود اضافت کرد
و الزام تقوی کہ عین آن معرفت ست از ویست و ملزم را اندر الزام
خود اختیار رفع و جلب آن حالت نباشد پس بی تعریف وی نصیب خلق
از معرفت وی بجز عجز نباشد و ابو الحسن نوری گوید رضی اللّٰه عنه لا دلیل
علی اللّٰه سواه انما العلم یُطلب لآداب الخدمة جز او دلیل ولها نیست
و معرفت علم آداب خدمت را طلبند نہ صحت معرفت را و از
مخلوقات کس را قدرت آن نیست کہ کسی را بخدای رساند مستدل از
ابو طالب عاقل تر نباشد و دلیل از محمد مصطفیٰ صلی اللّٰه علیه وسلم
بزرگتر نہ چون جریان حکم ابو طالب بر شقاوت بود دلالت محمد مصطفیٰ
صلی اللّٰه علیه وسلم (ص ۳۷۳) ورا سود نداشت نخست درجه استدلال اعراض
ص ۳۷۳
ست از حق ازانچه استدلال تامّل کردن اندر غیر ست و حقیقت معرفت
اعراض کردن از غیر و اندر عادت وجود جملهٔ مطلوبات بالاستدلال بود و
معرفت حق بخلاف عادت ست پس معرفت وی بجز دوام حیرت عقل نیست
و اقبال عنایت وی ببنده. نیست چه کسب خلق را اندران سبیل نیست
و بجز او مر بندهٔ خود را دلیل نیست و آن از فتوح قلوب ست
و از خزاین غیوب ازانچه دون ویست بجمله محدث اند روا بود
کہ محدث بچون خودی رسد و روا نباشد کہ بآفریدگار خود رسد و باوجود

آفریدگار مکتسب وی باشد و آنچه اندر تحت کسبی آمده کسب کاسب غالب بود
و مکتسب وی مغلوب پس کرامت نه آن بود که عقل بدلیل فعل هستی
فاعل اثبات کند که کرامت آن بود که دل بغیر حق سبحانه هستی خود را نفی
کند آن یکی را معرفت قالت بود و این دیگر را معرفت حالت شود و
آنچه گروهی دیگر مر آن را علت معرفت می دانند و آن عقل ست گو بنگر
تا اندر دل از عین معرفت چه چیز اثبات می کند و هر چند عقل اثبات
کند معرفت نفی آن اقتضا می کند یعنی آنچه در دل بدلالت عقل صورت
گیرد که خداوند انیست به حقیقت وی بخلاف آنست اگر بخلاف آن
چیزی دیگر صورت گیرد وی هم بخلاف آنست پس چه مجال ماند این جا
مر عقل را تا باستدلال وی معرفت بحاصل باشد ازانچه عقل و وهم
هر دو از یک جنس باشد و آنجا که جنس ثابت شد معرفت نفی گشت
پس اثبات باستدلال عقل تشبیه آمد و نفی باستدلال عقل تعطیل و مجال
آن جز اندرین دو اصل (ص ۳۷۴) نیست و این هر دو اندر معرفت   ص ۳۷۳
نکرت بود که مشبهه و معطله موحد نباشد پس چون عقل بمقدار امکان خود
برفت و آنچه ازو می آمد خود هم او بود دل های دوستان را از
طلب چاره نبود بر درگاه عجز بی آلت بیارامیدند و اندر آرام خود بی آرام
شدند و دست بزاری بردند و مر دل های خود را مرهم جستند و راه
ایشان از انواع طلب و قدرت ایشان بریده بود قدرت حق این جا
قدرت ایشان آمد یعنی ازو بدو راه یافتند و از رنج غیبت بر آسودند
و اندر روضهٔ انس جان یافتند و بیارامیدند و اندر روح و سرور
مقر ساختند چون عقل دلها را بمراد رسیده دید تصرف خود پیدا کرد اندر
نیافت باز ماند چون باز ماند متحیر شد چون متحیر شد معزول گشت
چون معزول شد آنگاه حق لباس خدمت اندر وی پوشید و گفت تا

با خود بودی با آلت و تصرف خود محجوب بودی چون آلت فانی شد بماندی
چون بماندی بریدی پس دل را نصیب قربت آمد و عقل را خدمت و
معرفت خود بود پس خداوند عز و جل بنده را تعریف و تعرّف خود شناسا
کرد تا وی را بدو شناخت نه شناختنی که موصول آلت بود بل شناختنی که
وجود بنده اندران عاریت بود تا بهمه وجود عارف را انانیت خیانت آمد تا
ذکرش بی نسیان بود و روزگارش بی تقصیر و معرفت وی حال بود نه
مقال و نیز گروهی گفته اند که معرفت وی الهامی است و آن نیز محال
ست ازانچه معرفت را برهان باطل و حق است و اهل (ص ۳۷۵) الهام
را بر خطا و صواب برهان نباشد. ازانچه اگر یکی گوید که بمن الهام ست
که خداوند اندر مکان است و یکی گوید که مرا الهام چنانست که وی
را مکان نیست لا محاله اندر دو دعوی متضاد حق بنزدیک یک کس باشد و
هر دو بالهام دعوی می کنند و لا محاله دلیلی بباید تا فرق کند میان
صدق و کذب این دو مدعی آنگاه بدلیل دانسته باشد و حکم بالهام باطل
بود و این قول براهمه است و الهامیان و اندرین زمانه خود دیدم
قومی اندرین غلو بسیار می کردند و نسبت روزگار خود بطریق پارسا مردان
می داشتند و جمله بر ضلالت اند و قول شان مخالف همه عقلا ست از
اهل کفر و اسلام ازانچه ده مدعی بالهام بده قول متناقض دعوی کنند
اندر یک حکم همه باطل بود و هیچ کس بر حق نباشد و اگر گوید
گویندهٔ که آنچه بخلاف شرع بود آن الهام نباشد گوئیم که تو اندر اصل
خود خطی و بر غلطی که چون شریعت را بقیاس الهام بخود گیری و گوئی
که اثبات این الهام بدانست پس معرفت شرعی و نبوتی و هدایتی بود
نه الهامی و حکم الهام اندر معرفت بهمه وجوه باطل ست و گروهی دیگر
گفته اند که معرفت حق ضروری ست و این نیز محال باشد ازانچه اندر هر

چیزی که علم بنده بدان ضرورت بود باید تا عقلاء اندران مشترک باشند و چون
می بینیم که گروهی از عاقلان بدو جحد و انکار می کنند و تشبیه و تعطیل روا
می دارند درست شد که ضروری نیست و نیز اگر معرفت خداوند ضروری بودی
ص ۳۷۶ بدان تکلیف درست (ص ۳۷۷) نیامدی که محال بود تکلیف بمعرفت چیزی که
علم بدان ضرورت بود چنانکه بر معرفت خود و آسمان و زمین و روز و شب
و آلام و لذّات و آنچه بدین ماند که عاقل خود را اندر حال وجود آن بشک
تواند افگند که اندران مضطرّ بود و اگر خواهد که نشناسد تواند که نشناسد
امّا گروهی از متصوّفه که اندر صحّت یقین خود نگاه کردند و گفتند ما
ورا بضرورت شناسیم ازانچه در دل هیچ شک نیافتند یقین را ضرورت نام
کردند و اندرین معنی مصیب اند امّا اندر عبارت مخطی اند که اندر علم
ضرورت مر صحیح را تخصیص روا نباشد که همه عقلا یکسان باشند و نیز
ضرورت علمی بود که اندر دل احیا بی سببی دلیلی پدیدار آید و علم معرفت
بخداوند به سببی است امّا استاد ابو علی دقّاق و شیخ ابو سهل صعلوکی و
پدر این ابو سهل که رئیس و امام نشابور بود برانند که ابتداء معرفت
استدلال ست و انتهاء ضرورت شود همچنانکه علم بضاعت ها که ابتداء مکتسب
باشد و انتهاء ضرورت شود بیک قول اهل سنّت و جماعت و گویند
که نه بینی که اندر بهشت علم بخداوند ضرورت شود و چون روا باشد
که آنجا ضرورت بود روا باشد که اینجا هم ضرورت گردد و نیز
اینجا پیغمبران صلوات الله علیهم اندران حال که سخن خدای تعالی می شنودند
بی واسطه تا بضرورت شناسند ازانچه بهشت دار تکلیف نیست
ص ۳۷۷ و پیغمبران مامون العاقبة باشند و از قطعیت ایمن و آنکه او را (ص ۳۷۸)
بضرورت شناخت نیز ورا خوف قطعیت نباشد و ایمان و معرفت
را فضل بدان است که غیب است چون عین گردد ایمان جبر گردد

و اختیار اندر عین آن بر خیزد و اصول شرع مضطرب شود و حکم ردّت باطل
گردد و تکفیر بلعم و ابلیس و برصیصا درست نیاید که ایشان باتّفاق عارف
بودند بخدا چنانکه از ابلیس ما را خبر داد از حال طرد و رجم وی چنانکه گفت
فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ و بحقیقت سخن گفتن و جواب شنیدن تقاضا معرفت
کند و عارف تا عارف بود از قطیعت ایمن بود و قطیعت بزوال معرفت
حاصل آید و زوال علم ضرورتی صورت نگیرد و این مسئله پُر آفت است اندر
میان خلق و شرط آنست که این مقدار بدانی تا رسته باشی از آفت
که علم بنده و معرفت وی بخداوند جز باعلام و هدایت ازلی حق نیست
امّا روا باشد که یقین بندگان اندر معرفت گاه زیادت شود و گاه نقصان
پذیرد امّا اصل معرفت زیادت و نقصان نشود که زیادتش نقصان بود
و نقصان هم نقصان بود و بشناخت خداوند تقلید نباید کرد و وی را
بصفات کمال باید شناخت و این بجز حسن رعایت و محض عنایت حق
تعالی راست نیاید و دلایل و عقول بجمله ملک وی اند اندر تحت
تصرّف وی اگر خواهد فعلی را از افعال خود دلیل یکی کند و وی
را بدان بخود راه نماید و اگر خواهد همان فعل را حجاب وی گرداند
تا هم بدان فعل از وی باز ماند چنانکه عیسی علیه السلام قومی را دلیل
گشت (ص ۳۷۸) بمعرفت و قومی را حجاب آمد از معرفت تا گروهی گفتند ص ۳۷۸
این بندهٔ خدا است و گروهی گفتند که پسر خدا است و بت و آفتاب و
ماه هم چنان گروهی را بحق دلیل باشد و گروهی هم بدان باز مانند و
اگر دلیل علّت معرفت بودی بایستی تا هر که مستدلّ بودی عارف بودی
و این مکابرهٔ عیان باشد پس خداوند تعالی یکی را بر گزیند و ایشان
را جمله راه بری وی گرداند تا بسبب آن بدو رسند و وی را بدانند
پس دلیل وی را سبب آمد نه علّت و سببی از سببی اولی تر نباشد

اندر حق مسبب مر مُسبّب را لعمرک اثبات سبب عارف را اندر معرفت زنار باشد و التفات بغیر معروف شرک مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ چون اندر لوح محفوظ لا بل که اندر مراد و معلوم حق کسی را که نصیب شقاوت بود دلیل و استدلال چگونه هادی وی آید من التفت الی الاغیار فمعرفته زنار آنکه اندر قهر خداوند متلاشی و مستغرق است چگونه وی را بدون حق چیزی گریبان گیرد چون ابراهیم علیه السلام از غار بیرون آمد بروز هیچ چیز ندید و اندر روز برهان بیشتر و بسیار تر پدید آید و بزرگان و صاحب کرامتان را برهان اندر روز بیشتر بود و عجایب ظاهر تر بود چون شب بیرون آمد رَاٰی کَوْکَبًا اگر علت معرفت وی دلیل بودی دلیل بروز هویدا تر و عجایب آن مبین تر بودی پس خداوند تعالی چنانکه خواهد بدانچه خواهد بنده را بخود راه نماید و درِ معرفت بر وی کشاید تا در عین معرفت بدرجه رسد که عین معرفت وی را (ص ۳۷۹) غیر نماید و صفت معرفت وی آفت وی گردد و بمعرفت از معروف محجوب گردد تا تحقیق معرفت وی بدرجه رسد که معرفت وی دعوی شود۔ شعر

یدّعی العارفون معرفة ۔ اثر بالجهل ذاك معرفة

ذو النون مصری گوید رحمة اللّٰه علیه ایاك ان تکون بالمعرفة مدّعیًا بر تو باد که دعوی معرفت نکنی که اندران هلاک شوی تعلّق بمعنی آن کن تا نجات یابی پس هر که بکشف جلال وی مکرّم شود هستی وی وبال وی گردد و صفات وی جمله آفت گاه وی شود و آنچه از حق بود و حق ازان وی ویرا هیچ چیز نباشد که نسبت وی بدان چیز درست آید اندر کونین و عالمین و حقیقت معرفت دانستن مُلک ست مر خدای را و چون کسی در کل ملک متصرّف وی را داند وی را با خلق چه کار ماند تا بخود یا بخلق محجوب شود حجاب آن جمله جهل بود و چون جهل فانی شد حجاب متلاشی شد دنیا بمنزلهٔ

ص ۳۷۹

عقبیٰ،

## فصل

و مشایخ را رحمہم اللہ اندرین معنی رموز بسیار ست و مر حصول فایدہ را بعضی از اقاویل ایشان بیارم انشاء اللہ تعالی عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ گوید المعرفۃ ان لا تتعجب من شیٔ معرفت آن بود کہ از ہیچیزت عجب نیاید از انچہ عجب از فعلی باید کہ کسی بکند زیادت از مقدور خود چون وی تعالی قادر بر کمال ست عارف را بافعال وی تعجب محال باشد و اگر عجب صورت گیردی آنجا بایدی کہ مشت خاک را بدان درجہ رساند کہ بدو فرمان بود و قطرۂ خون را بدان مرتبۃ رسانید کہ حدیث دوستی و معرفت وی کند و طلب رؤیت او و قصدِ قربت و وصلت وی دارد (ص ۳۸۰) ذو النون رحمۃ اللہ گوید حقیقۃ المعرفۃ اطلاع الحق علی الاسرار بمواصلۃ لطائف الانوار حقیقت معرفت اطلاع حق ست بر اسرار بدانچہ لطایف انوار معرفت بدان پیوندد یعنی تا حق تعالی بعنایت خود دل بندہ را بنور خود نیاراید از جملۂ آفتہاش باز ندارد چنانکہ موجودات و مثبتات را اندر دلش بخردل وزن نماند مشاہدہ اسرار باطن و ظاہر او را غلبہ نکند و چون این بکرد مخایبہ جملہ مشاہدہ گردد، و شبلی گوید رحمۃ اللہ علیہ المعرفۃ دوام الحیرۃ و حیرت بر دو گونہ است یکی اندر ہستی و دیگر اندر چگونگی حیرت اندر ہستی شرک باشد و کفر و اندر چگونگی معرفت زیرانچہ اندر ہستی وی عارف را شک صورت نگیرد و اندر چگونگی وی عقل را مجال نباشد ماند اینجا یقینی در وجودِ حق تعالی و حیرتی در کیفیت او و ازان بود کہ یکی گفت یا دلیلَ المُتَحَیِّرِیْنَ زِدْنِی تَحَیُّرًا نخست معرفت وجود و کمال اوصاف وی اثبات کرد و بدانست کہ وی مقصود خلق ست و استجابت کنندۂ دعوات ایشان و متحیران را تحیر بجز وی

ص ۳۸۰

نیست آنگاه زیادت حیرت خواست و دانست که اندر مطلوب عقل را بجز حیرت
و سرگردانی شرک و وقعت نبود و این معنی سخت لطیف ست و نیز احتمال کند
که معرفت هستی بحق تحیّر بهستی خود تقاضا کند ازانچه بنده چون خداوند را بشناخت
کل خود را در بند قهر وی بیند و چون وجودش بدو بود و عدم از وی
ص ۲۸۱ از سکونت و حرکت بقدرت او متحیّر شود (ص ۲۸۱) که چون کل را قیام
بدوست من خود کیستم و چیستم و ازین معنی بود که پیغامبر گفت صلی الله
علیه وسلم من عرف نفسه فقد عرف ربّه هر که خود را بشناسد بفنا حق را
بشناسد ببقا و از فنا عقل و صفت باطل بود و چون عین چیزی معقول
نباشد اندر معرفت وی بجز تحیّر ممکن نشود و ابو یزید گفت رضی الله
عنه المعرفة ان تعرف انّ حرکات الخلق و سکناتهم بالله معرفت آنست
که بدانی که حرکات خلق و سکون شان بحقّ است و هیچ کس را بی
اذن وی اندر ملک وی تصرّف نیست و عین بدو عین است و اثر
بدو اثر و صفت بدو صفت و متحرک بدو متحرک و ساکن بدو ساکن
تا اندر بنیت استطاعت بنافرید و اندر دل ارادت نهاد بنده هیچ
فعل نتوانست کرد و فعل بنده بر مجاز ست فعل حقیقت مر خداوند
را ست و محمد بن واسع گوید رحمة الله علیه اندر صفت عارف من عرف
الله قلّ کلامه و دام تحیّره و عارف آنست که سخنش اندک بود و حیرتش
ملام ازانچه عبارت از چیزی توان کرد که اندر تحت عبارت آید و اندر
اصول عبارات مر آن را حدّی بود و معبّر چون محدود نباشد که اساس
عبارت بران نهند عبارت معبّر چگونه ثبات یابد و چون مقصود اندر عبارت
نیاید و بنده را از وی چاره نباشد بجز حیرت دایم ورا چه چاره
باشد شبلی گوید رحمه الله حقیقة المعرفة العجز عن المعرفة بالله حقیقت
ص (۲۸۲) معرفت عجز ست (ص ۲۸۲) از معرفت چیزی که از حقیقت آن بنده جز

عجز اندران نشان نکند و روا باشد که بنده را اندر ادراک آن بجود
دعوی بیشتر نباشد ازانچه عجز ورا طلب بود و تا طالب اندر آلت و
صفت خود قایم است اسم عجز بر وی درست نباید و چون این آلت و
اوصاف بر بنده برسید آنگاه فنا بود نه عجز و گروهی از مدعیان در
حال اثبات صفت آدمیت و بقای تکلیف بصحت خطاب و قیام حجت خداوند
بر ایشان گویند که معرفت عجز بود و ما عاجز شدیم و از همه باز ماندیم
و این ضلالت و خسران بود گوئیم که اندر طلب چه چیز عاجز شدید
و این عجز را دو نشان بود و هر دو با شما نیست یکی نشان فنای
آلت طلب و دیگر اظهار تجلّی آنجا که فنای آلت بود عبارت متلاشی بود و اگر
از عجز عبارت کند که عبارت از عجز بجز عجز نباشد و آنجا که اظهار تجلّی
بود نشان نپذیرد و تمییز صورت نبندد که تا عاجز نداند که او عاجزست
تا آنچه وی بدان منسوب ست آن را عجز خوانند ازانچه عجز غیر بود و
اثبات معرفت غیر معرفت نباشد و تا غیر را اندر دل جای ست معرفت
درست نبود و تا عارف کرانه از غیر نکند عارف عارف نباشد ، و ابو حفص
حدّاد رضی الله عنه گوید مذ عرفت الله ما دخل فی قلبی حق و لا باطل
تا بشناختم خداوند را اندر نیامده است بدل من اندیشهٔ حق و باطل
ازانچه چون خلق را کام و هوا بود بدل باز گردد و تا دل او را بنفس
دلالت کند که آن محل باطل ست و چون برهان معرفت یابد هم بدل باز
گردد تا دل او را (ص ۳۸۳) بروح دلالت کند که آن منبع حق و حقیقت ست
و چون در دل غیر آمد رجوع عارف بدان نکرت آمد پس همه خلق طلب
برهان معرفت از دل کردند و طلب کام و هوا هم از دل و چون مر ایشان
را کام نبود بدل رجوع نکردند و جز بحق نیارامیدند چون نشان برهان می بایست
رجوع با حق کردند نه بدل پس فرق آمد میان بندهٔ کی رجوع او بدل

ص ۳۸۳

بود و بیمان بندهٔ که رجوع او بحق بود ابو بکر واسطی رضی اللہ عنہ گوید من عرف اللّٰه انقطع بل خرس و انقمع و قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم لا احصی ثناء علیك آنکه خداوند را بشناخت از همه چیز ها ببرید بل که از عبارت از همه چیز ها گنگ شد و از اوصاف خود فانی گشت چنانکه پیغمبر گفت صلی اللہ علیہ وسلم تا اندر غیبت بود افصح عرب و وی بود و گفت انا افصح العرب و العجم چونش از غیبت بحضرت بروند گفت زبان مرا امکان کمال ثنای تو نیست پس چه گویم که از گفت بی گفت شدم و از حال بی حال شدم تو آنی که توئی گفتار من بمن باشد یا بتو اگر بخود گویم بگفت خود محجوب باشم اگر بتو گویم بکسب خود اندر تحقیق قربت محجوب باشم پس نگویم فرمان آمد که اگر تو نگوئی یا محمد ما بگوئیم لعمرك اذا سکتّ عن ثنائی فالکل منك ثنائی چون تو خود را از اهل ثنای من بیدانی من هم اجزای عالم را نایب تو گردانیدیم تا ثنای من گویند و حوالهٔ آن بتو کنند و اللّٰه اعلم بالصواب،

## کشف الحجاب الثانی فی التوحید

ص ۳۸۴ خداوند تعالی گفت وَ اِلٰهُکُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ و نیز گفت (ص ۳۸۴) قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ و نیز گفت لَا تَتَّخِذُوْا اِلٰهَیْنِ اثْنَیْنِ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ و پیغامبر گفت صلی اللّٰه علیه وسلم بینا رجل فیمن کان قبلکم لم یعمل خیرا قط الّا التوحید فقال لاهله اذا مُتّ فاحرقونی ثم اسحقونی ثم ذرّونی نصفی فی البر و نصفی فی البحر فی یوم رایح ففعلوا فقال اللّٰه عزّ و جلّ للریح احفظی ما اخذت فاذا هو بین یدیه فقال له ما حملك علی ما صنعتَ فقال استحیاءً منك فغفر له مردی بود پیش از شما که هیچ کردار نیکو نداشت مگر توحید چون وفاتش نزدیک شد مر اهل خود را

گفت چون من بمیرم مرا بسوزید و خاکستر مرا گرد کنید اندر روز بادناک و نیمی ازان بدریا اندازید و نیمی ازان به بیابان برباد کنید تا از من اثری نماند چنان کردند خدای عزّ و جلّ باد را و آب را فرمود نگاه دارید آنچه بستدید یعنی آن خاکستر وی را آنگاه دارید و تا قیامت آن را نگاه می دارند آنگاه که خداوند وی را زنده گرداند گوید وی را که ترا چه چیز بران داشت که تا خود را بسوختی گوید بار خدایا می شرم داشتم از تو که سخت جانی بودم آنگاه خداوند تعالی او را بیامرزد و حقیقتِ توحید حکم کردن بود بر یگانگی چیزی و صحتِ علم بر یگانگی آن چون حق تعالی یکی ست بی قسیم اندر ذات و صفاتِ خود و بی بدیل و بی شریک اندر افعال خود و موحدان او را بدین صفت دانسته اند و دانشِ ایشان را یگانگی توحید خوانند و توحید سه است یکی توحید حقّ مر حق را و آن علم او بود بیگانگی خود و دیگر توحید (ص ۳۸۵) حقّ مر خلق را و آن حکم وی بود بتوحید بنده و آفرینش توحید اندر دل بنده و دیگر توحید خلق باشد مر حقّ را و آن علم ایشان بود بوحدانیّت خداوند پس چون بنده بحقّ عارف بود بر وحدانیّت وی حکم تواند کرد بدانکه وی تعالی یکی ست که وصل و فصل پنذیرد و دوئی بر وی روا نباشد و یگانگی وی عددی نیست و محدود نیست تا وی را شش جهات باشد و هر جهتی را جهتی دیگر است و این اثبات بی نهایت باشد وی را مکان نیست و اندر مکان نه ازانچه اگر متمکن در مکان بودی مکان را نیز مکان بایستی و حکم فعل و فاعل و قدیم و محدث باطل شدی و عرضی نیست تا محتاج جوهری باشد و اندر دو حال اندر محل خود باقی نماند و جوهری نیست که وجودش جز با چون خودی درست نیاید طبعی نیست تا مبدای حرکت و سکون باشد و روحی نیست تا حاجتمند بنیتی باشد و جسمی نیست

ص ۳۸۵

تا از اجزاء موتلف بود و اندر چیز ها بجزی حال نیست تا جنس چیز ها بود و
بهیچ چیز وی را پیوند نیست تا آن چیز جزوی از وی بود بری است از
همه نقصان و نقایص پاک از همه آفات و متعالی از همه عیوب وی را مانندی
نیست تا او با مانده خود دو چیز باشند و فرزند ندارد تا نسل وی اقتضای
اصل وی کند و تغییر بر ذات و صفات وی روا نیست تا وجود وی بدان
متغیّر شود و یا در حکم وی متغیّر گردد موصوف ست
بصفات کمال آن صفاتی که مومنان و موحّدان مر او را بحکم بصیرت اثبات
کنند که وی خود را بدان صفت کرده است (ص ۳۸۷) و بری است ص ۳۸۷
ازان صفاتی که ملحدان وی را بهوای خود صفت کنند که وی خود را بدان
صفت نکرده است حیّ و علیم ست رؤف و رحیم ست مرید و قدیر ست
سمیع و بصیر ست متکلّم و باقی ست علمش اندر وی حال نیست و
قدرتش اندر وی صلابت نه و سمع و بصرش اندر وی متجدّد نه و کلامش
اندر وی تبعیض و تجزیه نه و همیشه با صفاتش قدیم است معلومات از علم
وی بیرون نه و موجودات را از ارادتش چاره نه آن کند که خواسته است
و آن خواهد که دانسته است مخلوق بر آن اشراف نه حکمش همه حق
دوستانش را بجز تسلیم روی نه امرش جز جمله حتم نه مریدانش را بجز
گزاردن چاره نه مقدر خیر و شرّ اوست امید و بیم جز بدو سزاوار نه
خالق نفع و ضرّ او و حکم جز اُو را نه حکمش جمله حکمت و جز
قضای وی نه و کس را از وصل وی بوی نه و بدو رسیدن روی
نه دیدارش مر بهشتیان را تشبیه وجه نه مقابله و مواجهه را بر هستی
وی صورت نه اندر دنیا مر اولیا را مشاهدت وی جایز و انکار شرط
نه آنکه ورا چنین داند از اهل قطعیت نی و هر که بخلاف این
داند ورا دیانت نی و اندرین معنی سخن بسیار است اصولی و وصولی،

اما مر خوف تطویل را بدین اقتصار کردم و درین جمله من همی گویم که من
علی بن عثمان الجلابی ام رضی الله عنه که اندر ابتدای این فصل بگفتیم
که توحید حکم کردن بود به وحدانیت چیزی و حکم جز بعلم نتوان کرد پس
اهل سنّت حکم کردند بر یگانگی خداوند تحقیق (ص ۳۸۷) ازانچه صنعی ص ۳۸۷
لطیف دیدند و فعل بدیع با اعجوبه و لطیفهٔ بسیار نظر کردند بودن آن بخود
محال دانستند و اندر هر چیزی علامات حدث ظاهر یافتند لا محاله فاعلی بایستی
تا مر آن را از عدم بوجود آرد یعنی عالم را با زمین و آسمان و
آفتاب و ماه و برّ و بحر و کوه و صحرای آن و صور را باحرکات
و سکنات و علم و نطق و موت و حیات ایشان پس این جمله را از
صانعی چاره نبود و از دو سه صانع مستغنی بودند و بیک صانع کامل
حی عالم قادر مختار از شریکی با شرکای دیگر بی نیاز بود چون فعل
را از یک فاعل چاره نباشد و وجود دو فاعل مر یک فعل را
احتیاج هر دو باشد بیکدیگر لا محاله بی شک و ریب بعلم الیقین باید تا
یکی باشد و این اختلاف با ما ثنویان کردند باثبات نور و ظلمت و گبرگان
باثبات یزدان و اهرمن و طبایعان باثبات طبع و قوت و فلکیان باثبات هفت
ستاره و معتزلیان باثبات خالقان و صانعان بی نهایت و من مر ردّ جمله را
دلیلی کوتاه بگفتم و این کتاب جای اثبات کردن ترهات ایشان نیست و
طالب این علم را این مسئله از کتاب دیگر باید طلبید که کرده ام و
آن را الرعایة بحقوق الله نام کرده ام و یا اندر کتب متقدمان
اصول رضی الله عنهم اجمعین اکنون باز گردم بسر رموزی که مشایخ گفته اند
اندر توحید انشاء الله تعالی،

## فصل

از جنید رحمة الله علیه می آید که گفت التوحید افراد (ص ۳۸۸) ص ۳۸۸

القدم عن الحدث توحید جدا داشتن قدیم بود از حوادث یعنی آنکه قدیم را
محل حوادث ندانی و حوادث را محل قدیم نه و بدانی که حق قدیم است
و تو محدث از جنس تو هیچیز بدو نه پیوندد و از صفات وی هیچیز اندر
تو بنیامیزد که قدیم را با محدث مجانست نباشد ازانچه قدیم پیش از وجود
حوادث بود و چون قبل وجود الحوادث قدیم بحدث محتاج نبود بعد وجود
الحوادث هم بدو محتاج نگردد و این خلاف آن کسان است که بقدیم
ارواح گویند و ذکر ایشان گذشت و چون کسی قدیم را اندر حدث نازل
گوید و یا محدث را بقدیم متعلق داند بر قدم حق و حدوث عالم دلیل
نماند و این بمذهب دهریان کشد فنعوذ باللہ من اعتقاد السوء و در جملہ
هم حرکات محدثات را دلایل توحید ست و گواه بر قدرت خداوند عزّ و
جلّ و اثبات قدم وی۔

امّا بنده ازان عاقل تر است که بدل جز وی را خواهد و یا جز با
ذکر او آرامد چون اندرین هست و نیست کردی تو او را شریک بنایست
محال باشد که اندر تربیت تو شریک باشد و حسین بن منصور رحمۃ اللہ علیہ
گوید اوّل قدم فی التوحید فناء التفرید اوّل قدم اندر توحید فنای تفرید ست
ازانچه تفرید حکم کردن بود بجدا گشتن کسی از آفات و توحید حکم کردن
بوحدانیّت چیزی پس اندر فردانیّت اثبات غیر روا بود و بجز او را
نشاید بدین صفت کردن و بر وحدانیّت اثبات غیر روا نباشد و بجز
حق را بدین صفت نشاید کرد و نشاید دانست پس تفرید عبارتی آمد
و توحید نفی کردن شرکت پس اوّل قدم توحید (ص ۳۸۹) نفی کنندهٔ
شریک باشد و دفع مزاج از منهاج که مزاج اندر منهاج چون طلب
منهاج باشد بسراج ' و حُصری گوید رحمۃ اللہ علیہ اصولنا فی التوحید خمسۃ
اشیاء رفع الحدث و اثبات القدم و هجر الاوطان و مفارقۃ الاخوان و نسیان

ص ۳۸۹

ما علم و جهل اصول ما اندر توحید پنج چیز هست یکی برداشتن حدث و اثبات
کردن قدم و از وطن بریدن و از برادران جدا شدن و فراموش کردن آنچه داند
و نداند امّا رفع حدث نفی محدثات باشد از مفارقت توحید و استحالت حوادث
از ذات مقدس وی و اثبات قدم آنکه اعتقاد داری بهمیشه بودن خداوند و
شرح این پیش ازین یاد کردم اندر قول جنید رضی الله عنه و از هجر
اوطان مراد هجر کردن بود از مالوفات نفس و آرام گاه های دل و قرار گاه
های طبع و هجرت کردن از رسوم دنیا مر مریدان را و از مقامات سنّی
و احوال بهی و کرامات رفیع مر مراد را و از مفارقت برادران مراد اعراض
ست از صحبت خلق و اقبال بصحبت حق چه هر خاطری که آن اندیشهٔ
غیر بر دل موحد گذارند حجابی باشد و آفتی بدان مقدار که آن خاطر
را با غیر صحبت بودی از توحید محجوب باشد ازانچه باتفاق اهم توحید
جمع همم باشد و آرام با غیر نشان تفرقهٔ همت باشد و از فراموشی
آن چیزی که دانند و ندانند مراد از توحید آنست که علم خلق یا بچونی
بود یا بچگونگی یا بوهمی یا بطبعی و هر چه علم خلق اندر توحید
حق اثبات کند توحید آن را نفی کند و هر چه جهل شان اثبات
کند بر خلاف علم شان بود ازانچه جهل توحید نیست و علم بتحقیق توحید جز بنفی
تصرّف درست نیاید (ص ۳۹۰) و اندر علم و جهل جز تصرّف نیست یکی بربصیرت
بود و یکی بر غفلت، یکی از مشایخ گوید که در مجلس حصری رضی الله عنه
بودم اندر خواب شدم دو فرشته دیدم که از آسمان بزمین آمدند و زمانی سخن
او استماع کردند یکی گفت مر دیگری را که آنچه این مرد می گوید علمیست
از توحید نه عین تو. چون بیدار شدم عبارت از توحید می کرد روی
بمن آورد و گفت یا فلان از توحید بجز علم نتوان گفت، از جنید
رضی الله عنه می آید که گفت التوحید ان یکون العبد شخصا بین یدی

ص ۳۹۰

الله تعالی تجری علیه تصاریف تدبیره فی مجاری احکام قدرته فی لجج بحار توحیده بالفناء عن نفسه و عن دعوة الخلق له و عن استجابة لهم بحقایق وجود وحدانیّته فی حقیقة قربه بذهاب حسّه و حرکته لقیام الحق له فیما اراد منه و هو ان یرجع آخر العبد الی اوّله فیکون کما کان قبل ان یکون حقیقة توحید آن بود کہ بندہ چون هیکلی شود اندر جریان تصرف تقدیر حق بروی اندر مجاری قدرتش و خالی کرد از اختیار و ارادت خود اندر دریای توحید وی بفنای نفس خود و انقطاع دعوت خلق از وی و محو استجابت وی مر دعوت خلق را بحقیقت معرفت واحدانیّت اندر محل قربت بذهاب حرکت و حس او و قیام حقّ و اندر آنچه ارادت حقّ است از و تا آخر بنده ازین محلّ چون اوّل او شود و وی چنان گردد کہ از اوّل بوده است پیش ازانکہ بوده است پس مراد ازین جملہ آنست کہ موحّد را اندر اختیار حقّ اختیار نماند و اندر وحدانیّت حق بخودش نظاره (ص ۳۹۱) نہ ازانچہ اندر محلّ قربت نفس وی فانی بود و حسّش مذهوب احکام حقّ بر وی می رود چنانکہ خواهد حق تبارک و تعالی بفنای تصرّف بنده تا چنان گردد کہ آن ذرّهٔ بود اندر ازل اندر حال عهد توحید کہ گوینده حقّ بود و جواب دهنده حق و نشانهٔ آن ذرّه و آنکہ چنین بود خلق را باوی آرام نماند تا وی را بچیزی دعوت کنند و وی را با کس انس نہ تا دعوت ایشان را اجابت کند و اشارت این قول بفنای صفت ست و صحّت تسلیم اندر حال قهر و کشف جلال کہ بنده را از اوصاف خود فانی گرداند تا آلتی گردد و جوهری لطیف چنانکہ اگر در جگر حمزه بگذرد بی تمیز و اگر بر پشت مسیلمہ زند ببرد بی تصرف و اندر جملہ از جملہ فانی باشد شخص وی تعبیه گاه اسرار حقّ بود تا نطقش را حوالہ بحقّ

ص ۳۹۱

بود و فعلش را اضافت بدو و صفتش را قیام بدو مر اثبات حجت را
حکم شریعت بر وی باقی و وی از رؤیت کل فانی و این صفت پیغمبر بود
صلی الله علیه وسلم که چون اندر شب معراج وی را بمقام قرب رسانیدند
مقام را مسافت بود اما قرب بی مسافت بود حالش از نوع معقول خلق
بعید گشت و از اوهام منقطع شد تا بحدی که کون ورا گم کرد و او
خود را گم کرد اندر فنای صفت بی صفت متحیر شد ترتیب طبایع و
اعتدال مزاج مشوش شد نفس بمحل دل رسید و دل بدرجهٔ جان و جان
بمرتبهٔ سر و سر بصفت قرب اندر همه از همه جدا شد خواست تا بنیت
خراب شود و شخص بگذارد (ص ۳۹۲) و مراد حق ازان اقامت حجت بود ص ۳۹۲
فرمان آمد که بر حال باش بدان قوت یافت و آن قوت قوت وی شد
و از نیستی خود به هستی حق تعالی پدیدار آمد تا باز آمد و گفت انا
لست کاحدکم انی ابیت عند ربی یطعمنی و یسقینی من چون یکی از شما
نیستم که مرا از حق طعامی و شرابی است که زندگی و پایندگی من بدان
بود و نیز گفت لی مع الله وقت لا یسعنی فیه ملک مقرب و لا نبی
مرسل مرا با خداوند تعالی وقتی ست که اندران نگنجد هیچ فرشتهٔ مقرب و
نه پیغامبر مرسل، و از سهل بن عبدالله تستری می آید که گفت رضی الله
عنه ذات الله موصوفة بالعلم غیر مدرکة بالاحاطة و لا مرئیة بالابصار فی
دار الدنیا و هی موجودة بحقایق الایمان من غیر حد و لا احاطة و لا
حلول و تراه العیون فی العقبی ظاهرا و باطنا فی ملکه و قدرته قد حجب
الخلق عن معرفة کنه ذاته و دلهم علیه بایاته و القلوب تعرفه و
العقول لا تدرکه ینظر الیه المؤمنون بالابصار من غیر احاطة و لا
ادراک نهایة توحید آن بود که بدانی که ذات خدای عز و جل موصوف
ست بعلم بی ازانکه آن را در توان یافت بحس و یا بتوان دید در

دنیا بچشم و بحقیقت ایمان موجود است بی حدّ و نهایت و دریافت وی آمد و شد و ظاهر ست در ملک خود بصنع و قدرت خود خلق از معرفت کنه ذات وی محجوبند و وی باظهار عجایب و آیات راه نماینده است و دلها

ص ۳۹۳ می شناسند وی را بیگانگی و عقلها ادراک نکنندش از روی (ص ۳۹۳) چگونگی و بینند او را مومنان یعنی در عقبی بچشم سر بی آنکه ذات وی را نهایتی و غایتی ادراک کنند و این لفظ جامع است مر کلّ احکام توحید را، و جنید گفت رضی اللہ عنہ اشرف الکلمة فی التوحید قول ابی بکر رضی اللّٰہ عنہ سبحان من لم یجعل لخلقه سبیلاً الی معرفته الّا بالعجز عن معرفته پاک ست آن خدائی که خلق را بمعرفت خود راه نداد جز بعجز ایشان در معرفت و علما درین کلمه بغلطند پندارند که عجز از معرفت بی معرفتی بود و این محال است ازانچه عجز اندر حالت موجود صورت گیرد بر حالت معدوم عجز صورت نگیرد چنانکه مرده از جات عاجز نبود که در موت عاجز بود و موت از موت عاجز بود یا استحالت اسم عجز قوت او را و اعمیٰ از بصر عاجز نبود که اندر نا بینائی از بینائی عاجز بود و زمن از قیام عاجز نبود که در قعود و قیام عاجز بود چنانکه عارف از معرفت عاجز نبود و معرفت موجود باشد و این چون ضرورتی باشد پس حمل کنیم این قول صدّیق را رضی اللہ عنہ کہ بو سهل صعلوکی و استاد ابو علی دقّاق گویند که معرفت در ابتدا کسبی بود و اندر انتهای ضروری گردد و علم ضرورت آن بود که صاحب آن در حال وجود آن مضطرّ و عاجز بود از دفع و جلب آن پس بدین قول توحید فعل حقّ باشد اندر دل بنده و باز شبلی گوید رضی اللہ عنہ التوحید حجاب الموحّد عن جمال الاحدیّة توحید حجاب

ص ۳۹۴ موحّد بود از جمال احدیّت (ص ۳۹۴) ازانچه توحید را فعل بنده گوید و لا محاله فعل بنده مر کشفِ حقّ را علّت نگردد و اندر عین کشف

آنچه کشف را علت نباید حجاب باشد و بنده با کل اوصاف خود غیر باشد زیرا که چون صفت خود را حق شمرد لا محاله موصوف صفت را که آن ولیست هم حق باید شمرد آنگاه موحد و توحید و احد هر سه وجود یکدیگر را علت گردند و این ثالث ثلثة نصاری بود بعینه و هر صفت که مر طالب را از فنای خود در توحید مانع است هنوز بدان صفت محجوب ست و تا محجوب ست موحد نیست لانّ ما سواه من الموجودات باطل چون درست شد که هر چه جز ولیست همه باطل ست و طالب جز وی ست پس صفت طالب در کشف جمال حق همه باطل آید و این تفسیر لا اله الا الله باشد و اندر حکایات معروف ست که چون ابراهیم خواص بکوفه بزیارت حسین منصور شد رحمهم الله حسین وی را گفت یا ابراهیم روزگار خود اندر چه گذاشتی گفت خود را بر توکل درست کرده ام گفت که یا ابراهیم ضیعت عمرك فی عمران باطنك فاین الفناء فی التوحید ضایع کردی عمر اندر آبادانی باطن پس کجا ست فنای تو اندر توحید و در عبارات از توحید مشایخ را سخن بسیار ست و گروهی آن را فنا گفته اند که جز بر بقای صفت درست نیاید و گروهی گفته اند جز خالی خود صفت توحید نباشد و قیاس این بر جمع و تفرقه باید کرد تا معلوم شود و من همی گویم که علی بن عثمان الجلّابی ام که توحید از حق ببنده اسرار ست و بعبارت آن هویدا نشود تا کسی آن را بعبارت مزخرف بیاراید (ص ۳۹۵) که عبارت و معبر غیر باشد و اثبات غیر اندر توحید اثبات شریک بود آنگاه آن لهو گردد و موحد الهی بود نه لاهی اینست احکام توحید مسلک اقاویل ارباب معرفت اندر وی بر سبیل اختصار و الله اعلم

ص ۳۹۵

# کشف الحجاب الثالث فی الایمان

چنانکه گفت خداوند تبارک و تعالی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ
و نیز بچندین جای دیگر گفت یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا و پیغامبر گفت صلی الله علیه
وسلم الایمان ان تؤمن بالله و ملائکته و کتبه الی آخره و ایمان از روی
لغت تصدیق باشد و مردمان را اندر اثبات حکم آن در شریعت سخن بسیار
ست و اختلاف هم بسیار ست و معتزله جملهٔ طاعات را علمی و معاملتی
ایمان گویند و ازانست که بنده را بگناه از ایمان بیرون می آرند و خوارج
همین گویند و بنده را بگناهی که می کند کافر گویند و گروهی دیگر ایمان را
قولِ فرد گویند و گروهی معرفت تنها و گروهی از متکلمان سنّت تصدیق مطلق
و من اندر بیان این کتابی کرده ام جداگانه مراد این جا اثبات اعتقاد
مشایخ متصوفه است و جمهور ایشان اندر ایمان بدو قسمت اند چنانکه
فقهای فریقین و از اهل یقین گروهی گویند که قول و تصدیق و عمل
ایمان ست چون فضیل بن عیاض و بشر حافی و خیر نساج و سمنون
المحبّ و ابو حمزهٔ بغدادی و محمد جریری و جز ایشان جماعت بسیار رضی
الله عنهم و گروهی گویند که ایمان قول و تصدیق ست چون ابراهیم بن ادهم
و ذو النون مصری و ابو یزید البسطامی و ابو سلیمان دارانی و حارث
محاسبی و جنید و سهل (ص ۳۹۶) بن عبد الله تستری و شقیق بلخی و
حاتم اصم و محمد بن فضل بلخی رحمهم الله و باز جماعتی دیگر از فقهای
امت چون مالک و شافعی و احمد بن حنبل و جز ایشان جماعتی رضی الله
تعالی عنهم بدان قول پیشین اند و باز ابو حنیفه و حسین بن الفضل البلخی
و اصحاب ابو حنیفه چون ابو یوسف و محمد بن الحسن و داود طائی رضی الله
عنهم بدین قول باز پسین اند و بحقیقت این خلاف بعبارت باز می

ص ۳۹۶

گردد بدون معنی اکنون من این معنی با بیان کوتاه کنم تا معلوم گردد و باللّٰه التوفیق تا بدین خلاف کس را اندر ایمان مخالف الاصل نگوئی ان شاء اللّٰه عزّ و جلّ،

## فصل

بدانکه اتفاق ست میان اهل سنّت و جماعت و اهل تحقیق و معرفت که ایمان را اصلی و فرعی اصل ایمان تصدیق بدل باشد و فرع آن مراعات امر و اندر علات و عرف چنان ست که فرع چیزی را به وجه استعارت بنام اصل آن خوانند چنانکه نور آفتاب را آفتاب خوانند بهمه لغات و نیز بدین معنی آن گروهی طاعت را ایمان خوانند که بنده جز بدان ایمن نشود از عقوبت و تصدیق مجرّد امن اقتضا نکند تا احکام فرمان بجای نیارد پس هر کرا طاعت بیشتر بود امن وی از عقوبت زیادت بود چون آن علّت امن آمد با تصدیق و قول مر آن را از ایمان گفتند باز گروهِ دیگر گفتند که علّتِ امن معرفت ست نه طاعت اگرچه طاعت حاصل بود چون معرفت موجود نباشد سود ندارد و چون معرفت موجود باشد اگرچه طاعت نباشد آخر بنده نجات یابد هر چند که حکمش اندر مشیّت بود که خدای تعالی یا بفضل خود زلّتش در گذارد یا بشفاعت پیغامبر (ص ۲۹۷) صلی اللّٰه علیه وسلم بخشد یا بمقدار جرمش عقوبت کند آنگاه از دوزخ نجات دهد و به بهشت رساند پس چون اصحاب معرفت اگرچه مجرم باشند بحکم معرفت جاوید اندر دوزخ نمانند و اصحاب عمل بعمل مجرّد بی معرفت ببهشت اندر نیایند پس معلوم گشت که طاعت علّت امن نیامد و رسول صلی اللّٰه علیه وسلم گفت لن ینجو احدکم بعمله قیل و لا انت یا رسول اللّٰه قال و لا انا الّا ان یتغمّدنی اللّٰه برحمته زهد یکی از شما بعمل خود گفتند تو نیز نرهی بعمل خود یا رسول اللّٰه گفت من نیز

ص ۲۹۷

نرهم گر خدای عزّ و جلّ برحمت خویش اندر گذارد و الا من هم نرهم پس
از روی حقیقت بی خلاف میان امّتان ایمان معرفت ست و اقرار و پذیرفت
عمل و هر که او را بشناسد بوصفی شناسد از اوصاف و اخصّ اوصاف او
بر سه قسمت ست بعضی آنکه تعلق بجمال دارد و بعضی آنکه تعلق بجلال دارد
و بعضی آنکه تعلق بکمال پس خلق را بکمال وی راه نیست بجز آنکه کمال وی
را اثبات کنند و نقص از وی نفی کنند ماند اینجا جلال جمال آنکه شاهد وی
جمال حقّ باشد اندر معرفت پیوسته مشتاق رؤیت بود و آنکه شاهد وی جلال
حقّ بود پیوسته از اوصاف خود با نفرت بود و دلش اندر محلّ هیبت
بود پس شوق تاثیر محبّت بود و نفرت از اوصاف بشریّت ازانچه کشف
حجاب وصف بشریّت بجز عین محبّت نیست پس اکنون ایمان و معرفت
محبّت آمد و علامت محبّت طاعت بود ازانچه چون دل محلّ دوستی بود
و دیده محلّ رؤیت و جان محلّ (ص ۳۹۸) عبرت بلکه دل محلّ مشاهده بود ص ۳۹۸
پس تن باید که تارک امر نباشد و آنکه جز جنبی گویده تارک امر بود
او را از معرفت خبر نباشد و این آفت اندر زمانه میان متصوفه ظاهر
شد که گروهی از ملحدهٔ بجال ایشان بدیدند و قدر و منزلت شان معلوم
کردند خود را بدیشان مانند کردند و گفتند که این رنج چندانست که نشناخته،
چون بشناختی دل بر محل شوق شد و طاعت از تن برخاست و لیکن این
خطا ست که چون بشناخت باید که تعظیم فرمان زیادت شود روا داریم
که مطیع بدرجه رسد که رنج طاعت از وی برخیزد بلکه بر دارند و
بر گزاردن آن او را توفیق زیادت دهند تا آنچه خلق برنج گزارند
وی بی رنج باشد اندران و این معنی جز بشوق مزعج نباشد و باز
گروهی ایمان را همه از حقّ می گویند و گروهی همه از بنده و این
خلاف اندر میان خلق دراز شده است بماوراء النهر پس آنکه همه ازو

می گویند جبر محض باشد ازانچه بنده اندران باید تا مضطر باشد و باز آنکه
همه از خود گوید قدر محض باشد که بنده بجز اعلام وی وی را نداند
و طریق توحید دون جبر باشد و فوق قدر و بحقیقت ایمان فعل بنده باشد
بهدایت حق مقرون که گم کرده وی براه نداند آمد و براه آورده او
گم نگردد چنانکه گفت فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ یَّهْدِیَهٗ یَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ وَ
مَنْ یُّرِدْ اَنْ یُّضِلَّهٗ یَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَیِّقًا حَرَجًا و برین (ص ۳۹۹) اصل باید
که گروش هدایت حق بود و گرویدن فعل بنده پس علامت گرویدن
بر دل اعتقاد توحید ست و بر دیده حفظ از منهیات و عبرت کردن
اندر علامت و آیات و بر گوش استماع کلام وی و بر معده تخلی آن
از حرام و بر زبان صدق قول و بر تن پرهیز کردن از منهیات تا معنی
با دعوی موافق بود و ازین بود که آن گروه اندر معرفت و ایمان روا
داشتند و اتفاق ست میان همه که اندر معرفت زیادت و نقصان روا
نباشد که اگر معرفت زیادت شدی و یا نقصان پذیرفتی بایستی که معروف هم
زیادت و نقصان شدی چون بر معروف زیادت و نقصان روا نباشد
بر معرفت هم روا نبود که معرفت ناقص معرفت نباشد پس باید که
زیادت در فرع و عمل باشد و باتفاق بر طاعت زیادت و نقصان روا
بود و مر حشویان را که بفریقین تشبیه می کنند این مسئله بر دل دشوار
آید که از حشویان گروهی طاعت را از جملهٔ ایمان گویند و باز گروهی
ایمان را بجز قول مجرد نگویند و این هر دو عدم انصاف باشد و
در جمله ایمان بر حقیقت استغراق کل اوصاف بنده باشد اندر طلب حق
تعالی و جمله گرویدگان را بدین اتفاق باید کرد که غلبه سلطان معرفت
قاهر اوصاف نکرت بود آنجا که ایمان بود اسباب نکرت ازان منفی باشد
که گفته اند اذا طلع الصباح بطل المصباح چون صبح منتشر شد جمال

ص ۳۹۹

ص ۲۰۰ چراغ تا چیز گشت و روز را بدلیل بیان (ص ۲۰۰) نمود چنانکه گفت آن موافق بنمود آن که روز روشن را دلیل نباید و خدای عزّ و جل گفت إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا الآیة چون حقیقت معرفت اندر دل حاصل آمد ولایت ظن و شک و نکرت فانی شد و سلطان معرفت مر حواس را و هوای وی را مسخّر خود گرداند تا اندر هر چه نگردد کند و گوید همه اندر دایرهٔ معرفت باشد و یافتم که ابراهیم خوّاص را پرسیدند از حقیقت ایمان گفت اکنون این را جواب ندارم امّا من قصد مکّه دارم و تو نیز بر همین عزمی اندرین راه با من صحبت کن تا جواب مسئلهٔ خود یابی گفتا چنان کردم چون بادیه با وی فرو رفتم هر شب را دو قرص و دو کاسهٔ شربت آب پدیدار آمدی یکی را فرا من دادی و یکی خود را برداشتی تا روزی اندر میان بادیه پیری می آمد سوار چون آن را بدید از اسب فرود آمد و یکدیگر را بپرسیدند و زمانی سخن گفتند و پیر بر اسپ نشست و باز گشت گفتم ایّها الشیخ مرا بگوی که آن پیر که بود گفت آن جواب و سوال تو بود گفتم چگونه بود گفت آن خضر پیغامبر بود علیه السلام که از من صحبت می طلبید و من اجابت نکردم پرسیدم چرا گفت ترسیدم که اندر صحبت اعتماد از دون حق بر وی کنم و توکّل من تباه شود و حقیقت ایمان حفظ توکّل باشد چنانکه خدای عزّ و جلّ گفت وَ عَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ و محمد بن خفیف گوید رضی الله عنه الایمان

ص ۲۰۱ تصدیق القلب بما علم (ص ۲۰۱) به الغیوب ایمان باور داشتن دلست بر آنکه از غیب بر وی کشف کنند و وی را بیاموزند از آنچه ایمان بغیب است و خداوند تعالی از چشم سرّ غایب است جز بقوّت الٰهی که در یقین بنده پدیدار آید نتوان آورد و آن باعلام خداوند باشد جلّ و علی چون معرّف و معلّم عارفان و علما بعلم و معرفت خداوند بود تعالی که اندر دلِ

شان معرفت و علم آفریند پس حوالهٔ علم و معرفت از کسب ایشان منقطع باشد پس هر که دل را با معرفت حق باور دارد مؤمن باشد و بحق واهل و بحکم آنکه جز اندرین کتاب مرا درین معنی سخن بسیار ست اینجا بدین مقدار پسنده کردم تا کتاب مطوّل نشود و این مقدار مر اهلِ بصیرت را پسنده باشد اکنون بر سرِ معاملت آیم و حجب آن را کشف گردانم انشاء الله عزّ و جلّ و با الله التوفیق

## کشف الحجاب الرابع فی الطهارة

و از پس ایمان نخستین چیزی بر بنده طهارت کردن فریضه شود مر گزاردن نماز را و آن طهارت بدن بود و از نجاست و جنابت و شستن سه اندام و مسح کردن بر سر بر متابعت شریعت و یا تیمّم کردن اندر حال فقد آب و یا شدت مرض و احکام این خود معلوم ست بدانکه طهارت بر دو گونه است یکی طهارت تن و دیگر طهارت دل و چنانکه بی طهارت بدن نماز درست نیاید بی طهارت دل معرفت درست نیاید پس طهارت تن را آب مطلق باید و بآب ملوث و مستعمل نشاید و طهارت دل را توحید محقق باید و اعتقاد مختلط و مشوش نه شاید پس این طایفه پیوسته بظاهر (ص ۲۰۲) ص ۲۰۲ به طهارت باشند و بباطن بتوحید و رسول صلی الله علیه وسلم گفت مر یکی را از صحابه دُم علی الوضوء یحبّک حافظاك و خداوند گفت عزّ و جلّ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ پس هر که بظاهر بر طهارت مداومت کند ملایکه او را دوست دارند و هر که بباطن بتوحید قیام کند خداوند تعالی او را دوست دارد و رسول الله صلی الله علیه وسلم پیوسته می گفتی اندر دعوات خود اللّٰهمّ طهّر قلبی من النفاق الی آخره بار خدایا دلم را از نفاق پاک کن و هیچ حال نفاق اندر دلش دی صورت نگیرد اما رؤیت کرامت

خود مر او را اثبات غیر می نمود و اثبات غیر نفاق آید اندر محل توحید هر چند کہ یک ذرّہ را از کرامات مشایخ سرمۂ دیدۂ مریدان کردہ اند آخر اندر محلّ کمال آن حجاب کرم متمکن بودہ است ازانچہ هر چہ غیر بود رؤیت آن آفت بود و ازان بود کہ ابو یزید گفت نفاق العاشقین افضل من اخلاص المریدین نفاق رسیدگان بهتر از اخلاص طالبان یعنی آنچہ مرید را مقام باشد کامل را حجاب باشد مرید را همت آن بود کہ کرامت یابد و کامل را همت آن بود کہ مکرم یابد و در جملہ اثبات کرامات مر اهل حق را نفاق نماید و آنچہ آن معاینہ غیر باشد همچنان پس آفت دوستان خدای خلاص جملہ اہل معصیت بود از معصیت و آفت اهل معصیت نجات جملہ اهل ضلالت بود از ضلالت کہ اگر کافران بدانندی کہ معصیت ایشان (ص ۴۰۳) نا پسند خداوند است چنانکہ عامیان می دانند جملہ از کفر برهندی و اگر بدانندی کہ جملۂ معاملات ایشان محلّ علّت است چنانکہ دوستان دانند جملہ از معصیت نجات یابندی و از همہ آفات طاهر شوندی پس باید کہ طهارت کہ ظاهر موافق طهارت سرّ بود یعنی چون دست بشوید باید کہ دل از دوستی غیر بباطن نجات جوید و چون آب در دهان کند باید کہ دهان از ذکر غیر خالی کند و چون استنشاق کند باید کہ شهوت ها بر خود حرام کند و چون روی بشوید باید کہ از جملۂ مالوفات بہ یکبار اعراض کند و بحق اقبال کند و چون دست ها بشوید باید کہ دست از جملہ نصیب های خود منقطع کند و چون مسح سر کند باید کہ امور خود بحق تسلیم کند و چون پای بشوید باید کہ جز بوصف فرمان خداوند نیّت اقامت نکند تا هر دو طهارت وی را حاصل آید کہ جملۂ امور شرعی ظاهر بباطن پیوستہ است چنانکہ اندر ایمان قول زبان بظاهر و تصدیق بدل و احکام طاعت در شریعت بر تن و نیّت بر دل پس طریق طهارت دل تدبّر و تفکّر بود اندر آفت دنیا

ص ۴۰۳

و دیدن آنکه دنیا سرای غدّار ست و محل فنا دل ازان خالی کند و این جز بمجاهده بسیار حاصل نگردد و مهم ترین مجاهدتها حفظ آداب ظاهر بود و ملازمت بران اندر همه احوال از ابراهیم خواص رضی الله عنه می آید که گفت مرا از خداوند عمر ابدی باید اندر دنیا تا همه خلق اندر نعمت دنیا مشغول گردند و حق را فراموش کنند و من اندر بلای دنیا بحفظ آداب شریعت قیام کنم و حق را یاد دارم و می آید که ابو طاهر حرمی (ص ۴۰۴) رضی الله عنه چهل سال بمکه مجاور بود اندر مکه طهارت نکرد و هر بار بطهارت از حد حرم بیرون آمدی و گفتی زمینی را که حق تعالی بخود اضافت کرده است من کراهیت دارم که آب مستعمل من بران ریزد و از ابراهیم خواص رضی الله عنه می آرند که اندر مسجد جامع ری مبطون بود اندر یک شبانه روز شست غسل کرده بود آخر وفاتش اندر میان آب بود و ابو علی رودباری رضی الله عنه یک چند گاه ببلای وسواس اندر طهارت مبتلا بود گفت روزی بسحر گاه بدریا فرو شدم تا وقت بر آمدن آفتاب بماندم اندران میان رنجه دل بودم گفتم بار خدایا العافیة العافیة هاتفی از دریا آواز داد که العافیة فی العلم، از سفیان ثوری رضی الله عنه می آید که روز مرگ مر یک نماز را شست بار طهارت کرد اندر بیماری در حال بیرون رفتن از دنیا گفت چون فرمان اندر آید من باری طاهر باشم، گویند شبلی رحمة الله علیه روزی طهارت کرد بقصد آنکه بمسجد اندر آید از هاتفی بشنید که ظاهر را شستی صفای باطن کجا ست باز گشتت و همه ملک و میراث بداد و یک سال بجز بدان مقدار جامه که بدان نماز روا بودی نپوشیدی آن گاه بنزدیک جنید آمد رضی الله عنه او را گفت یا ابا بکر این سخت سودمند طهارتی بود که تو کردی خدای تعالی ترا پیوسته طاهر دارد و گفت از پس آن هرگز بی طهارت نبود تا حدی که چون از دنیا بخواست شد طهارتش نقض

ص ۴۰۴

افتاد اشارت بمریدی کرد که مرا طهارتی ده مرید او را طهارت داد و تخلیل محاسن فراموش کرد و وی را اندران حال زبان نبود (ص ۴۰۵) که سخن بگفتی دست آن مرید بگرفت و بمحاسن اشارت کرد تا تخلیل بکرد و نیز از وی می آید که گفت من هیچ وقتی ادبی را ترک نکرده ام از آداب طهارت الّا که اندر باطنم پنداری پیدار آمد، و از ابو یزید رحمۃ الله علیه می آید که گفت هر گاه که اندیشۂ دنیا گذرد بر دلم طهارت کنم و چون اندیشۂ عقبی گذر کند غسلی کنم ازانچه دنیا محدث است اندیشۂ آن حدث باشد و عقبی محلّ غیبت و آرام است و اندیشۂ آن جنابت بود پس از حدث طهارت واجب شود و از جنابت غسل، و از شبلی رحمۃ الله علیه می آید که روزی طهارت بکرد و چون اندر مسجد آمد بسرّش ندا کردند که یا با بکر طهارت آن داری که بدین گستاخی اندر خانۂ ما خواهی آمد این بشنید و بازگشت بسرّش ندا آمد که یا ابا بکر از درگاه ما باز می گردی کجا خواهی شد نعرۂ بزد ندا آمد که بر ما شناعت می کنی بر جای بایستاد خاموش ندا آمد که دعوی تحمّل بلای ما می کنی شبلی گفت المستغاث بك منك و مشایخ را رحمهم الله اندر تحقیقِ طهارت سخن بسیارست و مریدان را بمداومت طهارت ظاهر و باطن فرموده اند اندر قصد شان بدرگاهِ حق چون کسی بظاهر قصد خدمت بکند باید که بظاهر طهارت کند و چون بباطن قصد قربت کند باید که بباطن طهارت کند و طهارت ظاهر بآب است و ازان باطن بتوبه و رجوع کردن بدرگاهِ حق تعالی اکنون من حکم توبه را با متعلقاتش بشرح بگویم تا حقیقت آن ترا معلوم شود انشاء الله تعالی،

---

# باب فی التوبة و ما یتعلق بها

ص ۴۰۶
بدانکه اوّل مقام سالکان طریق حق توبه است چنانکه اوّل درجهٔ (ص ۴۰۶) طالبان خدمت طهارت و ازان بود که خداوند عزّ اسمه گفت یا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَی اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا و نیز گفت تُوْبُوْا اِلَی اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ و رسول گفت صلی اللّٰه علیه وسلم ما من شیءٍ احبّ الی اللّٰه من شابٍّ تائب نیست چیزی دوستر بر خداوند تعالی از جوانی که توبه کرده و نیز رسول گفت صلی اللّٰه علیه وسلم التائب من الذنب کمن لا ذنب له ثمّ قال اذا احبّ اللّٰه عبدا لم یضرّه ذنب ثم تلا اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ تایب از گناه بی گناه شود و چون خداوند تبارک و تعالی بنده را دوست دارد گناه او را زیان ندارد گفتند علامت توبه چیست گفتا ندامت امّا آنچه گفت که گناه مر دوستان را زیان ندارد یعنی بنده بگناه کافر نگردد و اندر ایمانش خلل نیاید و چون سرمایه را گناه زیان ندارد زیان معصیتی که عاقبت آن نجات باشد بحقیقت آن زیان نباشد و بدانکه توبه اندر لغت بمعنی رجوع باشد چنانکه گفت تاب ای رجع پس باز گشتن از نهی خداوند بدانچه خوب ست از امر خداوند حقیقت توبه باشد و پیغامبر گفت صلی اللّٰه علیه وسلم الندم توبة پشیمانی توبه باشد و این قولی است که شرایط

توبہ بجمله اندرین مودع است ازانچه یک شرط توبه اسف است بر مخالفت و دیگر اندر حال ترک زلّت و سیوم عزم معاودت نا کردن بمعصیت و این هر سه شرط اندر ندامت بسته است که چون ندامت حاصل شد اندر دل این دو شرط دیگر تبع او باشد و ندامت را سه سبب باشد (ص ۴۰۷، ۴۰۷) چنانکه توبه را سه شرط یکی چون خوف عقوبت بر دل سلطان شود و اندوه کردها بر دل صورت گیرد ندامت حاصل آید و دیگر ارادت نعمت بر دل متولی گردد و معلوم شود که بفعل بد و بی فرمانی آن بنابد از بد پشیمان شود و سه دیگر شرم خداوند شاهد وی شود و از مخالفت پشیمان گردد پس ازین هر سه یکی تایب بود و یکی منیب و یکی اوّاب و توبه را نیز سه مقام ست توبه و دیگر انابت و دیگر اوبت پس توبه خوف عقاب را بود و انابت طلب ثواب را و اوبت رعایت فرمان را ازانچه توبه مقام عامهٔ مومنان ست و آن از کبیره بود چنانکه گفت خدای عزّ و جلّ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰهِ الآیة و انابت مقام اولیا و مقربان چنانکه خداوند گفت عزّ و جلّ مَنْ خَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ وَ جَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِیْبٍ و اوبت مقام انبیا و مرسلان است چنانکه خداوند گفت عزّ و جلّ نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ پس توبه رجوع بود از کبایر بطاعت و انابت رجوع از صغایر بمحبّت و اوبت رجوع از خود بخداوند فرق ست میان آنکه از فواحش باوامر رجوع کند و ازان آنکه از لمم و اندیشه فاسد بمحبّت رجوع کند و میان آنکه از خودی خود بحق رجوع کند و اصل توبه از زواجر حق تعالی باشد و بیداری دل از خواب غفلت و دیدن عیب حالی و چون بنده نظر کند اندر سوی احوال و قبح افعال خود و ازان خلاص جوید حق تعالی اسباب توبه بر وی سهل گرداند و وی را از شومی معصیت وی برهاند و بحلاوت (ص ۴۰۸)

ص ۴۰۷
ص ۴۰۸

طاعتش برساند و روا باشد نیزدیک اهل سنّت و جماعت و جمله مشایخ معرفت که کسی از یک گناه توبه کند و گناهان دیگر می کند خدای تعالی بدانچه وی ازان یک گناه باز بروه است او را ثواب دهد و باشد که ببرکت آن از گناهان دیگرش باز ماند چنانکه یک می خوار باشد و زانی از زنا توبه کند و بر می خوردن مصرّ می باشد توبهٔ وی یک گناه درست باشد با ازتکابش بدین گناه دیگر و بحشیان از معتزله گویند که اسم توبه درست نیابد جز بر کسی که از همه کبایر مجتنب باشد و این قول محال ست ازانچه بر هر معاصی که بنده بکند وی را بدان عقوبت نکنند و چون بترک یک نوع از معاصی بگوید بنده از عقوبت آن ایمن شود لا محاله بدان تایب بود و نیز کسی اگر بعضی از فرایض نکند و از بعضی دست باز دارد لا محاله بدانچه می کند او را ثواب باشد چنانکه بدانچه نمی کند عقاب و اگر کسی را آلت معصیت موجود نباشد و اسباب آن مهیّا نه ازان توبه کند تایب باشد ازانچه توبه را یک رکن ندامت بود وی را بدان توبه بر گذشته ندامت حاصل آید و اندر حال ازان جنس معصیت مُعرض است و عزم دارد که اگر آلت موجود گردد و سبب حاصل من هرگز بر سر این معصیت باز نگردم و مشایخ مختلفند اندر وصف توبه و صحت آن سهل بن عبدالله رحمة الله علیه با جماعتی برانند که التوبة ان لا تنسی ذنبك توبه آن باشد (ص ۹. ۱۲) که گناه کرده را فراموش نکنی و پیوسته اندر تشویر آن باشی تا اگرچه عمل بسیار داری بدان معجب نگردی ازانچه حسرت بر کردار بد متقدم بود بر اعمال صالح و هرگز این کس مُعجب نه شود که گناه فراموش نکند و باز جنید با جماعتی برانند که التوبة ان تنسی ذنبك توبه آن باشد که گناه را فراموش کنی ازانچه تایب محبّ باشد و محبت اندر مشاهدهٔ باشد و اندر مشاهده ذکر گناه جفا باشد

ص ۲۰۹

چند گاه با جفا بود باز چند گاه با ذکر جفا در وفا از وفا حجاب باشد و رجوع این خلاف اندر خلاف مجاهده و مشاهدهٔ بسته است و ذکر آن اندر مذهب سهلیان بباید جست آنکه تایب را بجود قایم گوید نسیان ذنب او را غفلت داند و اگر بحق قایم گوید ذکر ذنب او را شرک نماید و در جمله اگر تایب باقی الصفة بود عقدهٔ اسرار اصرارش حل نگشته باشد و اگر فانی الصفة باشد ذکر صفت خود ورا درست نیاید موسی گفت علیه السلام تُبْتُ اِلَيْكَ اندر حال بقای صفت و رسول گفت صلی الله علیه وسلم لا احصی ثناء علیك اندر حال فنای صفت و در جمله ذکر وحشت اندر محل قربت وحشت باشد و تایب را باید که از خودی خود یاد نیاید از گناهش چگونه یاد آید و بحقیقت یاد گناه خود گناه بود ازانچه محل اعراض ست و چنانکه گناه محل اعراض است ذکر آن هم محل اعراض است و ذکر غیر آن همچنان و ذکر جرم جرم باشد نیسان جرم هم جرم باشد ازانچه تعلق ذکر و نیسان هر دو بتو باشد و جنید رضی الله عنه گفت کتب بسیار بر خواندم از هیچ چیز مرا چندان (ص ۴۱۰) فایده نبود که اندرین بیت

ص ۴۱۰

اذا قلتُ ما اذنبت قالت مُجيبةً

حياتك ذنب لا يُقاس به ذنب

چون وجود دوست اندر حضرت دوستی جنایت بود صفتش را چه قیمت ماند و فی الجمله توبه تائید ربّانی بود و معاصی فعل جسمانی چون بر دل ندامت اندر آید بر تن هیچ آلت نباشد که ندامت دل را دفع کند چون در ابتدا فعل وی ندامت دافع توبه نبود چون بنیاید اندر انتها نیز فعلش حافظ توبه نباشد و خداوند گفت عزّ و جلّ فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ و مر این را اندر نص کتاب نظایر بسیار ست تا حدی که از معروفی باثبات کردن حاجت نیاید پس توبه بر سه گونه باشد یکی از

خطا بصواب و دیگر از صواب با صواب و سیوم از خودی خود بحق تعالی آنکه
از خطا بصواب بود آنست که خدا گفت عزّ و جلّ وَ الَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً
اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَکَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ الآیة و از صواب با صواب
تر آنکه موسی گفت تُبْتُ اِلَیْكَ و از خود بحق آنکه پیغمبر گفت صلی الله علیه
وسلم و انّه لیُغَانُ علی قلبی و انّی کُنْتُ لاستغفر الله فی کلّ یوم سبعین مرّة
و ارتکاب خطا زشت است و مذموم و رجوع از خطا بصواب خوب و محمود
این توبۂ عام ست و حکم این ظاهر ست و تا اصوب باشد با صواب قرار
گرفتن وقفت است و حجاب و رجوع از صواب باصوب اندر درجۂ اهل همت
ستوده باشد و این توبۂ خاص باشد و محال باشد که خواص از معصیت توبه
کنند ندیدی که همه عالم اندر حسرت رؤیت خداوند اند (ص ۱۱۴) و موسی
ازان توبه کرد ازانچه رؤیت باختیار خواست و اندر دوستی اختیار آفت بود
ترک آفت اختیار وی مر خلق را ترک رؤیت نمود و رجوع از خود
بحق در درجۂ محبت است یا چنانکه از آفت بمقام اعلی از وقوف بر مقام
عالی توبه کند و از دید مقامات و احوال نیز توبه کند چنانکه مقامات
مصطفی علیه السلام هر دم بر ترقّی بود چون بمقام برتر می رسید از مقام
فرو تر استغفار می کرد و از دید آن مقام توبه بجا می آورد و الله
اعلم بالصواب

ص ۱۱۴

## فصل

بدانکه توبه را شرط تابید نیست از بعد آنکه عزم بر رجوع نا کردن
بمعصیت درست باشد و اگر تایب را فترتی بیفتد که باز بمعصیت باز گردد بعد
از صحت عزم اندران ایّام گذشته حکم ثواب توبه یافته باشد و از مبتدیان
تایبان این طایفه بوده اند که توبه کرده اند و باز فترتی بیفتاد است شان

و بخرابی باز گشته اند آنگاه باز بحکم تنبیهی بدرگاه آمده اند تا یکی از مشایخ گفته است
که من هفتاد بار توبه کردم و باز بمعصیت باز گشتم تا هفتاد و یکم بار
استقامت یافتم و ابو عمرو جنید رضی الله عنه گفت من در ابتدا توبه کردم
اندر مجلس ابو عثمان حیری و یک چند گاه بران بودم آنگاه اندر دلم معصیت
را متقاضی پدیدار آمد و مر آن را متابع شدم و از صحبت آن پیر اعراض
کردم و هر جا که وی را از دور بدیدمی از تشویر بگریختمی تا مرا نبیند روزی
ناگاه بدو بدیدم مرا گفت ای پسر با دشمنان خود صحبت مکن مگر آنگاه
که معصوم باشی ازانچه دشمن عیب تو بیند و چون معیوب باشی شاد گردد
و چون معصوم باشی اندوه گین گردد و اگر ترا می باید که معصیت کنی
بنزدیک ما آی تا ما بلای تو بکشیم و تو دشمن کام نگردی گفت دلم از
گناه سیر شد و توبه درست گشت، و نیز شنودم که یکی (ص ۱۲۱۲) توبه
کرد و باز بسر آن باز گشت آنگاه پشیمان شد روزی با خود گفت که اگر
بدرگاه باز آیم حالم چگونه باشد هاتفی آواز داد اطعتنا فشکرناك ثم ترکتنا
فامهلناك فان عدت الینا قبلناك ما را طاعت داشتی ترا شکر کردیم پس
بی وفائی کردی و ما را بگذاشتی ما ترا مهلت دادیم اگر اکنون باز
آئی باشتی ما ترا قبول کنیم کنون باز گردیم بتاویل مشایخ،

ص ۱۲۱۲

## فصل

ذو النون مصری رضی الله عنه گوید توبة العوامّ من الذنوب و توبة الخواص
من الغفلة توبهٔ عوام از گناه باشد و توبهٔ خواص از غفلت ازانچه عام را
از ظاهر حال پرسند و خواص را از تحقیق معاملت ازانچه غفلت مر عوام
را نعمت ست و مر خواص را حجاب، و ابو حفص حداد گوید رضی
الله عنه لیس للعبد فی التوبة شئ لانّ التوبة الیه لا منه از توبه بنده

را هیچ چیز نیست ازانچه توبه از حق ببنده است نه از بنده بحق و برین
قول باید تا توبه مکتسب نباشد که موهبی بود از مواهب حق تعالی و
تعلق این قول بمذهب جنید باشد، و ابو الحسن بوشنجه گوید رضی الله
عنه التوبة اذا ذکرت الذنب ثم لا تجد حلاوته عند ذکره فهو
التوبة چون گناه را یاد کنی و از یاد کردن آن اندر دل لذتی نیابی
آن توبه باشد ازانچه ذکر معصیت یا بحسرتی بود یا بارادتی چون کسی
بحسرت و ندامت معصیت خود یاد کند تایب بود (ص ۲۱۳) و هر که
بارادت معصیت یاد کند عاصی بود ازانچه در فعل معصیت چندان آفت
نباشد که اندر ارادت آن ازانکه فعل آن یک زمان بود و ارادتش
همیشه پس آنکه یک ساعت تنش با معصیت صحبت کند نه چنان
بود که روز و شب بدل با آن صحبت کند و ذو النون مصری گوید
رضی الله عنه التوبة توبتان توبة الانابة و توبة الاستحیاء فتوبة الانابة
ان یتوب العبد خوفا من عقوبته و توبة الاستحیاء ان یتوب حیاءً من
کرمه توبه دو باشد یکی توبهٔ انابت و دیگر توبهٔ استحیاء توبهٔ انابت
آن بود که بنده توبه کند از خوف عقوبت خدای و توبهٔ استحیاء آن
بود که توبه کند از شرم کرم خداوند پس توبهٔ از خوف از کشف جلال
بود و ازان حیا از نظارهٔ جمال پس یکی در جلال از آتش خوف وی
می سوزد و یکی اندر جمال از نور حیا می فروزد یکی ازین در
سکر آن بود و دیگری مدهوش و اهل حیا اصحاب سکر باشند و اصحاب
خوف اهل صحو و سخن اندرین دراز بود من کوتاه کردم و بالله التوفیق،

ص ۲۱۳

## کشف الحجاب الخامس فی الصلوٰة

خداوند گفت عزّ و جلّ وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ و رسول گفت صلی الله

علیه وسلم الصلوٰة و ما ملکت ایمانکم و نماز بمعنی ذکر و انقیاد باشد از روی لغت و اندر جریان عبارات فقها عبارتی مخصوص ست بدین احکام که معتاد ست و آن از حقّ تعالی فرمان ست که پنج نماز اندر پنج وقت بکنید و قبل دخول آن مر آن را شرایط ست یکی ازان طهارت است بظاهر از نجاست و بباطن از شهوت و دیگر طهارت (ص ۲۱۴) جامه بظاهر از نجس و بباطن آنکه از حلال باشد و دیگر طهارت جای بظاهر از حوادث و آفت و بباطن از فساد و معصیت و چهارم استقبال قبله و قبلهٔ ظاهر کعبه و قبلهٔ باطن عرش و ازان سرّ مشاهده و پنجم قیام ظاهر اندر حال قدرت و قیام بباطن اندر روضهٔ قربت بشرط دخول وقت آن بظاهر شریعت و دوام وقت اندر درجهٔ حقیقت و ششم خلوص نیّت باقبال حضرت و هفتم تکبیری اندر مقام هیبت قیامی اندر محل وصلت و قرائتی بترتیل و عظمت و رکوعی بخشوع و سجودی بتذلل و تشهّدی باجتماع و سلامی بفنای صفت اندر اخبار آمده است کان النبیّ صلی الله علیه وسلم یصلی و فی جوفه ازیز کازیز المرجل چون پیغامبر صلی الله علیه وسلم نماز گذاردی در دلش جوشی بودی چون جوش دیگ رویین که اندر زیر آن آتش افروخته باشد و چون امیر المؤمنین علی کرّم الله وجهه قصد نماز کردی مویهای وی از جامه سر بیرون کردی و لرزه بر وی افتادی و گفتی که آمد وقت گزاردن امانتی که آسمان ها و زمین ها از حمل آن عاجز شدند یکی گوید از مشایخ که پرسیدم از حاتم اصم که تو نماز چگونه کنی گفت چون وقت اندر آید یک وضوی ظاهری و یک وضوی باطنی بکنم ظاهری بآب و باطنی بتوبه آنگاه بمسجد اندر آیم و مسجد حرام را شاهد کنم و مقام ابراهیم را در میان دو ابروی خود نهم و بهشت را بر راست خود

دانم و دوزخ را بر چپ خود دانم و صراط را زیر قدم خود دارم و
ملک الموت را (ص ۲۱۵) پس پشت خود انگارم آنگاه تکبیری گویم با تعظیم ص ۲۱۵
و قیامی بحرمت و قرأتی با هیبت و رکوعی تواضع و سجودی بتضرع و
جلوسی بحلم و وقار و سلامی بشکر و باللہ التوفیق و اللہ اعلم بالصواب،

## فصل

بدانکہ نماز عبادتی است کہ از ابتدا تا انتها راہ حق مریدان اندران
یابند و مقامات شان اندران کشف گردد چنانکہ طهارت مریدان را بجای
توبہ بود و تعلق بپیری کردن بجای اصابت قبلہ و قیام بجای مجاهدۂ نفس
و قرأت بجای ذکر بر دوام رکوع برای تواضع و سجود بجای مجاهدۂ نفس
و تشهد بجای انس و سلام برای تفرید از دنیا و بیرون آمدن از بند
مقامات و ازان بود کہ رسول علیہ الصلوة و السلام از کل مشارب
منقطع شدی اندر محل کمال حیرت طالب شوق می گشتی و تعلق بہ
مشربی کردی آنگاه گفتی ارحنا یا بلال بالصلوة یا بلال ما را بنماز
و بانگ نماز خرم گردان و مشایخ را رضی اللہ عنهم اندرین سخن ست
و هر یک را درجہ ایست و گروهی گویند کہ نماز آلت حضور ست
و گروهی آلت غیبت گویند و گروهی کہ غایب بوده اند اندر نماز
حاضر شده اند و گروهی کہ حاضر بوده اند اندر نماز غایب شده اند
چنانکہ اندران جهان اندر محل رؤیت و گروهی کہ خداوند را ببینند
غایب باشند حاضر شوند و گروهی کہ حاضر باشند غایب شوند و
من می گویم کہ علی بن عثمان الجلابی ام رضی اللہ تعالی عنہ کہ نماز امر
ست (ص ۲۱۶) نہ آلت حضور ست و نہ آلت غیبت ازانچہ امر هیچیز ص ۲۱۶
را آلت نگردد کہ علت حضور عین حضور بود و علت غیبت هم

عین غیبت و امر خداوند تعالی بهیچ سبب متعلق نیست که اگر نماز علت
و آلت حضور بودی بایستی که جز نماز حاضر نگردی و اگر علت غیبت
بودی بایستی غایب بترک آن حاضر شدی و چون حاضر و غایب را یاد
او بترک آن عذر نیست آن خود اندر نفس خود سلطانی است اندر غیبت
و حضور بسته نیست پس اهل مجاهده و اهل استقامت بیشتر کنند و
فرمایند چنانکه مشایخ مر مریدان را اندر شبان روزی چهار صد رکعت
نماز فرمایند مر عادت تن را بر عبادت و مستقیمان نیز نماز بسیار
کنند مر شکر قبول را اندر حضرت مانند اینجا ارباب احوال و ایشان
بر دو گروه باشند گروهی آنان که نماز های شان اندر کمال مشرب
بجای مقام جمع بود بدان مجتمع شوند و گروهی آنان که نماز های
شان اندر انقطاع مشرب بجای مقام تفرقه بود بدان متفرق شوند و
آنان که اندر نماز مجتمع باشند روز و شب اندر نماز باشند بجز فرایض
و سنن نماز زیادتی کنند و آنان که متفرق باشند بجز فرایض و سنن
نماز کمتر کنند و رسول صلی الله علیه وسلم گفت جعلت قرة عینی فی
الصلوة روشنائی چشم من اندر نماز ها نهاده اند یعنی همه راحت من
اندر نماز ست ازانچه مشرب اهل استقامت اندر نماز بود و آن
چنان بود که چون رسول را صلی الله علیه وسلم (ص ۲۱۶)عه بمعراج بردند
و بمحل قرب رسانیدند پس نفسش از بند کون گسسته شد بدان درجه
رسید که دلش بود و نفسش بدرجۂ دل رسید و دل بدرجۂ جان
و جان بمحل ستر و ستر از درجات فانی شد و از مقامات محو
گشت و از نشانی ها بی نشان گشت و اندر مشاهده از مشاهده غایب

---

عه اندر اصل کتاب عدد این صفحه مکرر آمده است ۱۲

شد و از مغایبه برمید شرف انسانیش متلاشی شد مادّه نفسانیش بسوخت قوّت
طبیعش نیست گشت شواهد ربّانی اندر ولایت خود عیان گشت از خود بجود
بماند معنی بمعنی رسید و اندر کشف لم یزل محو شد بی اختیار خود از
سر شوق اختیار کرد و گفت بار خدایا مرا بدان سرای بلا مبر و
در بند طبع و هوا میفگن فرمان آمد که حکم ما چنین است که باز
گردی به دنیا مر اقامت شرع را تا ترا آنچه داده ایم آن جا
بدهیم چون بدنیا باز آمد هر گاه که دلش مشتاق آن مقام معلّا شدی
گفتی ارحنا یا بلال بالصلوة پس هر نمازی او را معراجی بودی و
قربتی تو خلق او را اندر نماز دیدی و جان وی اندر گداز نواز
بودی و دلش اندر نیاز و سرّش اندر راز و نفسش اندر گداز تا
قرّة العین وی نماز شدی و تنش اندر ملک بود و جانش اندر ملکوت
تنش با انس بود و جانش اندر محل اُنس و سهل ابن عبد الله
رضی الله عنه گوید علامة الصدق ان یکون له تابع من الحق اذا دخل
وقت الصلوة یبعثه علیها و ینبّهه ان کان نائما صادق آن بود که
خدای عزّ و جلّ بر وی فرشته گماشته باشد که چون وقت نماز در
آید بنده را بر گذاردن نماز بعث کند و اگر خفته باشد بیدار
گرداندش و این اثر اندر سهل رض (۱۴۱۷) بن عبد الله ظاهر بود ازانچه
وی پیر زمن گشته بود چون وقت نماز شدی تن درست گشتی چون
نماز بکردی بر جای بماندی ، یکی گوید از مشایخ رحمة الله علیه یحتاج
المصلّی الی اربعة اشیاء فناء النفس و ذهاب الطبع و صفاء السرّ و
کمال المشاهدة نماز کننده را از فنای نفس چاره نیست و آن جز
جمع همت نباشد چون همّت مجتمع شود ولایت نفس برسید ازانچه وجود وی
از تفرقه است اندر تحت عبارت جمع نیاید و ذهاب طبع جز باثبات

جلالش نباشد که جلال حق زوال غیر بود و صفای سرّ جز بمحبّت نباشد و کمال مشاهده جز بصفای سرّ نه، همی آرند که حسین بن منصور اندر شبا روزی چهار صد رکعت نماز بر خود فریضه داشتی گفتند اندرین درجه که تویی این همه رنج چرا ست گفت این همه رنج و راحت اندر حال تو نشان کند دوستانی که فانی الصفة باشند نه رنج اندر ایشان اثر کند و نه راحت بنگر تا کاهلی را ربیدگی نام نکنی و حرص را طلب نه، یکی گفت من از پس ذو النون نماز می کردم چون ابتدای تکبیر کرد، الله اکبر بی هوش بیفتاد چون جسدی که اندر وی روح و حق نباشد و جنید رضی الله عنه چون پیر شد هیچ وردی از اوراد جوانی ضایع نگذاشت گفتند ایها الشیخ ضعیف گشتی بعضی ازین نوافل را دست بدار گفت این چیزهای ست که اندر بدایت ،، آنچه یافتم ازین یافتم محال باشد که اندر نهایت از آن دست باز دارم و معروف ست که ملایکه پیوسته اندر عبادت اند و مشرب شان از طاعت است و غذای ایشان (ص ۱۸ ۲) ص ۲۱۸ از عبادت ازانچه ایشان روحانی اند و نفس شان نیست و مانع و زاجر شده از طاعت نفس بود هر چند که وی مقهور تر می شود طریق بندگی کردن سهل تر می گردد و چون نفس فانی شود غذا و مشرب او عبادت گردد چنان که ازان ملایکه اگر فنای نفس درست آید و عبدالله بن مبارک رضی الله عنه گوید که من زنی را دیدم از متعبّدات در حین کودکی در نماز کژدم وی را بر چهل جای زخم کرد و هیچ تغیّر اندر وی پدیدار نیامد چون او نماز فارغ شد گفتش ای مادر چرا آن کژدم را از خود دفع نکردی گفت ای پسر تو کودکی چگونه روا بودی که من اندر میان کار حق کار خود کردمی و ابو الخیر اقطع را آکله در پای افتاد اطبّا گفتند که این پا بباید برید و وی بدان رضا نداد مریدان

گفتند که اندر نماز پای از وی جدا باید کرد که او از خود خبر ندارد چنان کردند
چون از نماز فارغ شد پای بریده یافت و۔ از ابو بکر صدیق رضی الله عنه
می آرند که چون نماز شب کردی قرأت نرم خواندی و عمر رضی الله عنه قرأت
بلند خواندی کما ذکرنا فی الصحابه پیغامبر گفت صلی الله علیه وسلم یا ابا بکر
چرا نرم می خوانی گفت یسمع من یناجی می شنود آنچه می گویم اگر نرم
گویم و اگر بلند و عمر را گفت چرا بلند می خوانی گفت اوقظ الوسنان
و اطرد الشیطان تا بیدار کنم خفته را و برانم شیطان را رسول صلی
الله علیه وسلم ورا گفت یا ابا بکر بلند تر بخوان و عمر را گفت تو پست
تر خوان بر ترک عادت پس بعضی ازین دو طایفه فرایض را آشکارا
کنند و نوافل را اندر نهان (ص ۴۱۹) و بدان آن خواهند تا از ص ۴۱۹
ریا رسته باشند که چون کسی اندر معاملت ریا ورزد و وجه خلق خواهد
بدو مرائی گردد و گویند که اگرچه ما معاملت کنیم نبینیم خلق بر بیند
و این هم ریا بود و گروهی دیگر فرایض و نوافل را آشکارا کنند و
گویند که ریا باطل ست و طاعت حق محال باشد که از برای باطلی
حق را نهان کنیم پس ریا از دل بیرون باید کرد و عبادت آن جا
که می خواهی می کن و مشایخ رضی الله عنهم حق آداب نگاه داشته اند و
مریدان را بدان فرموده اند یکی می گوید ازیشان که چهل سال سفر
کردم هیچ نماز از جماعت خالی نبود و هر آدینه بقصبه بودم و
احکام این بیش ازان ست که حصر توان کرد و آنچه بنماز پیوندد از
مقامات محبّت بود اکنون ما احکام آن را تمامی بیاریم انشاء الله تعالیٰ۔

---

# باب المحبة وما يتعلق بها

خداوند عزّ و جل گفت یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّھُمْ وَ یُحِبُّوْنَہٗٓ و نیز گفت وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَنْدَادًا یُّحِبُّوْنَھُمْ کَحُبِّ اللّٰہِ الآیۃ و پیغامبر گفت صلی اللہ علیہ وسلم ص ۴۱۹
کہ از جبرئیل شنودم کہ وی گفت کہ خداوند عزّ و جلّ گفت من اھان لی ولیًّا فقد بارزنی بالمحاربۃ و ما ترددتُ فی شیٔ کترددی فی قبض نفس عبدی المؤمن یکرہ الموت و اکرہ مساءتہ و لابدّ لہ منہ و ما تقرّب الیّ عبدی بشیٔ احبّ الیّ من اداء ما افترضت علیہ و لا یزال عبدی یتقرّب الیّ با النوافل حتّی احبّہ فاذا احببتہ کنت (ص ۴۲۰) لہ سمعًا و بصراً و ص ۴۲۰
یدا و مؤیدا (الحدیث) و نیز گفت من احبّ لقاء اللہ احب اللہ لقاءہ و من کرہ لقاء اللہ کرہ اللہ لقاءہ و نیز گفت اذا احبّ اللہ العبد قال لجبرئیل یا جبرئیل انّی احبّ فلانًا فاحبّہ فیحبّہ جبرئیل ثمّ یقول جبرئیل لاھل السّماء انّ اللہ قد احبّ فلانا فاحبّوہ فیحبّہ اھل السماء ثم یضع لہ القبول فی الارض فیحبّہ اھل الارض و فی البغض مثل ذلک بدانکہ محبّت خداوند مر بندہ را و محبّت بندہ مر خداوند را درست ست و کتاب و سنّت بدین ناطق است و امّت برین مجتمع و خداوند تعالیٰ بصفتی است کہ دوستان او ورا دوست

دارند و وی دوستان خود را دوست دارد و بعضی لغت گویند که محبّت ماخوذ ست از حِبّه بکسر حا و آن تخم هائی بود که اندر صحرا بر زمین افتد پس حَبّ را حُبّ نام کردند ازانچه اصل حیات اندران ست چنانکه اصول نبات اندر حبّ چنانکه تخم اندر صحرا ها بریزد و اندر خاک پنهان شود بارانها بران می آید آفتابها بران می تابد و سرما و گرما بران می گذرد و آن بتغیّر ازمنه متغیّر نگردد بچون وقت وی فرا رسد برویید و گل بر آرد و ثمره دهد و هم چنین حبّ اندر دل چون مسکن گیرد بحضور و غیبت و بلا و محنت و لذّت و فراق و وصال متغیّر نگردد و اندرین معنی گوید یکی از شعرا . شعر

یا من سقام جفونه لسقام عاشقه طبیب

حدث المودة فاستوی عندی حضورك والمغیب

و نیز می گوید که ماخوذ است از حُبّی که اندر وی آب بسیار بود و پُر گشته (ص ۴۲۱) باشد و چشم ها را اندران مساعی نباشد و باز دارندهٔ آن شده باشد هم چنین دوستی اندر دل طالب مجتمع شود و دل وی را ممتلی گرداند بجز حدیث دوست را اندر دل وی جای نماند چنانکه چون خداوند تعالی خلیل را خلعت خلّت مکرّم گردانید و خلیل مر خدمت حق را مجرّد شد عالم و عالمیان حجاب وی شدند و وی بدوستی حق دشمن حجب گشت آن گاه از حال او ما را خبر داد فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيٓ إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ و اندرین معنی شبلی گوید رحمة الله علیه که سمّیت المحبّة محبّة لانّها تمحو من القلب ما سوی المحبوب و نیز گویند که حبّ نام آن چهار چوب باشد اندر هم ساخته که کوزهٔ آب را بران نهند پس حبّ را نیز حب خوانند ازانچه محبّ عزّ و ذلّ و رنج و راحت و بلا و جفای دوست را تحمّل کند و آن بر وی گران نباشد ازانکه کارش

ص ۴۲۱

آن بود چنانکه کار آن چوبها کشیدن بار بود پس ترکیب و خلقت مر کشیدن بار دوست را بود و اندرین معنی گوید شعر

ان شئت جودی و ان شئت فامنعی
کلا هما منك منسوب الی الکرم

و نیز گویند که ماخوذ ست از حَبّ و آن جمع حبّه دل بود و حبّهٔ دل محلّ لطیف است و قوام دل بدان و اقامت محبّت هم بدان پس محبّت را حبّه باسم محلّ آن نام کرده اند ازانچه گزارش اندر حبّه دلست و عرب نام گرداند چیزی را باسم موضع آن و نیز گویند که ماخوذ ست از حباب الماء و غلیانه عند المطر الشدید آن غلیان آبی بود اندر حال باران عظیم پس محبّت را حبّ نام کردند (ص ۱۳۲۲) لانّه غلیان القلب عند الاشتیاق الی لقاء المحبوب پیوسته دل دوست اندر اشتیاق رؤیت دوست مضطرب باشد و بی قرار چنانکه اجسام بارواح مشتاق باشند و چنانکه قیام جسم بروح بود قیام دل بمحبّت بود و قیام محبّت برؤیت و وصل محبوب و اندرین معنی گوید شعر

۴۲۲ ب

۱۲۹

اذا ما تمنّی النّاس روحًا و راحةً
تمنّیتُ ان القاك یا عزّةً حالیا

و نیز گویند که حبّ اسمی ست مر صفای مودّت را ازانچه عرب مر صفای بیاض چشم انسان را حبّة الانسان خوانند چنانکه صفای سویدای دل را حبّة القلب پس این یکی محلّ محبّت آمد و آن یکی محلّ رویت ازین معنی بود که دل و دیده اندر دوستی مقارن بود و اندرین معنی گوید شعر

القلب یحسد عینی لذّة النظر
و العین تحسد قلبی لذّة الفکر

# فصل

بدانکه محبت اندر استعمال لفظ علما بر وجوهست یکی بمعنی ارادت بود محبوب بی سکون نفس و میل و هواء و تمنّی قلب و استیناس و تعلق این بر قدیم روا نباشد و این جمله معانی مخلوقات را باشد با یکدیگر و اجناس را و وی متعالی ست خداوند ازین جمله علواً کبیراً و دیگر معنی احسان باشد و تخصیص بنده که وی را بر گزیند و بدرجهٔ کمال ولایت رساند و بگوناگون کرامتهاش مخصوص کند و سه دیگر بمعنی ثنای جمیل باشد بر بنده و گروهی از متکلمان گویند که محبّت حق ما را از جمله صفات سمعی است چون (۴۲۳) وجه و ید و استوا که اگر کتاب و سنّت بدان ناطق نبودی وجود آن مر حق تعالی را از روی عقل مستحیل بودی پس محبّت اثبات کنیم و بگوییم بدان امّا اندر تصرّف کردن آن توقف کنیم و مراد این طایفه باطلاق این لفظ مر حق تعالی را نه این جمله اقاویل ست که یاد کردیم و من ترا حقیقت این بیان کنم انشاء الله تعالی،

بدانکه محبت حق تعالی مر بنده را ارادت خیر او باشد و رحمت کردن بر وی و محبّت اسمی است از اسامی ارادت چون رضا و سخط و رحمت و رأفت و آنچه بدین ماند حمل این اسامی جز بارادت حق نشاید کرد و ارادت صفتی است قدیم او را که بدان صفت خواهانست مر افعال خود را پس اندر حکم مبالغت و اظهار فعل بعضی ازین صفات اخص بعضی است و فی الجمله محبت خداوند مر بنده را آنست که با وی نعمت بسیار فرماید و وی را اندر دنیا و عقبی ثواب دهد و از محل عقوبت ایمن گرداندش و وی را از معصیت معصوم دارد و احوال رفیع

و مقامات سنی وی را کرامت کند و سرّش را از التفات باغیار بگسلاند و
عنایت ازلی را بدو پیوندانَد تا از کلّ مجرّد شود و مر طلب رضای وی
را مفرد شود و چون حق تعالی بنده را بدین معانی مخصوص گرداند آن تخصیص
ارادت وی را نام محبّت نهند و این مذهب حارث محاسبی و جنید و جماعتی
از مشایخ ست و مسلک فقهای فریقین و متکلّمان سنّت بیشتر هم برین اند
و آنکه گویند که محبّت حق بمعنی ثنای جمیل ست بر بنده ثنای وی ذکر (ص
۲۲۴) کلام وی بود و کلامش نا مخلوق ست و آنکه گویند بمعنی احسان ست
و احسان وی فعل وی بود و بحکم معنی متقارب ست این اقاویل و حکم
جمله موجود امّا حکم محبّت بنده مر خداوند را عزّ و جلّ صفتی است که
اندر دل مومن مطیع پدیدار آید بمعنی تعظیم و تکبیر تا رضای محبوب را
طلب کند و اندر طلب رؤیت وی بی صبر گردد و اندر آرزوی قربت
وی بی قرار گردد و بدون وی با کسی قرار نماندش و خوی با ذکر وی
کند و از دون ذکر وی بتبرّا کند آرام بر وی حرام شود و قرار از وی
نفور گردد و از جمله مالوفات و مستانسات منقطع شود و از هواها اعراض کند و
بسلطان دوستی اقبال کند و مر حکم دوستی را گردن نهد و بنعوت کمال مر حق
تعالی را بشناسد و روا نباشد که محبّت خالق مر او را از جنس محبّت خلق
باشد مر یکدیگر را که آن میل بود باحاطت و ادراک محبوب و این
صفت اجسام بود پس محبّان حق تعالی مستهلکان قرب وی باشند نه طالبان کیفیت
وی ازانچه طالب بخود قایم بود اندر دوستی و مستهلک بمحبوب قایم بود و دوسترین
محبّان اندر معرکه گاه محبّت مستهلکانند و مقهوران ازانچه محدث را بقدیم جز
بقهر قدیم توسّل نباشد و هر که تحقیق محبّت را معلوم کند ابهام بر خیزد
و شبهت نماند پس محبّت بر دو گونه باشد یکی محبّت جنس بجنس و آن
میل باشد و توطین نفس باشد و طلب ذات محبوب از راه مُمارست و ملاصقت

ص ۲۲۴

ص ۴۲۵ و دیگر جنس با جنس و این طلب استقصاء کند تا با صفتی (ص ۴۲۵) از اوصاف محبوب بیارامد و انس گیرد چون شنیدن بی کلام و یا دیدن بی دیده و گردیدگان اندر محبّت حق بر دو قسم اند یکی آنکه انعام و احسان حق بر خود بیند و رؤیت انعام و احسان محبّت منعم و محسن تقاضا کند و دیگر آنکه کلّ انعام را از غلبهٔ دوستی اندر محل حجاب نهند و راه شان از رؤیت نعم بر منعم بود و این عالی تر ست و الله اعلم بالصواب،

## فصل

و در جمله محبّت اندر میان همه اصناف خلق معروف ست و بهمه زبانها مشهور و بهمه لغات متداول و هیچ صنف از عقلا مر آن را بر خود بر نتوانند پوشید و از مشایخ این طایفه سمنون المحبّ رضی الله عنه اندر محبّت مذهبی و مشربی دارد مخصوص و گوید که محبّت اصل قاعده راه حق تعالیست و احوال و مقامات منازلند و اندر هر محلّ که طالب اندران باشد زوال بران روا باشد جز اندر محلّ محبّت که بهیچ حال زوال بران روا نباشد مادام تا راه موجود بود و مشایخ دیگر جمله اندرین معنی با وی موافقت کرده اند امّا بحکم آنکه این اسم عامّ بود و ظاهر خواستند که حکم این معنی اندر میان خلق بپوشند و اسم را مبدّل کنند اندر تحقیق وجود معنی پس آن صفای محبّت را صفوت نام کردند و محبّ را صوفی خوانند و گروهی مر ترک اختیار محبّ را اندر اثبات اختیار حبیب فقر خوانند و محبّ را فقیر نام کردند از انچه کمترین درجه اندر محبّت موافقت ست و موافقت حبیب غیر مخالفت بود و من اندر ابتدای کتاب حکم فقر و صفوت را کشف گردانیده ام و اندرین معنی آن پیر بزرگوار گوید (ص ۴۲۶) رحمة الله علیه الحبّ عند الزهاد اظهر من الاجتهاد محبّت

بنزدیک زهّاد ظاهر تر از اجتهاد ست و عند التائبین اوجد من انین و
حنین و بنزدیک تایبان آسان یاب تر از ناله و فغان ست و عندالاتراک
اشهر من الفتراک و بنزدیک ترکان مشهور تر از آلت سواری ایشان و سبیُ
الحب عند الهنود ازهر من سبی محمود و زخم و طب محبت بنزدیک هندوان
اندر شهره تر از برده کردن محمود ست اندر هندوستان و قصّة الحبّ و
الحبیب عند الروم اشهر من الصلیب و قصّه حب و حبیب اندر روم ظاهر تر
از صلیب است و قصّة الحبّ فی العرب اربُ فی کلّ حیّ منه طرب
او ویل و حزن و محبّت اندر عرب اندر هر حیّ یا طربی یا حزنی و
یا نیلی یا ویلی و مراد ازین جمله آنست که هیچ جنس مردم نیست
که وی را اندر غیب کاری نه افتاده است که نه از محبّت اندر دل
فرحتی دارد و یا فرحتی و یا دلش بشراب آن مست آست و یا از
قهر آن مخمور ازانچه ترکیب دل از انزعاج و از اضطراب ست و بحور عالم
در جنب آن سراب ست و دل را محبّت چون طعام و شراب ست
و هر دل که از محبّت خالی ست آن دل خراب ست و تکلّف
را بدفع و جلب آن راه نیست ، نفس از لطایف آنچه بر دل
گذرد آگاه نیست و عمرو بن عثمان مکّی گوید رحمة الله علیه اندر کتاب
محبّت که خداوند تعالی دل ها را پیش از تنها بیافرید بهفت هزار
سال و اندر مقام قرب بداشت و جانها را پیش از دلها بیافرید
بهفت هزار سال و اندر درجه انس بداشت (ص ۴۲۷) و هر روز
سی صد و شصت بار بکشف جمال بر سر تجلّی کرد و سی صد و
شصت نظر کرامت کرد و کلمهٔ محبّت مر جان را شنوانید و سی صد و
شصت لطیفهٔ انس بر دل ظاهر کرد تا بجمله اندر کون نگاه کردند از
خود گرامی تر کسی ندیدند زهوی و فخری در میان ایشان پدیدار آمد حق

جلّ و علیٰ بدان سبب مر ایشان را امتحان کرد سرّ را اندر جان بزندان کرد و جان را اندر دل محبوس کرد و دل را اندر تن بازداشت آنگاه عقل را اندر مرکّب گردانید و انبیا بفرستاد و فرمان ها داد آن گاه هر کس از ایشان مر مقام خود را جویان شدند حقّ تعالی نماز بفرمود تا تن اندر نماز شد دل بمحبّت پیوست جان بقربت رسید سرّ بوصلت قرار گرفت و در جمله عبارت از محبّت نه محبّت بود ازانچه محبّت حال است و حال هرگز قال نباشد اگر عالمی خواهند که محبّت را جلب کنند نتوانند کرد و اگر بتکلّف کنند تا دفعش کنند هم نتوانند و اگر خواهند تا دفع کنند از کسی که اهل آن بود عاجز شوند که آن الٰهی است و آدمی لاهی و لاهی الٰهی را ادراک نتواند کرد،

## فصل

امّا اندر عشق مشایخ را سخن بسیار ست گروهی ازان طایفه بر حق تعالی روا داشتند امّا از حق تعالی روا نباشد و گفته اند که عشق صفت منع باشد از محبوب خود و بنده ممنوع ست از حقّ تعالی و حق تعالی ممنوع نیست از بنده پس عشق بر بنده جایز بود و بر وی روا نباشد و باز گروهی گفتند که بر حقّ تعالی بنده را هم عشق روا نباشد ازانچه عشق تجاوز حدّ بود و خداوند تعالی (ص ۴۲۸) محدود نیست و باز متاخّران گفتند که عشق اندر دو جهان درست نیاید جز بر طلب ادراک ذات و ذات حقّ تعالی مدرک نیست و محبّت و صفت درست آید باید تا عشق درست نیاید با وی و نیز گویند که عشق جز بمعاینه صورت نگیرد و محبّت بسمع روا باشد چون عشق بنظر بود بر حق روا نبود که اندر دنیا کس او را ببیند و چون از حق این خبری بود هریک

ص ۴۲۸

بدان دعوی کردند که اندر خطاب همه یکسانند پس حق تعالی بذات مدرک و محسوس نیست تا خلق را با وی عشق درست آید چون بصفات و افعال محسن و مکرم اولیا ست پس محبّت درست آمد ندیدی که چون یعقوب را محبّت یوسف مستغرق گردانید اندر حال فراق چون بوی پیراهن بیافت چشم عاشق بینا شد و چون زلیخا را عشق یوسف مستهلک گردانید تا وصلت وی نیافت چشم باز نیافت و این طریق پس عجب ست که یکی هوا پرورد و یکی هوا گذارد و نیز گفته اند که عشق را ضدّ نیست باید تا آن بر وی روا باشد و اندرین فصول لطیف بسیار است آید امّا مر خوف تطویل را این مقدار کفایت کردم و الله اعلم بالصواب،

# فصل

و مشایخ این طایفه را اندر تحقیق دوستی رموز بیش ازان ست که مر آن را احصا توان کرد و من لختی از آن گفته ایشان بیارم اندرین کتاب تا وجه تبرک بجای آورده باشم انشاء الله عزّ و جلّ استاد ابو القاسم قشیری گوید رحمة الله علیه المحبّة هو المحب (ص ۴۲۹) بصفاته و اثبات المحبوب بذاته محبّت آن بود که محبّ کل اوصاف خود را اندر حق طلب محبوب خود نفی کند مر اثبات ذات حق را یعنی چون محبوب باقی بود محبّ فانی برای غیرت دوستی بلقای محبوب را بنفی خود مطلق کند تا ولایت مطلق وی را گردد و فنای صفت محبّ جز باثبات ذات محبوب نباشد و روا نباشد که و محبّ بصفت خود قایم بود که اگر او بصفت خود قایم بودی از جمال محبوب بی نیاز بودی چون می داند که حیاتش بجمال محبوب ست طالب نفی اوصاف خود باشد بضرورت زانچه معلوم ویست که بصفت خود از محبوب محجوب ست پس از دوستی

ص ۴۲۹

دوست دشمن خود گشته است و معروف ست که چون حسین منصور را
رضی الله عنه بر دار کردند آخرین سخنانش این بود حسب الواجد افراد الواحد
و محب را آن پسنده باشد که هستی او از راه دوستی پاک گردد
ولایت نفس اندر وجد وی برسد و متلاشی گردد و ابو یزید بسطامی گوید
رضی الله عنه المحبّة استقلال الکثیر من نفسك و استکثار القلیل من حبیبك
محبّت آن بود که بسیار خود را اندکی دانی و اندک دوست را بسیار و این
معاملت حق است بر بنده که نعمت دنیا و آنچه در دنیا است داده است
بر بنده و اندک خوانده و گفت قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ بگو یا محمد که متاع
دنیا اندک ست آنچه بشما داده ام آن گاه اندرین عمر اندک و جای
اندک و متاع اندک و ذکر اندک ایشان را بسیار گفت وَ الذَّاکِرِیْنَ اللّٰهَ کَثِیْرًا
وَ الذَّاکِرَاتِ تا خلق عالم بدانند (ص ۴۳۰) که دوست بر حقیقت خداوند است
و این صفت مر خلق را درست نیاید ازانچه از حق به بنده هیچ چیز اندک
نیست و ازان خلق همه اندک بود و شیخ سهل بن عبد الله التستری گوید
رحمة الله علیه المحبّة معانقة الطاعات و مباینة المخالفات محبّت آنست که با
طاعات محبوب دست در آغوش کنی و از مخالفت وی اعراض کنی ازانچه هرگاه
دوستی اندر دل قوی تر بود فرمان دوست بر دوست آسان تر بود و این ردّ
آن گروه است که از جمله ملحده باشند گویند که بنده اندر دوستی بدرجه رسد که
طاعت از وی بر خیزد و این زندقه محض باشد زانچه محال بود که اندر
حال صحت عقل حکم تکلیف از بنده ساقط شود زانچه اجماع است که
شریعت محمد صلی الله علیه وسلم هرگز منسوخ نشود و چون از یک کس
بر خاستن تکلیف در باشد اندر حال صحت عقل پس از جمله روا
باشد و این زندقه محض باشد و باز مغلوب و معتوه را حکمی دیگر ست
و عذری دیگر امّا روا باشد که بنده را خداوند تعالی اندر دوستی خود

ص ۱۶۶

ص ۴۳۰

ص ۴۳۳

درجہ رساند کہ رنج گذاردن طاعت از وی بر خیزد ازانچہ رنج امر بمقدار محبّت امر صورت گیرد هرچند کہ محبّت قوی تر بود رنج طاعت بر وی سهل تر بود و این معنی ظاهر ست اندر حال پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کہ چون از حق بدو قسم آمد کہ لعمرک وی چندان عبادت کرد بشب و روز کہ از همہ کار ها باز ماند و پایهای مبارک او بیاماسید تا خداوند تعالی گفت عزّ و جلّ طٰهٰ مَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰی و نیز روا بود کہ اندر حال گذاردن فرمان رؤیت گذاردن (ص ۲۳۱) از بندہ بر خیزد چنانکہ

ص ۲۳۱

پیغمبر گفت صلی اللہ علیہ وسلم انّہٗ لیغان علی قلبی و انی لاستغفر اللہ فی کلّ یوم سبعین مرّۃً هر روزی هفتاد بار من بر کردار خویش استغفار می کنم ازانچہ بخود و بکردار خود می نگریست تا معجب شدی بطاعت خود بلکہ بتعظیم امر حق می نگریست و می گفت این کردار من سزای وی نیست و سمنون محبّ می گوید رحمۃ اللہ علیہ ذهب المحبّون للہ بشرف الدنیا و الآخرۃ لانّ النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم قال المرء مع من احبّ دوستان خدای عزّ و جلّ اندر شرف دنیا و آخرت اند ازانچہ پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم گفت کہ مرد با آن کس باشد کہ اُو را دوست دارد پس ایشان اندر دنیا و عقبی با حق باشند و خطا روا نباشد امّا آنکہ با وی بود پس شرف دنیا آن بود کہ حق با ایشان ست و شرف عقبی آنکہ ایشان با حق باشند یحیی ابن معاذ رضی اللہ عنہ گوید حقیقۃ المحبّ ما لا ینقص بالجفاء و لا یزید بالبرّ و العطا محبّت بجفا کم نشود و بنکوئی و عطا نیز زیادت نشود ازانچہ این هر دو اندر محبّت سبب تو و اسباب اندر حال وجود اعیان متلاشی بود و دوست را بلای دوست خوش باشد و جفا و وفا اندر طریق محبّت متساوی بود چون محبّت حاصل بود وفا چون جفا باشد و جفا چون وفا و اندر حکایات معروف ست کہ شبلی را بتهمت جنون اندر بیمارستان باز

داشتند گروهی بیامدند تا وی را زیارت کنند وی گفت من انتم قالوا احبّاؤک (ص ۴۳۲) فرماهم بالحجارة فقر ما سنگ اندر ایشان انداختن گرفت ایشان جمله بهزیمت شدند تا وی گفت لو کنتم احبّائی لما فررتم من بلائی اگر دوستان منید چرا گریختید از بلای من که دوست از بلای دوست نگریزد اندرین معنی سخن بسیار ست و من برین مقدار پسنده کردم و الله اعلم بالصواب،

(ص ۴۳۲)

## کشف الحجاب السادس فی الزکوٰة

قال الله تعالی وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوةَ و مانند این آیات و اخبار بسیار ست و از احکام فرائض ایمان یکی زکوٰة ست واجب. برآنکه واجب شود و ازان اعراض روا نیست اما زکوٰة بر اتمام نعمت واجب شود چون دویست درم که نعمتی تمام بود و اندر تحت تصرّف کسی باشد بحکم ملک بر وی پنج درم واجب شود و بیست دینار هم نعمتی تمام بود ازان نیم دینار واجب شود و پنج اشتر هم نعمتی تمام بود ازان گوسفندی واجب شود و آنچه بدین ماند از اموال امّا جاه را نیز زکوٰة بود چنانکه مال را از انچه آن نیز نعمت تمام ست که رسول گفت صلی الله علیه وسلم انّ الله فرض علیکم زکوٰة جاهکم کما فرض علیکم زکوٰة اموالکم و نیز گفت انّ لکلّ شیٔ زکوٰة و زکوٰة الدار بیت الضیافة و حقیقت زکوٰة گزاردن شکر نعمت بود هم ازان جنس نعمت و نعمت تندرستی عظیم است و هر عضوی را زکوٰتیست و آن آنست که کل اعضای خود را مشغول عبادت دارد بهیچ لهو و لعب نه گذارده باشد پس نعم باطن را نیز زکوٰة باشد و حقیقت آن را احصا نتوان (ص ۴۳۳) کرد از بسیاری که هست پس مر آن را نیز زکوٰتی باید اندر خورِ آن و آن عرفان نعمت بود ظاهری و باطنی چون بنده بدانست که نعمت حق تعالی بر وی بیکران ست

ص ۴۳۳

شکر بی کرانه بگذارد و آن شکر بی کرانه گذاردن نعمت بی کرانه بود و در جمله زکوة نعمت دنیا نیزدیک این طایفه محمود نباشد از آنچه بخل بر مرد نا ستوده باشد بخلی تمام باید که تا دویست درم را کسی در بند کند و یک سال اندر تحت تصرف خود محبوس گرداند و آنگاه پنج درم ازان بدهد و چون کریمان را طریق بذل مال باشد و سیرت سخاوت پس زکوٰة از کجا واجب شود در حکایت یافتم که یکی از علمای ظاهر بر حکم تجربه مر شبلی را رحمة الله علیه پرسید از زکوٰة که چه می باید داد گفت چون بخل موجود بود و مال حاصل از دویست درم پنج درم بباید داد و از هر بیست دینار نیم دینار بمذهب تو امّا بمذهب من هیچیز ملک نباید کرد تا از مشغلهٔ زکوٰة رسته باشی گفت امام تو اندرین مسئله کیست گفت ابا بکر صدیق رضی الله عنه که هر چه داشت بداد و رسول صلی الله علیه وسلم وی را گفت ما خلّفت لعیالك گفت الله و رسوله و از امیر المؤمنین علی رضی الله عنه روایت کنند که گفت اندر قصیده شعر

فما وجبت علیّ زکوٰةُ مالٍ و هل تجب الزکوٰة علی جواد

پس مال کریمان مبذول باشد و خون شان هدر نه بمال بخیلی کنند و نه بر خون خصومت ازانچه ایشان را ملک نباشد امّا اگر کسی مر جهل را ارتکاب کند (ص ۲۴۴) و گوید چون مرا مال نیست از علم زکوٰة مستغنی ام این حال بود ازانچه آموختن علم فرض عین است و استغنا نمودن از علم کفر محض بود و از فتنهای زمانه یکی اینست که مدعیان صلاح و فقر بجهل علم را ترک می کنند وقتی جماعتی از متصوفه را که بتدی بودند مصنف گوید رحمة الله علیه عبارت تلقین می کردم جاهلی اندر افتاد و من باب صدقة الابل می گفتم و حکم بنت لبون و بنت مخاض و حقه را ظاهر می کردم آن مرتکب جهل را دل از شنیدن این سخن تنگ شد و بر خاست و گفت مرا اشتر نیست تا علم بنت لبون بکار آیدم گفتم ای هذا هم چنانکه مر دادن زکوٰة را علم باید مر ستدن آنرا

نیز بباید اگر کسی بنت لبونی فرا تو دهد و بستانی آنگاه بترک علم بنت لبون هم نشاید گفت و اگر کسی را مال نباشد و بالیست مال نیز نباشدش هم فرض علم از وی بیفتد فنعوذ باللہ من الجهل،

## فصل

از مشایخ متصوّفه بوده اند که زکوٰة بستده اند و کسی بوده است که نستده آن را که فقر باختیار بوده است نستده که چون مال جمع نکنی زکوٰة نیز نباید داد و از ارباب دنیا نستانیم تا ید شان علیا نبود و ازان ما سفلی و آنکه اندر فقر مضطر بوده اند بستده اند نه مر بالیست خود را بلکه بدان آن خواسته اند که فریضه از گردن برادر مسلمانی بر دارند چون نیّت این بود ید علیا این باشد نه آنِ دهنده اگر دست دهنده علیا بودی و دست ستاننده سفلی باطل بودی این معنی قوله تعالی وَ یَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ بایستی تا زکوٰة دهنده فاضلتر آمدی از ستاننده (ص ۲۳۵) و این اعتقاد عین ضلالت بود و علیا آن باشد که چیزی بحکم وجوب آن از برادر مسلمان بستاند تا بار آن از گردن وی بیفتد و درویشان دنیائی نبند بلکه ایشان عقبائی اند و اگر عقبائی بار از گردن دنیائی بر نگیرد حکم فریضه بر وی لازم شد و بقیامت بدان ماخوذ شود پس حق تعالی مر عقبائی را ببایستگی سهل امتحان کرد تا دنیائیان آن بار فریضه را از گردن خود بتوانستند گزارد و لا محاله ید علیا ید فقرا بود که بر موافقت حقّ شرع خود ستاننده است ازانکه حقّ خدای تبارک و تعالی بر مردی واجب بود و اگر ید ستاننده ید سفلی بودی چنانکه گروهی از اهل حشو می گویند و پیغمبران بایستی که سفلی بودی که ایشان حقّ خدای تعالی می بستدند و بشرط بمصرف می رسانیدند و بر غلط اند و می ندانند که بامر ستده اند و از پس

ص ۲۳۵

پیغمبران ائمّه دین هم برین بوده اند که حقّ بیت المال می بستده اند
و به غلط ست آنکه ید ستاننده را سفلی گوید و ید دهنده را علیا
داند و این هر دو اصل قوی است اندر تصوّف و مضمون این محقّ
باب الجود و السخاوة بود و من طرفی بدین پیوندم و با لله التوفیق و
العصمة ،

---

# باب الجود و السخا

پیغمبر گفت صلی الله علیه وسلم السخی قریب من الجنة و بعید من النار و البخیل قریب من النار و بعید من الجنة و بنزدیک علما جود و سخاوت هردو بیک معنی باشد اندر صفات خلق اما مر حق تعالی را جواد خوانند و سخی (ص ۴۳۶) نخوانند مر عدم توفیق را که وی خود را بدین نام نخوانده است و از رسول صلی الله علیه وسلم نیز خبری نیامده است و باجماع اہل سنت و جماعت روا نیست که کسی خداوند تبارک و تعالی را نامی نهد بر مقتضای عقل و لغت تا کتاب و سنت بدان ناطق نباشد چنانکه خداوند تعالی عالم ست و باجماع امت او را عالم شاید اما عاقل و فقیه نشاید خواند اگرچه این هر سه بیک معنی بود نام عالمی بر وی اطلاق کردند مر صحت توفیق را و ازین دو نام احتراز کردند مر عدم توفیق را هم‌چنان نام جواد وی را اطلاق کردند مر صحت توفیق را و از سخی احتراز کردند مر عدم توفیق را و مردمان فرقی کرده اند میان جود و سخا و گفته اند سخی آن بود که اندر جود تمیز کند و آن چه کند موصل غرضی و سببی باشد و این مقام ابتدا بود اندر جود و جواد آنکه تمیز نکند و کردش بی غرضی بود و فعلش بی سبب و این حال دو پیغمبر بود صلوات الله علیهما یکی خلیل و دیگر حبیب و اندر اخبار صحاح آمده است که ابراهیم علیه السلام چیزی نخوردی تا مهمانی نیامدی وقتی سه روز بود تا کسی نیامده گبری بر در سرای وی بیامد وی را گفت تو چه مردی

گفت او گبر است گفتا بر و مهمانی و کرامت مرا نشائی تا از حق تعالی بدو
عتاب آمد کہ کسی را کہ من هفتاد سال بپروردم ترا کرا بکند کہ گروه ای
فرا وی دهی و باز چون پسر حاتم بنزدیک پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم اندر آمد
وی ردای خود بر گرفت اندر زیر وی (ص ۲۳۷) بگسترانید و گفت اذا اتاکم ص ۲۳۷
کریم قوم فاکرموه آنکہ تمیز کرد کروه دریغ داشت و آنکہ تمیز نکرد ملبسان
نبوّت بساط کافری گردانید ازانچہ مقام ابراهیم سخاوت بود و ازان پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم جود و نیکو ترین مذهب اندرین معنی آنست کہ گفتہ اند کہ جود متابعت
خاطر اوّل بود و چون خاطر ثانی مر اوّل را غلبہ کند علامت بخل باشد و
اهل تحصیل مر آن را بزرگ داشتہ اند کہ لامحالہ خاطر اوّل مر آن را از حق
باشد و یافتم کہ اندر نشابور مردی بود بازرگان پیوستہ بمجلس شیخ ابو سعید
بودی روزی شیخ مر درویشی را چیزی خواست این مرد گفت من دیناری داشتم
و قراضہ خاطر اوّل مرا گفت کہ دیناری بده و خاطر دیگر گفت قراضہ بده
من قراضہ بدو دادم چون شیخ فرا سر سخن شد از وی بپرسیدم کہ روا
باشد کہ کسی حق را منازعت کند شیخ گفت تو بارئ با حق منازعت کردی
کہ وی گفت دیناری بده و تو قراضہ دادی و نیز یافتم کہ شیخ ابو
عبد اللہ رودباری بخانۂ مریدی اندر آمد وی حاضر نبود بفرمود تا متاع
خانۂ وی را ببازار بردند چون مرید اندر آمد ازان معنی خرّم شد اما
هیچ چیز نگفت بحکم انبساط شیخ و چون زن اندر آمد آن معنی بدید اندر
خانہ شد و جامۂ خود بکند و اندر انداخت و گفت این هم از جملۂ
متاع خانہ است و همان حکم دارد مرد بانگ بر وی زد و گفت این
تکلّف کردی و زن گفت کہ ای مرد آنچہ شیخ کرد آن جود او بود
باید کہ ما متکلّفی کنیم تا جود ما نیز پدیدار آید گفت بلی ما چون شیخ
را (ص ۲۳۸) بجود مسلّم کردیم آن از ما عین جود بود و جود اندر ص ۲۳۸

صفت آدمی متکلف بود و مجاز پیوسته مرید باید که ملک و نفس خود را مبذول دارد اندر موافقت امر خداوند و ازان بود که سهل بن عبداللہ گفت رضی اللہ عنہ الصوفی دمه هدر و ملکه مباح و از شیخ ابو مسلم فارسی شنیدم که گفت وقتی من با جماعتی قصد حجاز کردیم و اندر نواحی حلوان کُردان راه ما بگرفتند و خرقہ هاى که داشتیم از ما بستدند من نیز با ایشان بنیاویختیم و فراغ دل ایشان بجستیم یکی بود اندر میان ما که اضطرابی می کرد کُردی شمشیر وی بکشید و قصد کشتن وی کرد ما جمله مر آن کُرد را شفاعت کردیم گفت روا نباشد که من این کذاب را زنده بگذارم لا محاله من این را بخواهم کشت ما علت کشتن از وی بپرسیدیم گفت ازانچه وی صوفی نیست و اندر صحبت اولیا خیانت می کند این چنین کس نا بوده به بگفتیم از برای چه گفت ازانچه کمترین درجه مر متصوفہ را جود ست و او را اندرین خرقہ پارهٔ چندین بند ست این چگونه صوفی باشد که چندین خصومت با یاران خود می کند که ما چندین سال ست که کار شما می کنیم و راه شما می رویم و علایق از شما قطع می کنیم و گویند که عبد اللہ بن جعفر بنخل به گروهی بر گذشت غلامی حبشی را دید که رعایت گوسفندان کردی و سگی آمده بود و پیش وی نشسته وی قرصی بیرون کرد و فرا وی داد و دیگری و سه دیگری عبد اللہ (ص ۲۲۹) فرا پیش وی رفت و گفت ای غلام قوت تو هر روز چندانست گفت که دیدی گفت پس وین سگ چرا دادی گفت ازانچه این جای سگان نیست و او از راه دُور بدین امید آمده است از خود نپسندیدیم که رنج وی ضائع کنم عبد اللہ را آن خوش آمد آن غلام را با آن گوسفندان و آن نخل بخرید و غلام را آزاد کرد و گفت آن گوسفندان و حایط ترا بخشیدم غلام بر وی دعا کرد و گوسفندان صدقہ داد و مال سبیل کرد و ازانجا برفت مروی بدر سرای حسین بن علی رضی اللہ عنهما آمد و گفت ای پسر

ص ۲۲۹

پیغمبر خدای مرا چهار صد درم سیم وام ست امیر المومنین حسین رضی الله عنہ فرمود تا چهار صد درهم بدو دادند و گریان اندر خانہ شد گفتند چرا می گرئی ای فرزند پیغمبر گفت ازانچہ در تفحص حال این مرد تقصیر کردم تا وی را بذل سوال آوردم و ابو سهل صعلوکی هرگز صدقہ بدست هیچ درویشی نهادی و چیزی کہ بخشیدی اندر دست کس ندادی بر زمین بنهادی تا برداشتندی از وی بپرسیدند وی گفت دنیا را آن خطر نیست کہ اندر دست مسلمانی باید داد تا بد من علیا شد و بد وی سفلی شود و از پیغمبر صلی الله علیہ وسلم می آید کہ ده من مشک او را ملک حبشہ بفرستاد وی یک بار اندر آب کرد بر خود و بر یاران خود مالید و از انس رضی الله عنہ می آید کہ مردی بنزدیک سید عالم آمد سید عالم صلی الله علیہ وسلم وی را یک وادی میان دو کوه پُر گوسفند بخشید (ص۴۱۴) چون وی بقوم خود باز گشت گفت یا قوماه سلمان شوید کہ محمدّ عطا می بخشد کہ وی از درویشی نترسد و هم از انس روایت کنند کہ سیّد عالم را صلی الله علیہ وسلم هشتاد هزار درم بیاوردند وی آن بر گلیمی فرو ریختند تا هم نداد از جای بر نخاست مرتضٰی علی گوید رضی الله عنہ کہ من نگاه کردم اندران حال بر شکم بستہ بود از گرسنگی و من دیدم درویشی را از متاخران کہ سلطانی سی صد درم سنگ زر سادہ بفرستاد کہ این بگرمابہ بده وی بگرمابہ شد و این جملہ بگرمابہ بآن داد و برفت و پیش ازین اندر مذهب نوریان در باب ایثار اندرین معنی کلمات گفتہ ام و اینجا برین اختصار کردیم و الله اعلم بالصواب،

## کشف الحجاب السابع فی الصوم

خدا عزّ و جلّ گفت يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ آیہ و سیّد عالم صلی الله علیہ وسلم گفت کہ جبریل علیہ السلام مرا خبر داد کہ خدای تعالی گفت کہ الصوم لی و انا اجزی بہ روزه ازان منست و بجزای آن من

اولی ترم ازانچه عبادت سرّی ست که بظاهر هیچ تعلّق ندارد و غیر را
اندران هیچ نصیبی نیست و جزای آن ازین سبب بی نهایت بود و گویند که
دخول بهشت خلق را برحمت بود و درجه بعبادت و خلود بجزای روزه ازانچه حق
تبارک و تعالی گفت انا اجزی به و جنید گفت رضی الله عنه الصوم نصف الطریقة
روزه داشتن نیمی از طریقت ست و دیدم از مشایخ (ص ۲۴۱) که روزه پیوسته ص ۲۴۱
داشتندی و دیدم که جز ماه رمضان نداشتند و آن مر التماس اجر را بود و
این ترک اختیار خود و ریا را و دیدم که روزه داشتندی و کس ندانستی چون
طعام پیش آوردندی بخوردندی و این موافق تر ست مر سنّت را بخبر عایشه
و حفصه رضی الله عنها که پیغمبر صلی الله علیه وسلم بنزدیک ایشان
اندر آمد گفتند انا قد خبأنا لك حَیْسًا قال علیه السلام اما انی کنت اریید
الصوم ولکن قربیه ساصوم صوما مکانه دیدم که ایّام بیض و عشرهای ماه مبارک
روزه بداشتندی تا رجب و شعبان و رمضان نیز بداشتندی و نیز دیدم که
صوم داود علیه السلام داشتندی که آن را پیغامبر علیه السلام خیر الصیام خوانده است
و آن صوم روزی و فطر روزِ دیگر من وقتی بنزدیک شیخ احمد بخاری
اندر آمدم طبقی حلوا اندر پیش وی نهاده بود و همی خورد بمن اشارتی کرد
من بر حکم عادت کودکی گفتم روزه می دارم گفت چرا گفتم بر موافقت فلان
گفت درست نباید مر خلق را با خلق موافقت من قصد کردم تا روزه بگشایم
گفت چون از موافقت وی تبرّا می کنی پس موافقت من مکن که من
هم از خلقم و این هر دو چون یکی باشد و حقیقت روزه امساک باشد و
کلّ طریقت اندرین مضمر ست و کمترین درجه اندر روزه گرسنگی است و الجوع
طعام الله فی الارض گرسنگی طعام خداوند ست اندر زمین و گرسنگی بهمه زبانها
اندر میان خلق ستوده است شرعاً و عقلاً پس وجوب روزه یک ماه باشد
پیوسته بر عاقل (ص ۲۴۲) بالغ مسلم صحیح مقیم و ابتدای آن از رؤیت ص ۲۴۲

هلال ماه رمضان بود یا کمال ماه شعبان و مر هر روزی را نیتی صحیح باید و شرط صادق امّا امساک را شرایط بسیار است چنانکه جوف را از شراب و طعام نگاه دارد باید که چشم را از نظارهٔ شهوت و گوش را از استماع غیبت و زبان را از گفتن لغو و آفت و تن را از متابعت دنیا و مخالفت شرع نگاه دارد و آنگاه این کس به حقیقت روزه دار باشد که رسول صلی اللہ علیہ وسلم گفت مر یکی را اذا صمت فلیصم سمعك و بصرك و لسانك و یدك و كل عضو منك و نیز گفت ربّ صائم لیس له من صیامه الّا الجوع و العطش بسیار روزه دار که فایده نیست مر او را از روزه جز گرسنه و تشنه بودن و من که علی بن عثمان الجلابی ام رضی اللہ عنہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم را بخواب دیدم گفتم یا رسول اللہ اوصنی گفت احبس حواسك حواس خود را حبس کن که اندر حبس کردن تمامی مجاهده باشد از آنچه کلیّت علوم را حصول ازین پنج در حواس بود یکی دیدن و دیگر شنیدن و سیوم چشیدن و چهارم بوئیدن و پنجم بسودن و این پنج حواس سپاه سالاران علم و عقلند چهار را ازین ها محلّ مخصوص است و یکی اندر همه اندام شایع است چشم محل نظر است که آن گون و لون بیند و گوش محل سمع که آن خبر و صوت شنود و کام محلّ ذوق که آن مزه و بی مزگی داند و بینی محلّ شم که آن بوی خوش و گنده داند و لمس را محل مخصوص نیست (ص ۴۴۲) ص ۴۴۳ و آن شایع ست اندر همه اعضا که آن نرمی و گرمی و سردی و درشتی داند و هیچیز نیست که آن معلوم آدمی گردد از علوم که نه حصول آن ازین پنج در باشد مگر بدیهی و الهام حق تعالی و اندران آفت نباشد و اندرین هر دری از حواس خمس صفوی و کدری است چنانکه علم و عقل و روح را اندران مساغ و مجال ست مر نفس و وهم و هوا را نیز هست که این آلت مشترک ست میان طاعت و معصیت و سعادت و شقاوت پس

ولایت حق تعالی اندر سمع و بصر رؤیت و استماع خیر است و ازان نفس استماع
دروغ و نظر شهوت و اندر لمس و ذوق و شم موافقت امر و متابعت سنّت است
و ازان نفس مخالفت فرمان حق و شریعت پس باید تا روزه دار این جمله حواس
را بند کند تا از مخالفت بموافقت آید تا روزه دار بود و روزه که از طعام
و شراب باز باشی کار کودکان و فعل پیر زنان بود و روزه از ملجا و
مشرب و مهرب باید کرد که خداوند تعالی گفت کرد مَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَا يَأْكُلُونَ
الطَّعَامَ و نیز گفت أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ
ما هر مطبوع را نیازمند طعام گردانیدیم و خلق را برای بازی نیافریدیم پس
امساک از لهو و حرام می باید کرد نه از اکل حلال عجب دارم ازانکه
گوید روزهٔ تطوع داریم و از فریضه دست بدارد که معصیت ناکردن فریضه
است و روزه پیوسته داشتن سنّت نعوذ بالله من قسوة القلب (ص ۳۲۲) ص ۳۲۱
و چون کسی را از معصیت عصمت بود خود همه احوال وی صوم بود
و گویند که سهل بن عبد الله التستری رحمة الله علیه آن روز که از مادر
بزاد صایم بود و آن روز که از دنیا برفت هم صایم بود گفتند این چگونه
باشد گفتند آن روز که مولود وی بود تا نماز شام هیچ شیر نخورد و چون
از دنیا بیرون شد روزه‌دار بود و این روایت ابو طلحة المالکی آرد رضی
الله عنه امّا اندر روزهٔ وصال نهی آمده است از پیغامبر صلی الله علیه وسلم
که چون وی وصال کردی صحابه نیز با وی موافقت کردندی گفت شما وصال
مکنید انّی لست کاحدکم انّی ابیت عند ربّی یطعمنی و یسقینی که من چون
شما نیستم که مرا از حق تعالی هر شب طعام و شراب آرند پس ارباب
مجاهدات گفتند که آن نهی شفقت است نه نهی تحریم و گروهی گفتند که
خلاف سنّت باشد روزه وصال آوردند امّا بحقیقت وصال خود محال باشد
ازانچه چون روز بگذشت شب روزه نباشد و چون عقد روزه بشد وصال

بناشد و از سهل بن عبد الله التستری روایت کنند که هر پانزده روز یک بار
طعام خوردی و چون ماه مبارک رمضان بودی تا به عید چیزی نخوردی و هر
شب چهار صد رکعت نماز کردی پس از امکان طاقت آدمیت بیرون ست و جز
بمشرب الهی این نتوان کرد و این تاییدی باشد که عین آن غذای وی گردد
یکی را غذا طعام دنیا بود یکی را غذا تایید مولی و معروف ست (ص ۴۴۵) ص ۴۴۵
از شیخ ابو نصر سرّاج طاؤس الفقرا صاحب لمع رحمة الله علیه که وی ماه
رمضان ببغداد فرا رسید و اندر مسجد شونیزیهٔ او را خانهٔ بخلوت بدادند و
امامی درویشان باو تسلیم کردند وی تا عید اصحاب را امامی کرد و اندر تراویح
پنج ختم بکرد هر شب خادم قرصی بدان در خانه او اندر دادی چون
روز عید شد وی برفت خادم بنگاه کرد هر سی قرص بر جای بود و
علی بن بکّار رحمة الله علیه روایت کند که حفص مصیصی را دیدم که اندر ماه
رمضان جز پانزدهم روز چیزی نخورد و از ابراهیم ادهم رحمة الله علیه روایت
می کنند که در ماه رمضان از ابتدا تا انتها چیزی نخورد و ماه تموز بود
و هر روز بمزدوری گندم در وی بکردی و آنچه بستدی بدرویشان دادی و
همه شب تا روز نماز کردی وی را نگاه داشتند نبخورد و نه بخفت و
از شیخ ابو عبد الله ابن خفیف می آید رحمة الله علیه که چون از دنیا
بیرون شد چهل چهله پیاپی بداشته بود و من پیری دیدم که در بیابانی
پیوسته هر سال دو چهله بداشتی و دانشمند ابو محمد بابغزوی رحمة الله علیه
چون از دنیا بیرون شد من آنجا حاضر بودم هشتاد روز بود تا هیچ
چیز نخورده بود و هیچ نمازش از جماعت زفت درویشی دیدم از متاخران
که هشتاد شبا روز بود هیچ چیزی نخورده و هیچ نمازش از جماعت نه
رفت اندر مرو دو پیر بودند یکی مسعود نام و یکی شیخ ابو علی سیاه رحمها
الله مسعود رحمة الله بدو کس فرستاد (ص ۴۴۷) که این دعاوی تا چند ص ۴۴۷

بیا تا چهل روز بنشینیم که هیچ چیز نخوریم ابو علی گفت بیا تا هر روز
شبان چیزی بخوریم و چهل روز به یک طهارت باشیم و اشکال این مسئله
هنوز بر جاهلیت جهال بدین تعلق کنند که وصال روا باشد و اطبّا اصل این
معنی را انکار کنند و من بیان این بتمامی بگویم تا اشکال حل شود بدانکه
وصال کردن بی ازانکه خلل اندر فرمان خداوند اندر آید کرامت بود و کرامت
محلّ خصوص ست نه محلّ عموم و چون حکم آن عام نباشد امر بدان درست
نیاید و اگر اظهار کرامت عام بودی ایمان جبر شدی و معرفت عارفان را
ثواب نبودی چون رسول صلی الله علیه وسلم صاحب معجزه بود وصال آشکارا کرد
و مر اہل کرامت را از اظهار آن کہ کرامات را شرط ستر باشد و معجزه
را کشف و این فرق واضح ست میان معجزه و کرامت و این مقدار کفایت
بود آن را کہ هدایت بود و اصل چهلهٔ ایشان تعلق بحال موسی دارد صلوات
الله و سلامہ علیہ و اندر حال مقام مکالمه درست آید و چون خواهند کہ کلام
خداوند بستر بشنوند چهل روز گرسنه باشند و چون سی روز بگذرد مسواک
کنند و از بعد آن ده روز دیگر بباشند لا محاله خداوند بستر ایشان سخن
گوید ازانچہ هر چہ مر انبیا را باظهار روا بود اولیا را باسرار روا باشد
پس شنیدن کلام حق با بقای طبع روا نباشد و چهار طبع را چهل
روز نفی مشرب و غذا باید تا مقهور گردند و بکلّ ولایت مر صفای
محبّت و لطایف روح را شود و بدین موافق ست باب الجوع و ما
حقیقت آن را مکشوف گردانیم تا معلوم شود حقیقت انشاء الله تعالی'

---

# بابُ الجوع وما يتعلّق بها

خداوند گفت عزّ و جلّ وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرَاتِ و پیغامبر گفت علیه الصلوٰة و السلام بطن جایع احبّ الی الله من سبعین عابداً غافلاً بدانکه گرسنگی را شرف بزرگ ست بنزدیک جمله امم و ملل ستوده است ازانچه از روی ظاهر گرسنه را خاطر تیز تر بود و قریحه وی مهذّب گردانیده باشد لانّ الجوع للنفس خضوع و للقلب خشوع جائع را تن خاضع بود و دل خاشع ازانچه قوّت نفسانی بجوع ناچیز گردد و رسول گفت صلی الله علیه وسلم اجیعوا بطونکم و اعروا اجسادکم و اظمأوا اکبادکم لعلکم تلوبکم تری الله عیانا فی الدنیا شکم ها را گرسنه دارید و جگر ها را تشنه دارید و تن ها را برهنه دارید تا مگر خداوند تعالی را به بینید بدل در دنیا اگرچه تن را از گرسنگی بلا بود دل را بدان ضیا بود و جان را صفا بود و سرّ را لقا بود و چون سرّ لقا یابد و جان صفا و دل ضیا چه زیان اگر تن بلا بیند که سیر خوردگی را بس خطری نیست که اگر خطری بودی ستوران را سیر نگردانیدی که سیر خوردگی کار ستوران بود و گرسنگی علاج بیماران و نیز گرسنگی عمارت باطن و سیر خوردگی عمارت بطون یکی عمر اندر عمارت باطن کند تا مر حق را مفرد شود و از علایق مجرّد شود و چگونه برابر بود با آنکه عمر اندر عمارت بدن کند و خدمت هوای تن کند یکی را عالم از برای خوردن باید و

یکی را خوردن (ص ۴۴۸) از برای عبادت کردن بسیار فرق باشد میان این و آن کان المتقدمون یاکلون لیعیشوا و انتم تعیشون لتاکلوا متقدمان از برای زیستن می خوردند و زیستن شما از برای خوردن الجوع طعام الصدیقین و مسلک المریدین و قید الشیاطین بیرون افتادن آدم از بهشت و دور گشتن وی از جوار حق تعالی بعد قضاء الله از برای لقمه بود و بحقیقت آنکه اندر جوع مضطر بود جائع بناشد ازانچه طالب اکلِ خود آکل بود ورا درجه جوع بود تارک اکل بود نه از اکل ممنوع بود و آنکه اندر حالِ وجود اکل ترک آن بدید و بار و رنجِ گرسنگی بکشد وی جائع باشد و قیدِ شیطان و حبس هوای نفس بجز گرسنگی نباشد و کتّانی رحمة الله علیه گوید من حکم المرید ان یکون فیه ثلثة اشیاء نومه غلبة و کلامه ضرورة و اکله فاقة شرط مرید آن بود که اندر وی سه چیز موجود بود یکی خواب وی بجز غلبه نباشد و سخنش بجز بضرورت نه و خوردنش جز بفاقه نه و فاقه بنزدیک بعضی دو شبان روز بود و بنزدیک بعضی سه شبانه روز و بنزدیک بعضی یک هفته و بنزدیک بعضی چهل روز ازانچه محققان بدانند که جوع صادق چهل شبانه روز یکبار بود و آن جان داری بود در آن میان آنچه پدیدار آید آن شره و غرور طبع بود بدان عافاک الله که عروق اہل معرفت جمله برهانِ اسرار خداوند ست و دل های شان موضع نظر متعالی است و آن دلها اندر صدور شان درها گشاده است و عقل و هوا بر درگاه ایشان نشسته است (ص ۴۴۹) روح مر عقل را مدد می کند و نفس مر هوا را مددی و هر چند که طبایع آدمی باغذیه پرورش بیش یابند نفس قوی تر شود و هوا تربیت بیشتر یابد و صولت او اندر اعضا پراگنده تر می شود و اندر هر عرقی از عروق مردم حجابی دیگر گونه پدیدار آید و چون طالب اغذیه از نفس باز گیرد هوا ضعیف تر می شود و عقل قوی تر

ص ۴۴۸
ص ۴۴۹

می گردد و قوّتِ نفس از عروق گسسته تر می شود و اسرار و براهین وی ظاهر تر می گردد و چون نفس از حرکات خود فرو ماند و هوا از وجود خود فانی شود ارادت باطل اندر اظهار حق محو شود آنگاه کلّ مرادِ مرید حاصل شود و از ابو العبّاس قصاب می آرند که گفت طاعت و معصیت من اندر دو گروه بسته است چون بخیلم مایۂ همه معاصی اندر خود بیابم و چون دست از آن بدارم اصل همه طاعت از خود ببینم اما گرسنگی را ثمره و مشاهده بود که مجاهده قاید آنست پس سیری با مشاهدت بهتر از گرسنگی با مجاهدت ازانچه مشاهدت معرکه گاه مردان ست و مجاهدت ملاعبت صبیان فالشبع بشاهد الحق خیر من الجوع بشاهد الخلق و اندرین معنی سخن بسیار ست امّا من برین اختصار کردم به خوف تطویل کتاب را و باللّٰه التوفیق۔

## کشف الحجاب الثامن فی الحج

خداوند تعالیٰ گفت جلّ جلاله وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلاً و از فرایض ایمان بر بنده یکی حج باشد اندر حال صحت عقل و بلوغ و اسلام و حصول (ص ۲۵۰ الف) استطاعت و آن احرام بود بمیقات و وقوف اندر عرفات و طواف زیارت باجماع و باختلاف سعی میان صفا و مروه و بی احرام اندر حرم نشاید رفت و حرم را بدان حرم خوانند که اندر وی مقام ابراهیم ست و محل امن پس ابراهیم علیه السلام را دو مقام بوده است یکی مقام تن و دیگر مقام دلش مقام تن مکّہ و مقام دل خُلّت هر که قصد مقام تن وی کند از همه شهوات و لذّات اعراض باید کرد و محرم باید بود و کفن اندر پوشید و دست از صید حلال باید بداشت و جمله حواس را در بند کرد و بعرفات حاضر شد و ازآنجا بمزدلفه و مشعر الحرام رفت و سنگ بر گرفت و بمکّہ کعبه را طواف کرد و بمنا آمد و آنجا سه روز

بود و سنگها بشرط بینداخت و آنجا موی باز کرد و قربان کرد و جامها اندر
پوشید و باز چون کسی قصد مقام دل وی کند از مالوفات اعراض باید کرد
و ترک لذات و راحات بگفت و از ذکر اغیار معرض شد از انچه التفاتِ وی
بکون محظور باشد آنگاه بعرفات معرفت قیام کرد و ازانجا قصد مزدلفهٔ الفت کرد
و ازانجا سرّ را بطواف حرام تنزیه حق فرستاد و سنگ هوا ها را و خاطر های
فاسد را بمنای امان بینداخت و نفس را اندر منحر گاه مجاهدت قربان کرد تا
بمقام خلت رسد پس دخول مقام تن امان باشد از دشمن و شمشیر ایشان و
دخول مقام دل امان بود از قطیعت و اخوات آن و رسول گفت صلی الله علیه وسلم
الحاج وفد الله یعطیهم ما سالوا و یستجیب لهم ما دعوا حاج وفد خداوند باشند
بدهد شان آنچه خواهند و اجابت کند (ص ۱۵۱) بدانچه دعا کنند و تسلیم کند بدانچه
خواهند و پاسخ کنند و گروه دیگر جاه خواهند و این گروه دیگر نه بخواهند و نه دعا کنند چنانکه
ابراهیم پیغامبر صلوات الله و سلامه علیه کرد اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ
لِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ و چون ابراهیم علیه السلام بمقام خلت رسید از علایق فرو شد
و دل از غیر بگسست حق تعالی خواست تا وی را بر سر خلایق جلوه کند
نمرود را بگماشت تا میان وی و میان مادر و پدرش جدائی افگند و آتشی
بر افروخت ابلیس بیامد و منجنیق بساخت و وی را اندر خام گاوٌ بدوختند و اندر
پلهٔ منجنیق نهادند جبرئیل علیه السلام بیامد و پلهٔ منجنیق گرفت و گفت هل لك
حاجةٌ ابراهیم علیه السلام گفت امّا الیك فلا گفت پس بخدای هم حاجت
نداری گفت حسبی من سوالی علمه بحالی گفت مرا خود آن بسنده باشد که
او می داند که مرا از برای او در آتش می اندازند علم او بمن زبان مرا
از سوال منقطع کرده است و محمد بن فضل گوید رحمة الله علیه عجب ازان
دارم که در دنیا خانهٔ وی طلبند چرا نه اندر دل مشاهده وی طلبند و
خانه وقت باشد که باشد و وقت باشد که نباشد و در دل مشاهده لامحاله

باشد اگر زیارت سنگی که اندر سالی بدو نظری باشد فریضه بود و دلی که
شبانروزی بدو سی صد و شصت نظر بود بزیارت او اولی تر باشد امّا اهل
تحقیق را اندر هر قدم از راه مکّه نشانی ست و چون بحرم رسند از هر یکی
خلعتی یابند و ابو یزید گوید رحمة الله علیه (ص ۴۵۲) هر کرا ثواب و جزای
عبادت بفردا افتاد خود امروز او عبادت نکرد که ثواب هر نفسی از عبادت و مجاهدت
اندر حال حاصل ست و هم گوید که به نخستین حجّ من بجز خانه هیچیز ندیدم و
دوم بار هم خانه دیدم و هم خداوندِ خانه و سیوم بار خداوند خانه را دیدم و
هیچ خانه را ندیدم و در جمله آنجا بود که مشاهده تعظیم بود آن را که کل
عالم میعاد گاه قربت و خلوت گاه انس نباشد وی را از دوستی هنوز چیز نباشد
و چون بنده مکاشف بود عالم جمله حرم وی بود و چون محجوب باشد حرم
ورا اظلم عالم بود مصرع اظلم الاشیاء دار الحبیب بلا حبیب پس قیمت مشاهده رضا
را ست اندر محل خلّت که خداوند سبب آن معنی دیدار کعبه را گردانیده
است نه قیمت کعبه را ست امّا مسبّب را بهر سبب تعلّق می باید
کرد تا عنایت حقّ تعالی از کدام کمین گاه روی نماید و از کجا پیدا
شود و مراد طالب از کجا روی نماید پس مراد مردان اندر قطع مفازات و
بوادی نه غیر حرم بوده است که دوست را رؤیت حرم حرام بود که مراد
مجاهده بوده است اندر شوق متقلقل و به آرزوی گذاری اندر محبّت دایم
و یکی نزدیک جنید آمد او را گفت از کجا می آئی گفت بحجّ بوده ام
جنید رحمة الله علیه گفت حج کردی گفت بلی گفت از ابتدا که از خانه
برفتی و از وطن رحلت کردی از همه معاصی رحلت کردی گفتا نه پس گفت
رحلت نکردی گفت چون از خانه رفتی اندر هر منزلی بشب مقام کردی مقامی
از طریق حقّ اندران مقام (ص ۴۵۳) قطع کردی گفتا نه گفت پس منازل
نه بسپردی گفت چون محرم شدی بمیقات از صفات بشریّت جدا نشدی چنانکه

ص ۴۵۲
ص ۴۵۳

از جامه و عادات گفتا نه گفت پس محرم نشدی گفت چون بعرفات واقف شدی اندر کشف مشاهده وقفه پدیدار آمد یا نه گفتا نه گفت پس بعرفات نه استادی گفت چون بمزدلفه شدی و مرادت حاصل شد همه مرادهای نفسانی را ترک کردی گفتا نی گفت پس بمزدلفه نشدی گفت چون خانه را طواف کردی بدیدهٔ سر اندر محل تنزیه لطایف حضرت جمال حق را دیدی گفتا نه گفت پس طواف نکردی گفت چون سعی کردی درمیان صفا و مروه مقام صفا و درجهٔ مروت را ادراک کردی گفتا نه گفت هنوز سعی نکردی گفت چون بمنا آمدی منیتهای تو از تو ساقط شد گفتا نه گفت هنوز بمنا نرفتی گفت چون بمنحرگاه آمدی و قربان کردی خواستهای نفسانی را قربانی کردی گفتا نه گفت پس قربان نکردی گفت چون سنگ انداختی هر چه با تو صحبت داشت از معانی نفسانی همه بینداختی گفتا نه گفت پس هنوز سنگ نینداختی و حج نکردی باز گرد و بدین صفت حج بکن تا بمقام ابراهیم برسی شنیدم که یکی از بزرگان اندر مقابلهٔ کعبه نشسته بود و می گریست و این ابیات را بر زبان می راند. شعر

و اصبحت یوم النحر و العیس ترحل

و کان حُدَی الحادی بنا وهو مُعجل

اسایل عن سُلمی فهل من مُخَبِّر

بانّ له علماً بها این تنزل

لقد افسدت حجّی و نسکی و عمرتی (ص ۳۵۲)

و فی السر لی شغل عن الحجّ مشغل

سارجع من عامی لحجّة قابل

فانّ الّذی قد کان لا یتقبّل

فضیل بن عیاض رحمة الله علیه گوید جوانی دیدم اندر موقف خاموش استاده و

ص ۳۵۲

سر فرو افگنده همه خلق اندر دعا بودند و وی خاموش می بود گفتم ای
جوان چرا تو نیز دعائی و انبساطی بکنی گفت مرا وحشتی افتاده است
و وقتی که داشتم از من فوت شده هیچ روی دعا کردن ندارم گفتم
دعا کن تا خداوند تعالی ببرکات دعای این جمع ترا بسر مراد تو رساند
گفت خواست که دست بر آرد و دعا کند نعره ازو جدا شد و
جانش با آن نعره برآمد و ذو النون مصری گوید رحمة الله علیه جوانی دیدم
بمنا ساکن نشسته بود و همه خلق بقربانی ها مشغول من اندر وی بنگاه
می کردم تا چه کند و کیست جوان گفت بار خدایا همه خلق بقربانی ها
مشغولند من نیز می خواهم که نفس خود را قربان کنم اندر حضرت تو از
من بپذیر این بگفت و بانگشت سبابه بگلو خود اشارت کرد و بیفتاد و
چون نگاه کردم روح از وی جدا شده بود رحمة الله علیه پس حج ها بر
دو گونه بود یکی اندر غیبت و دیگر اندر حضور آنکه اندر جوار مکه در
غیبت باشد چنان بود که اندر خانهٔ خود اندر غیبت بوده باشد ازانچه
غیبتی از غیبتی اولی تر نباشد و آنکه اندر خانهٔ خود حاضر باشد چنان
بود که بمکه حاضر باشد حضرتی از حضرتی اولی تر نه باشد پس حج
مجاهدتی است مر کشف مشاهدت را و مجاهدت علت مشاهدت نه
بلکه سبب (ص ۴۵۵) آنست و سبب را اندر حقیقت معانی تاثیری بیشتر
نباشد پس مقصود از حج نه دیدار خانه باشد که مقصود کشف مشاهدت
باشد اکنون بابی که متضمن این معنی باشد بیارم تا بحصول مقصود تو
متقرب باشد و الله اعلم بالصواب،

ص ۴۵۵

# باب المشاهده

پیغامبر گفت صلی الله علیه وسلم اجیعوا بطونکم دعوا الحرص و اعروا اجسادکم قصّروا الامل و اظماؤا اکبادکم دعوا الدّنیا لعلّکم ترون الله بقلوبکم و نیز گفت اندر حال سوال جبرئیل علیه السلام از احسان اعبدوا الله کانّك تراه فان لم تکن تراه فانّه یراك و . وحی فرستاد بداؤد علیه السلام یا داود أ تدری ما المعرفة قال لا قال هی حیوة القلب فی مشاهدتی و مراد این طایفه از عبارت مشاهدت دیدار دل است که بدل حق تعالیٰ را می بیند اندرخلاوملابیچون وبیچگونه و ابو العبّاس بن عطا گوید اندر قول خدای عزّ و جلّ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ بالمجاهدة ثُمَّ اسْتَقَامُوْا علی بساط المشاهدة و حقیقت مشاهدت بر دو گونه باشد یکی از صحّت یقین و دیگر از غلبهٔ محبّت که دوست در غلبهٔ محبّت بدرجهٔ برسد که کلّیّت وی همه حدیث دوست گردد جز وی را نه بیند و محمد بن واسع گوید رحمة الله علیه ما رأیت شیئاً قط الّا و رایت الله فیه ای بصحة الیقین ندیدم هیچیز الّا که خدای تعالیٰ را اندران بدیدم و یکی از مشایخ گوید رحمة الله علیه ما رایت شیئا الا و رایت الله قبله و این دیدار بود از حق بخلق و شبلی گوید رحمة الله علیه (ص ۲۵۶) ما رأیت شیئا قط الّا الله یعنی بغلبات المحبة و غلیان المشاهدة پس یکی فعل بیند و بچشم سر و دران نظر فاعل بیند بچشم سر و باز

یکی را محبّتِ فاعل از کل برباید تا خود همه فاعل بیند پس طریق این استدلالی
بود و ازان سر او جذبی و معنی این آن بود که یکی مستدلّ بود تا اثبات
دلایل حقایق بر وی عیان گردد و یکی مجذوب و بروده شوق حق باشد یعنی
دلایل و حقایق او را حجاب آید لانّ من عرف شیئاً لا یهاب غیره و من
احبّ شیئاً لا یعارف و لا یطالع غیره فیترك المنازعة معه و الاعتراض
علیه فی احکامه و افعاله اگر بشناسد با غیر نیارامد و اگر دوست دارد غیر نه بیند
پس بر فعل منازعت نکند تا منازع نباشد و بر گروش اعتراض نکند تا متصرف
نباشد و خداوند تعالی از رسول صلی الله علیه وسلم و معراجِ وی ما را خبر داد
و گفت مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰی من اشدّ شوقه الی الله چشم بهیچ چیز
باز نکرد تا آنچه بابلیست بدل بدید هر گاه که محبّ چشم از موجودات فراز
کند لا محاله بدل موجد را بیند و خدای عزّ و جلّ گفت لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیَاتِ
رَبِّهِ الْکُبْرٰی و نیز گفت قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ ای ابصار
العیون من الشهوات و ابصار القلوب عن المخلوقات پس هر که بمجاهدت
چشم سر را از شهوات بخواباند لا محالة حق را بچشم سرّ ببیند فمن کان
اخلص مجاهدة کان اصدق مشاهدة پس مشاهده باطن مقرون مجاهده ظاهر
(ص ۲۵۷) بود و سهل بن عبد الله تستری رحمة الله علیه گوید من غضّ ص ۲۵۷
بصره عن الله طرفة عین لا یهتدی طول عمره هر که بصرِ بصیرت بیک
طرفة العین از حق فراز کند هرگز راه نیابد از انچه التفاتِ غیر باز گشتن بود
بغیر هر کرا بغیر باز گذاشتند هلاک شد پس اهل مشاهدت عمر آن بود که
اندر مشاهدت بود و آنچه اندر مغایبه بود آن را از عمر نشمرند که آن به
حقیقت مر ایشان را مرگ بود چنانکه ابو یزید را رحمة الله علیه پرسیدند که
عمر تو چند ست گفت چهار سال هست گفتند این چگونه بود گفت هفتاد
سال ست تا اندر حجاب دنیا ام اما چهار سال ست تا وی را می بینم

روزگار حجاب از عمر نباشد و شبلی گوید رحمۃ اللّٰہ علیہ اندر حال دعا اللھم اخباء الجنّۃ و النار فی خبایا غیبك حتّٰی تُعبَد بغیر واسطۃ بار خدایا بھشت و دوزخ را اندر خزائن غیب خود نھان کن و یاد آن از دل خلق فراموش کن تا ترا از برای آن نپرستند چون در بھشت طمع را نصیب ست امروز بحکم یقین غافل عبادت از برای آن می کند چون دل را از محبّت نصیب نیست غافل لا محالہ از مشاھدت محجوب باشد و رسول علیہ السلام از شب معراج عایشہ را خبر داد کہ حقّ را ندیدم و ابن عباس روایت کرد کہ رسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم مرا گفت کہ حق را بدیدم پس خلق با این اختلاف بماندند و آنچہ بھتر بایست محب از میان ببرد امّا آنچہ گفت بہ دیدمش عبارت از چشم سّر کرد و آنچہ گفت ندیدم بیان از چشم سر کرد یکی ازین دو از اہل باطن بود ہ (ص ۴۵۸) و یکی از اہل ظاہر و سخن با ہر یک باندازہ فہم وی گفت ص ۴۵۸ پس چون بچشم سّر دید اگر واسطۂ چشم نباشد چہ زیان و جنید گوید رحمۃ اللّٰہ علیہ اگر خداوند مرا گوید کہ مرا ببین گویم نبینم کہ چشم اندر دوستی غیر بود و بیگانہ و غیرت غیریّت مرا از دیدار می باز دارد کہ اندر دنیا بی واسطۂ چشم ھمین دیدمش پس در عقبی واسطہ چہ کنم. شعر

انی لَاَحسدُ ناظریّ علیکا

فاغضّ طَرْفی اذا نظرت الیکا

دوست از دیدۂ خود دریغ دارد کہ دیدہ اش بیگانہ باشد پیری را گفتند خواھی تا خداوند را بہ بینی گفتا نہ گفتند چرا گفت موسٰی بخواست ندید و محمد علیہ الصلوۃ و السلام نخواست بدید پس خواستِ ما حجاب اعظم ما بود از دیدار حق تعالی ازانچہ وجود ارادت اندر دوستی مخالفت بود و مخالفت حجاب باشد و چون ارادت اندر دنیا سپری شدہ مشاھدہ حاصل آمد و چون مشاھدت ثبات یافت دنیا چون عقبی بود و عقبی

چون دنیا و ابو یزید گوید رحمۃ اللہ علیہ انّ للہ عبادا لو حجبوا عن اللہ فی الدنیا و الآخرۃ لارتدوا خداوند تعالی را بندگانند کہ اگر در دنیا و عقبی بطرفۃ العینی از وی محجوب گروند مرتد شوند یعنی پیوستہ مر ایشان را بدوام مشاہدہ می پرورد و بحیوۃ محبّت شان زندہ می دارد لامحالہ چون مکاشف محجوب گردد مطرود گردد و ذو النون مصری رحمۃ اللہ علیہ گوید روزی اندر مصر می رفتم کودکان را دیدم کہ سنگ اندر جوانی می انداختند گفتم از وی چہ می خواہید گفتند این مرد دیوانہ است گفتم بچہ علامت جنون بر وی پدید می آید گفتند می گوید (ص ۱۴۵۹) کہ من خداوند را می بینم گفتم ای جوان مردان تو می گوئی یا بہ تو می گویند گفتا بلی من می گویم کہ اگر من یک لحظہ حق را نبینم محجوب مانم و طاعتش ندارم امّا اینجا قومی را غلطی افتادہ است از اہل این قصہ و می پندارند کہ رؤیت قلوب و مشاہدہ آن صورتی بود کہ اندر دل وہم مر آن را اثبات کند اندر حالت ذکر و یا فکر و این تشبیہ محض و ضلالت ہویدا بود ازانچہ خداوند تعالی را اندازہ نیست تا اندر دل بوہم اندازہ توان کرد و یا عقل بر کیفیت وی مطلع شود و ہر چہ موہوم باشد آن ہم از جنس وہم باشد و ہر چہ معقول باشد از جنس عقل حق تعالی مجانس اجناس نیست و لطایف و کثایف جملہ جنس یکدیگرند اندر حالِ مضادۃ ایشان مر یکدیگر را جنس باشند ازانچہ اندر تحقیق توحید ضد جنس بود اندر جنب قدیم کہ اضداد محدث اند و حوادث یک جنس اند تعالی عن ذلك و عمّا یصفہ الملاحدۃ علوا کبیرا پس مشاہدہ اندر دنیا چون رویت بود اندر عقبی چون باتّفاق و اجماع جملۂ صحابہ اندر عقبی رؤیت روا بود پس مشاہدت اندر دنیا نیز روا بود پس فرق نباشد میان مخبری کہ از مشاہدت عقبی خبر دہد و میان مخبری کہ از مشاہدت دنیا خبر دہد و ہر کہ خبر دہد ازین دو معنی باجازۃ از مشاہدہ خبر دہد نہ

بدوی یعنی گوید که دیدار و مشاهدت روا بود امّا نگوید که مرا مشاهده بوده است و تا اکنون هست ازانچه مشاهدت صفت سرّ بود و خبر دادن عبارت زبان و چون زبان را از سرّ خبر بود تا عبارت کند این مشاهدت نباشد که دعوی بود ازانچه چیزی که حقیقت آن اندر عقول (ص ۴۶۰) ثبات نیابد زبان چگونه ازان عبارت تواند کرد و خبر بمعنی مجاز لانّ للمشاهدة قصور اللسان محصور الجنان پس ازین معنی سکوت را درجه برتر از نطق باشد ازانچه سکوت علامت مشاهدت بود و نطق نشان شهادت و بسیار فرق باشد بیان شهادت بر چیزی و بیان مشاهدت چیزی و ازان بود که پیغامبر صلی الله علیه وسلم اندر درجهٔ قرب و محل اعلی که حق تعالی وی را بدان مخصوص گردانیده بود گفت لا احصی ثناء علیك من ثنای ترا احصا توانم کرد ازانچه اندر مشاهدهٔ بود و مشاهده اندر درجه کمال دوستی یگانگی بود آنگاه گفت انت کما اثنیت علی نفسك تو آنی که بر خود ثنا گفتهٔ یعنی اینجا گفتهٔ تو گفتهٔ من باشد و ثنای تو ثنای من و من مر زبان را اهلیت آن ندانم که از حال من عبارت کند و نیز بیان را مستحق آن نه بینم که حال مرا ظاهر کند و اندرین معنی گوینده گوید شعر

تمنّیتُ من اهوی فلمّا رأیته
ابهتُ فلم املك لساناً و لا طرفاً

اینست احکام مشاهده بتمامی بر سبیل اختصار و بالله التوفیق٭

## کشف الحجاب التاسع فی الصحبة مع آدابها و احکامها

خداوند تبارک و تعالی گفت یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَ اَهْلِیْکُمْ نَارًا ای ادّبوهم و رسول صلی الله علیه وسلم گفت حسن الادب من الایمان و نیز گفت ادّبنی ربّی فاحسن تأدیبی پس بدانک زینت و زیب همه امور

دنیائی و دینی (ص ۱۲۷ب) متعلق بآداب است و هر مقامی را از مقامات اصناف نهلی ادبی است و متفق اند کافر و مسلمان و ملحد و موحد و سنی و مبتدع بر آنکه حسن ادب اندر معاملات نیکوست و هیچ رسم اندر عالم بی استعمال ادب ثابت نگردد و آداب اندر مردم حفظ مروت بود و اندر دین حفظ سنت و اندر محبت حفظ حرمت و این هر سه بیکدیگر پیوسته است ازانچه هر کرا مروت نباشد متابعت سنت نباشد و هر کرا حفظ سنت نباشد رعایت حرمت نباشد و حفظ ادب اندر معاملات از تعظیم مطلوب حاصل آید اندر دل و تعظیم حق و شعایر وی از تقوی بود و هر که به بی حرمتی تعظیم شواهد حق را بزیر پای کرد وی را اندر طریق تصوف هیچ نصیبی نباشد و بهیچ حال سکر و غلبه مر طالب را از حفظ آداب منع نکند ازانچه ادب مر ایشان را عادت بود و عادت قرینهٔ طبیعت بود و سکرت طبایع از حیوان اندر هیچ حال تصور ندارد که تا حیات بر جاست سکوت آن محال باشد پس تا شخص انسان بر جای ست اندر کل احوال آداب متابعت برایشان جاری ست انسان بر جا است گاه بتکلف و گاه بی تکلف شرط ادب نگاه می دارند و چون حال شان صحو بود ایشان بتکلف حفظ آداب می کنند و چون حال شان سکر بود حق تعالی ادب بر ایشان نگاه دارد و بهیچ صفت تارک الادب ولی نباشد لان المودة عند الآداب و حسن الآداب صفة الاحباب و هر کرا حق تعالی کرامتی دهد دلیل آن بود که حکم آداب دین را بر وی (ص ۱۲۷الف) نگاه دارد بخلاف گروهی از ملحده لعنهم الله که گویند که چون بنده اندر محبت مغلوب شود حکم متابعت از وی ساقط شود و این معنی بجای دیگر مبین تر بیارم انشاء الله تعالی اما آداب بر سه قسم است یکی اندر توحید با حق جل جلاله و آن چنان بود که اندر

ص ۴۶۲

خلا و ملا خود را از بی حرمتی نگاه دارد و معاملت چنان کند که اندر مشاهدهٔ ملوک کنند و اندر اخبار صحاح است که روزی پیغامبر صلی الله علیه وسلم گرد پای نشسته بود جبرئیل آمد و گفت یا محمد اجلس جلسة العبید بندهٔ چون بندگان نشین اندر حضرت خداوند گویند حارث محاسبی چهل سالی پشت بر دیوار باز ننهاد و جز بدو زانو ننشست از وی پرسیدند که خود را چرا رنج می داری گفت شرم دارم که اندر حضرت مشاهدت حق جز بنده وار بنشینم و من که علی بن عثمان الجلابی ام رضی الله عنه در دیار خراسان بدیهی رسیدم که آن را کُنْد می گفتند و درآن جا مردی بود معروف که وی را ادیب کندی خواندندی و فضل تام داشت این مرد بیست سال بپای ایستاده بود جز بتشهد نماز ننشستی از وی علت آن پرسیدم گفت مرا هنوز درجهٔ آن نیست که اندر مشاهده حق بنشینم و از ابو یزید رحمة الله علیه پرسیدند که بم وجدت ما وجدت قال بحسن الصحبة مع الله عزّ و جلّ بچه یافتی آنچه یافتی گفت با آنکه با حق تعالی صحبت نیکو و با ادب کردم و اندر خلا همچنان بودم که اندر ملا و عالمیان را باید که حفظ آداب اندر مشاهده معبود از زلیخا آموزند که چون با یوسف (ص ۴۶۳) خلوت کرد و از یوسف فرمان خود را اجابت خواست نخست روی بت خویش بچیزی بپوشید و یوسف صلوات الله و سلامه علیه گفت چه می کنی گفت روی معبود خود می پوشم که تا وی مرا با تو بدین بی حرمتی نه بیند که آن شرط ادب نباشد چون یوسف علیه السلام بیعقوب علیه السلام رسید و خداوند تعالی وی را وصال یوسف کرامت کرد زلیخا را جوان کرد و باسلام راه نمود و بزنی بیوسف داد یوسف قصد وی کرد زلیخا از وی می گریخت گفت ای زلیخا من آن دل ربای تو ام از من چرا می گریزی مگر دوستی من از دلت

ص ۴۶۳

پاک شده است گفت لا و اللہ کہ دوستی زیادت ست امّا من پیوستہ آداب
حضرت معبود خود نگاہ داشتہ ام آن روز کہ با تو خلوت کردم معبود من
بتی بود و با آنکہ وی را چشم نبود چیزی بر آن پوشیدم تا تہمت بی ادبی
از من بر خیزد اکنون من معبودی دارم کہ بینا ست بی مُقلت و آلت
و بھر صفت کہ باشم مرا می بیند و من نخواھم کہ تارک الادب باشم
و چون رسول را صلی اللہ علیہ وسلم بمعراج بردند از حفظ ادب بکونین
ننگریست تا خداوند تعالی گفت مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰی ما زاغ البصر
ای بروٴیۃ الدنیا و ما طغی ای بروٴیۃ العقبی و دیگر قسمت ادب با خود
اندر معاملت است و آن چنان باشد کہ اندر ھمہ احوال مروت را
رعایت کند با نفس خود تا آنچہ اندر صحبت خلق و حق بی ادبی
باشد اندر صحبت خود استعمال نکند و مثال این آن بود کہ جز راست
نگوید و آن چنان بود کہ آنچہ خود بر خلاف آن بود بر زبان نہ
راند کہ آن بی مروّتی باشد و دیگر آنکہ کم خورد تا بطہارت گاہ
(ص ۳۶۷) کمتر باید شد و سہ دیگر آنکہ اندر چیزی ننگرد ازان خود ص ۳۶۷
کہ بجز او را کسی دیگری نشاید نگریست کہ از امیر المؤمنین علی کرّم اللہ
وجھہ می آید کہ ھرگز عورت خود را ندیدہ بود و از وی پرسیدند
گفت من شرم دارم از خود کہ اندر چیزی نگرم کہ نظر باجناس آن
حرام بود و دیگر قسمت ادب با خلق بود و بزرگ ترین آداب صحبت
خلق آن است کہ اندر سفر و حضر با ایشان بحسن معاملت و
حفظ سنت باشی و این ھر سہ نوع آداب را از یکدیگر جدا توان
کرد و اکنون نیز بمقدار امکان مرا این را ترتیب دھم تا بر تو و بر
خوانندگان طریق آن سھل تر گردد انشاء اللہ تعالی٫

---

# بابُ الصحبۃ وما یتعلق بھا

خداوند گفت عزّ و جلّ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ای بحسن رعایتهم الاخوان مومنان کہ کردار ایشان نیکو بود خداوند عز و جلّ ایشان را دوست گیرد و دوست گرداند اندر دل ها بدانکہ دل ها نگاه دارند و حق ها برادران بگزارند و فضل ایشان بر خود بہ بینند و رسول گفت صلی اللّٰہ علیہ وسلم ثلث تصفّین لك ودّ اخیك ان تسلّم علیه ان لقیته و توسع له فی المجلس و تدعوه باحب اسمائه آن چہ وی فرمود صلی اللّٰہ علیہ وسلم از حسن رعایت و حفظ حرمت بود گفت دوستی برادر مسلمان را سہ چیز مصفّا کند یکی چون بینی اُو را سلام کنی اندر راه ها و دیگر جای بر وی فراخ گردانی اندر مجلس ها و سیوم آنکہ او را بنامی خوانی کہ آن بنزدیک وی دوسترین نام ها بود (ص ۳۶۵) و نیز خداوند عز و جل گفت اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ جملہ را تعطّف و لطف فرمود میان دو برادر مسلمان تا دل های شان با یکدیگر خراشیده نباشد و رسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم گفت اکثروا من الاخوان فانّ ربکم حیّ کریم یستحی ان یعذّب عبده بین اخوته یوم القیمة برادران بسیار گیرید بحفظ ادب و معاملت نیکو با ایشان نگاه دارند کہ خداوند تعالی حیّ کریم است بشرم کرم خود بنده را اندر میان برادرانش عذاب نہ کند روز قیامت

ص ۱۲۶۵

امّا باید که صحبت از برای خداوند باشد نه از برای هوای نفس و حصول
مراد و غرض را تا بحفظ ادب آن بنده مشکور گردد و مالک بن دینار
گفت مر داماد خود را مغیره بن شعبه را کل اخ و صاحب لم تستفد
منه فی دینك خیرا فانبذ عنك صحبته حتی تسلم هر برادر برادری و یاری
که دین ترا از صحبت وی فایده آن جهانی نباشد با وی صحبت مکن
که صحبت آن کس بر تو حرام بود و معنی این آن بود که صحبت
با مه از خود دار یا با که از خود اگر با مه از خود صحبت داری
ترا از وی فایده باشد و اگر با که از خود صحبت داری ترا فایده
دینی آن بود که از تو چیزی آموزد هر آئینه هر روز فایده دینی
حاصل آید و اگر تو از وی چیزی آموزی همچنان و ازان بود که
پیغمبر صلی الله علیه وسلم گفت انّ من تمام التقوی تعلیم من لم یعلم
کمال پرهیزگاری آموختن علم بود مر کسی را که نداند و از یحیی بن معاذ
رازی می آرند رضی الله عنه که گفت بئس الصدیق (ص ۲۶۶) صدیق
تحتاج ان تقول له اذکرنی فی دعائك و بئس الصدیق صدیق تحتاج
ان تعیش معه بالمداراة و بئس الصدیق صدیق یلجیك الی الاعتذار
فی زلّة کانت منك بد یاری بود آنکه ورا بدعا وصیّت باید کرد که حق
صحبت یک ساعت دعا پیوسته باشد و بد یاری بود که با وی زندگانی
بمدارا باید کرد که سرمایۀ صحبت انبساط بود و بد یاری
بود آنکه وی بگناهی که بر تو رفته باشد از وی عذر باید
خواست ازانچه عذر شرط بیگانگان بود و اندر صحبت بیگانگی جفا بود و
رسول گفت صلی الله علیه وسلم المرء علی دین خلیله فلینظر احدکم
من یخالل مرد آن دین دارد و آن طریق که دوست وی نگاه کن
تا دوستی و صحبت با که دارد اگر صحبت با نیکان داری وی اگرچه بد

ص ۲۶۶

ست نیک ست زیرانچه آن صحبت او او را نیک گرداند و اگر صحبت
با بدان دارد وی گرچه نیک ست بد ست ازانچه وی را بدانچه اندر ایشان
است رضا ست چون بید راضی باشد اگرچه وی نیک باشد بد باشد و
اندر حکایات است که مردی گرد کعبه طواف می کرد و می گفت اللهم
اصلح اخوانی یا رب تو برادران مرا نیک گردان وی را گفتند چون باین
مقام شریف رسیده چرا خود را دعائی نکنی که همه برادران را دعا
می کنی گفت ان لی اخواناً ارجع الیهم فان صلحوا صلحتُ معهم و ان فسدوا
فسدتُ معهم مرا برادرانی اند چون بایشان باز گردم اگر ایشان را در صلاح
یابم من بصلاح ایشان صالح شوم و اگر در فساد شان یابم بفساد شان
(ص ۲۷۷) مفسد گردم و چون قاعدهٔ صلاح من بر صحبت مصلحان بود
من برادران خود را دعا کنم تا مقصود من و ازان ایشان بر آید و اساس
این جمله آنست که نفس را سکون با یاران بود و درمیان هر گروه
که باشد عادت و فعل ایشان گیرد ازانچه جمله معاملات و ارادت حقّ
و باطل اندرو مرکب ست آنچه بیند از معاملات و ارادات اندر پرورش یابد
و غلبه گیرد بر ارادت دیگران و صحبت را تاثیر عظیم ست اندر طبع
و عادت را صولتی صعب است تا بحدی که باز بصحبت آدمی عالم می
شود و طوطی بتعلیم ناطق می شود و اسپ نیز بریاضت از حدّ
عادتِ بهیمی بعادت آدمی می آید و مانند این جمله اندر ایشان تاثیر
صحبت است که عادت و عزیزی شان مغلوب گشته است و مشایخ
این قصّه را رضی الله عنهم نخست از یک دیگر حقّ صحبت طلبند و
مریدان را بدان تحریض فرمایند تا بحدّی که صحبت اندر میان ایشان چون
فریضه گشته است و پیش ازین مشایخ اندر آداب صحبت این گروه کتب
مشرح ساخته اند چنانکه جنید رضی الله عنه کتابی کرد نام آن تصحیح الاراده

و یکی احمد بن خضرویه کتابی جمع کرد نام آن الرعایة بحقوق الله و محمد بن علی ترمذی رضی الله عنه نیز کتابی کرده است آن را بیان آداب المریدین نام کرده و ابو القاسم حکیم و ابو بکر وراق و سهل بن عبد الله و ابو عبد الرحمن السلمی و استاد ابو القاسم قشیری رحمهم الله جمله اندرین معنی کتب مستوفاً ساخته اند و این جمله (ص ۴۶۸) ائمهٔ فن بوده اند و مقصود من ص ۴۶۸
اندرین کتاب آنست تا هر کرا این باشد بکتب دیگر حاجت مند نگردد و پیش ازین گفتم اندر مقدمهٔ کتاب اندر حال سوال تو تا این کتاب مر ترا عینه بس باشد و مر طلاب این طریقت را اکنون ابواب اندر انواع آداب معاملات ایشان مرتب بیارم و الله اعلم

---

# باب آدابهم فی الصحبة

و چون دانستی که مهم ترین چیز ها مر مرید را صحبت بود لا محاله رعایت حق صحبت فریضه گشت ازانچه تنها بودن مرید را هلاک کند ازین جا ست که پیغامبر گفت صلی الله علیه و علی آله و بارک وسلم الشیطان مع الواحد و هو من الاثنین ابعد دیو با آن کس باشد که تنها باشد خداوند تبارک و تعالی گفت مَا یَکُوْنُ مِنْ نَّجْوٰی ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ نباشد از شما سه الا چهارم ایشان خداوند پس هیچ آفت مرید را چون تنها بودن نیست و اندر حکایات یافتم که مر مرید را ازان جنید رضی الله عنه صورت بست که وی بدرجه کمال رسیده است و تنها بودن ورا بهتر از صحبت بگوشهٔ باز شد و سر از صحبت جماعت اندر کشید و چون شب اندر آمدی اشتری بیاوردند وی را گفتندی که ترا بهشت می باید شدن وی بران اشتر نشستی و می رفتی تا جای گاهی پدید آمدی خرم و گروهی خوب صورت و طعام های خوش و آب های روان تا سحر گاه ورا آنجا بداشتندی آنگاه بخواب اندر شدی چون بیدار شدی خود را بر در صومعهٔ خویش یافتی تا رعونت آدمیت اندر وی تعبیهٔ خود بگسترانید و نخوت اندر دل وی تاثیر کرد (ص ۲۶۹، ۲۷۰) زبان دعوی بگشاد و می گفت مرا چنین حالتی می باشد خبر بجنید رحمة الله علیه رسید وی بر خاست و بدر صومعه

ص ۲۶۹

وی .برسید وی را یافت که خویشتن بینی و تکبّر در سرِ وی جا گرفته حال از
وی بپرسید وی جمله با جنید بگفت جنید گفت چون امشب بدان موضع
برسی یاد آر تا سه بار بگوی لا حول و لا قوة الّا با لله العلیّ العظیم
چون شب اندر آمد وی را می بردند و وی بر جنید رحمۃ الله علیه بدل
انکار می کرد و چون زمانی بر آمد مر تجربه را سه بار کلمه لا حول بگفت
آن جمله بخروشیدند و برفتند و وی بیافت خود را اندر مزبله نشسته و لختی
استخوان های مردار اندر گرد وی نهاده بر خطای خود واقف شد و تعلق بتوبه
کرد و بصحبت پیوست و مرید را هیچ آفت چون تنهائی نباشد و شرط
صحبت ایشان آنست که هر کسی را اندر درجهٔ وی بشناسد تا با پیر بحرمت
بودن و با همچنان بعشرت زیستن و با کودکان بشفقت ورزیدن و با پیران
حرمت نگاه داشتن چنانکه پیران را اندر درجهٔ پدران بداند و همجنسان را
اندر درجهٔ برادران و کودکان را اندر محلّ فرزندان و از حقد تبرّا کند
و از حسد بپرهیزد و کینه اعراض کند و نصیحت از هیچ کس دریغ ندارد
و روا نیست اندر صحبت یکدیگر را غیبت کردن و خیانت ورزیدن و بقول
و فعل یکدیگر را انکار کردن ازانچه چون صحبت از برای خداوند بود بفعلی
یا بقولی که از بنده ظاهر شود بریده نگردد و مصنف گوید که من از
شیخ المشایخ ابو القاسم گرگانی قدس سره پرسیدم (ص ۳۷۰) که شرط صحبت چیست ص ۳۷۰
گفت آنکه حظّ خود نجوئی اندر صحبت که همه آفات صحبت ازانست که
هر کسی ازان حظّ خود طلبد و طالب حظّ را تنهائی بهتر از صحبت و
چون حظّ خود فرو بگذارد و حظوظ صاحب خود را رعایت کند اندر صحبتش
مصیب باشد یکی گوید از درویشان که وقتی از کوفه قصد مکّه کردم ابراهیم
خوّاص رحمۃ الله علیه را یافتم رحمۃ الله علیه اندر راه و از وی صحبت خواستم گفت صحبت
را امیری باید و فرمان برداری چه خواهی که تا امیر تو باشی یا من

گفتم امیر تو باش مرا گفت اکنون تو از فرمان امیر بیرون میا گفتم روا
باشد گفت چون بمنزلی رسیدم مرا گفت بنشین چنان کردم وی آب از چاه
بر کشید سرد بود هیزم فراهم کرد و آتش بر افروخت و مرا گرم کرد
و بهر کار که من قصد کردم مرا می گفت که بنشین و شرط فرمان نگاه
دار چون شب اندر آمد باران عظیم اندر گرفت وی مرقعهٔ خود را
بیرون کرد و تا بامداد بر سر من ایستاده بود و مرقعه را بر دست
ها افگنده می داشت و من شرمنده همی بودم و بحکم شرط هیچ سخن
توانستم گفت چون بامداد شد گفتم ایها الشیخ امروز امیر من باشم
گفت صواب آید چون بمنزل رسیدیم وی همان خدمت بر دست گرفت
من گفتم از فرمان بیرون میا گفت از فرمان آن کس بیرون می آید
که امیر را خدمت خود فرماید تا بمکه هم بدین صفت با من صحبت کرد
و چون بمکه آمدیم من از شرم بگریختم تا در منٰی مرا بدید و گفت
ای پسر بر تو باد که با درویشان چنان صحبت کنی که من با تو
کردم و از انس بن مالک رضی الله (ص ۲۷۱ الف) عنه روایت آرند که ص ۲۷۱
گفت صحبت رسول الله صلی الله علیه وسلم و خدمته عشر سنین فو الله
ما قال لی اُفٍّ قطّ و ما قال لی بشیٔ فعلتُ لمَ فعلتَ کذا و لا بشیٔ
لم افعله لما لا فعلت کذا گفت ده سال رسول را صلی الله علیه وسلم
خدمت کردم بخدای که هرگز مرا اُف نگفت و هرگز هر کاری که بکردم
چرا کردی و آنچه نکردم هرگز مرا نگفت که فلان کار چرا نکردی پس جملهٔ
درویشان دو قسم اند یکی مقیمان و دیگر مسافران مشایخ را سنّت آنست
که باید تا مسافران مر مقیمان را بر خود فضل نهند از آنچه ایشان بر
نصیب خود می روند و مقیمان بخدمت فن نشسته اند از آنچه اندر مسافران
علامت طلب ست و اندر مقیمان امارت یافت پس فضل باشد آن را

که یافت و فرو نشست بر آنکه می طلبد و مقیمان را هم باید که مسافران را بر خود فضل نهند ازانچه ایشان اصحاب علایق اند و مسافران از علایق مفرد و مجرد اند و مسافران اندر طلب اند و مقیمان اندر وقفت و باید تا پیران مر جوانان را بر خود فضل نهند که ایشان بدنیا قریب العهد تر اند و گناهان ایشان کمتر ست و جوانان نیز پیران را بر خود فضل نهند که ایشان اندر عبادت سابق اند. و اندر خدمت مقدّم و چون چنین باشند که یاد کردیم هر دو گروه بیکدیگر نجات یابند و الا هلاک گردند،

## فصل

و حقیقت آداب باجتماع خصال خیر باشد و ادیب ازان ادیب و مویده را ازان مویّده خوانند که بر وی هر چه بباید خیر باشد فالّذی اجتمع فیه خصال الخیر فهو ادیب و اندر مجاری عادت کسی که علم لغت داند و صرف (ص ۲۷۲) و نحو داند ورا ادیب خوانند باز بنزدیک این طایفه الادب الوقوف مع المستحسنات و معناه ان تعامل لله فی الادب سرًّا و علانیةً و اذا کنت کذلك کنت ادیبا وان کنت اعجمیًّا و ان لم تکن کذلك تکون علی ضدّه ادب وقوف باشد بر کردار های ستوده گفتند معنی این چه بود گفت آنکه با خداوند معاملت بادب کنی اندر ظاهر و باطن و چون ادب با معاملت آراسته شود تو ادیب باشی اگرچه زبانت عجمی باشد که عبارت را اندر معاملات قیمتی نباشد و اندر همه احوال عاملان بزرگوار تر از قایلانند و یکی را از مشایخ رضی الله عنه پرسیدند که شرط ادب چیست گفت من اندر سخنی جواب تو بگویم که شنیده ام یعنی ادب آن بود که اگر بگوئی گفتارت صدق باشد و اگر معاملت آری معاملات حق و گفتار صدق اگرچه درشت بود ملیح بود و معاملت خوب اگرچه دشوار بود نیکو بود پس چون

ص ۴۷۲

بگوید اندر گفت خود مصیب باشد و چون خاموش باشد اندر خاموشی خود
محق و فرق نیکو کرده است شیخ ابو نصر سراج صاحب لمع اندر کتاب خود
بیان ادب که گفته است الناس فی الادب علی ثلث طبقات امّا اهل الدنیا
فاکثر آدابهم فی الفصاحة و البلاغة و حفظ العلوم و اسمار الملوك و اشعار
العرب و امّا اهل الدین فاکثر آدابهم فی ریاضة النفس و تأدیب الجوارح و
و حفظ الحدود و ترك الشهوات و امّا اهل الخصوصیّة (ص ۴۷۲) فاکثر ص ۴۷۳
آدابهم فی طهارة القلوب و مراعاة الاسرار و الوفاء با لعهود و حفظ الوقت
و قلة الالتفات الی الخواطر و حسن الادب فی مواقف الطلب و اوقات
الحضور و مقامات القرب مردمان اندر آداب بر سه قسم اند یکی اهل دنیا
که ادب بنزدیک ایشان فصاحت و بلاغت و حفظ علوم و سمرهای ملوک و
اشعار عرب ست و دیگر اهل دین که ادب بنزدیک ریاضت نفس
و تادیب جوارح و نگاه داشت حدود و ترک شهوات است و سیوم
اهل خصوصیت اند که ادب بنزدیک ایشان طهارت دل بود و مراعات سر
و وفا کردن عهد و نگاه داشتِ وقت و کمترین نگریستن بخاطر پراگنده و
نیکو کرداری اندر محلّ طلب و وقت حضور و مقام قرب و این سخن
جامع است و تفصیل این اندرین کتاب پراگنده بیاید و الله ولی التوفیق،

---

# باب آدابهم فی الصحبة فی الاقامة

چون درویش اقامت اختیار کند بدون سفر شرط ادب وی آن بود که چون مسافری بدو رسد بحکم حرمت بشادی پیش وی باز آید و وی را بحرمت قبول کند و چنان داند که او یکی ازان ضیف ابراهیم است علیه السلام از مکرمین و با وی آن کند که ابراهیم علیه السلام با مهمانی خود میکرد بی تکلف آنچه بود فرا پیش آورد چنانکه خدای گفت عزّ و جلّ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِينٍ و نپرسد که از کدام سوی آمدی و یا کجا می روی و یا چه نام داری مر حکم ادب را پس آمدن شان از حق بیند (ص ۴۷۴) و رفتن شان بسوی حق و نامِ شان بندهٔ حق آنگاه نگاه کند تا راحت او اندر خلوت بود یا اندر صحبت اگر اختیار وی خلوت بود جای او را خالی کند و اگر اختیار وی صحبت بود بی تکلّف صحبت کند بحکم انس و عشرت و چون مسافر شب سر ببالین باز نهد باید تا مقیم دستی بر پای وی نهد و اگر بنگذارد و گوید که عادت ندارم اندرو نیاویزد تا وی گران بار نگردد و دیگر روز گرمابه بر وی عرض کند و بگرمابهٔ پاکیزه ترین بردش و جامهای وی را از میرزهای گرمابه نگاه دارد و نگذارد که خادم اجنبی وی را خدمت کند باید که هم جنس او بر او خدمت کند باعتقاد تا بپاک گردانیدن وی آن کس از همه

ص ۴۷۴

آفات پاک شود و باید که تا پشت وی بخارد و زانو ها و کف پای
و دستش بمالد و بیشتر ازین شرط نیست و اگر این مقیم را دست رس
آن نباشد که او را جامۀ نو سازد تقصیر نکند و اگر نباشد تکلّف نکند
همان خرقۀ او را نمازی کند تا چون از گرمابه بر آید آن اندر پوشد
و چون از گرمابه بجای خود باز آید و روز دو و سه دیگر بباشد اگر
اندر شهر به پیری باشند و یا جماعتی و یا امامی از ائمۀ اسلام او را
گوید اگر صواب باشد بزیارت ایشان وی شویم اگر بیاید صواب و اگر گوید
دل آن ندارم بر وی تکلف و انکار نکند ازانچه وقت باشد مر طلاب
حق تعالی را که دل خود هم ندارند ندیدی که چون ابراهیم خواص را
گفتند که از عجایب اسفار خود ما را چیزی بگوی گفت عجب تر آن بود
که خضر علیه السلام (ص ۱۴۷۵ از من صحبت خواست اجابت نکردم و دل وی
نداشتم و اندران ساعت نخواستم بدون حق کس را بنزدیک دلم خطر و مقدار باشد که
وی را رعایت باید کرد البته روا نباشد که مقیم مر مسافر را بسلام گری
اهل دنیا برد و یا بمهمانی ها و ماتم ها و بعیادت های ایشان و هر
مقیمی را که از مسافران این طمع بود که ایشان را آلت گدائی سازد و
ازین خانه بدان خانه برد خدمت نا کردن وی مر ایشان را اولی تر
ازانکه آن ذلّ بر تن ایشان رسانیدن و مرا که علی بن عثمان الجلابی
ام اندران سفار خود هیچ مشقت و رنج صعب تر ازان نبودی که
خادمان جاهل و مقیمان بی باک گاه گاه مرا برداشتندی و از خانۀ این
خواجه بخانۀ آن دهقان می بردندی و من بباطن با ایشان بکراهیت می
رفتمی و بظاهر مساحتی می کردم و آنچه مقیمان با من کردندی از
بی طریقی من نذر کردمی که اگر من وقتی مقیم شوم با مسافران این
نکنم و از صحبت بی ادبان فایده بیش ازین نباشد که آنچه تا خوش

نباید از معاملات ایشان تو آن نکنی و باز اگر درویشی مسافر منبسط شود و روزی چند صحبت دارد و بایست دنیا اظهار کند مقیم را ازان چاره نباشد که وی را از بی بایست وی فرا بُرد یعنی در حال آنچه او را باید حاضر گرداند و اگر این مسافر مدعی و بی همت بود مقیم را نباید که بی همتی کند و متابع وی باشد اندر بایستهای محال وی که این نه طریقت منقطعان ست چون بایست آمد ببازار باید شد بستد و داد کردن و یا بدرگاه سلاطین بجوانی وی را با صحبت منقطعان چه کار باشد (ص ۴۷۶) و گویند جنید رضی الله عنه با اصحاب خود رحمهم الله بحکم ریاضتی نشسته بودند مسافری اندر آمد بر نصیب وی تکلیف کردند و طعامی پیش آوردند وی گفت مرا بجز این فلان چیز بایستی جنید گفت ترا ببازار باید شد که تو مردی اسواقی نه ازان مساجد و صوامع وقتی من از دمشق با دو درویش قصد به زیارت ابن المعلا کردیم و وی بروستای رمله می بود با یکدیگر گفتیم ما هر یکی را با خویشتن واقعهٔ که داریم باید اندیشید تا آن پیر از باطن ما را خبر دهد و واقعهٔ ما حل شود من با خود گفتم که مرا از وی اشعار و مناجات حسین بن منصور باید خواست و آن یکی گفت مرا دعائی باید خواست تا طحال به شود و آن دیگر گفت که مرا حلوای صابونی باید چون بنزدیک وی رسیدیم فرموده بود تا جزوی نوشته بودند از اشعار و مناجات حسین پیش من نهادند و دست بر شکم آن درویش مالید طحال وی کم شد و آن دیگری را گفت حلوای صابونی غذای عوانان بود تو لباس اولیا داری لباس اولیا با مطالبت عوانان راست نیاید از دو یکی باید اختیار کن و در جمله مقیم را جز رعایات آن کس واجب نباشد که او برعایت حقّ مشغول باشد و تارک حظّ خود باشد و

ص ۴۷۶

چون کسی بحظّ خود اقامت کند محال باشد که دیگری اندر حصول حظّ وی
با وی موافقت کند که درویشان راه بر آن یکدیگر ند نه راه بُران چون
کسی بحظ خود اقامت کند دیگری را باید او را خلاف کند و چون باز
حظِّ خود را ترک کرد باید که بحظ وی قیام کند (ص ۴۷۷) تا اندر ص ۴۷۷
هر دو حال راه برده باشد نه راه زده و معروف ست اندر اخبار پیغامبر صلی
الله علیه وسلم که سلمان را با ابوذر غفاری رضی الله عنهما برادری داده بود
و هر دو از سرهنگان اهل صفّه بودند و از رئیسان و خداوندانِ باطن بودند
روزی سلمان بخانهٔ بو ذر اندر آمد بزیارت عیال بو ذر پیش سلمان از وی
شکایت کرد که این برادرِ تو بروز چیزی نخورد و شب نخپسد سلمان گفت
چیزی خوردنی بیار چون بیاورد بو ذر را گفت ای برادر می باید که تو
با من موافقت کنی که این روزه بر تو فریضه نیست بو ذر موافقت
کرد و چون شب در آمد گفت ای برادر می باید که اندر خفتن
نیز با من موافقت کنی ان لجسدك علیك حقاً و انّ لزوجتك
علیك حقاً و انّ لربّك علیك حقاً چون دیگر روز بود بو ذر رضی الله
عنه نبزدیک پیغامبر صلی الله علیه وسلم آمد پیغامبر صلی الله علیه وسلم
گفت من همان گویم که دوش سلمان گفت انّ لجسدك علیك حقاً
بو ذر ترک حظوظ خود کرده بود سلمان رضی الله عنه بحظوظ وی اقامت
کرد و ورد خود فرو گذاشت و برین اصل هر چه کنی صحیح و مستحکم
آید وقتی من اندر دیار عراق اندر طلب دنیا و فنا کردن آن
ناپاکی می کردم و وام بسیار بر آمده بود هر کسی را که بایستی
بودی روی بمن آوردی و من در رنج حصول هوای ایشان مانده
بودم بیدی از سادات وقت بمن نوشت که ای پسر نگر تا دلِ خود
از خدای مشغول نکنی بفراغت دلی که مشغول هوا ست پس اگر دلی

ص ۲۷۸ . یابی عزیز تر (ص ۲۷۸) از دل خود روا باشد که بفراغت آن دل دلِ خود را مشغول گردانی و الّا که دست از آن کار بدار که بندگان خدای را خدای پسنده باشد و اندر وقت مرا بدین سخن فراغتی پدیدار آید. این ست احکامِ مقیمان اندر صحبت مسافران بر اختصار.

---

# باب آدابهم فی السفر

و چون درویش سفر اختیار کند بدون اقامت شرط ادب وی آن بود
کہ نخست باری سفر از برای خدا کند نہ متابعت هوا و چنانکہ
بظاهر سفری می کند بباطن نیز از هوای خود بگریزد و دوام بر طهارت
باشد و اوراد خود را ضایع نکند و باید کہ بدان سفر مرادش حج باشد
یا غزوی یا زیارت موضعی و یا گرفتن فایده و یا طلب علمی و یا زیارت
شیخی و بزرگی و تربتی و اگر نہ مخطی باشد اندران سفر وی را اندران
سفر از مرقعہ و سجاده و رکوه و جبلی و کفشی یا نعلین یا عصائی
چاره نہ تا بمرقعہ عورت بپوشد و بر سجاده نماز بگذارد و برکوه طهارت
کند و بعصا آفت ها از خود دفع کند و او را اندران مآرب دیگر
بود و کفش اندر حال طهارت بپای کند تا بسرِ سجاده آید کہ اگر
کسی آلت بیشتر ازین دارد مر حفظ سنّت را چون شانہ و ناخن بری
و سوزن و مکحلہ هم روا باشد و باز اگر کسی زیادت ازین آلت
سازد خود را و تجمّل نگاه کنیم تا در چہ مقام است اگر در مقام ارادت
است آن هر یکی وِرا بندی و بتی و سدّی و حجابی است مایہ اظهار رعونت
نفس وی آن ست و اگر در مقام تمکین و استقامت است وی را این
و بیش ازین مسلّم است و من از شیخ ابو مسلم فارس بن غالب الفارسی
رضی الله عنہ شنیدم (ص ۲۷۹) کہ روزی من بنزدیک شیخ ابو سعید بن

ص ۲۷۹

ابی الخیر فضل الله بن محمد رضی الله عنه اندر آمدم بقصد زیارت وی را یافتم
بر تختی اندر چهار بال شی خفته بود و پای ها بر یکدیگر نهاده و دقّ مصری
پوشیده و من جامه داشتم از وسخ چون دوال شده و تنی از رنج گداخته
و گونه از مجاهدت زرد شده از دیدار وی انکار در دل من پدیدار آمد
گفتم این درویش و من درویش من چندین مجاهده و وی اندر چندین راحت
گفت وی اندر حال بر باطن من مشرف شد و نخوت من بدید مرا گفت
یا ابا مسلم در کدام دیوان یافتی که خود بین درویش باشد چون من همه حق
را دیدم حق تعالی گفت جز بر تخت ننشانم و چون تو همه خود را دیدی
گفت جز اندر خاک ننشینی نصیب مشاهده آمد و نصیب تو مجاهدة و این
هر دو مقام ست از مقامات راه و حق تعالی ازین منزّه و درویش از مقامات
فانی و از احوال رسته شیخ ابو مسلم گفت هوش از من بشد عالم بر من
سیاه گشت چون بخود باز آمدم توبه کردم و وی توبهٔ من بپذیرفت آن گاه
گفتم ایها الشیخ مرا دستوری باشد تا بروم که روزگار من رؤیت ترا تحمّل
تواند کرد گفت صدقت یا ابا مسلم آنگاه بر وجه مثل این بیت برخواند شعر

آنچه گوشم نتوانست شنیدن بخبر
همه چشم بعیان یکسره دید آن ببصر

پس مسافر را باید تا پیوسته حافظ سنّت باشد و چون بمقیمی فرا رسد بحرمت
بنزدیک او اندر آید و سلام گوید و نخست پای چپ از پای فراز بیرون
کند که پیغامبر صلی الله علیه وسلم چنین کرد و چون اندر پوشد نخست پای راست
اندر پوشد آنگاه پای دیگر و چون (ص ۴۸۰) پای شوید اول پای راست شوید
آنگاه پای دیگر بشوید و دو رکعت برحکم تحیت بکند. آنگاه برعایت حقوق درویشان مشغول شود و نباید که
بهیچ حال بر مقیمان اعتراض کند و با هر کسی زیادتی کند بمباطتی و یا سخن سختی های سفر خود گوید و
یا علم و حکایات و روایات گوید اندر میان جماعت که این جمله اظهار رعونت بود و
باید که رنج جمله بکشد و بار ایشان تحمّل کند از برای خدای را که اندران

ص ۴۸۰

برکات بسیار باشد و اگر مقیمان و یا خادم ایشان برو حکمی کنند و وی را بسلام گوئی و یا بزیارتی دعوت کنند اگر تواند خلاف نکند امّا بدل مر مراعات اهل دنیا را منکر باشد و افعال آن برادران را عذری می نهد و تاویلی می کند و باید که هیچ گونه رنج بایست محال خود بر دل ایشان ننهد و مر ایشان را بدرگاه سلطانیان نکشد بطلب راحت و هوا خود و اندر جملهٔ احوال مسافر و مقیم را اندر صحبت طلب رضا خداوند باید بود بیکدیگر اعتقاد نیکو باید داشت مر یکدیگر را اندر برابر بد بناید گفت و از پسِ غیبت نباید کرد اندانچه تهم باشد بر طالب سخن خلق گفتن خاصّه بنا خوبی ازان چه محققان اندر رؤیت فعل فاعل بینند و چون خلق بدان صنعت که باشد ازان خداوند بود و آفرید وی اگرچه معیوب و بی عیب و محجوب و مکاشف بود و خصومت بر فعل خصومت بر فاعل باشد و چون بچشم آدمیّت اندر خلق نگرد از همه کس باز رهد و بداند که جملهٔ خلق محجوب و مقهور و مغلوب و عاجز اند و هر کسی جز آن نتواند کرد (ص ۱۲۸۱) و جز آن نتواند بود که خلقتش برانست و خلق را اندر مُلک او تصرّف نیست و قدرت بر تبدیل عین جز حق را مطلق نه و بالله التوفیق ۔ ص ۴۸۱

---

# باب آدابهم فی الاکل

بدانکہ آدمیان را از غذا چارہ نیست کہ اقامت تالیف طبایع جز طعام و شراب نیست امّا شرط مروّت آنست کہ اندران مبالغت نکند و روز و شب خود را اندیشۂ لقمہ مستغرق نگرداند و شافعی رضی اللہ عنہ گوید من کان همّته ما یدخل جوفه کان قیمته ما یخرج منه مر مرید راہ حق را هیچ چیز مضر تر از خوردن بسیار نیست و پیش ازین اندرین کتاب اندر باب الجوع طرفی ازین معنی گفتہ ایم امّا این جا این مقدار اندر خور باشد و اندر حکایات یافتم کہ از ابو یزید پرسیدند کہ تو مدح گرسنگی بسیار گوئی گفت آری اگر فرعون گرسنہ بودی هرگز نگفتی اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی و اگر قارون گرسنہ بودی باغی نشدی و ثعلبہ تا گرسنہ بود بهمہ زبانها ستودہ بود و چون سیر شد نفاق ظاهر کرد و خداوند گفت اندر صفت کفّار ذَرْهُمْ یَاْکُلُوْا وَ یَتَمَتَّعُوْا وَ یُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ و قوله تعالٰی وَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یَتَمَتَّعُوْنَ وَ یَاْکُلُوْنَ کَمَا یَاْکُلُ الْاَنْعَامُ وَ النَّارُ مَثْوًی لَّهُمْ و سهل بن عبد اللہ گوید کہ شکم پر از خمر دوست تر دارم کہ پر از طعام حلال گفتند چرا گفت ازانچہ چون شکم پر از خمر شد عقل با وی بیارامد و آتش شهوة بمیرد و خلق از دست و زبان وی ایمن شوند اما چون بطعام حلال پُر شود فضولی آرزو کند و شهوت قوت گیرد و نفس

بطلب نصیب ما خود سر بر آرد و گفته اند مشایخ در صفت ایشان که اکلهم
(ص ۴۸۲) کاکل المرضی و نومهم کنوم الغرقی و کلامهم ککلام الثکلی خوردن ص ۴۸۲
شان چون خوردن بیماران و خواب شان چون خواب غرق شدگان و سخن شان
چون سخن بچه مردگان پس شرطِ آداب اکل آنست که تنها نخورند و آنچه
خورند ایثار کنند بیکدیگر که پیغامبر صلی الله علیه وسلم گفت شرّ الناس من
اکل وحده و ضرب عبده و منع رفده و چون بر سفره بنشینند خاموش
نباشند و ابتدا بنام خدای کنند و چیزی نکنند از نهاد و برداشت که اصحاب
را ازان کراهیتی باشد و لقمهٔ اوّل بر نمک زنند و مر رفیق خود را انصاف
دهند و سهل بن عبدالله پرسیدند از معنی این آیت که اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْ
عَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ گفت عدل آن بود که انصاف رفیق اندر لقمه دهد و
احسان آن بود که او را بدان لقمه اولی تر از خود داند و شیخ من گفت
عجب دارم ازان مدّعی که گوید من ترک دنیا گرفته ام و اندر اندیشهٔ
لقمه باشد و آنگاه باید که طعام بدست راست خورد و جز اندر لقمهٔ خود ننگرد
و در طعام خوردن آب اندک خورد مگر اندر حال تشنگی و چون بخورد اندک
خورد چندانکه جگر تر شود و لقمه بزرگ نکند و خرد بخاید و شتاب نکند
که ازین ها بیم تخمه بود و مخالفت سنّت و چون از طعام فارغ شود
حمد گوید و دست بشوید و اگر از میان جماعت دو کس یا سه کس و
یا بیشتر پنهان از جماعت بدعوتی شوند و چیزی بخورند بعضی از مشایخ گفته
اند که آن حرام باشد و اندر صحبت خیانت بود اُولٰئِكَ مَا یَاْكُلُوْنَ فِیْ
بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ (ص ۴۸۳) و گروهی گفتند که چون جماعتی باشند بر موافقت ص ۴۸۳
یکدیگر روا باشد و گروهی گفته اند که اگر یک کس باشند هم روا باشد که
او را نه انصاف اندر حال وحدت می باید داد بل که اندر حال صحبت
می باید داد چون تنها باشد حکم صحبت آن ساعت از وی برخیزد و

بدان ماخوذ نباشد و مهم ترین اصلی اندرین مذهب آنست که دعوت درویشی را رد
نکند و دعوت دنیا داری را اجابت نکند و بخانهٔ ایشان نشوند و ازیشان چیزی
نخواهند که اندران وهنی باشد مر اهل طریقت را ازانچه اهل دنیا محترم نبیند
مر درویشان را و در جمله مرد بکثرت متاع دنیادار نباشد و بقلت آن هم درویش
نه هر که به تفضیل فقر بر غنا مقرّ بود وی دنیا دار نبود اگرچه ملکی باشد
و هر که منکر فقر را باشد دنیا دار باشد اگرچه مضطری باشد و چون بدعوت
حاضر شود و در چیزی خوردن و نا خوردن تکلّف نکند بر حکم وقت برود و چون
صاحب دعوت محرم باشد روا باشد که متاهّلی زلّهٔ بر گیرد و اگر نامحرم بود
بخانهٔ وی رفتن روا نبود امّا بهمه وقت زلّه نا کردن اولی تر که سهل بن
عبد الله گوید که الزلّة ذلّة زلّه کردن ذلّت بود و بالله التوفیق و الله اعلم

# باب آدابهم فی المشی

خداوند گفت عزّ و جلّ وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا الآیة باید که پیوسته طالبِ حقّ اندر روش خود که می رود بداند که هر قدم بر چه می نهد تا آن قدم بر ولیت یا ازان ولیت اگر بر ولیت (ص ۲۸۴) استغفار کند و اگر ازان ولیت اندران . بجد کند تا زیادة شود و از داؤد طائی رحمة الله علیه می آید که روزی داروی خورده بود گفتند او را که زمانی بدین صحن سرای اندر فرا شو تا فایدهٔ دارو ظاهر شود گفت من شرم دارم که بقیامت خدای مرا سوال کند که چرا قدمی چند بر نصیب هوای خود نهادی چنانکه گفت وَ تَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ پس درویش باید که به بیداری در مراقبه رود سر افگنده و بهیچ سو ننگرد جز اندر برابر و اندر راه اگر کسی وی را پیش آید خود را از وی در نکشد مر نگاه‌داشت جامهٔ را که بدو باز نیاید که مؤمنان و جامهٔ ایشان همه پاک باشد و این جز رعونتی و خویشتن پدیدار آوردی نباشد و باز اگر آن کس کافری باشد و یا پلیدی بر وی ظاهر بیند روا باشد که خود را ازو بدزدد و چون با جماعتی می رود قصد پیش رفتن نکند که زیادت جُستن تکبّر بود و نیز قصد باز رفتن هم نکند و زیادت تواضع که چون تواضع را ببیند عین تکبّر شود و نعلین و کفش را

تا تواند از پلید شدن نگاه دارد بروز تا خداوند تعالی ببرکات آن جامه وی
را نگاه دارد بشب و باید که چون جماعتی و یا یک درویش یا کسی باشد
اندر راه با کسی بنه ایستد و او را انتظار خود نفرماید و آهسته رود و شتاب
نکند که برفتن حریصان نماند و نرم نرود که برفتن متکبران ماند و گام تمام
نهد (ص ۳۸۵) و در جمله باید که پیوسته روش طالب بدان صفت بود که اگر
کسی گوید او را که کجا می روی بقطع تواند گفت اِنِّی ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ
سَیَهْدِیْنِ و اگر جز این چنین باشد رفتن وی بر وی وبال باشد ازانچه صحت
خلوات از صحت خطرات باشد پس هر که اندیشهٔ او مجتمع باشد مر حق را
اقدام وی متابع اندیشهٔ وی باشد و از ابو یزید روایت آرند که گفت
روش درویش بی مراقبت نشانِ غفلت بود که خود هر چه هست اندر دو
قدم حاصل آید که یکی بر نصیب های خود نهد و یکی بر فرمان های حق
این یک قدم را بر دارد و آن دیگر را بر جای بدارد که روش طالب
علامت قطع مسافت بود و قرب حق بمسافت نیست و چون قرب وی
مسافتی نباشد طالب بجز قطع پای ها اندر محل سکون چه وجه باشد و
الله ولی التوفیق،

ص ۳۸۵

ص ۳۸۶

# باب نومهم فی السفر و الحضر

بدانکه مشایخ را رضی الله عنهم اندرین معنی اختلاف بسیار ست بنزدیک
گروهی مسلّم نیست مر مرید را که بخپد جز اندر حال غلبهٔ نوم آن گاه که
خواب را از خود باز تواند داشت که پیغامبر صلی الله علیه وسلم گفت
النوم اخ الموت خواب برادر مرگ ست پس زندگانی از خداوند تعالی نعمت
بود و مرگ بلا و لا محاله نعمت اشرف بود از بلا و از شبلی می آید
که گفت اطلع الحق علیّ فقال من نام غفل و من غفل حجب و بنزدیک
گروهی روا باشد که مرید باختیار بخپد (ص ۸۶ الف) و اندر خواب تکلف کند از ص ۸۶
پس آنکه امور حق بجای آورده باشد که رسول گفت صلی الله علیه وسلم رُفِعَ
القلم عن ثلث عن النائم حتی ینتبه و عن الصبی حتی یحتلم و عن المجنون
حتی یفیق و چون از خفته قلم برداشته باشد تا آنگاه که بیدار گردد و خلق
از بدی او ایمن شده باشد و اختیار از وی کوتاه شده باشد و نفس او
از مراد ها معزول شده باشد و کراماً کاتبین از نوشتن بیاسوده و زبانش از
دعوی کوتاه شده و از دروغ و غیبت باز مانده و ارادتش از عجب و ریا
امید ببریده لَا یَمْلِکُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا وَّ لَا یَمْلِکُوْنَ مَوْتًا وَّ لَا حَیٰوةً وَّ لَا نُشُوْرًا
و ازان بود که ابن عباس گوید رضی الله عنه لا شئ اشد علی ابلیس من
نوم العاصی فاذا نام العاصی یقول متی ینتبه و یقوم حتّٰی یعصی الله و این

خلاف جنید را ست با علی بن سهل الاصفهانی و اندرین معنی نامهٔ لطیف ست
که علی سهل رحمۃ اللہ علیہ بجنید رحمۃ اللہ علیہ نوشت و آن مسموع نیست مقصود
ازین آن ست که علی بن سهل گوید رضی اللہ عنہ اندران نامه که خواب
غفلت است و قرار اعراض باید که محبّ را روز و شب خواب و قرار
نباشد که اگر بغنود اندران حال از مقصود مفقود شود و از خود و از
روزگار خود غافل بود و از حقّ تعالی باز ماند چنانکه خداوند تعالی وحی
فرستاد بداؤد علیه السلام و گفت (ص ۴۸۷) یا داود کذب من ادّعی محبّتی
فاذا جنّه اللیل نام عنّی دروغ گفت آنکه دعوی محبّت من کرد که چون
شب در آمد بخفت و از دوستی من بپرداخت و جنید گوید رحمۃ اللہ علیہ
اندر جواب آن نامه بدان که بیداری ما معاملت ما ست اندر راه حقّ و
خواب ما فعل حقّ با ما پس آنچه بی اختیار ما بود از حقّ بما تمام تر
ازان بود که باختیار ما بود از ما بحقّ و النوم موهبة من اللّٰه تعالی
علی المحبّین و آن عطائی بود از حقّ تعالی بر دوستان و تعلق این مسئله بصحو
و سکر ست و سخن اندران تمامی گفته آمده است امّا عجب ست که جنید
رحمۃ اللہ مرد صاحب صحو بود و این جا توّت مر سکر را کرده است همانا
که اندر وقت مغلوب بوده است و ناطق بر زبانش وقت بوده باشد و
نیز روا باشد که بر ضدّ این باشد که خواب خود عین صحو باشد و بیداری
عین سکر ازانچه خواب صفت آدمیّت است و تا آدمی اندر منلّهٔ اوصاف
خود باشد بصحو منسوب باشد و نا خفتی صفت حقّ ست و چون آدمی
از صفت خود فرا تر شود مغلوب باشد من دیدم گروهی از مشایخ که
خواب را بر بیداری فضل نهادند بر موافقت جنید ازانچه نمود اولیا و بزرگان
و بیشتری پیغمبران بخواب پیوسته است و پیغامبر گفت صلی اللہ علیہ وسلم از خدای
عزّ و جلّ انّ اللّٰه تعالی یباهی بالعبد الذی نام فی سجوده و یقول اللّٰه تعالی

ص ۴۸۷

ص ۲۸۸ لملائکته انظروا یا ملائکة الله (ص ۲۸۸) عبدی روحه فی محلّ النجوی و بدنه علی بساط العبادة خدای عزّ و جلّ مباهات کند ببنده که اندر سجود بخسپد و گوید فرشتگان را بنگرید اندران بندهٔ من که جانش با من اندر راز گفتن است و تنش بر بساط عبادت و نیز گفته است رسول صلی الله علیه وسلم من نام علی طهارة یؤذن لروحه ان یطوف بالعرش و یسجد لله تعالی هر که بر طهارت بخسپد جان وی را دستوری دهند که برود و عرش را طواف کند و خداوند تعالی را سجده کند و اندر حکایات یافتم که شاه شجاع الکرمانی چهل سال بیدار بود چون شبی بخفت حق تعالی را در خواب دید و از پس آن برسته بخفتی امید آن را و اندرین معنی قیس بن عامر گوید شعر

وَ انّی لاستنعسُ وَ مَا لی نعسةٌ

لعلّ خیالا منك یلقی خیالیا

و دیدم گروهی که بیداری را بر خواب فضل می نهادندی بر موافقت علی بن سهل رضی الله عنه از انچه وحی رسل و کرامات اولیا را تعلق به بیداری بوده است و یکی گوید از مشایخ رضی الله عنهم لو کان فی النوم خیر لکان فی الجنة نوم که اگر اندر خواب هیچ خیری بودی و یا مر محبّت و قربت را علّت بودی بایستی تا اندر بهشت که سرای قربت ست خواب بودی چون اندر بهشت حجاب نباشد و خواب بدانستم که خواب حجاب ست و ارباب لطایف گویند که چون آدم علیه السلام اندر بهشت بخفت حوّا از پهلوی (ص ۲۸۹) چپ وی پدید آمد همه بلا های وی از حوّا بود و نیز گویند ص ۲۸۹ چون ابراهیم گفت مر اسماعیل را علیه السلام یَا بُنَیَّ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُكَ اسمٰعیل گفت هذا جزاء من نام عن حبیبه لو لم تنم لما اُمرت بذبح الولد این جزای آن کس است که بخسپد و از دوست خود غافل باشد اگر نخفتی نفرمودندی که پسر را بباید کشت پس خواب ترا بی پسر گرداند و

مرا بی جان اما درد من یک ساعت باشد و درد تو همیشه و از شبلی می
آید که هر شب سکرهٔ نمک آب با میلی اندر پیش نهادی و چون در خواب
خواستی شد میلی اندران زدی و اندر دیده کشیدی و من که علی بن عثمان
الجلابی ام رضی الله عنه دیدم پیری را که چون از ادای فرایض فارغ
گشتی و دیدم شیخ احمد سمرقندی را که بخارا بود چهل سال بپیوسته بشب
نخفته بود و بروز اندکی بخفتی و رجوع این مسئله بدان باز گرد که چون
مرگ بنزدیک کسی دوستر از زندگانی بود باید تا خواب دوستر از بیداری بود
و چون زندگانی بنزدیک کسی دوستر از مرگ بود باید تا بیداری بنزدیک وی دوستر
از خواب بود پس قیمت نه آن را بود که بتکلف بیدار باشد بلکه قیمت
آن را بود که بیدارش گرداند چنانکه رسول صلی الله علیه وسلم را خداوند
بر گزید و بدرجه اعلی برسانید وی و نه اندر خواب تکلف کرد و اندر بیداری
آن گاه فرمان آمد که قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلاً نِصْفَهٗ (ص ۲۹۰) اَوِ انْقُصْ مِنْهُ
قَلِیْلاً و نیز هم نه آن را قیمت بود که بتکلف بخپید قیمت آن را
بود کش بخوابانند چنانکه خدای عزّ و جلّ اصحاب الکهف را بر گزید و
بمحل اعلی رسانید و لباس کفر از ایشان بر کشید ایشان نه اندر خواب
تکلف کردند و اندر بیداری تا حق تعالی بر ایشان بر گماشت و بی اختیار
ایشان مر ایشان را می پرورد چنانکه گفت خدای عزّ و جلّ وَ تَحْسَبُهُمْ اَیْقَاظًا
وَّ هُمْ رُقُوْدٌ وَ نُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَ ذَاتَ الشِّمَالِ و این هر دو نه اندر حال
بی اختیاری بود و چون بنده بدرجتی رسد که اختیار وی برسد دستش از کل
بریده گردد و همتش از غیر اعراض کند و اگر بخپید و یا بیدار باشد بدان
صفت که باشد عزیز باشد پس شرط خواب مریدان را آن باشد اول خواب
خود را چون آخر عهد خود داند و از معاصی توبه کند و خصمان را خوشنود
کند و طهارت پاکیزه بکند و بر دست راست روی سوی قبله بخپید و کارهای

دنیا راست گرداند و نعمت های اسلام را شکر کند و شرط کند که اگر بیدار گردد
بر سر معاصی نرود پس هر که در بیداری کار های خود ساخته باشد او را از
خواب یا از مرگ باکی نباشد و اندر حکایات مشهور ست که اُن پیر بنزدیک آن
امامی که اندر رعایت جاه و کلاه و رعونت نفس اندر مانده بود اندر آمدی گفتی
یا فلان می باید مرد وی را ازان سخن رنجی بدل می آمدی که این مرد
گدای هر زمان با من این (ص ۴۹۱) سخن می گوید روزی گفت من فردا ص ۴۹۱
ابتدا کنم دیگر روز آن پیر اندر آمد این امام گفت یا فلان می بباید
مُرد وی سجّاده بگسترانید و سر باز نهاد و گفت مُردم اندر حال جانش
بر آمد وی را ازان تنبیهی پیدا آمد دانست که آن پیر وی را می فرمود
که تدبیر مرگ کن چنین که من کرده ام و شیخ من رضی الله عنه مریدان
را بران داشتی که جز اندر حال غلبه نوم نخسپند و چون بیدار شوند نیز
نخسپند که خواب ثانی بر مریدان حقّ حرام باشد و بیکاری و اندرین معنی سخن
دراز آید و الله اعلم بالصواب،

---

# باب آدابهم فی الکلام والسکوت

خداوند گفت عزّ و جلّ وَ مَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰهِ وَ عَمِلَ صَالِحًا و نیز گفت قَوْلٌ مَعْرُوْفٌ و نیز گفت قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ بدانکه گفتار حق بنده فرمان ست چون اقرار بخداوندی و ثنا گفتن بر وی و خلق را بدرگاه وی خواندن و نطق نعمتی بزرگ ست از حقّ تعالی بنده و آدمی بدان ممیّز ست از چیز های دیگر و خداوند گفت وَ لَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ اٰدَمَ یک قول مفسران اندرین معنی نطق ست پس هر چند که گفتار از حقّ بنده نعمتی ظاهر ست آفت آن نیز بزرگ ست که پیغامبر گفت صلی اللّٰه علیه وسلم اخوف ما اخاف علی امّتی اللسان و در جمله گفتار چون خمر ست که عقل را مست کند و مرد چون اندر شرب آن افتاد هرگز بیرون نتواند آمد و خود را ازان باز نتواند داشت و چون اهل طریقت را معلوم شد که گفتار آفت ست سخن جز بضرورت (ص ۴۹۲) نگفتند یعنی در ابتدا و انتهای سخن خود نگاه کردند اگر جمله حقّ را بوده است بگفته اند و الّا که خاموش بوده اند ازانچه معتقد بوده اند که خداوند عالم عالم الاسرار ست و مذموم اند آنانکه حق تعالی را بجز این بشتیر دانند بقول خدای عزّ و جلّ اَمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَ نَجْوٰهُمْ بَلٰی وَ رُسُلُنَا لَدَیْهِمْ یَکْتُبُوْنَ آیا می پندارند که من نمی دانم نهانی های ایشان

ص ۴۹۲

بلی می دانیم و ملایکه نیز بر ایشان می ژلیند و من عالم الغیب ام و رسول گفت صلی الله علیه وسلم من صمت نجا آنکه خاموش باشد نجات یابد پس اندر خاموشی فواید و فتوح بسیار ست و در گفتن آفت بسیار و گروهی از مشایخ رحمهم الله سکوت را بر کلام فضل نهادند و گروهی کلام را بر سکوت ازان جمله جنید گفت رضی الله عنه که عبارات جمله بجمله دعاوی ست و آنجا که اثبات معانی بود دعاوی هدر باشد و وقت باشد که بسقوط قول اندر حال اختیار عذر گرود یعنی اندر حال خوف باوجود اختیار و قدرت بر قول خوف عذر ناگفتن شود و انکار قولش مر حقیقت معرفت را زیان ندارد و بهیچ وقت بنده بی معنی بمجرّد دعوی معذور نباشد و حکم آن حکم منافقان پس دعوی بی معنی نفاق آمد و معنی بی دعوی اخلاص کان من اشّس بنیانه علی بیان استغنی فیما بینه و بین ربّه من اللسان یعنی چون راه بر بنده گشاده شد از گفتار مستغنی گشت ازانچه گفتار بر اعلام غیر را باشد و حق تعالی جل جلاله (ص ۴۹۳) بی نیاز ست از تغییر احوال و غیر وی خود کرای آن نکند که بدیشان مشغول باید شد و موکّد شود این بقول جنید رضی الله عنه که گفت من عرف الله کَلّ لسانه آنکه حق را بدل بشناخت زبانش از بیان باز ماند که اندر عیان بیان حجاب نماید و از شبلی می آید که اندر مجلس جنید رحمهما الله بر پای خواست و بآواز بلند گفت یا مرادی و اشارت بحق تعالی کرد جنید گفت یا ابا بکر اگر مرادت حق ست این اشارت چرا کردی که وی ازین مستغنی است و اگر مرادت نه وی است خلاف چرا گفتی که حق بقول تو علیم ست شبلی رحمة الله علیه بر گفته خود استغفار کرد و آن گروهی که کلام را بر سکوت فضل نهند گفتند که بیان احوال خود را از حق بما امر است که دعوی بمعنی قایم بود و اگر کسی هزار سال بدل بسرّ عارف می باشد و ضرورتی مانع وی نباشد تا اقرار بمعرفتش

ص ۴۹۲

نه پیوندد حکمش حکم کافران باشد و خداوند مومنان را بجملگی شکر و حمد و ثنا فرمود و رسول را صلی الله علیه وسلم گفت وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ و ثنا و تحدث نعمت به گفتار بود پس گفتار ما مر تعظیم امر ربوبیت را باشد و گفت خداوند تعالی اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ و نیز گفت اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ، و مانند این و یکی گوید از مشایخ که هر کرا بیانی نباشد از روزگار خویش او را روزگار نباشد که ناطق وقت تو هم وقت تست شعر

لسان الحال افصح من لسانِ

و صمتی عن سوالی ترجمانی

(ص ۲۹۴) و اندر حکایات یافتم که روزی ابو بکر شبلی رحمة الله علیه در کرخ بغداد (ص ۲۹۴) می رفت یکی را دید از مدعیان که می گفت السکوت خیر من الکلام فقال الشبلی سکوتك خیر من کلامك لان کلامك لغو و سکوتك هزل و کلامی خیر من سکوتی لانّ سکوتی حلم و کلامی علم و خاموشی تو بهتر از گفتار تو شبلی رحمة الله علیه گفت خاموشی تو بهتر از گفتار تو ازانچه گفتار تو لغو است و خاموشی تو هزل و گفتار من بهتر از خاموشی من ازانچه سکوت من حلم است و کلام من علم و اگر علم نگویم حلمم بران دارد و اگر بگویم علمم بران دارد چون نگویم حلیم باشم چون بگویم علیم باشم و من می گویم که علی بن عثمان الجلّابی ام که کلامها بر دو گونه است و سکوتها هم بر دو گونه کلام یکی حق بود و یکی باطل و سکوت یکی حصول مقصود و دیگر غفلت پس هر کسی را گریبان خود باید گرفت اندر حال نطق و سکوت اگر کلامش بحق بود گفتارش بهتر از خاموشی و اگر باطل بود خاموشی بهتر از گفتار و اگر خاموشی از حصول مقصود و مشاهدة بود خاموشی بهتر از گفتار و اگر از حجاب و غفلت بود گفتار بهتر از خاموشی و عالمی اندرین دو معنی سرگردانند و گروهی از مدعیان مشتی هذر و هوس و عباراتی از معانی خالی بر دست گرفته اند

و می گویند که گفتار فاضل تر از سکوت و گروهی از جهّال که مناره را از چاه نشناسند سکوت بجهل خود باز بستہ و می گویند کہ خاموشی بهتر از گفتار و این هر دو چون یکدیگر باشند پس تا کرا فرا بگفتار آرند و کرا خاموش کنند آلا من نطق اصاب او غلط و من اُنْطِقَ عصم من الشطط هر کہ بگوید (ص ۴۹۵) یا خطا گوید یا صواب و هر کرا بگفتار آرند از خطا و خللش نگاه دارندش چنانکہ ابلیس گفت لعنہ اللہ اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ و آدم را بگویانیدند رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا پس داعیان این طریقت اندر گفتار خود ماذون و مضطرّ باشند و اندر خاموشی شرم زده و بیچاره من کان سکوتہ حیاء کان کلامہ حیوة از آن کہ خاموشی از حیا بود کلامش مر دل ها را حیات بود ازانچہ گفتار شان از دیدار بود و گفتِ بی دیدار نزدیک ایشان خوار بود و تا گفتن دوستتر از گفتن دارند تا با خود باشند و چون غایب شوند خلق مر قول ایشان را بر جان نگارند ازان بود کہ آن پیر گفت رضی اللہ عنہ من کان سکوتہ لہ ذهباً کان کلامہ لغیرہ مُذهباً پس باید تا طالب ربّانی را کہ خوضش اندر عبودیت بود خاموش کند تا زبانی کہ نطقش بربوبیت بود بگفتار آید و عبارت وی میّاد دلهای مریدان شود و ادب اندر گفتار آنست کہ بی امر نگوید و جز اندر امر نگوید و اندر خاموشی آنکہ جاهل نباشد و بجهل یعنی نباشد و غافل نہ و مرید را باید کہ اندر سخن پیران دخل و تصرّف نکند و عبارت پریشان غریب نیارد و بدان زبان کہ شهادت گفتہ است و بتوحید منفر آمده دروغ و غیبت نگوید و مسلمانان را نرنجاند و درویشان را بنام مجرّد نخواند و تا چیزی از وی نپرسند نگوید پس بسخن گفتن ابتدا نکند و شرط خاموشی درویش آن بود کہ بر باطل خاموش نباشد و شرط گفتن آنکہ جز حق نگوید و این اصل را فرع بسیار ست و لطایف بی شمار من بدین مقدار پسنده کردم تا کتاب مطوّل نشود و اللہ اعلمُ (ص ۴۹۶)

ص ۴۹۵ — ص ۴۹۶

# باب آدابهم فی السؤال وترکه

خداوند گفت عزّ و جلّ لَا يَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا سوال بالحاف نکنند و چون کسی ازیشان سوال کند منع نکنند چنانکه خدای گفت مر پیغامبر را صلی الله علیه وسلم وَ اَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ و تا توانند سوال جز از حقّ تعالی نکنند و غیر وی را در محل سوال ننهند که سوال اعراض باشد از حقّ بغیر حقّ و چون بنده از حقّ تعالی اعراض کرد بیم باشد که او را اندر محل اعراض بگذارد یافتم که یکی از اهل دنیا مر رابعه عدویه را گفت یا رابعه چیزی بخواه از من تا مرادت حاصل کنم رابعه گفت ای هذا من شرم دارم از خالق دنیا که از وی دنیا خواهم پس چون شرم ندارم که از چون خویشتنی چیزی خواهم از دنیاوی گویند که اندر وقت بو مسلم صاحب دعوت درویشی را بی گناه بتهمت دزدی بگرفتند و بچهار طاق مر اُو را باز داشتند چون شب اندر آمد ابو مسلم رحمة الله علیه پیغامبر صلی الله علیه وسلم را بخواب دید وی را گفت یا با مسلم مرا خداوند تعالی بتو فرستاده است که دوستی از دوستان من بی جرمی اندر زندان تست بر خیز وی را بیرون آر بو مسلم از خواب بجست و سر و پای برهنه بدر زندان دوید و بفرمود تا در زندان را بگشادند و آن درویش را بیرون آوردند و از وی عذر خواست و گفت که حاجتی بخواه درویش گفت ایها الامیر کسی که چنین خداوندی دارد که بنیم شب بو مسلم را از بستر

ص ۴۹۷

بر انگیزد و بفرستد تا او را از بلاها برهاند روا باشد (ص ۴۹۷) که او از دیگران سوال کند و حاجت خواهد ابو مسلم علیه الرحمة گریان شد و آن درویش از پیش وی برفت و باز گروهی دیگر گویند که روا باشد درویش را که از خلق سوال کند که خداوند تعالی نمی گوید که لَا یَسْـَٔلُوْنَ اَلبتة اما می گوید سوال کنید و دران الحاف نکنید و رسول صلی الله علیه وسلم نیز سوال کرد مر ساختن کارهای اصحاب را و ما را نیز گفت که اطلبوا الحوایج عند حسان الوجوه و مشایخ رحمهم الله تعالی بسه علت سوال کردن روا داشته اند یکی مر فراغت دل را لابد باشد و گفته اند که ما دو کرده را آن قیمت ننهیم که روز و شب اندر انتظار آن گذاریم و جز او حاجتی نباشد ما را بخداوند اندر حال اضطرار ازانچه هیچ مشغولی چون شغل طعام و انتظار آن نیست و ازان بوده که چون با یزید مر مرید شقیق را پرسید در آن حال که بزیارت وی آمده بود از حال شقیق مرید گفت او از خلق فارغ شده ست و بر حکم توکلی نشسته بو یزید رحمة الله گفت چون باز گردی بگوی مر او را نگر تا دیگر خدای را بدو کرده نیازمانی چون گرسنه گردی دو کرده از هم جنسان خود بخواه و باز نامهٔ توکل یکسوی نه تا آن شهر و ولایت از شومی معاملت تو بر زمین فرو نشود و دیگر مر ریاضت نفس را سؤال کرده اند تا ذل آن بکشند و رنج اندر دل خود نهند و قیمت خود بدانند که ایشان هر کسی را بچه می ارزند تا تکبر نکنند ندیدی که چون شبلی رحمة الله بجنید رحمه الله (ص ۴۹۸) آمد جنید گفت یا ابا بکر ترا نخوت آن اندر سر ست که من پسر حاجب الحجاب خلیفه ام و امیر سامره از تو هیچ کاری نیاید تا ببازار بیرون نشوی و از هر که بینی سؤال نکنی تا قیمت خود بدانی چنان کرد هر روز را بازارش ست تر بودی تا سر سال بدرجه رسید که اندر همه بازار گشت و کس چیزی ندادش باز آمد و با جنید بگفت جنید رحمة الله علیه گفت یا ابا بکر کنون قیمت خود بدان که خلق را بهیچیز می نیرزی دل اندر

ص ۴۹۸

ایشان مبند و ایشان را بهیچ چیز بر مگیر و این معنی مر بیاضت را بود نه مر کسب را و از ذو النون مصری رحمة الله علیه روایت کرده اند که گفت رفیقی داشتم موافق خدای تعالی او را بحضرت خود برد و از محنت دنیا بنعمت عقبی رسانیدش ورا بخواب دیدم گفتم خدای تعالی با تو چه کرد گفت مرا بیامرزید گفتم بچه خصلت گفت مرا بر پای کرد و گفت ای بندهٔ من بسیار ذل و رنج سفلگان و بخیلان کشیدی و دست بپیش ایشان دراز کردی و اندران صبر کردی ترا بدان بخشیدم و سه دیگر آنکه مر حرمت حق را از خلق سوال کردند و همه مال های دنیا را ازان حق تعالی دانستند و همه خلقان را وکیلان وی دیدند و از چیزی که بنصیب نفس ایشان باز گشت از وکیل وی بخواسته اند و سخن خود با وی بگفته اند و اندر شاهد نظیر این بنده که بایست خود بوکیل عرضه کند بحرمت و طاعت و نزدیک تر ازان بود که بر خداوند پس سوال شان از غیر علامت حضور و اقبال بود بحق نه سبب غیبت و اعراض از حق (ص ۴۹۹) یافتم که یحیی بن معاذ رضی الله عنه را دختری بود روزی مر مادر را گفته مرا فلان چیز می باید مادر گفت از خدای بخواه گفت ای مادر من شرم دارم که بایست نفسانی از وی بخواهم و آنچه تو دهی هم ازان وی بود روزی مقدر من باشد پس آداب سوال آن باشد که اگر مقصود سوال بر نیاید خرم تر ازان باشی که برآید و خلق را اندر میانه نه بینی و از زنان و اصحاب اسواق سوال نکنی و راز خود جز بآن نگوئی که بر حلالی مال وی موثق باشی و تا توانی سوال بر نصیب خود نکنی و ازان تجمل و کدخدائی نسازی و آن را ملک نگردانی و مر حکم وقت را باشی و حدیث فردا را بر دل نگذارنی تا بهلاک جاودانی ماخوذ نگردی و خدای را دام گدائی خود نسازی و از خود پارسائی پیدا نکنی که تا از راهِ پارسائی تو ترا چیزی پیش دهند یافتم پیری را از محتشمان متصوّفه رحمهم الله از بادیه

بر آمده بود فاقه زده و رنج راه کشیده ببازار کوفه اندر آمد کنجشکی بر دست نشانده و می گفت کی کیست که از برای این کنجشک مرا چیزی دهد گفتند ای هذا این چه می گوئی گفت محال باشد که من گویم از بهر خدای مرا چیزی دهید بدنیا جز حقیری را شفیع توان آورد این اندکی است از بسیار آنچه اندرین باب شرط ست مختصر کردم مر خوف تطویل را و الله اعلم

# باب آدابهم فی التزویج والتجرید

ص ۵۰۰

خدای عزّ و جلّ گفت هُنَّ لِبَاسٌ لَکُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ و رسول گفت صلی اللہ علیہ وسلم تناکحوا تکثروا فانّی اباهی بکم الامم (ص ۵۰۰) یوم القیامة و لو بالسقط و نیز گفت انّ اعظم النساء برکة اقلهنّ مونة و احسنهنّ وجوها و ارخصهنّ مهوراً و این از صحاح اخبار ست و در جمله نکاح مباح ست بر جملگی مردان و زنان و فریضه بر آنکه از حرام نتواند پرهیزید و سنّت مر آن را که حقّ عیال بتواند گزارد و از مشایخ این قصّه گروهی گفتند که تزویج مر دفع شهوت را باید و کسب مر فراغت دل را و گروهی گفتند مر اثبات نسل را باید تا فرزندی باشد و چون فرزند بود اگر پیش از پدر از دنیا بشود شفیع پدر باشد و اگر پدر پیش از وی شود دعا گوی بماند و اندر خبر ست که عمر بن الخطاب رضی اللہ عنه مر امّ کلثوم را که دختر فاطمه بنت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیه وسلم و رضی عنهما خطبه کرد از پدرش علی بن ابی طالب رضی اللہ عنه و کرّم اللہ وجهه علی گفت او بس خرد ست و تو مردی پیری و مرا نیّت آن ست که او را ببرادر زادهٔ خود خواهم داد عبد اللہ بن جعفر عمر کس فرستاد یا ابا الحسن اندر جهان زنانِ بزرگ بسیارند و مراد من از ام کلثوم نه دفع شهوت است که اثبات نسل است که از پیغمبر صلی اللہ علیه وسلم شنیدم که کل نسب و حسب ینقطع بالموت الّا

نسبی و حسبی و یروی کل سبب و نسب الّا سببی و نسبی اکنون مرا سبب
هست بایدم که نسبت نیز باشد تا بهر دو طرف متابعت وی محکم گردانیده باشم
علی رضی الله عنه ام کلثوم را بعمر داد و زید بن عمر از وی بیامد رضی
الله عنه (ص ۵۰۱) و پیغامبر گفت صلی الله علیه وسلم تنکح النساء علی اربعة علی ص ۵۰۱
المال و الحسب و الحسن و الدین فعلیکم بذات الدین فانّه ما استفاد امرءٌ
بعد الاسلام خیرا من زوجة مؤمنة موافقة یسرّ بها اذا نظر الیها فوایده
و زوایده بهترین چیز ها از پس اسلام زنی مومنه موافقه باشد تا بدو انس
گیرد مرد مومن و اندر دین بصحبت وی قوّتی باشد و اندر دنیا موانستی که همه
وحشت ها اندر تنهائی است و همه راحت ها اندر صحبت و رسول گفت صلی
الله علیه وسلم الشیطان مع الواحد و بحقیقت مرد یا زن چون تنها باشد قرین وی
شیطان بود که شهوت را اندر پیش دل وی می آراید و هیچ صحبت اندر حکم
حرمت و امان چون زناشوئی نباشد اگر مجانست و موافقت باشد و هیچ مشغولی
و عقوبت چندان نه بود که چون زن نا جنس باشد پس درویش را
باید که نخست اندر کار خویش تامّل کند و آفت های تجرید و تزویج اندر
پیش دل صورت کند تا دفع کدام آفت بر دلش سهل تر بود متابع آن
باشد و در جمله در تجرید دو آفت یکی ترک سنّتی از سنن مصطفٰے صلی
الله علیه وسلم دیگر پروردن شهوت اندر دل و خطر افتادن اندر حرام و تزویج
را نیز دو آفت یکی مشغولی دل بغیری و دیگر شغل تن از برای حظّ نفس
و اصل این مسئله بعزلت و صحبت باز گردد آنکه صحبت اختیار کند با خلق
ورا تزویج شرط باشد و آنکه عزلت جوید از خلق ورا تجرید زینت بود و پیغامبر
گفت صلی الله علیه وسلم (ص ۵۰۲) سیروا فقد سبق المفردون یعنی بروید بر شما ص ۵۰۲
سبقت گرفتند و حسن البصری گوید نجا المخفّون و هلک المثقلون و از ابراهیم
خواص می آید که گفت بدیهی اندر آمدم بقصد زیارت بزرگی که آنجا بود چون

بخانهٔ وی برفتم خانهٔ دیدم پاکیزه چنانکه معبد اولیا بود و اندر دو زاویهٔ آن
خانه دو محراب ساخته اندر یک محراب آن پیر نشسته و اندر دیگر عجوزهٔ پاکیزه
و روشن نشسته و هر دو ضعیف گشته از عبادت بسیار بآمدن من شادی بسیار
کردند و سه روز آنجا بودم چون باز خواستم گشت پرسیدم از آن پیر که این عقیفه
تراچه باشد گفت از جانب دختر عم و از دیگر جانب عیال گفتم اندرین دو
سه روز سخت بیگانه وار دیدم تان اندر صحبت گفت آری شصت و پنج
سال ست تا چنان ست گفتم علّت این مرا بگوی تا چرا ست گفت بدانکه
ما در کودکی عاشق یکدیگر بودیم و پدر وی او را بمن نمی داد که دوستی
ما مر یکدیگر را معلوم وی گشته بود مدّتی رنج آن بکشیدم تا پدر وی وفات
یافت پدر من عمّ وی بود او را بمن داد چون آن شب ابتدای بیکدیگر
رسیدیم وی مرا گفت دانی که خدای تعالی با ما چه نعمت کرم کرده است
که ما را بیکدیگر رسانید و دل ها ما را از آفت و خوف فارغ کرد
گفتم بلی گفتا پس ما امشب خود را از هوای نفس باز داریم و مراد
خود را زیر پای آریم و مر خدای را عبادت کنم شکر این نعمت را گفتم
صواب آید دیگر شب همان گفت شبی سیوم گفتم اکنون دو شب (ص ۵۰۳)
از برای تو شکر بگزاریم امشب از برای من نیز عبادت کنیم کنون شصت
و پنج سال است که ما یکدیگر را ندیده ایم بحکم ملامت و همه عمر اندر
شکر نعمت می گزاریم پس چون درویشی صحبت اختیار کند باید تا قوت آن
مستوره از حلال کند و مهرش از حلال گزارد و تا از حقوق خداوندی
و از اوامر وی چیزی باقی مانده باشد بحظ نفس خود مشغول نشود و چون
اوراد خود بگزارد قصد فراش وی کند و حرص و مراد خود را اندر محود
بکشد و با خداوند تعالی بر وجه مناجات بگوید بار خدایا تو شهوت اندر خاک
آدم سرشتی مر آبادانی عالم را و اندر علم خود خواستی که مرا این صحبت باشد

ص ۵۰۳

یا ربّ این صحبت من دو چیز را گردان یکی مر حصن حرام را بحلال و دیگر فرزند ولی رضی مرا ارزانی دار نه فرزندی که دل من از تو مشغول کند و از سهل بن عبد الله تستری می آید که او را پسری بیامد هر گاه که بخردگی از مادر طعام خواستی مادر گفتی از خدای خواه اندر محراب شدی و سجدهٔ کردی مادرش آن مراد اندر نهان بدو دادی بی آنکه وی دانستی که آن مادر داده است تا خوی بدرگاه حق کرد روزی از دبیرستان اندر آمد و مادرش حاضر نبود سر بسجده نهاد خدای تعالی آنچه بالیست او بود پدید آورد مادر اندر آمد و آن بدید گفت ای پسر این از کجا ست گفت ازان جا که هر بار بود و چون زکریا صلوات الله و سلامهٔ علیه نبزدیک مریم رضی الله عنها اندر آمدی بتابستان میوهٔ زمستانی دیدی و بزمستان (ص ۵۰۶) میوهٔ تابستانی دیدی بر وجه تعجب پرسیدی که اَنّٰی لَكِ هٰذَا وی گفتی مِنْ عِنْدِ اللهِ پس باید که باستعمال سنّتی مر درویش را اندر طلب دنیا حرام و شغل دل نیفگند که هلاک درویش اندر خرابی دل وی بود چنانکه خرابی توانگر اندر خرابی سرای و خان و مان بس آنچه توانگر را خراب شود آن را عوض بود و آنچه درویش را خراب شود آن را عوض نباشد و اندر زمانهٔ ما ممکن نگردد که کسی را زنی موافقه باشد بی در بالیست زیادت و فضول و طلب محال و ازان بود که گروهی تجرید و تخفیف اختیار کردند و رعایت آن چیز بر دست گرفتند که پیغمبر گفت صلی الله علیه وسلم خیر الناس فی اٰخر الزمان خفیف الحاذ قیل یا رسول الله ما خفیف الحاذ قال الذی لا اهل له و لا ولد له و نیز گفت سیروا سبق المفردون بروید که مفردان بر شما سبقت گرفتند و مجتمع اند مشایخ این طریقت برانکه بهترین و فاضل ترین اهل طریقت مفردانند و مجرّدان اگر دلِ شان از آفت خالی باشند و طبع شان از

ص ۵۰۶

ارادت ارتکاب معاصی و شهوات معرض و عوام در آنکاب شهوت خبر مروی که پیغامبر گفت صلی اللہ علیه وسلم حُبّب الیّ من دنیاکم ثلث الطیب و النساء و جعلت قرّة عینی فی الصلوٰة حجّت سازند و گویند چون زنان محبوب وی باشند باید تا تزویج فاضل‌تر باشند گوئیم که پیغامبر صلی اللہ علیه وسلم گفت لی حرفتان الفقر و الجهاد پس چرا دست از حرفتش می دارید (ص ۵۰۵) اگر آن محبوب ویست این همه حرفت است پس بحکم آنکه هوا نان را بدان میلی بیشترست مر هوای خود را محبوب پیغامبر خواندن محال باشد و کسی که پنجاه سال متابع هوای خود بوده باشد پندارد که متابع سنّت است او بر غلط عظیم باشد و در جمله نخستین فتنهٔ که بر سر آدم علیه السلام پیدا آمد سبب آن زن بود اندر بهشت و نخستین فتنه که اندر دنیا پدیدار آمد هم بسبب آن زنی بود یعنی فتنهٔ هابیل و قابیل و چون خداوند تعالی دو فرشته را خواست که عذاب کند هم سبب آن زنی گردانید و الی یومنا همه اسباب فتن های دینی و دنیائی زنانند و پیغمبر گفت صلی اللہ علیه وسلم ما ترکت بعدی فتنة اضرّ علی الرّجال من النساء هیچ فتنه نگذاشتیم پس از خود زیان کار تر بر مردان از زنان پس فتنهٔ ایشان اندر ظاهر چندین است اندر باطن خود تا چند باشد و من که علی بن عثمان الجلابی ام رضی اللہ عنه از پس آنکه مرا حق تعالی یازده سال از آفت تزویج نگاه داشته بود هم بر تقدیر وی بفتنه اندر افتادم و ظاهر و باطنم اسیر صفتی شد که با من کردند بی آنکه رؤیت بوده بود و یک سال مستغرق بودم چنانکه نزدیک بود که دین بر من تباه شود تا حق تعالی بکمال لطف و تمام فضل خود عصمت را باستقبال دل بیچارهٔ من فرستاد و برحمت خلاصی ارزانی داشت و الحمد لله علی جزیل نعمائه و در جمله قاعدهٔ این طریقت بر تجرید نهاده اند چون تزویج آمد حال دیگر گون شده و هیچ عسکر نیست از عساکر شهوت الّا که

(ص ۵۰۶) آتش شهوت آن را باجتهاد نتوان نشاند از آنچه آفتی که از تو خیزد آلت دفع آن هم با تو باشد غیری نباید تا آن صفت از تو زایل شود و زوال شهوت بدو چیز باشد یکی آنکه اندر تحت تکلّف در آید و دیگر آنکه از دایرۀ کسب و مجاهدت بیرون باشد امّا آنچه اندر تحتِ تکلّف آدمی ست آن گرسنگی باشد و آنچه از تکلّف بیرون ست یا خوفی مقلقل است و یا حبّ صادق که بتفاریق هم جمع شود و محبّت سلطان خود اندر اجزای جسد پراگند و جملۀ حواس را از وصف حواسی معزول کند و کلّ بنده را جدّ گرداند و هزل را از وی فانی گرداند و احمد حمّادی سرخسی بماوراء النهر رفت و آنجا می بود وی را گفتند ترا تزویج حاجت بود وی گفت نه گفتند چرا گفت زانچه من اندر روزگار خود یا غایب باشم از خود یا حاضر بخود چون غایب باشم خود از کونین یادم نیاید و چون حاضر باشم نفسِ خود را چنان دارم که چون نانی بیابد پندارد که هزار حور یافته است پس شغل دل عظیم کاری باشد بهر چه خواهی گو باش و گروهی دیگر گفتند که ما نیز اختیار خود از هر دو حال منقطع کنیم تا از حکم و تقدیر و پردۀ غیب چه ظاهر شود اگر تجرید نصیب ما آید اندران بعفّت کوشیم و اگر تزویج بود متابع سنّت باشیم و بفراغ دل کوشیم که چون داشت حق با بنده باشد در تجرید بنده چون آن یوسف بود در بلای زلیخا رضی الله عنها که اندر حال قدرت بر مراد خود از مراد خود روی بگردانید و از مراد بی مراد گشت و بقهر هوا و رؤیت (ص ۵۰۷) عیوب نفس خود مشغول باشد و اندران وقت که زلیخا با وی خلوت کرد و اندر تزویج هم اگر داشت حق تعالی بود چون تزویج ابراهیم علیه السلام بود و از غایت اعتمادی که وی را بر حق تعالی بود شغل اهل را شغل او نداشت تا چون ساره رشک

ص ۵۰۶ ص ۵۰۷

بیدا کرد و تعلق بغیرت کرد ابراهیم هاجره را بر گرفت و بوادی غیر ذی زرع
برد و بخداوند سپرد و روی ازیشان بگردانید تا حق تعالی بداشت خود مر ایشان
را بپرورد چنانکه خواست پس هلاک بنده نه اندر تزویج و تجرید است که
بلای او اندر اثبات اختیار و متابعت هوای خود ست و شرط آداب متاهل
آن ست که او را اورادی از اورادِ وی فوت نشود و احوال ضایع نگردد
و اوقات را تباه نکند و با اهل خود شفیق باشد و نفقهٔ حلال سازدش و
از برای او رعایت ظلمه و سلاطین نکند تا اگر فرزندی باشد بشرط باشد و
اندر حکایات معروف ست که احمد بن حرب نیشابوری رحمة الله علیه روزی با
جماعتی از رؤسای و سادات نشابور که بسلام او آمده بودند نشسته بود که
آن پسر شراب خوارش مست و سرود گویان اندر آمد و بریشان گذشت
به بی حرمتی و از کسی نیندیشید آن جمله متغیر شدند احمد آن تغیّر
اندر ایشان دید گفت شما را چه بود که تغیری پدید آمد هر یک گفتند
بر گذشتن آن پسر برین حال بر تو شرم زده شدیم و وی از تو
بنندیشید احمد گفت وی معذور ست ازانچه شبی ما را از خانهٔ همسایه
خوردنی آوردند من و عیال ازان بخوردیم آن شب ما را صحبت بود بیک
جا (ص ۵۰۸) این فرزند ازان پیوست و خواب بر ما افتاد و اوراد
ما بشد چون بامداد بود تتبع حالِ خود کردیم و بدان همسایه باز گشتیم تا
آنچه فرستاده بود از کجا بود گفت از عروسی آورده بودند ما را چون نگاه
کردیم از خانهٔ سلطانی بود و شرط آداب مجرّد آنست که چشم را از ناشایست
باز دارد و نگاه دارد و تا دیدنی نبیند و تا اندیشیدنی نیندیشد و آتش
شهوت بگرسنگی بنشاند و دل از دنیا و مشغولی حوادث نگاه دارد و مر هوای
نفس را علم و الهام نگوید و بو العجبی شیطان را تاویل نسازد تا در طریق
مقبول باشد این ست اختصار آداب و معاملت چنانکه اندک بر بسیار دلیل

ص ۵۰۸

باشد و الله اعلم

## کشف الحجاب العاشر فی بیان منطقهم وحدود الفاظهم وحقایق معانیها

بدان اسعدک الله تعالی کہ مر اهل هر صنعتی را و ارباب هر معاملتی را
با یکدیگر اندر جریان اسرار خود عبارات است و کلماتی کہ بجز ایشان معنی
آن ندانند و مراد از وضع آن عبارات دو چیز باشد یکی حسن تفهیم و تسهیل
غوامض را تا بفهم مرید نزدیک تر باشد و دیگر کتمان سرّ را از کسانی
کہ اهل آن علم نباشد و دلایل آن واضح است چنانکہ اهل لغت مخصوص
اند بعبارات موضوع خود چون فعل ماضی و فعل مستقبل و صحیح و معتلّ و
اجوف و لفیف و ناقص و آنچہ بدان ماند و اهل نحو مخصوص اند بعبارات
(ص ۵۰۹) موضوع خود چون رفع و ضم و نصب و فتح و خفض و کسر
و جزم و جر و منصرف و نا منصرف و آنچہ بدین ماند و اہل عروض
مخصوص اند بعبارات موضوع خود چون بحور و دوایر و سبب و وتد و فاصلہ
و آنچہ بدین و حاسبان مخصوص اند بعبارات موضوع خود چون فرد و زوج و
ضرب و قسمت و کعب و جذر و اضافت و تضعیف و تنصیف و جمع و تفریق و
آنچہ بدین ماند و فقها مخصوص اند بعبارات موضوع خود چون علت و معلول و
قیاس و اجتهاد و دفع و الزام و آنچہ بدین ماند محدثان نیز مخصوصند بعبارات
موضوع خود چون مسند و مرسل و آحاد و متواتر و جرح و تعدیل و آنچہ بدین
ماند و متکلّمان مخصوصند بعبارات موضوع خود چون عرض و جوهر و کلّ و جزو
و جسم و حدث و تحیّز و توالی و آنچہ بدین ماند پس این طایفہ را
نیز الفاظ موضوع است مر کمون و ظهور سخن خود را تا اندر طریقت خود بدان
تصرّف کنند و آن را کہ خواهند مقصود خود دریابند و از انکہ خواهند بپوشانند
پس من بعضی از آن کلمات را بیانی مشرح بیارم و فرق کنم میان هر دو

ص ۵۰۹

کلمۀ کہ مراد شان ازان چہ چیز باشد تا ترا و خوانندگان این کتاب را فایده تمام شود و مرا دعای نیک حاصل آید انشاء الله تعالیٰ،

## فمن ذلک الحال والوقت والفرق بینهما

وقت اندر میان این طایفه معروف ست و مشایخ را اندرین سخن بسیار ست و مراد من اثبات تحقیق است نه تطویل بیان پس وقت آن بود که بنده بدان از ماضی و مستقبل فارغ شود (ص ۵۱۰) چنانکه واردی از حق بدل او پیوندد و سرّ وی را بدان مجتمع گرداند چنانکه اندر کشف آن وقت نه از گذشته یاد آیدش و نه از تا آمده پس همه خلق را اندرین دست نرسد و نداند که سابق ما بر چه رفت و عاقبت بر چه خواهد جز خداوندان وقت را که گویند علم ما مر عاقبت و سابق را ادراک نتواند کرد ما را اندر وقت با حق تعالی خوش ست که اگر بغردا مشغول گردیم و با اندیشۀ وی بر دل گماریم از وقت محجوب شویم و حجاب پراگنده گی عظیم باشد پس هر چه دست بدان نرسد اندیشۀ آن محال باشد چنانکه ابو سعید خرّاز گوید رحمة الله علیه که وقت عزیز خود را جز بعزیز ترین چیز ها مشغول مکن و عزیز ترین چیزهای بنده شغل باشد بین الماضی و المستقبل و رسول گفت صلی الله علیه وسلم لی مع الله وقت لا یسعنی فیه ملك مقرب و لا نبی مرسل مرا با خدای تعالی وقتی ست که اندران وقت هژده هزار عالم را بر دل من گذر نباشد و در چشم من خطر نه و ازان بود که چون شب معراج زینت ملک زمین و آسمان را بر وی عرضه کردند بهیچ چیز باز ننگریست تا خداوند تعالیٰ گفت مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰی نه انچه عزیز بود و عزیز را جز بعزیز مشغول نکنند پس اوقات موحّد دو وقت باشد یکی اندر حال فقد و دیگر اندر حال وجد یعنی یکی در محلّ وصال و یکی در محلّ

فراق و اندر هر دو وقت او مقصود باشد زانچه در وصل وصلش بحق بود و در
فصل فصلش بحق بود و اختیار و اکتساب وی اندران میانه ثبات (ص ۵۱۱) نیابد ص ۵۱۱
تا او را وصفی بتوان کرد و چون دست اختیار بنده از روزگار وی بریده
شود آنچه کند و بیند از وقت باشد و از جنید رضی اللہ عنہ می آید
کہ گفت درویشی را دیدم اندر بادیہ در زیر مغیلانی نشستہ اندر جای صعب
و با مشقت گفتم ای برادر ترا چہ چیز اینجا نشاندہ است بدین ساکنی اندرین
جای بدین صعبی گفت بدانکہ مرا وقتی بود این جا ضایع شدہ است اکنون
بدین جا نشستہ و اندوہ می گزارم گفتم چند گاہ است تا این جای گفت
دوازدہ سال ست کنون شیخ ھمتی در کار من کند تا باشد کہ بمراد خود
برسم و وقت خود باز یابم جنید رضی اللہ عنہ گفت من برفتم و حج بکردم
و او را دعا کردم اجابت شد و وی بمراد خود برسید چون باز آمدم
وی را یافتم ھمانجا نشستہ گفتم ای جوان مرد کنون وقت باز یافتی چرا
ازین جای فرا تر نشوی گفت ایھا الشیخ جای گاھی را ملازمت کردم کہ
محل وحشت بود و سرمایۂ اینجا کہ گم کردہ بودم روا باشد کہ اکنون جائی
را کہ سرمایہ آنجا باز یافتم و محل انس من گشت بگذارم شیخ بسلامت برود
کہ خاک خویشتن را با خاک این جایگاہ برھم خواھم آمیخت تا بقیامت
سر ازین خاک بر آرم کہ محلّ انس و سرور منست شعر

فکل امریٔ یولی الجمیل محبّب

و کلّ مکان یُنْبِتُ العزّ طیّب

پس چیزی کہ حکم آن اندر تحت کسب آدمی نیاید تا بتکلّف حاصل کند
و ببازار نفروشند تا جان بعوض آن ندھد و وی را اندر جلب و
دفع آن ارادت نبود ھر دو طرف وی اندر رعایت آن تساوی بود و
اختیار بندہ اندر تحقیق آن باطل و مشایخ گفتہ اند الوقت سیف قاطع

ص ۵۱۲ ازانکه صفت شمشیر بریدن است و صفت وقت (ص ۵۱۲) نیز بریدن که وقت بیخ مستقبل و ماضی ببرد و اندوه دی و فردا از دل محو کند پس صحبت با شمشیر با خطر بود امّا ملک و امّا هلک یا ملک گرداند یا هلاک گرداند اگر کسی هزار سال شمشیر را خدمت کند و کتف خود را حمّال وی سازد اندر حال بریدن تمیز نکند میان گردن صاحب خود را زان غیر وی ازانچه صفت وی قهرست و باختیار صاحب وی قهر وی از وی زایل نشود و حال واردی بود بر وقت که اُو را مزیّن کند چنانک بروح مر جسد را و لا محاله وقت بحال محتاج باشد که صفای وقت بحال باشد و قیامش بدان پس چون صاحب وقت صاحب حال شود تغییر از وی منقطع شود و اندر روزگار خود مستقیم که با وقت بی حال زوال روا باشد چون حال بدو پیوست جمله روزگارش وقت گردد و زوال بران روا نباشد و آنچه آمد و شد نماید از کون و ظهور بود چنانکه پیش ازین مر صاحب وقت را نازل وقت بود و متمکّن غفلت کنون نازل حال باشد و متمکّن وقت ازانچه بر صاحب وقت غفلت روا بود و بر صاحب حال غفلت روا نباشد و گفته اند که الحال سکون اللسان فی فنون البیان مر زبان صاحب حال از بیانِ حالش ساکت بود و معاملتش بتحقیق حالش ناطق و ازان بود که آن پیر گفت رضی الله عنه السؤال عن الحال محال عبارت از حال محال باشد ازانچه حال فنا مقال بود و استاد ابو علی دقاق رحمة الله علیه گوید که اندر

ص ۵۱۳ دنیا یا در عقبی یا سرور و یا ثبور نصیبِ وقت است آن بود (ص ۵۱۳) که اندرانی و باز حال چنین نباشد که آن واردی است از حق ببنده چون بیابید این جمله را از دل نفی کند چنانکه یعقوب پیغامبر علیه السلام صاحب وقت بود گاه از فراق اندر فراق چشم سفید می کرد و گاه از وصال اندر وصال بینا شد گاه از مویه چون موی شد و گاه از ناله

چون نال شدی و گاه از روح چون روح بودی و گاه از سرور چون سرور و ابراهیم علیه السلام صاحب حال بود نه فراق می دید تا محزون بودی و نه وصال تا مسرور شدی ستاره و ماه و آفتاب جمله مدد حال وی می کردند و وی اندر رویت از جمله فارغ تا هر چه نگریستی همه حق را دیدی و می گفتی لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ پس گاه عالم جحیم صاحب وقت شود ازانچه اندر مشاهدت غیبت بود و از فقد حبیب دلش محلّ وحشت بود و گاه بحرّمی دلش چون جنان باشد اندر نعیم مشاهدت که هر زمان از حقّ بدو تحفهٔ بود و بشارتی و باز اگر صاحب حال را حجابِ بلا باشد یا کشف نعمت جمله بر وی یکسان باشد که وی پیوسته اندر محلّ عیان باشد پس حال صفت مراد بود و وقت درجهٔ مرید یکی در راحت وقت با خود بود و یکی در فرح حال با حقّ و یکی بر زحمت وقت در خوف فشتّان ما بین المنزلتین

## ومن ذلک المقام والتمکین والفرق بین هما

مقام عبارت است از اقامت طالب بر ادای حقوق و مطلوب بشدّت اجتهاد و صحّت نیّت وی هر یکی را از مریدان حقّ تعالی مقامی ست (ص ۵۱۴) که اندر ابتدای طلب شان را سبب آن بوده است و هر چند که طالب از هر مقام بهره یابد و بر هر یکی گذری کند قرارش بر یکی ازان جمله باشد ازانچه مقام و ارادات از ترکیب و جبلّت باشد نه روش و معاملت چنانکه خداوند تعالی ما را خبر داد از قول مقدّس گفت وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ پس مقام آدم علیه السلام توبه بود و ازان نوح علیه السلام زهد و ازان ابراهیم علیه السلام تسلیم و ازان موسی علیه السلام انابت و ازان داود علیه السلام حزن و ازان عیسی علیه السلام رجا و ازان یحیی علیه السلام

ص ۵۱۴

خوف و ازان پیغمبر ما علیه الصلوٰة و السلام ذکر هرچند که هر یک را اندر هر محل شربی بود آخر رجوع شان باز بدان مقام اصلی خود بودی و من اندر مذهب حارثیان طرفی از مقامات بیان کرده ام و میان حال و مقام فرق کرده ام امّا این جا ازین چاره نیست و بدانکه راه خدای بر سه قسم است یکی حال و دیگر مقام و سیوم تمکین و خداوند عزّ و جلّ همه انبیا را از برای بیان کردن راه خود فرستاده تا حکم مقامات را بیان کنند و صد و بیست و چهار هزار واند پیغمبران صلوات الله علیهم اجمعین آمدند با صد و بیست و چهار هزار واند مقام و با آمدن پیغمبر ما علیه السلام اهل هر مقامی را حالی پدیدار آمد و بدان جای پیوست که کسب خلق ازان منقطع بود تا دین تمام شد بر خلق و نعمت بغایت رسید تا خداوند گفت عزّ و جلّ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ (ص ۵۱۵) عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا آن گاه تمکین متمکّنان پدیدار آمد و اگر خواهم که احوال جمله بر شمرم و مقامات شرح دهم از مراد باز مانم امّا تمکین عبارت است از اقامت محققان اندر محلّ کمال و درجهٔ اعلی پس اهل مقامات را از مقامات گذر ممکن بود و از تمکین گذر محال باشد ازانچه مقام درجهٔ مبتدیان ست و تمکین قرار گاهِ منتهیان از بدایت بنهایت گذر باشد و از نهایت گذشتن روی ندارد ازانچه منازل راه باشد و تمکین قرار اندر پیشگاه و دوستان حقّ اندر راه غایب باشند و اندر منازل بیگانه سرّ ایشان در حضرت بود و در حضرت آلت آفت و ادوات غیبت و علّت و اندر جاهلیت شعرا مر ممدوحانِ خود را مدح بمعاملت کردندی و تا چند گاه بر نیامدی شعر را ادا نکردندی چنانکه چون شاعری بحضرت ممدوحی بر رسیدی شمشیری بکشیدی و پای ستور ببریدی و شمشیر بشکستی و مراد ازان آن بودی که مرا ستوری بدان

ص ۵۱۵

می بایست تا مسافت حضرت تو بدان بنوردم و شمشیر بدان تا حسودانِ خود را
که مرا از خدمت تو مانع گردند از خود باز دارم اکنون که بتو رسیدم آلت
مسافت بچه کار آید سنور را کشتیم که رجوع از تو روا ندارم شمشیر بشکستم
که قطع از درگاه تو بر دل نگارم و چون چند روز بر آمدی آن گاه
شعر بر خواندی و حق تعالی موسی را صلوات الله علیه همین فرمود که
چون بقطع منازل و گذاشتن مقامات بمحلّ تمکین رسیدی اسباب (ص ۵۱۶) تلوین از تو
ساقط شد حق تعالی فرمودش فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ وَ اَلْقِ عَصَاكَ نعلین از پای بیرون
کن و عصا بفگن که آن آلت مسافت است اندر حضرت وصلت وحشت
آلت مسافت محال باشد پس ابتدای دوستی طلب کردن بود و انتهای قرار
گرفتن آب تا اندر رُود باشد روان بود چون بدریا رسد قرار گیرد و
چون قرار بگرفت طعم بگرداند تا هر که را آب باید بصحبت وی میل
نکند و بصحبت وی آن کس میل کند که ورا جواهر باید تا تبرک
جان بگوید و مثقلهٔ طلب بر پای بندد و نگونسار بدریا فرو شود تا جوهرِ
عزیز و دُرِّ مکنون وی بدست آرد یا جان عزیز خود فدا کند و یکی گوید
از مشایخ رحمهم الله التمکین رفع تلوین تمکین رفع تلوین است و تلوین هم
از عبارات این طایفه است چون حال و مقام و با یکدیگر بمعنی نزدیک
اند و مراد ازان تلوین تغیّر و گشتن از حال بحال خواهند و مراد ازین
کلمه آنست که متمکّن متردّد نباشد و رخت یکسره بحضرت برده باشد و
اندیشهٔ غیر از دل ستروه نه معاملتی رود برو که حکم ظاهرش بدل کند و
نه حالی باشد که حکم باطنش متغیّر گرداند چنانکه موسی صلوات الله علیه و علی
نبینا متلوّن بود حق تعالی یک نظر که بطور تجلّی کرد هوش از وی بشد
چنانکه خدای عزّ و جلّ گفت وَ خَرَّ مُوسٰی صَعِقًا و رسول صلی الله علیه وسلم
متمکّن از مکّه تا بقاب قوسین در عین تجلّی بود از حال بشکست و متغیّر

نہ شد و این درجت اعلی بود و اللہ اعلم پس تمکین بر دو گونہ باشد
ص ۵۱۷ یکی آنکہ نسبت آن بشاهد (ص ۵۱۷) حق باشد و یکی آنکہ اضافت آن
بشاهد خود باشد آن را کہ نسبت تمکین وی بشاهد خود بود و باقی
الصفۃ باشد و آن را کہ حوالۃ بشاهد حق بود فانی الصفۃ باشد
و مر فانی الصفۃ را محو و صحو و محق و فنا و بقا و وجود و
عدم درست نیاید ازانچہ اقامت این اوصاف را موصوف باید و چون موصوف
مستغرق باشد و حکم اقامت وصف از وی ساقط بود و اندرین معنی سخن
بسیار است و من برین اختصار کردم و باللہ التوفیق

## ومن ذلک المحاضرۃ والمکاشفۃ والفرق بینهما

بدانکہ محاضرۃ بر حضور دل افتد اندر لطایف بیان و مکاشفہ بر حضور تحیر سر
افتد اندر حظیرۂ عیان پس محاضرہ اندر شواهد آیات باشد و مکاشفہ اندر
شواهد مشاهدات و علامت محاضرہ دوام تفکر باشد اندر رویت آیت و علامت
مکاشفہ دوام تحیر اندر کنہ عظمت فرق میان آنکہ اندر افعال متفکر شود
و متفکر اندر میان آنکہ اندر جلال متحیر بود کہ ازین دو یکی ردیف
خلت بود و دیگر قرین محبت ندیدی کہ چون خلیل صلوات اللہ علی
نبینا و علیہ اندر ملکوت آسمان ها نگاہ کرد و اندر حقیقت وجود آن
تامل و تفکر کرد دلش بدان کلہ حاضر شد برؤیت فعل طالب فاعل گشت
تا حضور وی فعل را نیز دلیل فاعل گردانید تا در کمال معرفت
گفت اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ حَنِیْفًا و حبیب
ص ۵۱۸ را چون بملکوت بردند چشم (ص ۵۱۸) از رؤیت کل فرا کرد فعل ندید
و خلق ندید و خود را هم ندید تا بفاعل مکاشف شد پس
اندر کشف شوق بر شوقش بیفزود و قلقش بر قلق زیادہ شد

طلب رؤیت کرد رؤیت روی نبود رای قربت کرد قربت ممکن نشد و قصد وصلت کرد وصلت صورت نبست هر چند که بر دل حکم تنزیه دوست ظاهر تر شد شوق زیادت تر شد نه روی اعراض بود و نه امکان اقبال متحیّر شد بس آنجا که خلّت بود کفر نمود و اینجا که محبّت بود وصلت شرک آمد و حیرت سرمایه شد ازانچه در خلّت حیرة اندر هستی بود و آن شرک باشد و در محبّت حیرت اندر چگونگی و این توحید باشد و ازین معنی بود که پیوسته شبلی گفتی رحمة الله علیه یا دلیل المتحیرین زدنی تحیرا ازانچه زیادتی تحیّر اندر مشاهدت زیادتی درجه باشد و اندرین معنی گویند و اندر حکایات مشهور است که چون ابو سعید خراز رحمة الله علیه با ابراهیم سعد علوی رحمهما الله بر لب دریا آن دوست خدای را بدیدند پرسیدند از وی که راه به حق چه چیز است گفت راه بحق دو است یکی راه عوام و دیگر راه خواص گفتند که این را شرح کن گفت راه عوام آنست که تو برانی که بعلّتی قبول کنی و بعلّتی رد کنی و راه خواص آنکه ایشان معلّل علت بنیند نه علّت و حقیقت این حکایات بشرح گذشته است و مراد جز این نیست و بالله التوفیق،

## ومن ذلک القبض والبسط والفرق بینهما

بدانکه قبض و بسط دو حالت اند از احوالی که تکلّف بنده ازان (ص ۵۱۹) ساقط است چنانکه آمدنش بکسبی نباشد و رفتنش بجهدی نه بود خداوند گفت عزّ و جلّ وَ اللّٰهُ یَقْبِضُ وَ یَبْسُطُ پس قبض عبارت است از قبض قلوب اندر حالت حجاب و بسط عبارتی است از بسط قلوب اندر حالت کشف و این هر دو از حق ست بی تکلّف بنده و قبض اندر روزگار

عارفان چون خوف باشد اندر روزگار مریدان و بسط اندر روزگار اہل معرفت
چون رجا باشد اندر روزگار مریدان بقول این گروه که قبض و بسط را
برین معنی حمل کنند و از مشایخ گروهی برانند که رتبت قبض رفیع‌تر ست
از رتبت بسط مر دو معنی را یکی آنکه ذکرش مقدم ست اندر کتاب
و دیگر آنکه اندر قبض گدازش و قهر ست و اندر بسط نوازش و لطف
ست لا محاله گدازش بشریت و قهر نفس فاضل تر باشد از پرورش و لطف
ازانچه آن حجاب اعظم است و گروهی برانند که رتبت بسط رفیع‌تر ست
از رتبت قبض ازانکه تقدیم ذکر قبض اندر کتاب علامت تقدیم فضل
بسط است ازانچه اندر عرف و عادتِ عرب آن ست که اندر ذکر
مقدّم دارند چیزی را که اندر فضل مؤخر بود چنانکه خداوند گفت عزّ
و جلّ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهٖ وَ مِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَ مِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ و نیز
گفت اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ و نیز گفت يَا مَرْيَمُ
اقْنُتِىْ لِرَبِّكِ وَ اسْجُدِىْ وَ ارْكَعِىْ مَعَ الرَّاكِعِيْنَ و نیز اندر بسط سرور
ست (ص ۵۲۰) و اندر قبض ثبور و سرور عارفان جز در وصل معروف ص ۵۲۰
نباشد و ثبور شان جز در فصل مقصود نه پس قرار اندر محل وصل بهتر
از قرار اندر محلّ فراق و شیخ من گفتی رحمة الله علیه که قبض و
بسط هر دو معنی است که از حق ببنده پیوندد که چون آن معنی بر دل
نشان کند یا سرّ بدان مسرور شود و نفس مقهور یا سرّ
مقهور شود و نفس مسرور اندر قبض سر یکی بسط نفس وی باشد
و اندر بسط سرّ دیگری قبض نفس وی بود و آنکه ازان معنی بجز
این عبارت کند تضییع انفاس باشد و ازان بود که با یزید گفت
رحمة الله علیه قبض القلوب فی بسط النفوس و بسط القلوب فی قبض
النفوس پس نفس مقبوض از خلل محفوظ باشد و سرّ مبسوط از زلل مضبوط

ازانچه اندر دوستی غیرت مذهب ست و قبض علامت غیرت حق تعالی باشد دوست را با دوست معاتبت شرط ست و بسط علامت معاتبت باشد و اندر آثار معروف ست که تا یحیی بود نخندید و تا عیسی بود نگریست ازانچه یحیی منقبض بود و عیسی منبسط چون فرا یکدیگر رسیدندی یحیی گفتی یا عیسی ایمن شدی از قطیعت عیسی گفتی یا یحیی نومید شدی از رحمت پس نه گریستن تو حکم ازلی را بگرداند و نه خندهٔ من قضا کرده را باز گرداند پس لا قبض و لا بسط و لا طمس و لا انس و لا محو و لا صحو و لا محق و لا عجز و لا جهد الا من الله جز آن بناشد که بدو است،

## ومن ذلک الانس والهیبة والفرق بینهما

ص ۵۲۱ بدان اسعدک الله که هیبت و انس را دو حالت (ص ۵۲۱) اندر احوال صعالیک طریقت و آن آنست که چون حق تعالی بدل بنده تجلّی کند بشاهد جلال نصیب وی اندران هیبت بود و باز چون بدل بنده تجلّی کند بشاهد جمال نصیب وی اندران انس باشد تا اهل هیبت از جلالش بر تعب باشند و اهل انس از جمالش بر طرب پس فرق بود میان دلی که از جلالش اندر آتش دوستی سوزان بود و ازان دلی که از جمالش اندر نور مشاهده فروزان بود پس گروهی از مشایخ گفته اند که هیبت درجهٔ عارفان ست و انس درجهٔ مریدان ازانچه هر کرا اندر حضرت حق تنزیه اوصافش قدم تمام تر بود هیبت را بر دلش سلطانی بیشتر بود و از انس طبعش نفور تر زانچه انس با جنس باشد و چون مجانست و مشاکلت بنده را با حق مستحیل باشد انس با وی صورت نگیرد و از وی تعلق نیز انس محال باشد و اگر انس ممکن شود با ذکر وی ممکن شود ذکر وی غیر

وی باشد ازانچه آن از صفت بنده باشد و آرام با غیر اندر محبت کذب و دعوی و پنداشت بود و باز هیبت از مشاهده عظمت باشد و عظمت صفت حق بود بسیار فرق باشد میان بندهٔ که کارش از خود بخود باشد و میان بندهٔ که کارش از فنای خود بتعالی حق بود و از شیخ شبلی رحمة الله علیه حکایت آرند که گفت من چندین گاه پنداشتم که طرب اندر محبت حق می کنم و انس با مشاهده وی می گرم کنون دانستم که انس جز با جنس نباشد و باز گروهی گفتند که هیبت قرینهٔ فراق و عقوبت بود و اُنس نتیجهٔ وصل و رحمت باید تا دوستان رض ۲۲ ۵ از اخوات هیبت محفوظ باشند و با اُنس قرین که لا محاله اُنس محبت اقتضا کند و چنانکه محبت را مجانست محال ست مر انس را هم محال باشد و شیخ من گفتی رحمة الله علیه عجب دارم از آنکه گوید انس با حق تعالی ممکن نشود از آنکه گفته است وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ - یَا عِبَادِیْ لَا خَوْفٌ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَ وَ لَا اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ و لا محاله چون بنده این فضل بیند او را دوست گیرد و چون دوست گرفت انس گیرد ازانچه از دوست هیبت بیگانگی بود و انس یگانگی و صفت آدمی اینست که با منعم انس گیرد و از حق بما چندین نعمت و ما را بدو معرفت محال باشد که ما حدیث هیبت کنیم و من که علی بن عثمان الجلابی ام گر هر دو گروه اندرین مصیب اند با اختلاف شان زانچه سلطان هیبت با نفس باشد و هوای آن و فنا گردانیدن بشریت ازان و سلطان انس با سرّ بود و پروردن معرفت در سرّ پس حق تعالی بتجلی جلال نفس دوستان را فانی کند و بتجلی جمال سرّ شان را باقی گرداند پس آنانکه اهل فنا بودند هیبت را مقدم گفتند و آنانکه ارباب بقا بودند انس را تفضیل نهادند و پیش ازین باب

ص ۵۲۲

اندر فنا و بقا شرح آن داده شده،

## ومن ذلک القهر و اللطف والفرق بینهما

این دو عبارت ست مر این طایفه را که اندر روزگار خود بیان کنند و مراد ایشان از قهر تایید حق باشد بفنا کردن مراد ها و باز داشتن نفس از آرزو ها بی آنکه ایشان را اندران مراد باشد و مراد از لطف تایید حق باشد ببقای سرّ و دوام مشاهده (ص ۵۲۳) و قرار حال اندر درجه استقامت تا حدّی که گروهی گفته‌اند که کرامت از حق تعالی حصول مراد ست و این اهل لطف بودند و گروهی گفته اند که کرامت آنست که حق تعالی بنده را بمراد خود از مراد وی باز دارد و بر بی مرادش مقهور گرداند چنانکه اگر بدریا شود در حال تشنگی دریا خشک شود گویند اندر بغداد دو درویش بودند از محتشمان فقرا یکی صاحب قهر و یکی صاحب لطف و پیوسته با یکدیگر بنقار بودند و هر یکی مر روزگار خود را مزیّت نهادی بروزگار صاحب خود یکی می گفتی لطف از حق ببنده اشرف اشیا ست ازانچه گفته است اَللّٰهُ لَطِیْفٌ بِعِبَادِهٖ و دیگری گفتی قهر از حق ببنده اکمل اشیا ست ازانچه گفته است وَ هُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ و این سخن میان ایشان دراز شد تا وقتی این صاحب لطف قصد مکّه کرد و ببادیه فرو شد و بمکّه نرسید سالها خبر وی کس نیافت تا وقتی یکی از مکه ببغداد می آمد او را دید بر سر راه بادیه گفت ای اخی چون بعراق شوی آن رفیق مرا اندر کرخ بگوی که اگر خواهی تا بادیه را با مشقت آن چون کرخ بغداد بینی با عجایب آن گوئیا که این کر بادیه اندر حق من چون کرخ بغداد ست همین که این درویش بکرخ بغداد رسید وی را بدید و پیغام بگزارد رفیق او گفت چون باز گردی او را بگوی که اندران شرفی نباشد کر بادیهٔ با مشقت

ص ۵۲۳

را اندر حقّ تو چون کرخ بغداد گرداند تا از درگاه گریزی شرف درین باشد که کرخ بغداد را با نعمت و اعجوبهٔ آن اندر حقّ ما بادیه گردانید (ص ۵۲۴) ص ۵۲۴
با شفقت و ما اندران خرّم باشیم و از شبلی می آید که گفت اندر مناجات خود ای بار خدایا اگر آسمان را طوق من گردانی و زمین را پای بند من گردانی و عالم را جمله بخون من تشنه گردانی من از تو بر نگردم و شیخ من گفتی که سالی مر اولیا خداوند را اجتماعی بود اندران بیان بادیه و پیر من حصری رحمة الله علیه مرا با خود آنجا برد گروهی را دیدم هر یک بر تختی می آمدند و گروهی را بر تختی می آوردند و گروهی می پریدند و هر یک می آمدند ازین جنس حصری رحمة الله علیه بدیشان التفات نکرد تا جوانی دیدم که می آمد نعلین گسته و عصای شکسته و پای از کار بشده سر برهنه و اندام سوخته و ضعیف و نحیف شده چون پدیدار آمد حصری بر جست و و پیش باز شد و وی را بدرجهٔ بلند بنشاند من متعجب شدم از پس آن از شیخ پرسیدم گفت او ولی است از اولیای خداوند که متابع ولایت نیست که ولایت خود متابع وی ست و کرامات هیچ التفات نکند و در جمله آنچه ما خود را اختیار کنیم بلای ما بود و من جز آن نخواهم که حق مرا اندران آفت نگاه دارد و از شرّ نفسم باز رهاند اگر مرا اندر قهر دارد تمنّی لطف نکنم و اگر اندر لطفم دارد ارادت قهرم نباشد که ما را بر اختیار وی اختیار نیست،

## ومن ذلک النفی والاثبات والفرق بینهما

مشایخ این طریقت رضی الله عنهم محو صفت آدمیت را باثبات تایید حق تعالی نفی و اثبات خوانده اند و بنفی نفی صفت بشریّت خواسته اند و

ص ۵۲۵

باثبات اثبات سلطان حقیقت ازانچه محو ذهاب کلّ بود و نفی کل جز (ص ۵۲۵)
بر صفات نیفتد ازانچه بر ذات در حال بقای کلیت نفی صورت نگیرد
پس باید که تا نفی صفات مذموم باشد باثبات خصال محموده یعنی نفی دعوی
بود اندر دوستی حق تعالی باثبات معنی ازانچه دعوی از رعونات نفس
باشد و اندر جریان عادت ایشان چون بحکم اوصاف منصور سلطان حقّ
گروند گویند که نفی صفات بشریت است باثبات بقای حق و اندرین
معنی پیش ازین اندر باب فقر و صفوت و فنا و بقا سخن رفته است
و براء اختصار کردم و نیز گویند که مراد بدین نفی اختیار بنده باشد
باثبات اختیار حق و ازان بود که آن براق گفت اختیار الحقّ لعبده
مع علمه خیر من اختیار عبده لنفسه مع جهله بربّه ازانچه دوستی
نفی اختیار محبّ باشد باثبات اختیار محبوب و این متقرّر است بنزدیک همه
و اندر حکایات یافتم که درویشی اندر دریای عراق غرق می شد یکی گفت
ای اخی خواهی تا برهی گفت نه گفت پس خواهی تا غرق شوی گفت
نه گفت عجب کاری نه هلاک اختیار کنی و نه نجات گفت مرا با اختیار
چه کار باشد که من اختیار کنم اختیار من آنست که حق مرا اختیار کند
و مشایخ گفته که کمترین درجها اندر دوستی نفی اختیار خود است پس اختیار
حق ازلی ست نفی آن ممکن نگردد و اختیار بنده عرضی بود نفی بدان روا
بود باید تا دوست اختیار عرضی را به زیر پای آرد تا اختیار ازلی بقا یابد
چنانکه موسی علیه السلام چون بر کوه منبسط شد تا از حق تمنّی رویت کرد
و باثبات اختیار خود کوشید با حق گفت رَبِّ أَرِنِي حق گفت لَنْ تَرَانِي
گفت بار خدایا دیدار حق و من مستحق منع آن (ص ۵۲۶) چرا فرمان آمد

ص ۵۲۶

که دیدار حقّ ست امّا اختیار اندر دوستی باطل است و اندرین معنی سخن
بسیار آید امّا مراد من بیش ازین نه بود تا بدانی که مقصود قوم ازین

ص ۵۲۵
ص ۵۲۶

عبارت چه چیز ست و باللہ التوفیق و ازین جمله ذکر جمع و تفرقه و فنا و بقا و غیبت و حضور گذشته است اندر مذاهب متصوّفه آنجا که ذکر صحو و سکر و اشکال ست این معانی آنجا باید طلبید ازانچه جای بیان جمله این جا بود امّا بحکم لابدّ آن جا بیادردم تا مذهب هر کسی بدان مشرح شود،

## ومن ذلک المسامرة والمحادثة والفرق بینهما

این دو عبارت ست از دو حال از احوال کاملان طریقت حق و حقیقت و آن حدیث سرّ باشد مقرون بسکوت زبان یعنی محادثه و حقیقت مسامره دوام انبساط بود بکتمان سرّ بظاهر معنی بدانکه مسامره وقتی بود بنده را با حق بشب و محادثه وقتی بود بروز که اندران سوال و جواب بود ظاهری و باطنی و ازان ست که مناجات شب را مسامره خوانند و دعوات روز را محادثه پس حال روز مبنی بود بر کشف و ازان شب مبنی بر ستر و اندر دوستی مسامره کامل تر بود از محادثه و تعلق مسامره بحال پیغمبر ست صلی الله علیه وسلم پس چون حق تعالی خواست تا وی را وقتی باشد باری جبرئیل را علیه السلام با براق بر نزدیک وی فرستاد تا وی را بشب از مکه بقاب قوسین رسانید و با حق راز گفت و از وی سخن بشنید و چون بنهایت رسید زبانش اندر کشف جلال لال گشت و دلش اندر کنه عظمت (ص ۵۲۷) متحیّر و علمش از ادراک باز ماند ص ۵۲۷ و زبانش از عبارات عاجز شد گفت لا احصی ثناء علیك و تعلق محادثه بحال موسی است که چون وی خواست تا وی را با حق وقتی باشد وی را از پس چهل روز از وعده و انتظار بروز بطور آمد و سخن خداوند تعالی شنید تا منبسط شد و سوال رویت کرد و از مراد باز ماند و هوش

از وی بشد چون بهوش باز آمد گفت تُبْتُ اِلَیْکَ تا فرق ظاهر شد بیان آنکه آورده باشند سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْریٰ بِعَبْدِہٖ و میان آنکه آمده باشد وَ لَمَّا جَآءَ مُوْسیٰ لِمِیْقَاتِنَا پس شب وقت خلوت دوستان بود و روز وقت خدمت بندگان و لامحاله چون بنده از حدّ محدود اندر گذرد او را زجر کنند باز دوست را حد نباشد تا اندر گذشتن آن مستوجب ملامت شود که هر چه دوست کند جز پسندیدهٔ دوست نباشد،

## ومن ذلک علم الیقین وعین الیقین وحق الیقین والفرق بین ها

بدانکه بحکم اصول این جمله عبارات از علم بود و علم بی یقین و صحت بنا معلوم خود علم نباشد و چون علم بحاصل آمد غیب اندران چون عین باشد ازانچه فردا مومنانی که مر حق را نه بینند هم بدین صفت بینند که امروزش می دانند و اگر بر خلاف آن بینند یا رؤیت مصحح نباشد فردا و یا علم درست نیاید امروز این هر دو طرف خلاف توحید باشد ازانچه امروزه علم خلق بدو درست باشد و فردا رؤیت شان درست پس علم یقین چون عین یقین باشد و حق یقین چون علم یقین و بعضی گفته اند (ص ۵۲۸) که عین الیقین استغراق علم بود در رؤیت و آن محال است ازانچه رؤیت مر حصول علم را آلتی است چون سماع و مانند این چون استغراق علم اندر سماع محال بود اندر رؤیت نیز محال بود پس مراد این طایفه بعلم الیقین علم معاملات دنیا ست و احکام و اوامر و از عین الیقین علم بحال نزع و وقت بیرون رفتن از دنیا و از حق الیقین علم بکشف رؤیت اندر بهشت و کیفیت احوال آن بمعاینه پس علم الیقین درجهٔ علما ست بحکم استقامت شان بر احکام امر و عین الیقین مقام عارفان ست بحکم استعداد شان مر مرگ را و حق الیقین فناگاه دوستان است بحکم اعراض شان از کل موجودات پس علم یقین بمجاهدت بود

ص ۵۲۸

و عین الیقین بموانست و حق الیقین بمشاهدت بود و این یکی عام ست و از دیگر خاص و سیوم خاص الخاص،

## و من ذلک العلم والمعرفة والفرق بینهما

علمای اصول فرق نکرده اند میان علم و معرفت و هر دو را یکی گفته اند بجز آنکه گفته اند نشاید که حق را عالم خوانند و نشاید که عارف خوانند مر عدم توفیق را اما مشایخ این طریقت رضی الله عنهم علمی را که مقرون معاملت و حال باشد و عالم آن عبارت از حال خود کند آن را معرفت خوانند و مر عالم آن را عارف و هر علمی را که از معنی مجرد بود و از معاملات خالی آن را علم خوانند و مر عالم آن را عالم پس آنکه بمعنی چیزی و حقیقت آن عالم بود او را عارف خوانند و آنکه بعبارت مجرد و حفظ آن بی حفظ معنیش عالم بود او را عالم خوانند و ازان معنی است که چون (ص ۵۲۹) خواهند این طایفه بر اقران خود استخفاف کنند او را دانشمند خوانند و مر عوام را این منکر آید و مراد شان نه نکوهش وی است بحصول علم بلکه مراد شان نکوهش وی است بترک معاملات لان العالم قائم بنفسه و العارف قائم بربه و اندرین معنی سخن رفته است اندر کشف حجاب المعرفت و این جا این مقدار کفایت باشد،

ص ۵۲۹

## و من ذلک الشریعة والحقیقة والفرق بین هما

این دو عبارت ست برین قوم را که یکی از صحت حال ظاهر کنند و یکی از اقامت حال باطن و دو گروه اندرین معنی بغلطند یکی علمای ظاهر که گویند فرق نکنیم ازانچه شریعت خود حقیقت است و حقیقت شریعت و یک گروه از ملحده که قیام هر یک ازین بی دیگری روا دارند و

گویند که چون حال حقیقت کشف گشت شریعت بر خیزد و این سخن قرامطه
است و ازان شیعه و ازان موسوسان ایشان و دلیل برانکه شریعت اندر
حکم از حقیقت جدا است آنکه تصدیق از قول جدا است اندر ایمان و
دلیل برانکه اندر اصل یکی است آنکه تصدیق بی قول ایمان نباشد و قول
بی تصدیق گردش نه و فرق ظاهر ست میان قول و تصدیق پس حقیقت
عبارت ست از معنی که نسخ بران روا نباشد و از عهد آدم تا فنای عالم
حکم آن متساوی بود چون معرفت یقینی و صحت معاملت خود بخلوص نیت
و شریعت عبارت ست از معنی که نسخ و تبدیل بران روا بود و چون
احکام و اوامر پس شریعت فعل بنده بود و حقیقت داشت خداوند (ص۵۳۰) ص ۵۳۰
و حفظ و عصمت وی پس اقامت شریعت بی وجود حفظ حقیقت محال
باشد و اقامت حقیقت بی شریعت هم محال و مثال این چون شخصی
باشد زنده بجان چون جان از وی جدا شود آن شخص مرداری شود
و جان چون بادی که قیمت شان بمقارنت یکدیگر ست همچنین شریعت بی حقیقت
ریائی بود و حقیقت بی شریعت نفاقی و خداوند تعالی گفت وَ الَّذِينَ جَاهَدُوا
فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا مجاهده شریعت آمد و هدایت حقیقت آن یکی حفظ
بنده باشد مر احکام ظاهر را بر خود و آن دیگر حفظ حق بود مر
احوال باطن را بر بنده پس شریعت از مکاسب بود و حقیقت از
مواهب نوع آخر این حدود عباراتی ست که استعارت پذیرد اندر کلام
ایشان و تفصیل و شرح حکم آن مشکل تر شود و من بر اختصار بیان
این نوع بکنم انشاء الله تعالی الحقّ مراد شان از حق خداوند باشد
جل و علی ازانچه این نامی است از نام های حق چنانکه گفت ذٰلِكَ
بِأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الحقیقة مراد شان بدین لفظ اقامت بنده باشد اندر
محل وصل خداوند و وقوف سرّ وی بر محل تنزیه الخطرات آنچه بر دل

گذرد از احکام تفرقۃ الوطنات آنچ در سرّ متوطّن بود از معانی المحی الطمس نفی عینی باشد کہ اثر آن بماند الرمس نفی عینی باشد با اثر آن از دل العلائق اسبابی کہ طالبان تعلّق بدان کنند و از مراد باز مانند الوسائط اسبابی کہ بتعلّق کردن (ص ۵۳۱) آن بمراد رسند الزوائد زیادۃ انوار باشند الفوائد ادراک سرّ مر لابدّ خود را الملجأ اعتماد دل بحصول مراد آن المنجأ خلاص یافتن دل از محلّ آفت الکلیّۃ استغراق اوصاف آدمیّت بکلیّت اللوائح اثبات مراد با ورود نفی آن اللوامع اظهار نور بر دل با بقای فواید آن الطوالع طلوع انوار معارف بر دل الطوارق واردی بدل بشارت یا بزجر اندر مناجات شب اللطیفۃ اشارتی از دقایق حال السرّ نهفتن احوال دوستی النجوی نهفتن آفات از اطلاع غیر الاشارۃ اخبار غیر از مراد بی عبارت زبان الایماء تعریض خطاب بی اشارت و عبارت الوارد حلول معانی بدل الانتباہ زوال غفلت از دل الاشتباہ اشکال حال اندر دو طرف حکم حق و باطل القرار زوال تردّد از حقیقت حال الانزعاج تحرّک دل بود اندر حال وجد اینست معنی بعضی از الفاظ ایشان بر اختصار نوع آخر این حدود الفاظی است کہ اندر توحید حقّ تعالی استعمال کنند و اندر بیان اعتقاد شان اندر خلایق بی استعارت و آن جمله یکی تحت العالم عبارت ست از مخلوقات خداوند تعالی و گویند کہ هژده هزار عالم و پنجاه هزار عالم و فلاسفه گویند دو عالم یکی عالم علوی و دیگر سفلی و علمای اصول گویند از عرش تا ثری هر چہ هست عالم ست و در جمله عالم اجتماع مختلفات بود و اهل این طریقت نیز عالم ارواح و عالم نفوس گویند و مراد شان نہ آن بود کہ مراد فلاسفه است (ص ۵۳۲) کہ مراد شان بدان اجتماع ارواح و نفوس باشد المحدَث متأخّر اندر وجود یعنی نبوده و پس بوده القدیم سابق اندر وجود و همیشه آنکه هستی وی سابق بود بر همه هستی ها را و این بجز خداوند تعالی نیست الازل آنچ مر آن را اوّل نیست الابد آنچ مر آنرا

آخر نیست الذات هستی چیز و حقیقت آن الصفة آنکه نعت به پذیرد ازانچه بخود
قایم نیست الاسم غیر مسمّی التسمیة خبر از مسمّی النفی آنکه عدم منفی
اقتضا کند الاثبات آنکه وجود مثبت اقتضا کند الشیئان آنکه وجود یکی بدیگری
روا بود الضدّ آنکه روا نبود وجود یکی با بقای وجود دیگر اندر یک حال
الغیران آنکه وجود هر یک بقای دیگری روا بود الجوهر اصل چیزی آنکه بخود قایم بود
العرض آنکه بجوهر قایم بود الجسم آنکه مؤلّف بود از اجزای پراگنده السؤال
طلب کردن حقیقتی بود الجواب خبر دادن از مضمون سوال الحَسَن آنکه موافق امر
بود القبیح آنکه مخالف امر بود السفه ترک امر بود الظلم نهادن چیزی
بجای کرنه اندر خور آن آن بود العدل نهادن هرچیزی بجای خود الملک
آنکه بران اعتراض نتوان کرد که او کند اینست آن حدود که طالب را
ازین چاره نباشد بر سبیل اختصار نوع آخر این عبارات ست که بشرح
حاجتمند باشند و اندر میان متقوفه متداول ست و مقصود شان ازاین عبارت
نه آن باشد که اهل لسان را معلوم گردد از ظاهر لفظ الخواطر از خاطر
حصول معنی خواهند اندر دل یا سرعت زوال آن بخاطری دیگر و قدرت صاحب
خاطر بود بر دفع کردن آن از دل و اهل خواطر متابع خاطر اوّل باشد
اندر اموری (ص ۵۳۴) که آن از حق تعالی باشند به بنده بی علت ص ۵۳۳
و گویند که خیر نساج رحمة الله علیه را خاطری پدیدار آمد که جنید رحمة الله
علیه بر در ست آن خاطر را خواست که از خود دفع کند خاطر دیگر
رد آن آمد هم بدفع آن مشغول شد سه دیگر خاطر بیرون آمد جنید
را رحمة الله علیه دید بر در ایستاده گفت یا خیر اگر خاطر اوّل را
متابع بودی و سیرت مشایخ بجای آوردی مرا چندین بر در بمالیستی ایستاد
و مشایخ گفته اند اگر آن خاطر بود که خیر را اشراف افتاد ازان جنید
چه بود گفتند که چون جنید پیر خیر بود و لا محاله پیر بر کلّ احوال

مرید مشرف باشد الواقع از واقع معنی آن خواهند که اندر دل بدیدار آید و بقا یابد بخلاف خاطر و بهیچ حال مر طالب را آلت دفع کردن آن نباشد چنانکه گویند خطر علی قلبی و وقع فی قلبی پس دل ها جمله محلّ خواطر اند اما وقایع جز بر دل صورت نگیرد که حشو آن جملهٔ حدیث حقّ باشد و ازانست که چون مرید را اندر راه حق تعالی بندی پیدا آید آن را قید گویند و گویند ورا واقعی افتاد و اهل لسان باز بواقع اشکال خواهند اندر مسایل و چون کسی آن را جواب گوید و اشکال بر دارد و گویند واقع حلّ شد اما اهل تحقیق گویند که واقع آن بود که حلّ آن روا نباشد و آنچه حل شود خاطر بود نه واقعی که بند اهل تحقیق اندر چیزی خیر نباشد که هر زمان حکم آن بدل شود و از حال بگردد و الله اعلم بالصواب الاختیار آن خواهند که اختیار آن خواهند مر اختیار حقّ را بر اختیار خود یعنی بداانچه حق تعالی ایشان را (ص ۵۳۴) اختیار کرده است از خیر و شر پسنده کار باشد و اختیار کردن بنده مر اختیار حق تعالی را هم باختیار حقّ بود که اگر نه آن بودی که حقّ تعالی او را بی اختیار اختیار کردی وی هرگز اختیار خود فرو نگذاشتی و از ابو یزید رحمة الله علیه پرسیدند امیر که باشد گفت آنکه او را اختیار نمانده باشد و اختیار حقّ او را اختیار گشته باشد و از جنید رحمة الله علیه می آید که وقتی او را تب آمد گفت بار خدایا مرا عافیت ده بسرش ندا آمد که تو کیستی که اندر ملک من سخن می گوئی و اختیار کنی من تدبیر ملک خود بهتر از تو می دانم تو بس اختیار من اختیار کن نه خود را باختیار خود پدید آور و الله اعلم الامتحان بدین لفظ امتحان دل اولیا خواهند که از حق تعالی گونا گون بلا ها بدل ایشان رسد چون خوف و حزن و قبض و هیبت و مانند این چنانکه خداوند تعالی گفت اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ این درجه رفیع باشد و الله اعلم

ص ۵۳۴

با لصواب' البلاء بلا امتحان دوستان خواهند بگونہ گونہ مشقت ها و بیماری ها و رنجها و هر چند کہ بلا بر بندہ قوت بیشتر پیدا می کند قربت زیادہ می شود ورا با حق کہ بلا لباس اولیا ست گاهوارۂ اصفیا و غذای انبیا ندیدی کہ پیغامبر گفت صلی اللہ علیہ وسلم نحن معاشر الانبیاء اشد الناس بلاءً و نیز گفت اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الاولیاء ثم الامثل فالامثل و در جملہ بلا نام رنجی باشد کہ بر دل و تن بندۂ (ص ۵۳۵) مومن پیدا آید کہ حقیقت آن نعمت بود و بحکم آن کہ سر آن شد پوشیدہ باشد باحتمال کردن آلام آن او را ثواب باشد و باز آنچہ بر کافران باشد کہ آن نہ بلا بود کہ آن شقاوت بود و هرگز مر کافر را از شقا شفا نباشد پس مرتبۂ بلا بزرگتر از مرتبۂ امتحان بود کہ تاثیر امتحان بر دل بود و تاثیر بلا هم بر دل و هم بر تن و این قوی تر بود و اللہ اعلم بالصواب التحلی تحلی تشبہ باشد بقوم ستودہ بقول و عمل و پیغمبر گفت صلی اللہ علیہ وسلم لیس الایمان بالتحلی و التمنی لکن ما وقر فی القلوب و صدقہ العمل پس مانند کردن خود بدا بگروهی بی حقیقت معاملت تحلی بود و آنانکہ بنمایند و نباشند زود فضیحت شوند و راز شان آشکارا شود هر چند کہ بنزدیک اهل تحقیق ایشان فضیحت شوند و راز شان آشکارا التجلی تجلی تاثیر انوار حق باشد بحکم اقبال بدل مقبلان کہ بدان تجلی شایستہ آن شوند کہ بدل مر حق را تعالی ببینند و فرق میان این رؤیت و رؤیت اعیان آن بود کہ تجلی اگر خواهد ببیند و اگر خواهد نہ بیند یا وقتی بیند و وقتی نہ بیند باز اهل اعیان اندر بهشت اگر خواهند کہ نہ بینند نتوانند کہ نہ بینند کہ بر تجلی ستر جایز بود و بر رؤیت حجاب روا نباشد و اللہ اعلم التخلی تخلی اعراض باشد از اشتغال مانع مر بندہ را از خداوند و یکی ازان دنیا ست کہ دست ازان خالی کند و دیگر ارادت

ص ۵۳۵

بعقبیٰ که دل ازان خالی کند و سه دیگر متابعت هوا که سر ازان صافی
کند و چهارم صحبت خلق که خود را جای خالی سازد (ص ۵۳۶) و دل از
اندیشهٔ ایشان بپردازد التشرود معنی شرود طلب خلاص باشد از آفات و حجب
و بیقراری اندران که همه طالب از حجاب افتد پس حیل طلاب را اندر
کشف حجاب و اسفار یشان را و تعلق شان را بهر چیز شرود خوانند و
هر که در ابتدای طلب بیقرارتر باشد اندر انتها وصل متمکن‌تر گردد القصود
مراد شان از قصود صحت عزیمت باشد بر طلب حقیقت و قصود این طایفه
اندر حرکت و سکون بسته نیست ازانچه دوستت اندر دوستی اگرچه ساکن بود
قاصد بود و این خلاف عادت ست ازانچه قصد قاصدان را یا بر ظاهرشان
از قصد تاثیری بود یا در باطن شان نشانی. بجز دوستان که بی علت طلب
کنند و بی حرکات خود قاصد باشند و همه صفات شان خود قصد بود که قصد
بغایت کنند چون دوستی حاصل بود همه قصد بود الاصطناع بدین سخن آن
خواهند که بنده را خداوند تعالی مهذب گرداند بفنای جملهٔ نصیب ها وی و
زوال جمله حظ های نفسش و اوصاف نفس وی را اندر وی مبدل کند تا
بزوال نعوت و تبدیل اوصاف نفسانی از خود بیخود شود و مخصوص اند بدین
درجت پیغامبران و گروهی از مشائخ این معنی هم بر اولیا روا دارند و الله
اعلم با لصواب الاصطفاء اصطفا آن بود که حق تعالی دل بنده را مر معرفت
خود را فارغ گرداند تا معرفت وی صفای خود اندر دل وی نگستراند و
اندرین درجه خاص و عام مؤمنان همه یکی اند از عاصی و مطیع و ولی و
نبی چنانکه خداوند (ص ۵۳۷) تعالی گفت عزّ و جلّ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِيْنَ
اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهٖ وَ مِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَ مِنْهُمْ سَابِقٌ
بِالْخَيْرَاتِ الاصطلام اصطلام تجلیات حق بود بکلیت بنده را مقهور خود گرداند
بامتحان لطف اندر نفی ارادتش و قلب ممتحن و قلب مصطلم هر دو بیک

ص ۵۳۶
ص ۵۳۷

معنی باشد جز آن که اصطلاح اخص و ارق امتحان ست اندر جریان عبارات
اہل طریقت را و اللہ اعلم بالصواب، الرین حجابی بود بر دل که کشف آن جز
بایمان نبود و آن حجاب کفر و ضلالت است چنانکه خدای گفت عز و جل و
دل کفار را بدان صفت کرد کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ و
گروهی گفتند که رین آهن بود که زوال آن خود ممکن نشود بهیچ صفت ازانچه
دل کافر اسلام پذیر نباشد و آنچه ازیشان اسلام آرند اندر علم خدای عز و
جل مومن بوده باشد الغین غین حجابی بود بر دل که باستغفار بر خیزد و آن
بر دو گونه باشد یکی خفیف و دیگر غلیظ مر اهل غفلت و کبایر را بود
و خفیف مر همه را باشد چه ولی و چه نبی ندیدی که پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم گفت انه لیغان علی قلبی و انی لاستغفر اللہ فی کل یوم مائة مرة
پس مر غین غلیظ را توبه بشرط باید و خفیف را رجوعی صادق بحق و توبه
باز گشتن بود از معصیت بطاعت و رجوع باز گشتن بود از خود بخداوند
پس توبه از جرم کنند و جرم بندگان مخالف امر بود و ازان دوستان (ص ۵۳۸) ص ۵۳۸
مخالفت ارادت پس جرم بندگان معصیت بود و ازان دوستان رؤیت وجود خود
اگر کسی از خطا بصواب باز گردد گویند تایب ست و اگر از صواب
باصوب باز گردد گویند آیب است و این جمله اندر باب توبه گفته ام
التلبیس نمودن چیزی را بخلاف آن بخلق تلبیس خوانند چنانکه خداوند تعالی گفت
وَلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ و جز حق تعالی را این صفت محال باشد ازانچه
کافر را بصفت مومن می نماید و مومن را بصفت کافر تا وقت اظهار حکم وی
باشد اندر هر کسی و چون یکی ازین طایفه خصایل محموده را بپوشاند بصفات مذموم
گویند که تلبیس می کند و جز این جا این عبارت استعمال نکنند و نفاق و
ریا را تلبیس نخوانند هر چند که اندر اصل تلبیس باشد ازانچه تلبیس جز اندر
اقامت فعل حق مستعمل نباشد الشرب حلاوت طاعت و لذت کرامت و

راحت اُنس را این طایفه شرب خوانند و هیچ کس کاری بی لذتی شرب تواند کرد و چنانکه شربِ تن از آب باشد و شرب دل از راحات و حلاوت باشد شیخ من رضی الله عنه گفتی که مرید بی شُرب و عارف باشرب از ارادت و معرفت بیگانه باشد ازانچه مرید را باید که از کردار خود شربی بود تا حقّ طلب اندر ارادت بجا آرد و عارف را نباید که شرب باشد تا بدون حق با شرب او را حالی بود اگر بنفس باز گردد نیارامد و الله اعلم الذوق هم مانند شرب باشد امّا شرب جز اندر راحات مستعمل نیست و ذوق (ص ۵۳۹) مر رنج و راحات را محتمل بود چنانکه کسی گوید ذُقت الحلاوة و ذُقت البلاء و ذُقت الراحة هم درست آید و باز شراب را گویند که شربتُ بکاس الوصل او بکاس الودّ و مانند این ازانچه خدای تعالی چون حدیث شرب یاد کرد گفت كُلُوا وَ اشْرَبُوا هَنِيْٓئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ و چون از ذوق یاد کرد گفت ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ و جای دیگر گفت ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ اینست احکام حدود الفاظ متداول ایشان که یاد کردم و اگر جملگی آن ثبت کنم کتاب مطوّل شود و الله اعلم بالصواب۔

ص ۵۳۹

## کشف الحجاب الحادی عشر فی السماع

بدان که اسباب حصول علم را پنج است یکی سمع و دیگر بصر و سیم ذوق و چهارم شمّ و پنجم لمس و خداوند تعالی مر دل را این پنج در بیافریده است و هر جنس علم بیکی ازین باز بسته چون سمع را علم باصوات و اخبار و بصر را علم بالوان و اکوان و ذوق را علم بحلو و مر و شمّ را علم بنتن و رایحه و لمس را علم بخشونت و لین و ازین پنج حواس چهار را در محلّ مخصوص نهاده است و یکی را شایع گردانیده است اندر همه اعضاء یعنی سمع را محلش گوش گردانیده است و بصر را چشم و ذوق را کام

و شمّ را بینی و لمس را اندر همه اندام مجال داده است زانچه جز بچشم نه بیند و جز بگوش نشنود و جز به بینی نه بوید و جز بکام مزه نیابند امّا همه تن بساوش نرم را از درشت و گرم از سرد باز داند و از روی جواز جایز باشد که این هر یک اندر همه اعضا شایع باشد چنانکه لمس و بنزدیک معتزله هر یکی جز در محلّ مخصوص روا نباشد (ص ۵۲۰) و نقض قول ایشان بحاسهٔ لمس که آن را محلّی مخصوص نیست و چون یکی ازین پنج را محلّ مخصوص نیست و این یکی بدین صفت روا بود پس دیگران را نیز روا بود بهمین صفت و مراد این جا این ماجرا نیست امّا ازین مقدار چاره ندیدم مر تحقیق بیان معنی را پس چهار حواس که ذکر آن گذشت بی پنجم آنکه سمع است یکی ببیند و یکی ببوید و یکی بچشد و یکی ببساود و روا باشد که اندر دیدن این عالم بدیع و بوئیدن چیزهای خوش و چشیدن نعمت های نیکو و بسودن چیز های نرم مر عقل را دلیل گردد و بخداوندش راه نماید ازانچه بداند که عالم محدث ست که محل تغیر ست و آنچه از حادث خالی نباشد محدث بود و این را آفریدگاری است نه از جنس وی که این مکوّن ست و آفریدگار وی مکوّن و این مجسّم ست و آفریدگار وی مجسّم آفریدگارش قدیم است و آن محدث و آفریدگارش نا متناهی است و او متناهی و قادر ست بر همه چیز ها و بر همه کار ها توانا و عالم است بهمه معلومات و تصرّفش اندر ملک جایز ست آنچه خواهد تواند کرد و رسولان فرستاد با برهان های صادق امّا گرویدن وی برسولان وی واجب نیاید تا وجوب معرفت بسمع معلوم نگرداند و آنچه موجب شرع و دین است و ازنیست که اهل سنّت فضل نهند سمع را بر بصر اندر دار تکلیف و اگر مخطی گوید که سمع محلّ خبر ست و بصر موضع نظر و دیدار خداوند فاضلتر (ص ۵۲۱) از شنیدن کلام وی باشد باید تا بصر فاضلتر از سمع باشد گوئیم ما بسمع

ص ۵۲۰
ص ۵۲۱

می دانیم که رؤیت خداوند جایز بود مومنان را اندر بهشت که اندر جواز رؤیت بتعلّق حجاب آن از کشف اولی تر نباشد ازانچه ما بخبر دانستیم که مؤمنان را مکاشف گرداند و حجاب از پیش چشم ایشان بر گیرد تا خدای را عزّ و جلّ بر بینند پس سمع فاضل تر آمد از بصر و نیز جملهٔ احکام شریعت بر سمع مبنی است که اگر سمع نبودی ثبوت آن محال بودی و نیز انبیا علیهم السلام که آمدند نخست بگفتند تا آنانکه مستمع بودند بگرویدند آنگاه معجزه نمودند و اندر دید معجزه تاکید آن هم بسمع بود و بدین دلایل هر که سماع را انکار کند به کلیّت شریعت را انکار کرده باشد و حکم آن بر خود پوشیده و اکنون من مستوفی حکم این ظاهر کنم انشاء الله عزّ و جلّ،

---

# باب سماع القرآن و ما یتعلق بها

اولی تزین مسموعات مر دل را بفواید و سرّ را بزواید و گوش را بلذّت کلام خداوند عزّ اسمه است و مامور ند همه مؤمنان و مکلّف هم کافران از آدمی و پری بشنیدن کلام ایزدی و از معجزات قرآن یکی آن ست که طبع از خواندن و شنیدن آن ملول نگردد ازانچه اندران رقّت عظیم ست تا حدّی که کفّار قریش شب ها بیامدندی اندر نهان و پیغامبر صلی الله علیه وسلم اندر نماز بودی ایشان می شنیدندی آنچه وی می خواندی و تعجب می نمودندی چون نضر بن الحارث که افصح ایشان بود و عتبۃ بن ربیع که ببلاغت سحر می نمود (ص ۵۴۲) و بو جهل بن هشام که بخطب و براهین ید بیضا می نمود و مانند ایشان تا حدّی که پیغامبر صلی الله علیه وسلم شبی سورۃ می خواند عتبه از هوش بشد با ابو جهل گفت مرا معلوم گشت که این نه سخن مخلوقات نیست و خداوند تعالی پریان را بفرستاد تا فوج فوج بیامدند و سخن خدای تعالی بشنیدند چنانکه خدای تعالی گفت فَقَالُوْا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا آنگاه ما را خبر داد از قول پریان که این قرآن راه نما ست دل بیماران را بطریق صواب و گفت یَهْدِیْ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَ لَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا پس پند آن نیکوتر ست از همه پند ها و لفظش موجز تر از لفظها و امرش لطیف تر از همه امر ها و نهیش زاجر تر از همه نهیها و وعدش

ص ۵۴۲

دل ربای تر از همه وعد ها و وعیدش جان گداز تر از همه وعید ها و قصه اش مشبع تر از همه قصه ها و امثالش فصیح تر از همه مثل ها هزار دل را سماع آن صید کرد ست و هزار جان را لطایف آن بغارت بلا داده عزیزان دنیا را ذلیل کند و ذلیلان دنیا را عزیز کند چون عمر بن الخطاب رضی الله عنه بشنید کہ خواهرش و دامادش مسلمان شدند قصد ایشان کرد با شمشیر آخته مر قتل ایشان را ساخته و دل از مهر ایشان بپرداخته تا حق تعالی لشکری را از لطف اندر زوایای سوره طٰه کمین بساخت چون بدر سرای خواهر آمد خواهرش می خواند طٰهٰ مَا اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰی اِلَّا تَذْکِرَۃً لِّمَنْ یَّخْشٰی جانش صید دقایق آن شد و دلش بمنۀ لطایف آن گشت طریق صلح جستن گرفت جامۀ جنگ بر کشید از مخالفت بموافقت آمد و معروف ست کہ چون رمل ۵۴۳/ پیش رسول صلی الله علیه وسلم بر خواندند اِنَّ لَدَیْنَآ اَنْکَالًا وَّ جَحِیْمًا وَّ طَعَامًا ذَا غُصَّۃٍ وَّ عَذَابًا اَلِیْمًا وی بیهوش شد بیفتاد و گویند کہ مردی برخواندش پیش عمر رضی الله عنه اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ وی نعرۀ بزد و بیهوش شد برداشتندش و بخانه بردند و تا یک ماه پیوسته بیمار بود از وجل و ترس خدای تعالی گویند کہ مردی پیش عبد الله بن حنظله رضی الله عنه بر خواند لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّ مِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ گریستن بر وی افتاد تا حاکی گوید من پنداشتم کہ جان از وی جدا شد آن گاه بر پای خواست گفتند ای استاد بنشین گفت هیبت این آیت مرا از نشستن باز دارد و گویند کہ پیش جنید رضی الله عنه این آیت بر خواندند کہ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ وی گفت بار خدایا ان قلنا قلنا بك و ان فعلنا فعلنا بك بتوفیقك فاین القول و الفعل و از شبلی می آید کہ پیش وی برخواندند وَ اذْکُرْ رَّبَّکَ اِذَا نَسِیْتَ وی گفت شرط ذکر نسیان ست و همه عالم اندر ذکر وی مانده اند نعره بزد و هوش از وی بشد و چون بهوش آمد

گفت عجب دارم ازان دلی که کلام حق بشنود و بر جای بماند و عجب ازان جانی که کلام وی بشنود و بر نیاید و یکی گوید از مشایخ که وقتی کلام خدای تعالی می خواندم وَ اتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَی اللّٰهِ هاتفی آواز داد که نرم تر خوان که چهار کس از پریان از هیبت این آیت بمرده اند و درویشی گفت که من ده سال ست تا قرآن بجز اندر نماز مقدار جواز نماز نخوانده ام و نشنیده ام گفتند چرا (ص ۵۴۴) گفت ترس آن را که بر من حجّت نشود روزی من نزدیک شیخ ابو العباس شقانی رضی الله عنه اندر آمدم وی را یافتم که می خواند ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا یَقْدِرُ عَلٰی شَیْءٍ و می گریست و نعره می زد تا بی هوش شد پنداشتم که از دنیا برفت گفتم ایّها الشیخ این چه حالت ست گفت یازده سال ست تا وردم اینجا رسیده است و ازین جا نمی توانم گذشت و از ابو العباس عطا پرسیدم که شیخ هر روز چند از قرآن خواند گفت پیش ازین اندر شبانروزی دو ختم کردمی اما اکنون چهارده سال ست تا هنوز بسورة الانفال امروز رسیده ام گویند که ابوالعباس قصاب قاری را گفت بر خوان بر خواند که یَاۤ اَیُّهَا الْعَزِیْزُ مَسَّنَا وَ اَهْلَنَا الضُّرُّ وَ جِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ باز گفت بر خوان بر خواند که قَالُوْا اِنْ یَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ باز گفت بر خوان بر خواند که لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَ یَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ الآیة آنگاه گفت بار خدایا من بجفا بیش از برادران یوسفم و تو بکرم بیش از یوسفی با من آن کن که او با برادران جافی کرد و با این همه جمله مامورند همه اهل اسلام از مطیع و عاصی باستماع قرآن ازانچه بخدای تعالی گفت وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ استماع با سکوت فرمود خلق را اندران حال که کسی قرآن بخواند و نیز گفت فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ بشارت ده مر آن را که اندر حال استماع قرآن متابع احسن آن باشد یعنی باوامر آن قیام کند

ص ۵۴۴

و بتعظیم شنود و نیز گفت اَلَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ دل های
(ص ۵۶۵) مستمعان کلام حق پر وجل باشد و نیز گفت اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ
تَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِکْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ آرامش دل ها
اندر ذکر خداوند بسته است عزّ و جلّ و مانند این بسیار ست از آیات
موکّد این قول و باز برعکس آن نکوهیدیم مر آن گروهی را که کلام خدای
بحق نشنوند و از گوش بدل راه ندهند و گفت تعالیٰ خَتَمَ اللّٰهُ عَلیٰ قُلُوْبِهِمْ
وَ عَلیٰ سَمْعِهِمْ وَ عَلیٰ اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ مواضع سمع شان مختوم است و نیز
گفت اندر قیامت اهل دوزخ گویند لَوْ کُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا کُنَّا فِیْ
اَصْحَابِ السَّعِیْرِ اگر قرآن را بحق بشنیدیمی و یا بتحقیق بدانستیمی بدوزخ گرفتار
نگشتیمی و نیز گفت وَ مِنْهُمْ مَنْ یَّسْتَمِعُ اِلَیْكَ وَ جَعَلْنَا عَلیٰ قُلُوْبِهِمْ اَکِنَّةً اَنْ
یَّفْقَهُوْهُ وَ فِیْ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا گروهی از تو بشنوند بر دل های شان حجاب
باشد و در گوشهای شان صمم تا چنان باشد که نشنیده باشند و نیز گفت
وَ لَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ هُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ بر وجه شکایت گفت
چنان مباشید که آن گروهی گفتند شنیدیم و نشنیدند یعنی شنیدند امّا نه بدل
و مانند این آیات بسیار ست اندر کتاب خدای عزّ و جلّ و از پیغامبر صلی
اللّٰه علیه وسلم می آید که مر ابن مسعود را گفت اقرأ علیّ فقال انا اقرأ
علیك و علیك اُنْزِلَ فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم انّی احبّ ان
اسمعه من غیری و این دلیل واضح است بر آنکه مستمع کامل حال تر از قاری
بود که گفت من آن دوست دارم که بشنوم از غیر خود ازانچه قاری از حال
گوید یا از غیر حال و مستمع جز بحال نشنود (ص ۵۶۷) که اندر نطق نوعی
از تکبّر بود و اندر استماع از تواضع و نیز گفت پیغمبر صلی اللّٰه علیه وسلم
شَیَّبَتْنِیْ سورة هود شنیدن سورة هود مرا پیر کرد و گویند این ازان گفت
که اندر آخر سورهٔ هود این آیت بود که فَاسْتَقِمْ کَمَا اُمِرْتَ و آدمی عاجز

ست از استقامت امور حق بحقیقت ازانچه بنده بی توفیق حق هیچ چیز نتواند
کرد پس چون گفتندش فَاسْتَقِمْ کَمَا اُمِرْتَ متحیّر شد و گفت این چگونه خواهد
بود که من بحکم این امر قیام توانم کرد از رنج دل قوّت از وی بشد
رنج بر رنج زیادت شد تا روزی اندر خانهٔ خود می برخاست دست ها
بر زمین نهاد و قوّت کرد ابو بکر صدیق گفت این چه حال است
یا رسول اللّٰه و تو هنوز جوان و تندرست گفت سورهٔ هود مرا پیر
کرد یعنی سماع این امر بر دلم چندان قوّت گرفت که قوّتم ساقط شد و
یکی از اصحابه از ابو سعید الخدری روایت کرد که گفت کنت فی عصابة فیها
ضعفاء المهاجرین و انّ بعضهم یستر بعضا من العری و قاریٔ یقرء علینا و
نحن نستمع لقراءته قال فجاء رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم حتی قام علینا
فلمّا راه القاریٔ سکت قال فسلّم فقال ما ذا کنتم تصنعون قلنا یا رسول
اللّٰه کان قاری یقرأ علینا و نحن نستمع لقرأته فقال النبی صلی اللّٰه علیه
وسلم الحمد للّٰه الذی جعل فی امّتی من اُمرتُ ان اصبر نفسی معهم قال
ثمّ جلس وسطنا لیعدل نفسه فینا ثم قال بیده هکذا فتحلّق القوم فلم
یعرف رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم (ص ۵۲۷) منهم احدٌ قال و کانوا ص ۵۲۷
ضعفاء المهاجرین فقال النبّی صلی اللّٰه علیه وسلم ابشروا صعالیك المهاجرین با
لفوز التامّ یوم القیامة تدخلون الجنة قبل اغنیاء بنصف یوم کان مقداره
خمسمائة عام من با گروهی بودم از فقرای مهاجرین که ایشان بعضی اندام
خود پوشیده بودند ببعضی دیگر از برهنگی و قاری بر ما می خواند و ما بسماع
می کردیم قرأت وی را تا پیغامبر صلی اللّٰه علیه وسلم بیاید و بر سر ما
باستاد چون قاری وی را بدید خاموش شد و پیغامبر بر ما سلام کرد و
گفت شما اندر چکار بودید گفتیم یا رسول اللّٰه قاری می خواند و ما
سماع می کردیم قرآن خواندن او را آنگاه پیغامبر صلی اللّٰه علیه وسلم گفت

الحمد لله که در امّت من گروهی آفرید که مرا بفرمود تا اندر صحبت ایشان صبر کنم آنگاه اندر میان ما بنشست چون یکی از ما تا خود را با ما برابر کرد پس حلقه کردند این گروه و کس اندر میانِ آن حلقه پیغمبر را صلی الله علیه وسلم می نشناخت آنگاه مر ایشان را گفت بشارت مر شما را ای درویشان مهاجرین به فیروزی تمام تر اندر روز قیامت که اندر آید در بهشت پیش از توانگران به نیمروز و آن پانصد سال باشد و این خبر را بچند روایت مختلف بیارند امّا اختلاف اندر عبارت ست معنی همه درست است '

## فصل

و زُرارة بن ابی اوفی از کبار صحابه بود رضوان الله علیهم اجمعین مردمان را امامتی کردی آیتی بر خواند و نعقه بزد و جان بداد و ابو جُهیر از بزرگان تابعین بود و صالح مُرّی رحمة الله علیه آیتی بر وی خواند شهقه از وی جدا شد و از دنیا برفت و ابراهیم (ص ۴۴۸ ه) نخعی رحمة الله علیه روایت آرد که اندر دهی از دیهای کوفه می رفتم پیر زنی را دیدم در نماز استاده آثار خیر برو ظاهر دیدم تا از نماز فارغ شد بحکم تبرک وی را سلام کردم مرا گفت قرآن دانی گفتم بلی گفت آیتی بر خوان بر خواندم وی بانگی بکرد و جان باستقبال رؤیت فرستاد رحمة الله و احمد بن ابی الحواری رحمه الله روایت آرد که اندر بادیه جوانی دیدم با مرقعه خشن بر سر چاهی ایستاده مرا گفت یا احمد بوقتی آمدی که مرا سماع می باید کرد تا جان بدهم آیتی بر خوان گفت خداوند تعالی مرا الهام داد تا بر خواندم که اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰهُ

ص ۴۴۸ ه

ثُمَّ اسْتَقَامُوا گفت یا احمد بخدای آسمان و زمین که همان بر خواندی که اندرین ساعت بر من فرشته بر می خواند در حال جان بداد و اگر جملهٔ حکایاتی که بدین معنی متصل است بیارم از مراد خود باز می مانم و بالله التوفیق۔

# باب سماع الشعر و ما یتعلق به

و در جمله شنیدن شعر مباح است و پیغامبر صلی الله علیه وسلم شنیده است و صحابه رضی الله عنهم گفته اند و شنیده و از وی می آید صلوات الله و سلامه علیه که گفت انّ من الشعر لحکمة و نیز گفت الحکمة ضالّة المؤمن حیث وجدها فهو احقّ بها از شعر شعریست که حکمت باشد و حکمت ضالهٔ مومن بود که از وی غایب است آنکه بیابد اولی تر باشد و نیز پیغامبر گفت صلی الله علیه وسلم اصدق کلمة قالها العرب قول لبید راست ترین کلمهٔ که عرب گفته است شعر

الا کلّ شئ ما خلا الله باطل (ص۵۲۶) و کلّ نعیم لا محالة زایل ص ۵۲۶

و عمرو بن الشرید روایت کند از پدرش رضی الله عنهما قال استنشدنی رسول الله صلی الله علیه وسلم هل تروی من شعر امیّة بن ابی الصلت شیئا فانشدته مائة قافیة فجعلت کلما مررت علی بیت قال هیه فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم کاد ان یسلم فی شعره ـ هیچ روایتی کند از اشعار امیّة ابی الصلت گفتم بلی صد بیت روایت کردم و اندر آخر هر بیت که می گفتم او می گفت هیه یعنی دیگر بگوی و مانند این روایات بسیار آمده است از وی صلی الله علیه وسلم و از صحابه رضی الله عنهم و عمر رضی الله عنه گفت مردمان را اندرین غلط ها افتاده است گروهی

شنیدن جملهٔ اشعار حرام گویند و روز و شب غیبت مسلمانان می گویند و گروهی
جملهٔ آن را حلال دارند و روز و شب غزل و صفت روی و زلف جانان
شنوند و اندرین معنی بر یکدیگر حجج آرند و مراد من اثبات و نفی و گفت و
شنود ایشان آنست اما مشایخ متصوفه را رضی الله عنهم اندرین باب طریق آن
ست که از پیغمبر صلی الله علیه وسلم پرسیدند از شعر وی گفت کلام حسنه
حسن و قبیحه قبیح سخنی است که نیکو آن نیکو بود و زشت آن زشت
یعنی هر چه شنیدن آن حرام است چون عیب و بهتان و فواحش و ذمّ
کسی و کلمهٔ کفر بنثر و بنظم همه حرام باشد و هر چه شنیدن آن بنثر حلال
است چون حکمت و مواعظ و استدلال اندر آیات خداوند و نظر اندر شواهد
(ص ۵۵۰) حق بنظم هم حلال باشد و در جمله همچنانکه نظر اندر جمالی
که محل آفت بود حرام و محظور ست شنیدن آن نیز بنظم و نثر حرام
و محظور بود و شنیدن صفت آن بران وجه نیز حرام بود و آنکه این
معنی را مطلق حلال گوید نظر و بسودن را نیز حلال باید گفت آن گاه
آن کفر و زندقه باشد و آنکه گوید که من اندر زلف و چشم و خدّ
و خال همه حق می شنوم و حق می طلبم پس واجب کند تا بدیگر اندر
نگرد و خد و خال او بیند و گوید که من همه حقّ می بینم و حق
می طلبم ازانچه چشم و گوش محلّ عبرت ست و منبع علم پس واجب
کند که تا دیگری گوید من می بسادم مر شخصی را که آن یکی شنیدن صفت
آن روا می دارد و آن دیگر دیدن وی روا می دارد و گوید من هم
اندران حقّ می طلبم و گوید که حواسی از حواسی اولی تر بناشد مر ادراک
معنی را آنگاه کلیّت شریعت باطل شود و رسول گفت صلی الله علیه وسلم
العینان تزنیان هم حکم این بر خیزد و هم ملامت بسودن نا محرمان منقطع
شود و حدود شرعی ساقط گردد و این ضلالت ظاهر بود و چون جهلهٔ

ص ۵۵۰

متصوفه مستغرقان متمعان را دیدند که سماع می کردند بحال ایشان پنداشتند که بنفس می کنند چون ایشان را بدیدند گفتند که حلال است و اگر حلال نبیستی ایشان نکندی بدان تقلید کردن ظاهر بر گرفتند و باطن بگذاشتند تا خود هلاک شدند و قومی را هلاک کردند و این از آفات زمانه است و بجای خود شرح بتمامی بگویم انشاء الله تعالیٰ

---

ص ۵۵۱

# باب سماع الاصوات [ص ۵۵۱] والالحان

پیغمبر گفت صلی اللہ علیہ وسلم زیّنوا اصواتکم بالقرآن بیارائید آواز ھای خود را بقرآن خواندن و خداوند تعالی گفت يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ مفسران گفتند کہ این صوت حسن باشد پیغمبر گفت صلی اللہ علیہ وسلم من اراد ان یسمع صوت داود فلیسمع صوت ابی موسی الاشعری ھر کہ خواھد کہ صوت داود بشنود گو کہ صوت بو موسی اشعری بشنود و اندر اخبار مشھور ست کہ اندر بھشت مر اھل بھشت را سماع باشد و آن چنان بود کہ از ھر درختی صوتی و لحنی مختلف می آید چون آن اصواتی کہ با یکدیگر مختلف بودند مؤلف شوند طبایع را اندران لذت عظیم باشد و این نوع سماع عامّ ست اندر میان خلق از آدمی و غیر آن کہ زندہ اند بحکم آنکہ روح لطیف ست و اندر اصوات لطافتی است چون بشنود جنس بجنس مایل شود و این قول گروھی است کہ گفتم و اطبّا را و آنان کہ دعوی تحقیق کنند از اہل خبرت اندرین سخن بسیار ست و اندرین تالیف الحان کتب ساختہ اند و مر آن را عظم دادہ و امروز آثار صنعت ایشان ظاھر ست اندر مزامیر کہ آن را مرتب کردہ اند مر قوت ھوا و طلب لعب و لھو را بحکم موافقت با شیطان تا حدّی کہ گویند اسحاق موصلی اندر باغی غنا می کرد و ھزار دستانی

می سرائید. از لذّت غنای وی خاموش شد و او سماع می کرد تا از درخت
اندر افتاد و مرد و ازین جنس حکایات بسیار شنیده ام امّا مراد من بجز این
ص ۵۵۲ این نیست که ایشان گویند (ص ۵۵۲) همه جانوران را تالیف طبایع از تالیف
و ترکیب اصوات بود و الحان و ابراهیم خواصّ رضی الله عنه گوید که وقتی
بحیّ از احیای عرب رسیدم در بدار ضیف امیری از امرا نزول کردم سیاهی
دیدم مغلول و مسلسل بر در خیمه فگنده اندر آفتاب شفقتی اندر دلم پدید آمد
و قصد کردم تا او را بشفاعت بخواهم از امیر چون طعام پیش آوردند مر اکرام
ضیف را امیر بیامد تا با من موافقت کند چون وی قصد طعام خوردن کرد من
ابا کردم و بر عرب هیچیز سخت تر ازان نباید که کسی طعام ایشان نخورد مرا
گفت ای جوانمرد چه چیز ترا از طعام خوردن باز می دارد گفتم امیدی که
بر کرم تو دارم گفت همه املاک من ترا و تو طعام من بخور گفتم مرا
بملک تو حاجت نیست این غلام را اندر کار من کن گفت نخست از
جرمش بپرس آنگاه بند از وی بر گیر که ترا بر همه املاک من حکم است
تا در ضیافت مائی گفتم بگو تا جرمش چه چیز ست گفت بدانکه این غلامی
است حادی و صوتی خوش دارد من این را بضیاع خود فرستادم با اشتری
چند تا مرا غلّه آرد وی برفت و دو بار شتر بر هر اشتری نهاد
و اندر راه حُدی می کرد و اشتران می شتافتند تا بمدّتی قریب اینجا
آمد با دو چندان بار که فرموده بودم چون بار اشتران فرود گرفت اشتران
یگان و دوگان همه هلاک شدند ابراهیم رضی الله عنه گفت مرا سخت
آمد گفتم ایها الامیر مشرف تو ترا بجز راست گفتن نفرماید امّا مرا
ص ۵۵۳ برین قول برهانی باید ما درین سخن (ص ۵۵۳) بودم اشتر چند از
بادیه بچاه سار آوردند تا آب دهند امیر پرسید چند روز ست که تا
این اشتران آب نخورده اند گفتند سه روز. این غلام را فرمود تا

بُحدی صوت بر کشاد اشتران اندر صوت وی و شنیدن آن مشغول شدند و هیچ
دهان بآب نکردند تا ناگاه یکمر یکمر در رمیدند و در بادیه پراگنده شدند و آن
غلام را بکشاد و بمن بخشید و ما بعضی ازین اندر مشاهده می بینم که چون
اشتربان و خربنده ترنم می کنند اندر راه اشتر و خر را طربی پدیدار می آید
و اندر خراسان و عراق عادتی است که صیادان که بشب آهو گیرند طشتی بزنند
تا آهو آواز آن بشنود بر جای بایستد ایشان مر او را بگیرند و مشهور
ست که در هندوستان گروهی اند که بدشت بیرون می روند و غنا
می کنند و لحن می گردانند آهوان آن بشنوند قصد ایشان کنند ایشان گرد وی می گردند و غنا می کنند تا
از لذت آن چشم فرو گیرند و بخسپند ایشان مر ادرا بگیرند و اندر کودکان خرد این حکم ظاهرست که چون بگریند اندر گهواره
کسی نوائی بزند خاموش شوند و مر آن قوا را بشنوند و اطبا مر این
کودک را بگویند که حس وی درست است و ببزرگی زیرک باشد و ازان
بود که یکی از ملک عجم را وفات آمد از وی پسر دو ساله ماند
وزرا گفتند این را بر تخت ملک باید نشاند با بوذر جمهر تدبیر کردند
وی گفت صواب آید اما بباید آزمود تا حس او درست هست که
بدو امیدی توان داشت گفتند تدبیر این چیست بفرمود تا مغنیان بر سر
وی غنا کردند اندر از میان بطرب آمد و دست (ص ۵۵۴) و پای ص ۵۵۴
زدن گرفت بوذر جمهر گفت ازین امیدواری ست بملک و اصوات را تاثیر
ظاهرتر ازان ست بنزدیک عقلا که باظهار برهان وی حجت آید و هر
که گوید مرا بالحان و اصوات و مزامیر خوش نیست او یا دروغ گوید و یا
نفاق کند و یا حس ندارد و از جمله طبقه مردمان و ستوران بیرون باشد و منع
گروهی بدان ازان است که رعایت امر خداوند کنند و فقها متفق اند که چون
ادوات ملاهی نباشد و اندر دل بشنیدن آن لحن فسقی پدیدار نیاید شنیدن آن
مباح است و برین اخبار و آثار بسیار ست چنانکه عائشه رضی الله عنها

روایت آرد قالت عندی جاریة تغنّی فاستاذن عمر فلمّا احسّته فرّت فلما دخل عمر تبسّم رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال له عمر ما اضحکك یا رسول الله قال کانت عندنا جاریة تغنّی فلما سمعت حسّك فرّت فقال عمر لا ابرح حتّی اسمع ما کان سمع رسول الله صلی الله علیه وسلم فدعا رسول الله صلی الله علیه وسلم الجاریة فاخذت تغنّی و رسول الله صلی الله علیه وسلم یستمع و بسیاری از صحابه رضی الله عنهم مانند این روایت کرده اند و شیخ ابو عبدالرحمٰن السلمی این جمله را جمع کرده است اندر کتاب السماع و باباحت آن قطع کرده و مراد مشایخ متصوّفه ازین سماع بجز ازان ست ازانچه اندر اعمال فواید باید اباحت طلبیدن کار عوامّ باشد و بر محلّ مباح ستوراند بندگان مکلّف را باید تا از کردار فایده طلبند وقتی من بمرو بودم یکی از ایمهٔ اهل حدیث آنکه معروف ترین ایشان بود (ص ۵۵۵) مرا گفت که من اندر اباحت سماع کتابی کردم گفتم بزرگ مصیبتی که اندر دین پدید آمد که خواجه امام لهوی را که اصل همه فسق ها ست حلال کرد مرا گفت پس اگر حلال نمی داری تو چرا می کنی گفتم حکم این بر وجوهست بر یک چیز قطع نتوان کرد اگر تاثیر آن اندر دل حلال بود سماع آن حلال بود و اگر حرام بود حرام و اگر مباح بود مباح چیزی که حکم ظاهر حکمش فسق است و اندر باطن حالش و روشش بر وجوه است اطلاق آن بیک چیز محال باشد والله اعلم

ص ۵۵۵

---

# باب احکام السماع

بدانکه سماع را اندر طبایع حکم های مختلف است هم چنانکه ارادت
اندر دل ها مختلف است و ستم باشد که کسی مر آن را بر یک
حکم قطع کند و در جمله مستمعان بر دو گروه اند یکی آنکه معنی شنوند و دیگر
آنکه صوت شنوند و اندرین هر دو اصل فواید و آفت است از انچه
شنیدن اصوات خوش غلیان آن معنی باشد که اندر مردم مرکب بود اگر
حقّ بود و اگر باطل باطل کسی را که مایه بطبع فساد بود آنچه بشنود
همه فساد باشد و جملگی این معنی اندر حکایت داود صلوات الله علی
نبینا و علیه بیابد که چون حق تعالی او را خلیفهٔ خود گردانید او را صوت خوش
داد و حلق او را مزامیر گردانید و کوه ها را رسل مر وی گردانید تا حدی
که وحوش و طیور از کوه و دشت بسماع آواز وی بیامدندی و آب
از رفتن باستادی و مرغان از هوای افتادندی و اندر آثار است که یک
ماه آن خلق اندران صحرا هیچ چیز نخوردندی و اطفال نگریستندی و شیر
نخواستندی و هر گاه خلق (ص ۵۵۶) ازانجا باز گشتندی بسیار مردم از لذت
کلام و صوت و لحن وی مرده بودندی تا حدی که گویند یک بار هفت صد
کنیزک عذرا بشمار برآمده بود که مرده بودند و دوازده هزار پیر نیز مرده
بودند و آنگاه چون حق خواست که مستمع صوت و متابع طبع را جدا کند

از اهل حق و مستمع حقیقت ابلیس را اضطراب طبعی قوت گرفت و ارادت وسواس انسان در دل وی پدید آمد دستوری خواست باظهار حیل خود با ایشان دستوری یافت بیامد و نای و طنبور بساخت و اندر برابر سماع داود صلوات الله علی نبینا و علیه مجلسی فرو گسترند تا آنان که صوت داود صلوات الله علی نبینا و علیه می شنیدند بدو گروه شدند یکی اهل شقاوت بودند و دیگر اهل سعادت آنانکه اهل شقاوت بودند بمزامیر ابلیس مایل شدند و آنانکه اهل سعادت بودند با صوت داود بماندند و باز آنانکه اهل معنی بودند صوت داود و غیر آن صلوات الله علی نبینا و علیه اندر پیش دل شان نبود ازانچه همه حق را می دیدند که مزمار دیو شنیدندی اندران فتنه از حق دیدی و اگر صوت داود شنیدندی اندران هدایت از حق دانستندی تا از کل باز ماندند و از متعلقات اعراض کردند و هر دو گروه را چنانکه بود بدید صوب را بصوابی و خطا را بخطائی و آن را که سماع بدین صفت بود هر چه بشنود همه حلال باشدش و گروهی گفتند از مدعیان که ما را سماع بر خلاف آن می افتد که هست (ص ۵۵۷) ص ۵۵۷ و این محال باشد ازانچه کمال ولایت آن بود که هر چیزی را که بینی بدان بینی که هست تا دیده درست باشد و اگر بر خلاف آن بینی دیدار درست نباید ندیدی که پیغامبر صلی الله علیه وسلم گفت اللهم ارنا الاشیاء کما هی بار خدایا بنمائی ما را هر چیزی را چنانکه هست و چون دیدن درست هر چیز ها را آن بود که بینی بدان صفت مر آن را که هست باید که تا سماع نیز درست آن بود که بشنوی هر چیزی را چنانکه هست آن چیز اندر نعت و حکم و آنان که بر مزامیر مفتون شوند و بهوا و شهوت مقرون شوند ازانست که می خلاف آن می شنوند که هست اگر بر موافقت حکم آن سماع کنندی از همه آفات برهندی ندیدی که اهل ضلالت کلام خدائی تعالی بشنوند و اندران ضلالت شان ضلالت بر ضلالت

زیاده شد چنانکه نضر بن الحارث هذا اساطیر الاولین گفت و عبدالله بن سعد بن ابی سرح که کاتب وحی بود گفت فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ و گروهی لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ را دلیل نفی رؤیت ساختند و گروهی ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ را اثبات مکان و جهت گفتند و گروهی وَ جَآءَ رَبُّكَ وَ الْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا را دلیل مجی گفتند چون دل شان محل ضلالت بود شنیدن کلام خداوند ایشان را هیچ سود نداشت و باز موحد چون اندر شعر شاعر نظر کردند آفریننده طبع او را بدید و آراینده خاطرش را اندران اظهار فعل او را بر فاعل دلیل کرد تا آن گروه اندر حق را گم کردند و این گروه اندر باطل راه یافتند و انکار این معانی (ص ۵۵۸) مکابره عیان باشد و الله اعلم

ص ۵۵۸

## فصل

و مشایخ را رضی الله عنهم اندرین معنی کلمات لطیف ست بیش ازانکه جملگی آن را این کتاب حمل نکند امّا آنچه ممکن شود من اندرین فصل اثبات کنم تا فایده تمام تر باشد و الله اعلم، ذی النون مصری رضی الله عنه گوید السماع وارد الحق یزعج القلوب الی الحق فمن اصغی الیه بحق تحقق و من اصغی الیه بنفس تزندق سماع وارد حق ست که دل ها را بدان برانگیزد و بر طلب وی حریص کند هر که آن را بحق شنود بحق راه یابد و هر که بنفس شنود اندر زندقه افتد و مراد آن پیر ازین نه آنست که باید تا سماع علت وصل حق باشد بلکه مراد آنست که مستمع باید تا معنی بحق شنود نه صوت مجرد و دل وی محل وارد حق باشد پس چون آن معنی بدل رسید دل را برانگیزد آنکه اندر سماع متابع حق باشد مکاشف شود و آنکه معانق و متابع نفس بود محجوب گردد که تعلق بتاویل کند آنگاه ثمرهٔ آن

سماع کشف باشد و ازان این سماع ستر اما زندقه پارسی است معرّب
و بزبان عجم زنده تاویل بود و بدان سبب ایشان تفسیر کتاب خود را زند
و پازند خوانند و چون خواستند اهل لغت که ابنای مجوس را نامی کنند
زندیق نام کردند ایشان بحکم آنکه می گفتند هر چیزی که این مسلمانان می
گویند آن را تاویل است که ظاهر حکم آن را نقض کند و تنزیل دخول
باشد اندر دیانت و تاویل سلخ بود از دیانت و امروز بقیت ایشان از شیعهٔ
مصر همین گویند و این اسم زندقی مر ایشان را اسم علم گشت پس مراد
ذوالنون (ص ۵۵۹) ازین آن بوده است که اهل تحقیق در سماع محقق
شوند و اهل هوا مأوّل که آن را تاویل بعید کنند و بدان سبب به فسق
افتند و شبلی رحمة الله علیه گوید که السماع ظاهره فتنة و باطنه عبرة فمن
عرف الاشارة حلّ له استماع العبرة و الّا فقد استدعی الفتنة و
تعرّض للبلیّة ظاهر سماع فتنه است و باطنش عبرت آنکه اهل اشارت بست
مر او را استماع عبرت حلال باشد و الّا آن دیگر را طلب فتنه است و
تعلق به بلا یعنی آن را که کلیت دلش مستغرق حدیث حق نیست سماع بلای وی
است و آفت گاه وی و ابو علی رودباری رحمة الله علیه گوید اندر سوال و جواب
مردی که او را پرسید از سماع لیتنا تخلصنا رأساً برأس کاشکی ما ازین سماع
سر بسر برهیمی از آنکه آدمی اندر گزاردن حق همه چیز ها عاجز است و چون
حق چیزی فوت شود بنده تقصیر خود به بیند و چون تقصیر خود دید گوید
کاشکی برابر برهیمی یکی گوید از مشایخ السماع تنبیه الاسرار لما فیه من المغیبات
گفت سماع بیدار کردن سرّ ها ست از چیز های که غیبت واجب کند تا
بدان پیوسته حاضر باشد بحق زانچه غیبت اسرار مدعیان را سخت نکوهیده
است و از مذموم ترین اوصاف ایشان باشد از انچه دوست از دوست اگرچه
غایب بود حاضر بود بدل و چون غیبت دل آمد دوستی برخاست از وی

---

عُرِّب

ص ۵۵۹

و شیخ من گوید رضی الله عنه السماع زاد المضطرین فمن وصل استغنی (ص ۵۶۰) ص ۵۶۰
عن السماع سماع توشهٔ باز ماندگان ست هر کہ رسید او را بسماع حاجت
نیست ازانچہ اندر محل وصل حکم سمع معزول بود کہ سمع مر خبر را بود و
خبر از غایب بود چون معاینہ شد سماع متلاشی شود حصری گوید رحمۃ اللہ
علیہ ایش تعمل بالسماع ینقطع اذا انقطع ممن یستمع منہ ینبغی ان یکون
سماعك متصلا غیر منقطع چکنی سماعی را کہ چون قاری خاموش شود آن
وجد منقطع شود باید کہ سماع تو سماع متصل باشد پیوستہ کہ هرگز
بریدہ نشود و این نشان از اجتماع همت دادہ است اندر روضۂ محبت
کہ چون بندہ بدان درجہ برسد همہ عالم سماع وی شود از جمر و مدر و این
درجہ بزرگ ست و الله اعلم

# باب اختلافهم فی السّماع

اختلاف ست میان مشایخ و محقّقان اندر سماع گروهی گفتند که سماع آلت غیبت است دلیل آوردند که اندر مشاهدهٔ سماع محال باشد که دوست اندر محلِ وصلِ دوست اندر حالِ نظر بدوست مستغنی بود از سماع ازانچه سماع خبر را بود و خبر اندر محل عیان دوری و حجاب و مشغلی باشد پس سماع آلت مبتدیان باشد تا از پراگندگی های غفلت بدان مجتمع شوند آنکه مجتمع بود لامحاله بدان پراگنده گردد و گروهی گفتند که سماع آلت حضور ست ازانچه محبّت کلیّت خواهد تا کلّ محبّ بمحبوب مستغرق نشود وی اندر محبّت ناقص باشد پس چنانکه دل را اندر محلّ وصل نصیب محبّت است و سرّ را مشاهده و روح را وصلت و تن را خدمت باید تا گوش نیز (ص ۵۷۱) نصیبی بود چنانکه چشم را است از رؤیت سخت نیکو گفت آن شاعر اندر محل هزل که دعوی دوستی خمر کرد شعر

ص ۵۷۱

الا فاسقنی خمرا و قل لی هی الخمر

و لا تسقنی سرا اذا امکن الجهر

یعنی بده آب ای دوست مرا تا چشم ببیند و دستم بساود و کام بچشد و بینی ببوید آنکه یک حاسّه بی نصیب می ماند و آن گوش است پس بگو این خمر است تا گوش نیز نصیب یابد تا همه حواس ها اندر

بند آن شوند ازان لذّت یابند و گویند که سماع آلت حضور ست که غایب خود غایب ست و غایب منکر بود و منکر اهل آن نبود پس سماع بر دو گونه باشد یکی بواسطه و دیگری بی واسطه آنچه از قاری شنود آلت غیبت باشد آنچه از باری تعالی شنود آلت حضور و ازان بود که آن پیر گفت من مخلوقات را دران محل ننهم که سخن ایشان بشنوم یا حدیث ایشان گویم بجز خاصگان حق و الله اعلم بالصواب٭

# باب مراتبهم فی حقیقة السّماع

بدانکه هر یکی را ازیشان اندر سماع مرتبه است که مشرب و ذوق وی ازان بر مقدار مرتبه وی باشد چنانکه تایب هر چه شنود او را مدد حسرت و ندامت بود و مشتاق را مایهٔ شوق رؤیت و موقن را تاکید یقین و مرید را تحقیق بیان و محب را باعث انقطاع علایق و فقیر را اساس نومیدی از کلّ و مثال اصل سماع چون آفتاب باشد یکی را می شنود که بر همه چیزها بتابد اما هر چیزی را بر مقدار مرتبهٔ وی ازان ذوق (ص ۵۶۲) و مشرب باشد یکی را می سوزد و یکی را می فروزد و یکی را می نوازد و یکی را می گدازد و این جمله طوایف که گفتیم اندر تحقیق آن بر سه مرتبه اند یکی ازای مبتدیان و دیگر متوسطان و سیوم کاملان و من اندر شرح حال هر یک اندر سماع فصلی بیارم تا بفهم تو قریب تر باشد انشاء الله تعالیٰ

ص ۵۶۲

## فصل

بدانکه سماع وارد حق ست و تزکیت نفس از هزل و لهو ست و بهیچ حال طبع مبتدی قابل حدیث حق نباشد و از ورود آن معنیٰ ربّانی مر طبع را اثری باشد بحرقت و قهر چنانکه گروهی اندر سماع بیهوش شوند و گروهی هلاک گردند و هیچ کس نباشد الّا که طبع او از حدّ اعتدال بیرون شود

و این را برهان ظاهر ست و معروف ست که اندر روم چیزی ساخته اند
اندر بیمارستانی سخت عجب که آن را انگلیون خوانند و اندر هر چیزی که عجایب
بسیار باشد آن را یونانیان بدان نام خوانند آن را چنانکه صحف را انگلیون
خوانند آن بر وضع مانی را و مانند این و مراد ازین نه اظهار حکم است و آن
مثال رودی است از رود های و اندر هفته دو روز بیماران را آنجا برند
و زدن گیرند بر مقدار علت آن بیمار را آواز آن بشنوانند آنگاه او را
ازانجا بیرون آرند و چون خواهند که کسی را هلاک کنند زمانی بیشتر آنجا
بدارند تا هلاک شود و بتحقیق آجال مکتوب بت امّا مرگ را اسباب باشند
و امّا اطبّا و دیگران پیوسته آن می شنوند و اندر ایشان هیچ اثر نکند
ازانچه موافق نیست آن با طبع (ص ۵۶۳) ایشان و مزاله است بطبع این ص ۵۶۳
مبتدیان و اندر هندوستان [دیدم] که اندر زهر قاتل کرمی پدید آمده بود و
زندگی او [بدان زهر بود] ازانچه کلیّت او همه آن بود و اندر ترکستان
دیدم [بشهری بسرحد] اسلام که آتش اندر کوهی افتاده بود و می سوخت و
[از سنگ های آن] نوشادر برون می جوشید و اندران آتش موشی بود
[چون از آتش] بیرون آمدی هلاک شدی و مراد ازین جمله آنست غرض آن ست
که جمله که اضطراب مبتدیان اندر حلول وارد حق تعالی ازان می باشد که جمله
ایشان مر آن را مخالف ست چون آن متواتر شود بتدی اندرون ساکن
شود ندیدی که چون جبرئیل علیه السلام در ابتدا بیامد پیغمبر صلی الله علیه
وسلم طاقت رؤیت وی نداشت و چون بنهایت رسید اگر یک ساعت نیامدی
تنگدل شدی و این را شواهد بسیار ست و این حکایت هم دلیل اضطراب
مبتدیان ست و هم برهان سکون منتهیان اندر سماع و معروف ست که
جنید را رحمة الله علیه مریدی [بوده است] که اندر سماع اضطراب بسیار
کردید و درویشان بسیار مشغول [شدندی پیش شیخ] شکایت کردند او را

گفت اگر بعد ازین اندر سماع [اضطراب کنی نیز من با تو] صحبت نکنم و ابو محمد جریری گوید اندر سماع من [اندر وی] نگاه می کردم لب بر هم نهاده بود و خاموش بود تا از هر موئی چشمهٔ از اندام وی بگشاد و هوش از وی بشد و [یک روز] بیهوش بود پس من ندانستم وی اندر سماع درست (ص ۵۶۴) تر بود یا حرمت پیر بر دلش قوی تر بود و گویند که مردی اندر سماع نعره زد پیر وی را گفت خاموش باش وی سر بر زانو نهاد و چون نگاه کردند مرده بود و از شیخ بو مسلم فارس بن غالب الفارسی شنیدم گفت درویشی اندر سماع اضطراب می کرد یکی دست بر سر وی نهاد که بنشین نشستن وی بود و رفتن از دنیا و جنید رحمة الله علیه می گوید دیدم درویشی را که اندر سماع جان بداده و دُقّی روایت آرد از دراج که گفت من با ابن القرطی به کنارهٔ دجله می رفتم میان بصره و اُبلّه بکوشکی فرا رسیدیم مردی دیدم بر بام کوشک نشسته و کنیزکی در پیش وی غنا می کرد و این بیت می گفت شعر

فی سبیل الله وُدٌّ　　کان منّی لك اقبل

کل یوم تتلوّن　　غیر هذا بك اجمل

و جوانی را اندر زیر آن کوشک ایستاده با ابریق و مرقعه گفت ای کنیزک بخدای بر تو که این بیت باز گوی که از زندگانی من یک نفس بیش نمانده است تا باری باستماع این برآید کنیزک دیگر باره بخواندن آن معاودت کرد آن جوان نعره بزد و جان از وی جدا شد خداوند کنیزک [را گفت که تو] آزادی و خود فرود آمد و بتجهیز [وی مشغول شد و همه] اهل بصره بر وی نماز کردند پس آن [مرد بر پای خواست و گفت] یا اهل بصره من که فلان بن فلانم همه [املاک خود سبیل کردم] و ممالیک را آزاد کردم هم ازانجا برفت [و کس خبر آن مرد نیافت] (ص ۵۶۵) و فایدهٔ این حکایت آن ست که مرید را اندر غلبهٔ سماع حال چندین بباید که سماع

ص ۵۶۴
ص ۵۶۵

دی فاسقان را از فسق نجات دهد و [اندرین] زمانه گروهی گم شدگان بسماع فاسقان حاضر شوند و گویند ما سماع از حق می کنیم و فاسقان مر ایشان را اندران موافقت کنند بر سماع کردن و بفسق و فجور حریص تر شوند تا خود را و ایشان را هلاک کنند و از جنید رحمۃ اللہ علیہ پرسیدند کہ اگر ما بر وجہ اعتبار اندر کلیسیا شویم روا بود و ازان مراد ما بجز آن نباشد تا ذل کفر ایشان بر بینیم و بر نعمت اسلام شکر کنیم وی گفت اگر بکلیسیا در توانید شد چنانکہ چون شما بیرون آئید تن چند از ایشان با خود بدرگاہ توانید آورد بروید و اگر نہ نشوید پس اهل صومعہ اگر بخرابات شود خرابات صومعہ وی شود و خراباتی چون بصومعہ شود صومعہ خرابات وی شود یکی گوید از مشایخ کبار کہ من ببغداد می رفتم با درویشی آواز مغنّی شنیدم میخواند شعر

مُنًی ان تکن حقاً تکن احسن المُنی
و الا فقد عِشْنا بها زمنًا رُغْدًا

آن درویش نعرہ بزد و از دنیا برفت و مانند این ابو علی رودباری گوید رحمۃ اللہ علیہ کہ درویشی [را دیدم] کہ بآواز مغنّی مشغول گشتہ بود من نیز گوش نہادہ بودم تا وی چہ می گوید آن کس بصوت حزین می گفت شعر

اَمُدُّ کفّی بالخضوع　　الی الذی جاد بالصنیع

آنگاہ آن درویش بانگی بکرد و بیفتاد (ص ۵۷۶) چون نزدیک او شدم او را مردہ یافتم یکی گوید با ابراهیم خواصّ براهی می رفتم اندر کوہ طربی اندر دلم پدید آمد و بر خواندم شعر ص ۵۷۶

صحّ عندالناس انّی عاشق　　غیر ان لم یعرفوا عشق لمن
مالیس فی الانسان شئ حسن　　الا و احسن منه صوت حسن

مرا گفت یا ابراهیم باز گوئی این بیت را باز گفتم وی بحکم تواجد قدمی چند بر زمین زد چون نگاہ کردم آن اقدام وی چون در موم بدان سنگ

فرو می رفت آنگاه بیهوش بیفتاد چون بهوش آمد مرا گفت اندر روضهٔ بهشت بودم تو ندیدی و ازین جنس حکایات بیش ازان است که این کتاب آن را متحمل باشد و من معاینه اندر درویشی دیدم که اندر جبال آذربیجان می رفت متفکر و باخود می گفت این بیت ها را بشتاب، شعر

و الله ما طلعت شمس و لا غربت

الّا و انت مُنی قلبی و وسواس

و لا جلستُ الی قوم احدّثهُم

الا و انت حدیثی بین جُلّاسِ

لمّا ذکرتك محزوناً و لا طرباً

الا و حبّك مقرون بانفاسِ

و لا هممت بشرب الماء من عطش

الا رأیت خیالا منك فی الکاسِ

فلو قدرت علی الاتیان لزرتکم

محبیًا علی الوجه او مشیاً علی الراس

از سماع این متغیّر شد زمانی بنشست وپشت سنگی باز نهاد و جان بداد رحمۃ الله علیه،

## فصل

و گروهی از مشایخ این طایفه شنیدن قصاید و اشعار خواندن قرآن بالحان چنانکه حروف از حدّ بیرون برند کراهیّت داشته اند و مریدان را عذر فرموده اند (ص ۵۶۷ ل) و خود پرهیز کرده اند و اندران غلو نموده و ایشان چند گروهند و هر یکی را اندران علّت دیگر است گروهی ازان آنانند که اندر تحریم آن روایات یافته اند و اندران متابع سلف صالح شده و بدیشان تقلید کرده چنانک نرجر

ل ۵۶۷

کردن پیغمبر صلی الله علیه وسلم مر شیرین کنیزک حسّان بن ثابت را از غنا کردن و درّه زدن عمر رضی الله عنه مران صحابی را که غنا می کرد و انکار کردن علی کرم الله وجهه بر معاویه بدانچه کنیزکان مغنّیه داشت و منع کردن وی مر حسن رضی الله عنه را [از نظارهٔ آن زن حبشه] که غنا می کرد و گفتی که او قرین شیطان ست و مانند این و نیز گویند دلیل بزرگ ترین ما بر کراهیت داشت غنا اجماع امت است و مانند این و اندر زمانهٔ ما و پیش از ما بر آنکه آن کراهیت است با آنکه گروهی حرام مطلق می گویند و اندرین معنی از ابو الحارث بنانی روایت کنند که من اندر سماع کردن بجدّ بودم شبی یکی بصومعهٔ من آمد گفت جماعتی از طلّاب درگاه خداوند تعالی مجتمع اند و بدیدار شیخ مشتاقند منتظر اگر فضل [کنید] و رنجه شود گفت [بیرون آمدم و بر اثر وی می رفتم پس برا] بیامد که بگروهی رسیدم که حلقه زده بودند و پیری اندر میان ایشان بود مرا کرامتی کردند فوق الغایة و آن پیر گفت اگر فرمائی تا بیتی بر خوانند من اجازت کردم دو کس بالحان خوش ابیات خواندن گرفتند ابیاتی که شعرا در فراق گفته بودند و ایشان جمله بتواجد و خاستند و زعق های خوش می زدند و اشارت های (ص ۵۶۸) لطیف می کردند و من متعجّب حال ایشان مانده بودم و خوشی [وقت ایشان] بود تا صبح نزدیک آمد آنگاه آن پیر مرا گفت ایها الشیخ [هیچ نپرسی مرا] که تو کیستی و این گروه کیانند گفتم حشمت تو مرا از سوال باز می دارد وی گفت او خود عزازیل بوده است اکنون ابلیست و این جمله فرزندان وی اند و اندرین نشستن و غنا کردن دو فایده است یکی آنکه مصیبت فراق خود دارم و ایام دولت را یاد کنم و دیگر آنکه پارسا مردان را از راه ببرم و اندر غلط افگنم او گفت ارادت سماع ازان گاه از دل من نفی شد و من که علی بن عثمان الجلابی ام رضی الله عنه از شیخ الاسلام ابو العباس الاشقانی

ص ۵۶۸

شنیدم رضی الله عنه که گفت روزی در مجمعی بودم گروهی سماع می کردند دیوان دیدم
برهنه اندر میان ایشان پای بازی می کردند و اندر ایشان می دیدند و ایشان
گرم شدند و [گروهی] دیگرند که از خوف و خطر مریدان تا اندر بلا بطالت
نیفتند و بدیشان تقلید نکنند و از سر توبه [با سر معصیت باز نیایند و هوا
اندر] ایشان قوت نگیرد و هوس مر عزیمت [صلاح ایشان را فسخ نکند] که
آن معرض بلا و فتنه است سماع نکردند و اندر میان ایشان نه نشستند و از
جنید رضی الله عنه می آید که مر مریدی را گفت اندر حال ابتدای توبهٔ او که اگر
سلامت دین می خواهی و رعایت توبه کنی اندر سماع صوفیان که کنند منکر شو
و خود را او اهل آن مدان تا [جوانی و چون پیر] شدی رص ۵۷۹/مردمان ص ۵۷۹
را بر خود بزه کار مکن گروهی دیگر گفتند که اهل سماع [ ] گروه اند
یکی آنانکه که لاهی باشند و دیگر آنکه الهی باشند لاهی در عین فتنه باشند و
ازان نترسند الهی بریاضات و مجاهدات و بانقطاع دل از مخلوقات و اعراض سر
از مکونات فتنه از خود دور کرده باشند و ازان ایمن شده چون ما
نه ازین گروه باشیم و نه ازان گروه ترک آن ما را بهتر و
مشغول شدن بچیزی که موافق وقت ما ست اولی تر گروهی دیگر
گفتند چون عوام را اندر سماع فتنه است و از شنیدن ما اعتقاد
مردمان مشوش می شود و از درجت ما اندران محجوبند و بما بزه کار می
شوند پس عام را شفقت کنم و خاص را نصیحت کنم و برؤیت غیرت دست
ازان بداریم و این طریقی پسندیده است و گروهی گفتند که پیغامبر صلی الله
علیه وسلم گفت من حسن اسلام المرء ترك ما لا یعنیه دست از چیزی
بداریم که ازان گزیر ست ازانچه بما لا یعنی مشغول شدن تضییع وقت
است [و وقت دوستان] با دوستان عزیز ضایع نباید کرد و گروه دیگر
از خواص گفتند که سماع خبر ست و لذّت آن یافت مراد و این

کودکان باشد کہ اندر عیان خبر را چہ مقدار بود پس کار مشاہدت دارد این ست احکام سماع کہ یاد کردیم بر وجہ اختصار اکنون اندر وجد و وجود و تواجد ایشان بابی مرتب گردانم بتوفیق اللہ تعالیٰ

ص ۵۷۰

# باب الوجد والوجود والتواجد والمراتبه (ص ۵۷۰)

بدانکہ وجد و وجود مصدر اند یکی بمعنی اندوہ و دیگری بمعنی یافتن و فاعل هر دو چون یکی باشد و جز فرق نتوان کرد میان آن چنانکہ گویند وجد یجد وجداً و وجداناً چون بیافت وجد یجد وجداً چون اندوهگین شد و نیز وجد یجد جدۃً چون توانگر شد و وجد یجد موجدۃً چون در خشم شد و فرق این جملہ بمصادر باشد نہ بافعال و مراد این طایفہ از وجد و وجود اثبات دو حال باشد کہ مر ایشان را پدیدار آید اندر سماع یکی مقرون اندوہ باشد و دیگر موصول یافت مراد و حقیقت اندوہ فقد محبوب و منع مراد باشد و حقیقت یافت حصول مراد و فرق میان حزن و وجد آن بود کہ حزن نام اندوهی بود کہ اندر نصیب خود باشد و وجد نام اندوهی باشد کہ اندر نصیب غیر باشد بر وجہ محبت و این تغیرات جملہ صفت طالب ست و الحق لا یتغیر و کیفیت وجد اندر تحت عبارت نیاید از انچہ آن الم است اندر معاینہ و الم را بقلم بیان نتوان کرد پس وجد سری باشد میان طالب و مطلوب کہ بیان اندر کشف آن غیبت بود و بکیفیت وجود نشان و اشارت درست نیاید از انچہ این طرب ست اندر مشاهدت و طرب را بطلب اندر نتوان یافت پس وجد فضلی باشد از محبوب بمحب کہ اشارت از حقیقت آن معزول بود و

بنزدیک من وجد اصابت المی باشد مر دل را یا از فرح یا از طرح یا از تعب یا از طرب وجود ازالت [غمّی از دل و مصادقت] مراد آن و صفت واجد امّا حرکت بود اندر غلیان [شوق اندر حال] (ص ۵۷۱) حجاب و امّا سکون اندر حال مشاهدت اندر حال کشف امّا زفیر و امّا نفیر امّا حنین و امّا انین امّا عیش و امّا طیش امّا کرب و امّا طرب و مختلفند مشایخ تا وجد تمام تر یا وجود گروهی گویند که وجود صفت مریدانست و وجد نعت عارفان و چون درجهٔ عارف از مرید بلند تر بود باید که وصف ازان وی کاملتر بود ازانچه هر چیزی که اندر تحت یافت اندر آید [مُدرک] شد و اندرو آن صفت جنس است زیرا که ادراک حدّ اقتضا کند و خداوند تعالی بی حدّ ست پس آنچ بنده یافت بجز مشربی نبود و آنچ نیافت طالب او اندران منقطع شد و از طلب آن عاجز واجد حقیقت باشد و گروهی گویند که وجد حرقت مریدان بود و وجود تحفهٔ محبّان درجه بلند تر از مریدان باید تا آرام یا تحفه تمام تر باشد از حرقت اندر طلب و این معنی کشف نگردد بجز اندر حکایتی و آن آنست که روزی شبلی رحمة الله علیه اندر [غلیان حال خود بنزدیک] جنید رحمة الله علیه آمد وی را یافت اندوه [گین] گفت ایها الشیخ چه بوده است جنید رحمة الله علیه گفت من طلب وجد شبلی رحمة الله علیه گفت لا بل من وجد طلب آنگاه مشایخ اندرین سخن گفته اند ازانچه یکی نشان از وجد داد و آن دیگر اشارت بوجود کرد و بنزدیک من معتبر قول جنید است رحمة الله علیه ازانچه چون بنده بشناخت که معبود او از جنس او نیست اندوه وی دراز (ص ۵۷۲) گردد و اندرین معنی سخن رفته است اندرین کتاب و متفقند مشایخ رضی الله عنهم که سلطان علم قوی تر باید از سلطان وجد ازانچه چون قوت مر سلطان وجد را باشد واجد بر محل خطر بود و چون قوت مر سلطان علم را بود عالم در محل امر و مراد ازین جمله آنست که

اندر همه احوال باید تا طالب متابع علم و شرع بود و چون بوجد مغلوب شود
خطاب از وی برخیزد و چون خطاب برخاست ثواب و عقاب بر خیزست و چون
ثواب و عقاب برخاست کرامت و اهانت بر خیزد پس آنگاه حکم وی حکم مجانین
بود نه ازان اولیا و مقرّبان و چون سلطان علم غالب باشد بر سلطان حال
بنده اندر کنف اوامر و نواهی بود اندر سرا پردهٔ عزت مذکور و همیشه مشکور
و باز چون سلطان حال غالب بود بر سلطان علم بنده از حدود خارج شود
و از خطاب محروم ماند اندر محل نقص خود امّا معذور و امّا مغرور و معین
این معنی قول جنید ست [رضی الله عنه که گفت] از انچه راه دو است
یا بعلم یا بروش روش [که بی علم بود اگرچه] نیکو بود جهل و نقص
باشد و علم اگر بی روش بود عزّ و شرف باشد ازان بود که ابو
یزید رحمة الله علیه گفت کفر اهل الهمّة اشرف من اسلام
اهل المنیة بر اهل همت کفر و کفران صورت نگیرد اما اگر تقدیر
کنند اهل همت با کفر کامل تر باشد از اهل منیت بایمان و
ص ۵۷۳ جنید مر شبلی را رحمهما الله گفت (ص ۵۷۳) الشبلیّ سکران و لو افاق
من سکره لجاء منه امام ینتفع به و اندر حکایات مشهور ست که
جنید و محمد بن مسروق و ابو العباس بن عطا مجتمع بودند قوّال بیتی
خواند ایشان تواجد می کردند وی ساکن می بود گفتند ایها الشیخ ترا
ازین سماع هیچ نصیب نمی باشد وی بر خواند قول خدای تعالی
تَحۡسَبُهَا جَامِدَةً وَّ هِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ امّا تواجد تکلف بود اندر
ایشان وجد و این عرض کردن انعام و شواهد حق باشد بر دل
و اندیشهٔ ایصال و تمنّی روش مردان و گروهی اندران مترسم اند
که تقلید کرده اند بحرکات ظاهر و ترتیب رقص و تزیین اشارات ایشان
و این حرام محض باشد و گروهی محقق اند که مراد شان اندران طلب

احوال و درجۂ ایشان ست و حرکات و رسوم و پیغامبر گفت صلی اللّٰہ علیہ وسلم من تشبّہ بقوم فھو منھم و نیز گفت اذا قرأتم القرآن فابکوا و ان لم تبکوا فتباکوا و این خبر ناطق ست مر اباحت تواجد را و ازان بود کہ آن پیر گفت رضی اللّٰہ عنہ ھزار فرسنگ بدروغ بروم تا یک قدم ازان صدق آید و سخن اندرین باب بیش ازاین ست امّا من برین اختصار کردم و باللّٰہ التوفیق و اللّٰہ اعلم بالصواب،

# باب الرقص وما یتعلق به

بدانکه اندر شریعت و طریقت مر رقص را هیچ اصلی نیست ازانچه آن لهو بود باتفاق همه عقلا چون بجدّ باشد و لغوی چون بهزل بود و هیچ کس از مشایخ آن را نستوده اند و اندران (ص ۵۷۲) غلو نکرده اند و هر اثر که اهل حشو اندران بیارند آن همه باطل بود و چون حرکات وجدی و معاملات اهل تواجد بدان مانده بود ست گروهی از اهل هزل بدان تقلید کردند و اندران غالی شده و ازان مذهبی ساخته اند و من دیدم از عوامّ گروهی که می پنداشته اند مذهب تصوّف بجز این نیست آن بر دست گرفتند و گروهی اصل آن را منکر شده اند و در جمله پای بازی شرعاً و عقلاً زشت باشد از جمله مردمان و محال باشد که افضل مردمان آن کنند امّا چون خفتی مر دل را پدیدار آمد و خفقانی بر سر سلطان شد وقت قوّت گرفت حال اضطراب خود پیدا کرد و ترتیب و رسوم بر خاست آن اضطراب کی پدیدار آید نه رقص باشد نه بازی بود و نه طبع پروردن که آن جای گداختن بود و سخت دور افتد آن کس از طریق صواب که آن را رقص خواند و این حالی است که بنطق این را با کس بیان نتوان کرد من لم یذق لا یدری

ص ۵۷۲

## النظر فی الاحداث

و اندر جمله نظاره کردن اندر احداث و صحبت با ایشان محظور ست و مجوّز این کافر باشد و هر اثر که اندرین آرند بطالت و جهالت و من دیدم از جهال گروهی تهمت آن با اهل این طریقت منکر شدند و دیدم که ازین مذهبی ساخته اند و مشایخ رحمهم الله مر این را آفت دانسته اند و این اثر از حلولیان مانده است لعنهم الله اندر میان اولیای خدای تعالی و متصوفه و الله اعلم بالصواب، (ص ۵۷۵)

ص ۵۷۵

# باب الخرق

بدانکه خرقه کردن جامه اندر میان این طایفه معتاد ست و اندر مجمع های بزرگ که مشایخ بزرگ حاضر بوده اند این کرده اند و من از علما گروهی دیدم که بدان منکر بودند و گفتند که روا نباشد جامهٔ درست را پاره کردن و آن فساد بود و این محال باشد که فسادی که مراد ازان صلاح بود صلاح باشد و هم کس جامه درست را ببرند و پاره کنند و [ بدوزند ] چنانکه آستین و تنه و تریز و جیب از یکدیگر جدا کنند و باز بصلاح آرند و هیچ فرق نباشد میان آنکه جامه را بصد پاره کنند و برهم دوزند و میان کسی که پنج پاره کند و برهم دوزد با آنکه اندر هر پاره راحت دل مؤمنی است و قضای حاجتی ازان وی کر بر مرقع دوزد و هرچند که جامه خرقه کردن اندر طریقت اصلی نیست و البته اندر سماع آن را اندر حال صحت نشاید کرد که آن جز اسراف نباشد اما اگر مستمع را غلبه پدیدار آید چنانکه خطاب از وی بر خیزد و بی‌خبر گردد و [ معذور باشد یا چون یکی را جنان افتد اگر جماعتی به موافقت ] وی خرقه کنند روا باشد و جمله خرق اهل این طریقت بر سه گونه باشد یکی آنکه درویش خود خرقه کند و آن اندر حال سماع بود بحکم غلبه و دوم آنکه جماعت و اصحاب بحکم پیری و مقتدائی جامه وی را خرقه کنند یکی اندر حال استغفار از جرمی و دیگر اندر

حال سکر اندر وجدی و مشکل‌ترین این جمله خرقهٔ سماعی باشد و آن بر دو گونه (ص ۵۷۶) ص ۵۷۶
باشد یکی مجروح و دیگر درست و جامهٔ مجروح را شرط دو چیز باشد یا بدوزند و بدو
باز دهند این جماعت و یا به درویش دیگر ایثار کنند و یا مر تبرک را پاره پاره
کنند و قسمت کنند امّا چون درست باشد بنگریم تا مراد آن درویش مستمع که جامه
بیفگند چه بود اگر مراد قوّال بود وی را باشد و اگر مراد جماعت بود ایشان
را و اگر بی مراد افتاد بحکم پیر باشد تا چه فرمان دهد که جماعت را باید داد
تا خرقه کنند و یا بیکی ازیشان ارزانی باید داشت و یا بقوّال باید داد پس
اگر قوّال را باشد مراد درویش موافقت اصحاب شرط نبود ازانچه آن جامه نه
باهل می شود و آن درویش یا باختیار داده باشد یا باضطرار دیگران را اندرو
هیچ موافقتی نیست پس اگر مراد جماعت خرقه جامه شده است یا بی مراد ایشان
موافقت شرط باشد و چون در جامه افگندن موافقت کردند پیر را
نشاید که بقوّال دهد جامه درویشان امّا روا بود اگر محبّی ازان خویش ایشان
چیزی فدا کند و جامه ها بدرویشان باز دهد و یا همه خرقه کنند و قسمت
کنند و اگر جامه اندر حال مغلوبی افتاده است مشایخ رحمهم الله اندرین مختلفند
بیشتر گویند که قوّال را باشد بر موافقت خبر پیغامبر صلی الله علیه وسلم که گفت
من قتل قتیلا فله سلبه جامهٔ مقتول قاتل را بود و اگر بقوّال ندهند از
شرط طریقت بیرون آیند و گروهی گویند و اختیار اینست که چنانکه آنجا بمذهب
بعضی از فقها جز باذن (ص ۵۷۷) امام جامه مقتول قاتل را ندهند اینجا ص ۵۷۷
نیز جز بفرمان پیر این جامه بقوّال ندهند امّا اگر خواهد که پیر ندهد کس
را بر وی حرج نباشد و الله اعلم بالصواب

# باب آداب السّماع

بدانکه شرط آداب سماع آن باشد که تا نیاید نکنی و مر آن را عادت نسازی [ دیر بدیر کنی] تا تعظیم آن از دل بنشود و باید که ... چون سماع [ کنی پیری آنجا حاضر] بود و جای سماع از عوام خالی باشد و قوّال بحرمت [ و دل از اشغال خالی] و طبع از لهو نفور و بتکلّف از میان برداشته [ و تا قوّت سماع ] پیدا نیاید شرط نباشد که اندران مبالغت کنی و [ چون قوت گرفت] شرط نباشد که از خود دفع کنی و قوّت را متابع باشی بدانچه اقتضا [ کند اگر بجنباند] بجنبی و اگر ساکن دارد ساکن باشی و فرق توانی کرد میان قوّت طبع و حرقت وجد و باید که مستمع را چندان دیدار باشد که وارد حق را قبول تواند کرد و داد آن بتواند داد و چون سلطان آن بر دل بیدا آید بتکلّف آن از خود دفع نکند و چون قوّت آن گسسته شود بتکلّف جذب نکند و باید که اندر حال حرکت از کس مساعدت چشم ندارد و چون کسی مساعدت نماید منع نکند و اندر سماع کس دخل نکند و وقت وی بنشوراند و اندر روزگار او تصرّف نکند و مر او را بدان نیّت او نسنجد که اندران پراگندگی و بی برکتی بسیار باشد آزماینده را و باید که قوّال اگر خوش خواند وی را نگوید که خوش می خوانی و اگر ناخوش خواند و یا شعر ناموزون گوید که طبع پراگنده گرداند نگوید که بهتر خوان و بدل با وی خصومت نکند (ص ۵۲۸) و

وی را اندر میانه بنیند حوالهٔ بحق کند و وی راست شنود و اگر گروهی را سماع گرفته باشد وی را ازان نصیب نبوده باشد شرط نیست که بصحو خود اندر سکر ایشان نگرد باید که بوقت آرامیده باشیده باشد و مر سلطان وقت را تمکین کند تا برکات او بدو رسد و من که علی بن عثمان الجلابی ام رضی الله عنه آن دوستت دارم که بتدیان را بسماع نگذارند تا طبع ایشان بشولیده نشود که اندران خطرهای عظیم است و آفت آن بزرگ آنست که زنان از بامی و یا از جای بسدشیان ناظر باشند اندر حال سماع ایشان را ازین مر مستمعان را حجاب های صعب افتد و با یکی از احداث اندر میانه باشد از بعد آنکه جهال متصوفه این جمله را مذهب ساخته اند و صدق از میانه برانداخته و من استغفار کنم ازانچه رفت ست بر من از اجناس این آفت و استعانت خواهم از خداوند تعالی تا ظاهر و باطن مرا از آفت نگاه دارد و وصیت می کنم ترا و خوانندگان این کتاب را برعایت حقوق این کتاب و نویسنده را بدعای حفظ ایمان یاد دارند و بالله التوفیق و الحمد لله رب العلمین و الصلوة و السلام علی رسوله محمد و آله اجمعین وسلم تسلیما کثیرًا کثیرًا۔

و کتبه الراجی الی رحمة الله المتین اضعف المساکین

بهاؤالدین زکریا عفی الله عنه و عن سایر المسلمین و

جعل یومه خیرا من امسه الی یوم الدین هن امر

الله فی شهور ۶۷۲ھ

کاتب: محمد شفیع سکنای موضع جہاراج کی متصل رسول نگر ضلع گوجرانوالہ

نزیل لاہور، ادارہ کتابت چوک دال گراں

محرم الحرام ۱۳۸۷ھ

اپریل ۱۹۶۷ء

عکس صفحۂ آخر که دارای مهرهاست